

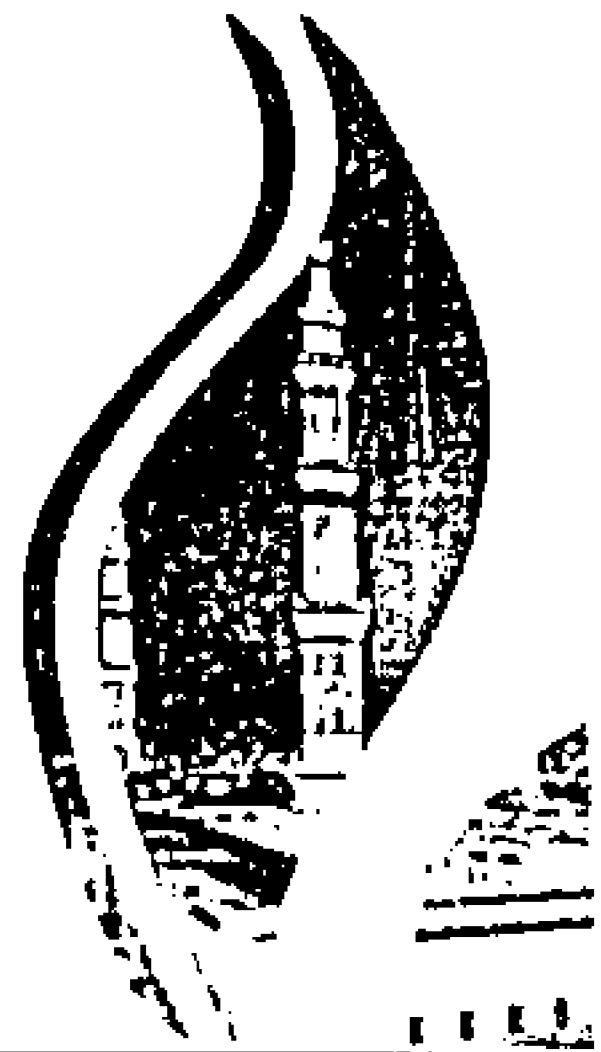
امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا علمی و تحقیقی مقام



امام ابو حنیفہ کی سوانح، آپ کی تابعیت، شہر کوفہ کی قدر و منزلت، دس محدثین اساتذہ و تلامذہ کا تعارف، امام اعظم کی جلالت شان سوا کا براہل علم کی نظر میں، آپ کے اصول حدیث، فن حدیث اور رجال میں مہارت، کتاب الآثار کا تفصیلی تعارف، اسیس مسانید اور ان کے مصنفین کا تعارف صحابہ سے روایت حدیث، محدثین کی نظر میں آپ کی بلند پایہ فتاہت کا بیان، تالیفات امام اعظم، فقہ حنفی کے خصائص امتیازات، آپ پر نقد و جرح اور اس کے تفصیلی جوابات، آپ کی ذکاوت کے پچاس دیکھپ واقعات، ۲۰۰۰ سے زائد حوالہ جات سے مزین کتاب

مَوْلَانَا مُحَمَّدُ نَعْمَانُ

فاضل جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ یوسف بھوری ٹاؤن کراچی
استاذ جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی



امام اعظم ابو حنیفہؒ کا محدثانہ مقام

جلد دوم

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی سوانح، آپ کی تابعیت، شہر کوفہ کی قدر و منزلت، دس محدثین اساتذہ و تلامذہ کا تعارف، امام اعظم کی جلالت شان سوا کا براہل علم کی نظر میں، آپ کے اصول حدیث، فن حدیث اور رجال میں مہارت، کتاب الآثار کا تفصیلی تعارف، انیس مسانید اور ان کے منفعین کا تعارف، صحابہ سے روایت حدیث، محدثین کی نظر میں آپ کی بلند پایہ فقہیت کا بیان، تالیفات امام اعظم، فقہ حنفی کے خصائص و امتیازات، آپ پر نقد و جرح اور اس کے تفصیلی جوابات، آپ کی ذکاوت کے بچاس دلچسپ واقعات، ۲۰۰۰ سے زیادہ حوالہ جات سے مزین کتاب

تالیف

مولانا محمد سعد نعمان

فاضل جامعہ علوم اسلامیہ علامہ یوسف بنوری ٹاؤن کراچی
استاذ جامعہ انوار العلوم مہران ٹاؤن کورنگی کراچی

دارالناشر

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور 0333-8335011

222096

جملہ حقوق بحق ناشر و مصنف محفوظ ہیں

عظیم ابو حنیفہؒ کا مختار مقام
مولانا فتح محمد عثمان
0332-2557675
دوم
۱۵۵
۱۲۸۱۶
دارالناشر صدر سرا
مولانا طارق محمود صاحب

★ نام کتاب

★ تالیف

★ جلد

★ ناشر

★ اہتمام

★ سن اشاعت منگل 15 اپریل بمطابق 14 جمادی الثانی 1435ھ

ملنے کے پتے

مولانا ظہور صاحب جامعہ سراج الاسلام

محله نیواسلام آباد پارہوتی، مردان، 0334-8414660

0313-1991422, 0300-5886491



- | | |
|----------------------------------------|------------------------------------|
| ☆ ادارہ العلم ریاض سوک سنٹر نو شہرہ | ☆ ادارۃ النور بنوری ٹاؤن کراچی |
| ☆ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال کراچی | ☆ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور |
| ☆ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور | ☆ مکتبہ قاسمیہ اردو بازار لاہور |
| ☆ اسلامی کتب خانہ بنوری ٹاؤن کراچی | ☆ مکتبہ القرآن بنوری ٹاؤن کراچی |
| ☆ کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار راولپنڈی | ☆ مکتبہ رشیدیہ سرکی روڈ کوئٹہ |
| ☆ ادارۃ الرشید بنوری ٹاؤن کراچی | ☆ مکتبہ رشیدہ اکوڑہ خٹک |
| ☆ مکتبہ رحمانیہ قصہ خوانی پشاور | ☆ مکتبہ لدھیانوی بنوری ٹاؤن کراچی |
| ☆ نیازی کتب خانہ اکوڑہ خٹک | ☆ مکتبہ امام محمد بنوری ٹاؤن کراچی |

عنوان

صفحہ نمبر

- ۱۸..... مسانید امام اعظم رحمہ اللہ
- ۱۸..... جامع المسانید
- ۱۹..... مسانید امام اعظم رحمہ اللہ کے متعلق علامہ شعرانی رحمہ اللہ کی رائے
- مسانید امام اعظم رحمہ اللہ کا تذکرہ دس (۱۰) اکابر اہل علم کی تحریرات میں
- ۲۰..... ۱۔ امام ابو بکر محمد بن عبد الغنی المعروف ابن نقطہ رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۹ھ) کی تحریر میں
- ۲۱..... ۲۔ امام ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) کی تحریر میں
- ۲۱..... ۳۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی تحریر میں
- ۲۳..... ۴۔ امام محمد بن یوسف صاکی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۳۲ھ) کی تحریر میں
- ۲۳..... ۵۔ حافظ شمس الدین محمد بن طولون رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۳ھ) کی تحریر میں
- ۲۳..... ۶۔ امام ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) کی تحریر میں
- ۲۳..... ۷۔ امام ابوالصبر ایوب الخلوٹی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۷۱ھ) کی تحریر میں
- ۲۳..... ۸۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) کی تحریر میں
- ۲۳..... ۹۔ علامہ محمد بن جعفر الکتانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۳۵ھ) کی تحریر میں
- ۲۳..... ۱۰۔ علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) کی تحریر میں
- انیس (۲۹) مسانید امام اعظم رحمہ اللہ اور ان کے مصنفین کا تعارف
- ۲۶..... ۱۔ مسند امام حماد بن ابی حنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۶ھ)
- ۲۸..... ۲۔ مسند امام قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ)
- ۳۱..... ۳۔ مسند امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ)

- ۴..... مسند امام حسن بن زیاد لؤلؤی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ)..... ۳۴
- ۵..... مسند امام محمد بن مخلد الدوری رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۱ھ)..... ۳۵
- ۶..... امام ابو العباس احمد بن محمد المعروف امام ابن عقدہ رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۲ھ)..... ۳۹
- ۷..... مسند امام عبد اللہ بن محمد ابی العوام رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۵ھ)..... ۴۲
- ۸..... مسند امام عمر بن حسن اشنانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۹ھ)..... ۴۴
- ۹..... مسند امام عبد اللہ بن محمد حارثی رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۰ھ)..... ۴۶
- ۱۰..... مسند امام عبد اللہ بن عدی جرجانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۵ھ)..... ۵۱
- ۱۱..... مسند امام محمد بن مظفر رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۹ھ)..... ۵۷
- ۱۲..... مسند امام طلحہ بن محمد بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۰ھ)..... ۶۱
- ۱۳..... مسند امام محمد بن ابراہیم مقرئ رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۱ھ)..... ۶۳
- ۱۴..... مسند امام ابن شاہین رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ)..... ۶۷
- ۱۵..... مسند امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ)..... ۶۹
- ۱۶..... مسند امام ابن مندہ رحمہ اللہ (متوفی ۳۹۵ھ)..... ۷۲
- ۱۷..... مسند امام ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ)..... ۷۵
- ۱۸..... مسند امام احمد بن محمد کلاعی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۲ھ)..... ۷۸
- ۱۹..... مسند امام ابوالحسن ماوردی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۰ھ)..... ۷۹
- ۲۰..... مسند امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ)..... ۸۱
- ۲۱..... مسند امام عبد اللہ بن محمد انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۱ھ)..... ۸۴
- ۲۲..... مسند امام حسین بن محمد بن خسرو بلخی رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۲ھ)..... ۸۶
- ۲۳..... مسند امام محمد بن عبد الباقي انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۵ھ)..... ۸۹

- ۲۴..... مسند امام ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ)..... ۹۱
- ۲۵..... مسند امام علی بن احمد رازی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۸ھ)..... ۹۵
- ۲۶..... مسند امام محمد بن محمد بن محمد بن عثمان بلخی بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۳ھ)..... ۷۹
- ۲۷..... مسند امام ابو علی البکری رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۶ھ)..... ۸۹
- ۲۸..... مسند امام شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ)..... ۹۹
- ۲۹..... مسند امام عیسیٰ بن محمد الثعالبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۰ھ)..... ۱۰۳
- ۱۰۵..... خلاصہ بحث.....
- ۱۰۶..... صاحب ”جامع المسانید“ امام خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) کا تعارف.....
- ۱۰۹..... مسانید امام اعظم پر کی گئی محدثین کی خدمات.....
- ۱۱۲..... مسند امام اعظم رحمہ اللہ کے متداول نسخے کا تعارف.....
- ۱۱۴..... فقہی ابواب کے اعتبار سے مسند امام اعظم میں روایت کردہ احادیث.....
- ۱۱۶..... مسند امام اعظم میں ہر ایک صحابی سے مروی روایات کی تعداد.....
- ۱۱۸..... مسند امام اعظم کے اردو میں تراجم و شروحات.....
- امام اعظم رحمہ اللہ کی سند ”أصح الأسانید“ اور ”سلسلة الذهب“ ہے
- ۱۱۹..... ”أصح الأسانید“ کے متعلق محدثین کی آراء.....
- ۱۲۰..... أصح الأسانید ”أبو حنیفة عن عطاء بن أبي رباح عن ابن عباس“.....
- ۱۲۰..... امام اعظم رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) کی جلالتِ شان.....
- ۱۲۱..... امام عطاء بن ابی رباح (متوفی ۱۱۴ھ) کی جلالتِ شان.....
- ۱۲۳..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما (متوفی ۶۸ھ) کی جلالتِ شان.....
- ۱۲۶..... سلسلہ سند کے راوی حدیث وفقہ دونوں سے متصف ہیں.....
- ۱۲۷..... أطراف أحادیث أبي حنیفة.....

الأربعین من حدیث الإمام أبی حنیفة..... ۱۲۸

عوالی الإمام أبی حنیفة..... ۱۳۰

امام بخاری رحمہ اللہ کے حنفی شیوخ..... ۱۳۱

صحیح بخاری میں کوئی روایت..... ۱۳۲

صحیح بخاری میں موجود ثلاثیات کے راوی امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں

۱..... امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ)..... ۱۳۳

۲..... امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ)..... ۱۳۴

۳..... امام محمد بن عبد اللہ انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ)..... ۱۳۵

۴..... امام خلاد بن یحییٰ رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ)..... ۱۳۵

صحیح بخاری میں موجود بائیس (۲۲) ثلاثی روایات

امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) سے مروی گیارہ ثلاثی روایات..... ۱۳۶

امام ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ) سے مروی چھ ثلاثی روایات..... ۱۳۳

امام محمد بن عبد اللہ انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) سے مروی تین ثلاثی روایات..... ۱۳۵

امام خلاد بن یحییٰ رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) سے مروی ایک ثلاثی روایت..... ۱۳۷

امام عصام بن خالد رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ) سے مروی ایک ثلاثی روایت..... ۱۳۸

بارہ (۱۲) طرق جس میں امام اعظم امام بخاری کے شیخ الشیوخ ہیں

۱..... الإمام البخاری عن والده إسماعیل بن إبراهيم عن عبد الله بن

المبارک عن الإمام الأعظم..... ۱۳۸

۲..... الإمام البخاری عن مکی بن إبراهيم عن الإمام الأعظم..... ۱۵۰

۳..... الإمام البخاری عن الضحاک بن مخلد عن الإمام الأعظم..... ۱۵۱

- ۴... الإمام البخاري عن أبي عبد الله الأنصاري عن الإمام الأعظم ۱۵۲.
- ۵... الإمام البخاري عن أبي عبد الرحمن المقرئ عن الإمام الأعظم ۱۵۳.
- ۶... الإمام البخاري عن عبيد الله بن موسى عن الإمام الأعظم ۱۵۴.
- ۷... الإمام البخاري عن الفضل بن دكين عن الإمام الأعظم ۱۵۴.
- ۸... الإمام البخاري عن يحيى بن معين عن عبد الله بن المبارك عن الإمام الأعظم ۱۵۵.
- ۹... الإمام البخاري عن إبراهيم بن موسى عن يزيد بن زريع عن الإمام الأعظم ۱۵۶.
- ۱۰... الإمام البخاري عن عمرو بن زرة عن هشيم بن بشير عن الإمام الأعظم ۱۵۷.
- ۱۱... الإمام البخاري عن يحيى بن معين عن وكيع بن الجراح عن الإمام الأعظم ۱۵۸.
- ۱۲... الإمام البخاري عن محمود بن غيلان عن عبد الرزاق بن همام عن الإمام الأعظم ۱۵۹.
- خلاصہ بحث ۱۶۰.
- امام اعظم رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت اور روایت ۱۶۱.
- امام اعظم رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت حدیث کے انکار کی ابتداء کیسے ہوئی ۱۶۳.
- بلا تحقیق نقل و نقل ۱۷۰.
- امام اعظم رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت حدیث پر پچیس (۲۵) اکابر اہل علم کی تصریحات
- ۱... امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ امام فضل بن دكين رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۸ھ) کی تصریح ۱۷۸.
- ۲... مشہور مؤرخ امام ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۰ھ) کی تصریح ۱۷۹.

- ۳..... امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) کی تصریح ۱۸۱.....
- ۴..... امام ابو حامد محمد بن ہارون حضرمی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) کی تصریح ۱۸۳.....
- ۵..... امام ابو القاسم علی بن کاس رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۲ھ) کی تصریح ۱۸۵.....
- ۶..... امام ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) کی تصریح ۱۸۶.....
- ۷..... امام حسین بن علی بن محمد المعروف الصیرمی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۶ھ) کی تصریح ۱۸۹.....
- ۸..... امام عبدالرحمن بن محمد سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۹ھ) کی تصریح ۱۹۰.....
- ۹..... علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) کی تصریح ۱۹۱.....
- ۱۰..... امام ابو معشر عبدالکریم مقرئ شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۸ھ) کی تصریح ۱۹۲.....
- ۱۱..... امام ابوالحسین علی بن احمد بن عیسیٰ رحمہ اللہ کی تصریح ۱۹۶.....
- ۱۲..... امام یحییٰ بن ابراہیم سلما سی رحمہ اللہ (متوفی ۵۵۰ھ) کی تصریح ۱۹۶.....
- ۱۳..... امام موفق بن احمد مکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) کی تصریح ۱۹۷.....
- ۱۴..... امام عبدالکریم بن محمد رافعی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۳ھ) کی تصریح ۱۹۷.....
- ۱۵..... ابوالمظفر جمال الدین المعروف سبط ابن الجوزی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۴ھ) کی تصریح ۱۹۹.....
- ۱۶..... علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) کی تصریح ۱۹۹.....
- ۱۷..... حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) کی تصریح ۲۰۰.....
- ۱۸..... علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) کی تصریح ۲۰۱.....
- ۱۹..... علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) کی تصریح ۲۰۲.....
- ۲۰..... علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی تصریح ۲۰۸.....
- ۲۱..... علامہ محمد بن یوسف صاکی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) کی تصریح ۲۰۹.....
- ۲۲..... امام ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) کی تصریح ۲۱۲.....

- ۲۱۳..... محدث کبیر ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) کی تصریح
- ۲۱۴..... امام محمد بن علی بن محمد حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) کی تصریح
- ۲۱۵..... امام ابن عماد حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) کی تصریح
- ۲۱۵..... علامہ شیخ محمد حسن السنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۵ھ) کی تحقیق
- امام اعظم رحمہ اللہ کی حضرت عائشہ بنت عبد اللہؓ سے روایت حدیث پر اعتراضات اور ان کے جوابات
- ۲۱۷.....
- ۲۲۴..... امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے لقاء اور روایت کے متعلق لکھے گئے اجزاء
- ۲۲۵..... فقہ کی لغوی تعریف
- ۲۲۶..... فقہ کی اصطلاحی تعریف
- ۲۲۷..... علم فقہ کا موضوع
- ۲۲۷..... فقہ کی غرض و غایت
- ۲۲۷..... علم فقہ اور اس کی عظمت
- ۲۲۹..... قرآن کریم سے فقہ کا ثبوت
- ۲۳۰..... احادیث مبارکہ کی روشنی میں فقہ الحدیث کے فضائل
- ۲۳۲..... علم الحدیث اور فقہ الحدیث میں فرق
- ۲۳۴..... محدث اور فقیہ میں فرق
- ۲۳۵..... فقیہ اور محدث کے فرق کو ایک مثال سے سمجھئے
- ۲۳۷..... محدث اور فقیہ کے درمیان فرق پر ائمہ کی تصریحات
- ۲۴۱..... محدثین کی موجودگی میں امام ابو ثور رحمہ اللہ کی لا جواب فقاہت
- ۲۴۳..... اکابر اہل علم کا امام اعظم رحمہ اللہ کی فقہ پر اعتماد کرنا

- اکثر صحابہ کرام روایات حدیث تھے..... ۲۴۴
- جمع صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے صرف دس مجتہد تھے..... ۲۴۵
- بائیس (۲۲) محدثین کرام کی نظر میں امام اعظم رحمہ اللہ کی بلند پایہ فقاہت کا بیان
- ۱..... امام مغیرہ بن مقسم رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶ھ) کی نظر میں..... ۲۴۹
- ۲..... امام سلیمان بن مہران اعمش رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۷ھ) کی نظر میں..... ۲۴۹
- ۳..... امام ابن جریج رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) کی نظر میں..... ۲۵۱
- ۴..... امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۵ھ) کی نظر میں..... ۲۵۱
- ۵..... امام سعید بن ابی عروبہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۶ھ) کی نظر میں..... ۲۵۲
- ۶..... امام اوزاعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۷ھ) کی نظر میں..... ۲۵۳
- ۷..... امام سفیان ثوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۱ھ) کی نظر میں..... ۲۵۴
- ۸..... امام خارجہ بن مصعب رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۸ھ) کی نظر میں..... ۲۵۴
- ۹..... قاسم بن معن بن عبد الرحمن رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۵ھ) کی نظر میں..... ۲۵۵
- ۱۰..... امام مالک بن انس رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) کی نظر میں..... ۲۵۵
- ۱۱..... امام عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) کی نظر میں..... ۲۵۶
- ۱۲..... امام ابو بکر بن عیاش رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۳ھ) کی نظر میں..... ۲۵۷
- ۱۳..... امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) کی نظر میں..... ۲۵۸
- ۱۴..... امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) کی نظر میں..... ۲۵۹
- ۱۵..... امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) کی نظر میں..... ۲۶۰
- ۱۶..... امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی نظر میں..... ۲۶۱
- ۱۷..... امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۶ھ) کی نظر میں..... ۲۶۱

- ۱۸..... امام ابو عاصم نبیل رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ) کی نظر میں ۲۶۳
- ۱۹..... امام عبد اللہ بن داود الخریبی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) کی نظر میں ۲۶۴
- ۲۰..... امام ابو عبد الرحمن عبد اللہ بن یزید المقری رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) کی نظر میں ۲۶۴
- ۲۱..... امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) کی نظر میں ۲۶۵
- ۲۲..... علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) کی نظر میں ۲۶۵
- اصحاب الحدیث اور اصحاب الرائے میں دو امور میں نمایاں فرق ۲۶۷
- حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے علوم کا نفع ۲۷۰
- فرعی مسائل میں فقہاء کرام کے درمیان اسباب اختلاف ۲۷۰
- فقہی اختلاف اور مجتہدین کا اختلاف ذوق ۲۷۵
- علم شریعت کے مدون اول امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ ۲۷۶
- مجلس فقہ میں مدون کیے گئے مسائل کی تعداد ۲۷۷
- مجلس فقہ میں شریک اکابر علماء اور ان کی سنیں وفات ۲۷۸
- استنباط مسائل میں امام اعظم رحمہ اللہ کا طریقہ کار ۲۷۹
- فقہ حنفی کے خصائص و امتیازات
- ۱..... نصوص سے غایت اعتناء ۲۸۱
- ۲..... مصادر شرعیہ کے مدارج کی رعایت ۲۸۷
- ۳..... نقد حدیث میں اصولی درایت سے استفادہ ۲۹۰
- ۴..... حقوق اللہ میں احتیاط ۲۹۳
- ۵..... سیر و سہولت کا لحاظ ۲۹۵
- ۶..... مذہبی رواداری ۲۹۸
- ۷..... نقد حدیث میں اصولی درایت سے استفادہ ۳۰۰

- ۸..... قانون تجارت میں دقیقہ سنجی ۳۰۱
- ۹..... فقہ تقدیری ۳۰۳
- ۱۰..... مسلمانوں کی طرف گناہ کی نسبت سے احتراز ۳۰۵
- ۱۱..... حیلہ شرعی ۳۰۷
- حیلہ شرعی کا ثبوت قرآن و سنت اور آثار سے ۳۰۹
- حیلے کے ناقد علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی تنقیدات پر ایک نظر ۳۱۵
- تالیفات امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ ۳۱۷
- تالیفات امام اعظم کے متعلق اٹھارہ (۱۸) اکابر اہل علم کی تصریحات
- ۱..... امام اعظم رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۸ھ) کی تصریح ۳۲۱
- ۲..... امیر المؤمنین فی الحدیث عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) کی تصریح ۳۲۱
- ۳..... امام عبد اللہ بن غانم افریقی مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۰ھ) کی تصریح ۳۲۳
- ۴..... امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی تصریح ۳۲۳
- ۵..... حافظ الحدیث امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۶ھ) کی تصریح ۳۲۴
- ۶..... امام المغازی امام واقدی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۷ھ) کی تصریح ۳۲۴
- ۷..... امام عبد اللہ بن داود رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) کی تصریح ۳۲۴
- ۸..... امام اسد بن فرات رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) کی تصریح ۳۲۵
- ۹..... مشہور محدث امام ابو نعیم فضل بن دکین رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۹ھ) کی تصریح ۳۲۵
- ۱۰..... امام الجرح والتعديل امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) کی تصریح ۳۲۵
- ۱۱..... سید الحفاظ امام ابو زرعہ رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) کی تصریح ۳۲۶
- ۱۲..... امام طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) کی تصریح ۳۲۶

- ۱۳..... قاضی امام ابو عاصم محمد بن احمد عامری رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) کی تصریح..... ۳۲۷
- ۱۴..... امام امیر ابن ماکولا رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۵ھ) کی تصریح..... ۳۲۷
- ۱۵..... امام ابوالحسن یحییٰ بن سالم یمنی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۵۵۸ھ) کی تصریح..... ۳۲۷
- ۱۶..... امام احمد بن ابراہیم الحنفی رحمہ اللہ (متوفی ۸۸۴ھ) کی تصریح..... ۳۲۷
- ۱۷..... امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) کی تصریح..... ۳۲۸
- ۱۸..... امام محمد بن عبدالرحمن ابن الغزالی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۷ھ) کی تصریح..... ۳۲۸
- بیس (۲۰) اکابر اہل علم کی تصریحات کہ فقہ اکبر امام اعظم رحمہ اللہ کی تصنیف ہے
- ۱..... مشہور مورخ علامہ ابن ندیم (متوفی ۴۳۸ھ) کی تصریح..... ۳۲۸
- ۲..... علامہ ابوالمظفر اسفرائینی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۱ھ) کی تصریح..... ۳۲۹
- ۳..... شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) کی تصریح..... ۳۲۹
- ۴..... امام ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم کنانی حموی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۳ھ) کی تصریح..... ۳۳۰
- ۵..... علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی تصریح..... ۳۳۰
- ۶..... علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) کی تصریح..... ۳۳۰
- ۷..... علامہ ابن ابی العزیز دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۲ھ) کی تصریح..... ۳۳۰
- ۸..... امام کردری رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۷ھ) کی تصریح..... ۳۳۱
- ۹..... حافظ ابن ناصر الدین دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۲ھ) کی تصریح..... ۳۳۲
- ۱۰..... حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی تصریح..... ۳۳۳
- ۱۱..... علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) کی تصریح..... ۳۳۳
- ۱۲..... محدث کبیر ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) کی تصریح..... ۳۳۳
- ۱۳..... علامہ مرغی بن یوسف بن ابی بکر المقدسی حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳۳ھ) کی تصریح..... ۳۳۳

- ۱۴..... علامہ نجم الدین الغزالی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۱ھ) کی تصریح..... ۳۳۴
- ۱۵... علامہ شمس الدین ابوالمعالی محمد بن عبدالرحمن الغزالی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۷ھ) کی تصریح..... ۳۳۴
- ۱۶..... علامہ شمس الدین سفارینی حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۸۸ھ) کی تصریح..... ۳۳۴
- ۱۷..... امام ابوالفضل محمد خلیل بن علی الحسینی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۶ھ) کی تصریح..... ۳۳۴
- ۱۸..... علامہ نعمان بن محمود بن عبداللہ آلوسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۱۷ھ) کی تصریح..... ۳۳۵
- ۱۹..... امام محمد بن حسین بن سلیمان بن ابراہیم رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۵ھ) کی تصریح..... ۳۳۵
- ۲۰..... عمر رضا کمالہ دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۸ھ) کی تصریح..... ۳۳۶
- مشہور غیر مقلدین علماء نے فقہ اکبر کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تصنیف قرار دیا..... ۳۳۶
- بیس (۲۰) اکابر اہل علم جنہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب میں جرح کا

کوئی جملہ نقل نہیں کیا

- ۱..... امام ابو الحسن احمد بن عبداللہ عجل رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ)..... ۳۳۸
- ۲..... علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ)..... ۳۳۸
- ۳..... علامہ ابواسحاق شیرازی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۶ھ)..... ۳۴۱
- ۴..... امام ابوسعید عبدالکریم سمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ)..... ۳۴۱
- ۵..... امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ)..... ۳۴۱
- ۶..... علامہ ابن خلیکان رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۱ھ)..... ۳۴۱
- ۷..... امام محمد بن یوسف جندی یمنی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۲ھ)..... ۳۴۲
- ۸..... امام محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ)..... ۳۴۲
- ۹..... امام محمد بن احمد بن عبدالہادی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۴ھ)..... ۳۴۲
- ۱۰..... علامہ صلاح الدین صفدی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۴ھ)..... ۳۴۳

- ۱۱..... مشہور مؤرخ علامہ یافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۸ھ)..... ۳۴۳
- ۱۲..... حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ)..... ۳۴۳
- ۱۳..... علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ)..... ۳۴۴
- ۱۴..... علامہ ابن جزری رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۳ھ)..... ۳۴۴
- ۱۵..... علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ)..... ۳۴۴
- ۱۶..... علامہ جمال الدین یوسف بن تغری رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۴ھ)..... ۳۴۵
- ۱۷..... علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ)..... ۳۴۵
- ۱۸..... علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ)..... ۳۴۵
- ۱۹..... علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ)..... ۳۴۶
- ۲۰..... علامہ ابن العماد حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۹ھ)..... ۳۴۹

صحاب ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتب میں امام اعظم رحمہ اللہ پر کوئی جرح نہیں

امام جمال الدین مزنی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) کی ”تہذیب الکمال فی أسماء الرجال“ میں کوئی جرح نہیں..... ۳۵۰

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کی ”تہذیب تہذیب الکمال“ اور ”الکاشف“ میں کوئی جرح نہیں..... ۳۵۲

امام ابوالحسن حسینی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۵ھ) کی ”التذکرۃ بمعرفۃ رجال الکتب العشرۃ“ میں کوئی جرح نہیں..... ۳۵۵

امام برہان الدین طرابلسی رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۱ھ) کی ”نہایۃ السؤل فی رجال الستۃ الأصول“ میں کوئی جرح نہیں..... ۳۵۵

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کی ”تہذیب التہذیب“ اور ”تقریب

التہذیب “میں کوئی جرح نہیں..... ۳۵۶

امام احمد بن عبد اللہ خزرجی رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۳ھ) کی ”خلاصۃ تہذیب تہذیب

الکمال “میں کوئی جرح نہیں..... ۳۵۷

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر نقد و جرح اور اسکے جوابات

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ..... ۳۵۷

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کے اعتراضات کے جوابات پر لکھی گئی کتابیں..... ۳۵۹

نعیم بن حماد رحمہ اللہ اور ان کی تنقید..... ۳۶۰

چھ اکابر اہل علم کی آراء کہ نعیم بن حماد امام اعظم کے متعلق جھوٹی باتیں گھڑا کرتا تھا..... ۳۶۲

امام نسائی رحمہ اللہ کی جرح..... ۳۶۶

امام نسائی رحمہ اللہ کی جرح کے دس (۱۰) جوابات..... ۳۶۶

امام ابن عدی کی رحمہ اللہ جرح اور اس کے جوابات..... ۳۷۲

امام ابن عدی کی رحمہ اللہ کا ”مسند ابی حنیفہ“ تالیف کرنا..... ۳۷۶

امام دارقطنی رحمہ اللہ کی جرح اور اس کا جواب..... ۳۷۸

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی طرف منسوب جرح اور اس کا جواب..... ۳۸۴

امام اعظم رحمہ اللہ پر مرجیہ کے الزام کی حقیقت..... ۳۸۸

امام بخاری رحمہ اللہ پر خلق قرآن کا الزام لگایا گیا..... ۳۹۵

ارجاء ابو حنیفہ اور غنیۃ الطالبین کی عبارت..... ۳۹۶

مرجئہ فرق ضالہ کا عقیدہ..... ۳۹۸

تاریخ بغداد نقد و جرح کا اہم ماخذ..... ۴۰۷

تاریخ بغداد میں مطاعن کے متعلق روایات کی فنی حیثیت..... ۴۰۸

- ۴۱۱..... امام اعظم رحمہ اللہ کے خلاف ایک من گھڑت خواب کی حقیقت
- ۴۱۷..... اس روایت کی حقیقت کہ حضرت رضی اللہ عنہ ابو بکر کا ایمان ابلیس کے برابر ہے
- ۴۱۹..... سب سے پہلے قرآن کو مخلوق کس نے کہا
- ۴۲۰..... خطیب کا افسوس ناک طرزِ عمل مناقب اور مثالب کی روایات کے متعلق
- ۴۲۳..... محض مسلک کی تائید کے لئے من گھڑت روایات کا جمع کرنا
- ۴۲۸..... امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق جتنی جرحیں ہیں وہ عموماً چار باتوں سے خالی نہیں
- ۴۳۲..... خطیب کے رد میں لکھی جانے والی کتب
- ۴۳۴..... ”میزان الاعتدال“ کے نسخے میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر جرح اور اس کا جواب
- اکابر اہل علم کی تصریحات کہ ”میزان الاعتدال“ میں ائمہ متبوعین میں سے کسی کا ذکر نہیں
- ۴۳۵.....
- ۴۳۶..... امام ذہبی رحمہ اللہ کی شہرہ آفاق کتابوں میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ذکر خیر
- ۴۳۹..... ”میزان الاعتدال“ کے نسخے میں یہ جرح کیسے داخل کی گئی
- ۴۴۰..... اہل علم کی تصریحات کہ یہ جرح متعصبین نے داخل کی ہے
- ۴۴۲..... کیا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو صرف سترہ احادیث یاد تھیں
- ۴۴۳..... علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ کی مکمل اصل عبارت
- ۴۴۹..... اس قول کے عقلاً و نقلاً غلط ہونے کے شواہد
- ۴۵۵..... امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی ذکاوت کے پچاس (۵۰) دلچسپ واقعات
- ۴۹۰..... امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو پینتیس (۳۵) عمدہ نصائح
- ۵۰۳..... مصادر و مراجع

مسانید امام اعظم رحمہ اللہ

محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

امام اعظم کو علم حدیث میں جو رتبہ حاصل ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جس کثرت سے ان کی مسندیں لکھی گئیں ہیں کسی اور کی نہیں لکھی گئیں، مسلمانوں میں روایت حدیث کو جو ترقی ہوئی دنیا میں اس کی کوئی نظیر موجود نہیں، صحاح، سنن، مستخرجات، جوامع، مسانید، معاجم، اجزاء، طرق وغیرہ مختلف عنوانات قائم ہوئے اور ہر عنوان کے تحت اس کثرت سے کتابیں لکھی گئیں کہ ان کا شمار بھی مشکل ہے، لیکن خاص کسی ایک ہی شخص کی روایات کو ایک مستقل مجموعہ میں علیحدہ قلمبند کرنے کا رواج زیادہ نہیں ہو سکا، محدثین اور حفاظ میں بہت کم ایسے خوش قسمت ہیں کہ جن کی حدیثیں مستقل تصنیفات میں جداگانہ مدون کی گئیں، جہاں تک ہم کو معلوم ہے صرف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ایک ایسے شخص ہیں جن کی احادیث و روایات کے ساتھ معمول سے زیادہ اعتناء کیا گیا، نہایت کثرت کے ساتھ ان کی مسندیں لکھی گئیں، اور ائمہ وقت اور حفاظ حدیث نے ان کی مسندیں لکھیں جو خود اس قابل تھے کہ ان کی مسندیں لکھی جاتیں۔ ①

جامع المسانید

امام ابو المؤید محمد بن محمود الخوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے تمام مسانید کو دو ضخیم جلدوں میں جمع کیا ہے، علامہ خوارزمی رحمہ اللہ جامع المسانید کے مقدمے میں فرماتے ہیں کہ: میں نے شام میں بعض جاہلوں سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حدیثوں کی تعداد کے بارے میں ایسی حقیر مقدار کا ذکر سنا جس سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تحقیق و تنقیص ہوتی تھی، اور اس بناء پر وہ امام صاحب کی طرف قلت حدیث کو منسوب کرتے تھے، اور اس قلت حدیث کی

① مسند الإمام الأعظم: مقدمة، ص ۹

دلیل میں وہ مسند شافعی اور موطا مالک کو پیش کرتے تھے اور دعویٰ کرتے تھے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کوئی ایسی مسند یا حدیث کی کتاب نہیں ہے، وہ تو صرف چند حدیثیں ہی روایت کرتے تھے، اس پر دینی غیرت و حمیت دامن گیر ہوئی تو میں نے فیصلہ کر لیا کہ بڑے بڑے علمائے حدیث نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے لکھی ہوئی حدیثیں جو پندرہ مسندوں میں جمع ہیں ان کو یکجا کر دوں:

وقد سمعت بالشام عن بعض الجاهلین مقدارہ أنه ینقصہ ویستصغره ویستعظم غیرہ ویستحققرہ وینسبہ إلی قلة رواية الحدیث ویستدل باشتہار المسند الذی جمعه أبو العباس محمد بن یعقوب الأصم للشافعی وموطا مالک ومسند الإمام أحمد وزعم أنه لیس لأبی حنیفة مسند وکان لا یروی إلا عدة أحادیث فلحققتنی حمیة دینیة ربانیة وعصبیة حنفیة نعمانیة فأردت أن أجمع بین خمس عشر من مسانیدہ التي جمعتها له فحول علماء الحدیث. ①

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں پندرہ حضرات کی مسانید کو جمع کیا ہے، اور مسانید کی ان احادیث کو چالیس فقہی ابواب پر ترتیب کے مطابق ذکر کیا ہے، اب یہ کتاب شیخ نجم الدین محمد الدرکانی کی تحقیق، تخریج، اور عمدہ تعلیقات کے ساتھ دو جلدوں میں مکتبہ حنفیہ کانسٹیروڈ کوئٹہ سے شائع ہوئی ہے۔

مسانید امام اعظم رحمہ اللہ کے متعلق علامہ شعرانی رحمہ اللہ کی رائے

علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احسان کیا کہ میں نے امام اعظم رحمہ اللہ کی مسانید ثلاثہ کا مطالعہ کیا، پس میں نے دیکھا کہ امام اعظم رحمہ اللہ ثقہ اور صادق تابعین کے سوا کسی سے روایت نہیں

① جامع المسانید: مقدمة، ج ۱ ص ۷

کرتے، یہ وہ ہیں جن کے حق میں آپ ﷺ نے خیر القرون ہونے کی شہادت دی جیسے اسود، علقمہ، عطاء، مجاہد، عکرمہ، مکحول، حسن بصری رحمہ اللہ وغیرہم، پس امام اعظم اور آپ ﷺ کے درمیان راوی عادل، ثقہ اور مشہور اخیار میں سے ہیں، جن کی طرف کذب کی نسبت بھی نہیں کی جاسکتی اور نہ وہ کذاب ہیں:

وقد منَّ الله عليَّ بمطالعة مسانيد الإمام أبي حنيفة الثلاثة فرأيت لا يروى حديثاً إلا عن أخبار التابعين العدول الثقات الذين هم من خير القرون بشهادة رسول الله صلى الله عليه وسلم كالأسود وعلقمة وعطاء وعكرمة ومجاهد ومكحول والحسن البصري وأضرابهم، فكل الرواة الذين هم بينه وبين رسول الله عدول ثقات أعلام أخيار ليس فيهم كذاب ولا متهم بكذب. ①

مسانید امام اعظم رحمہ اللہ کا تذکرہ دس اکابر اہل علم کی تحریرات میں اکابر اہل علم نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی مسانید کا تذکرہ کیا ہے، اور ہر ایک نے اپنی تحقیق کے مطابق ان کی تعداد بھی بتلائی ہے۔

۱..... امام ابو بکر محمد بن عبد الغنی المعروف ابن نقطہ رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۹ھ) معرفۃ اکثر

السنن و المسانید التي يشتمل هذا الكتاب على معرفة روااتها.

اس عنوان کے تحت فرماتے ہیں:

وأما المسانيد فمسند أحمد بن حنبل و مسند الشافعي و مسند أبي

حنيفة جمعه غير واحد من الحفاظ. ②

① الميزان الكبرى: فصل في تضعيف قول من قال إن أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة

ضعيفة غالباً، ج ۱ ص ۲۸ ② التقييد لمعرفة رواية السنن و المسانيد: ج ۱ ص ۲۶

مسانید میں مسند احمد بن حنبل، مسند شافعی، مسند ابی حنیفہ جسے کئی حفاظ حدیث نے جمع کیا ہے۔

حافظ ابن نقطہ رحمہ اللہ کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مسانید کو کئی حفاظ حدیث نے جمع کیا ہے، نیز معلوم ہوا کہ امام صاحب کی ایک نہیں بلکہ کئی مسانید ہیں، نیز انہیں عام حضرات نے نہیں بلکہ وقت کے حفاظ حدیث نے جمع کیا ہے۔

۲..... امام ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنی کتاب ”جامع المسانید“ میں امام صاحب سے مروی پندرہ (۱۵) مسانید کو جمع کیا ہے، اس کتاب کے مقدمے میں آپ فرماتے ہیں:

أردت أن أجمع بين خمسة عشر من مسانيدہ التي جمعها له فحول علماء الحديث.

میں نے ارادہ کیا ہے کہ (اس کتاب میں) امام ابو حنیفہ کی ان پندرہ مسانید کو جمع کروں جنہیں نامور محدثین نے امام صاحب کی نسبت سے جمع کیا ہے۔ ❶

۳..... شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اپنی کتاب ”المعجم المفہرس“ میں اپنی متعدد اسناد سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی چار مسانید اور آپ کی صحابہ سے روایات پر مبنی دو اجزاء کا ذکر کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ”نسخة حماد بن أبي حنيفة عن أبيه“ کے عنوان کے تحت ابو محمد عبدالعزیز بن محمد بن محمد بن خضر شروطی رحمہ اللہ کے متصل طریق سے امام حماد بن ابی حنیفہ رحمہ اللہ کی مسند کو تخریج کیا ہے۔ پوری اسناد تفصیلاً ملاحظہ فرمائیں: ❷

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ”مسند أبي حنيفة لأبي محمد الحارثي“ کے عنوان کے

❶ جامع المسانيد: مقدمة، ج ۱ ص ۷

❷ المعجم المفہرس: حرف الحاء، ص ۲۶۹، رقم: ۱۱۲۱

تحت شیخ ابو طاہر محمد بن ابی الیمن محمد بن عبد اللطیف بن الکویک رحمہ اللہ کے متصل طریق سے امام حارثی رحمہ اللہ کی مسند کو تخریج کیا ہے۔

پوری اسناد کے ساتھ تفصیلاً ملاحظہ فرمائیں: ①

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”مسند أبي حنيفة لأبي بكر ابن المقرئ“ کے عنوان کے تحت ابوالکمال احمد بن علی بن عبد الحق کے متصل طریق سے امام ابو بکر ابن المقرئ رحمہ اللہ کی مسند کو تخریج کیا۔ پوری اسناد کے ساتھ تفصیلاً ملاحظہ فرمائیں: ②

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”مسند أبي حنيفة جمع الحفاظ أبي علي الحسن بن علي المطرز“ کے متصل طریق سے ابو علی البکری رحمہ اللہ کی مسند کو تخریج کیا ہے۔ مکمل سند کے ساتھ تفصیلاً دیکھیں: ③

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”جزء فيه حديث أبي حنيفة عمن لقي من الصحابة“ کے عنوان کے تحت امام ابو الحسن علی بن احمد بن عیسیٰ رحمہ اللہ کے جمع شدہ جزء الحدیث کی تخریج کی ہے، اس جزء کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے صراحۃً سماع حدیث ثابت ہے، اور وہ حدیث یہ ہے:

سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ.

اس روایت میں امام صاحب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع کو صراحتاً بیان کیا ہے۔ مکمل سند کے ساتھ تفصیلاً دیکھیں: ④

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ”رواية أبي حنيفة عن الصحابة لأبي معشر“

① المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ۲۷۱، رقم: ۱۱۲۹ ② المعجم المفهرس:

حرف الحاء، ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۰ ③ المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ۲۷۲،

رقم: ۱۱۳۱ ④ المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۲

۱۲۸۱۶

الطبرانی کے عنوان کے تحت امام ابو معشر طبرانی رحمہ اللہ کے جمع شدہ جزء الحدیث کی تخریج کی ہے۔ مکمل سند کے ساتھ دیکھیں: ①

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی چار مسانید اور آپ کی صحابہ سے روایات پر مبنی دو اجزاء کا تذکرہ کیا ہے۔

۴..... امام محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۳۲ھ) نے اپنی کتاب ”عقود الجمان“ کے باب نمبر ۲۳ میں امام اعظم رحمہ اللہ سے مروی ۱۷ مسانید کو درج ذیل فصل کے عنوان کے تحت بیان کیا ہے:

فصل: في بيان المسانيد التي خرجها الحفاظ من حديثه والذي اتصل بنا منها سبعة عشر مسنداً. ②

امام اعظم کی ان مسانید کا بیان جن کی حفاظ حدیث نے تخریج کی ہے، اور ان میں سے جو مسانید ہم تک متصل ہیں ان کی تعداد سترہ ہے۔

۵.... حافظ شمس الدین محمد بن طولون رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۳ھ) ”الفهرست الأوسط“ میں امام اعظم رحمہ اللہ کی سترہ مسانید کی اسانید اپنے سے لے کر ان کے مؤلفین تک ذکر کر دی ہیں۔ ③

۶..... امام ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

وقد خرج الحفاظ من أحاديثه مسانيد كثيرة، اتصل بنا كثير منها كما هو مذکور في مسندات مشائخنا. ④

حفاظ حدیث نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی احادیث کی بڑی کثرت سے مسانید تخریج کی ہیں، اور

① المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۳ ② عقود الجمان في

مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث والعشرون، ص ۳۲۲

③ تانيب الخطيب على مآساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب، ص ۱۵۶

④ الخيرات الحسان: الفصل الثلاثون، ص ۹۱

ان میں سے اکثر کی مسانید ہم تک متصل ہیں، جیسا کہ ہمارے مشائخ کی مسانید میں مذکور ہے۔

۷..... امام ابو الصبر ایوب الخلوئی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۷۱ھ) نے امام اعظم رحمہ اللہ کی سترہ مسانید کی اسانید اپنے سے لے کر ان کے مؤلفین تک ذکر کر دی ہیں۔ ❶

۸..... علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے اپنی کتاب ”عقود الجواهر المنیفة“ کے مقدمے میں فرماتے ہیں:

أخرجته على مسانيد الإمام الأربعة عشر المنسوبة إليه من تخارج الأئمة. ❷

میں نے اس کتاب کو امام ابوحنیفہ سے منسوب ان چودہ مسانید سے تخریج کیا ہے جنہیں ائمہ حدیث نے جمع کیا ہے۔

۹..... علامہ محمد بن جعفر الکتانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۳۵ھ) نے علامہ خوارزمی رحمہ اللہ کے حوالے سے آپ کی پندرہ مسانید کا تذکرہ کیا ہے۔ ❸

۱۰..... دیار مصر کے مشہور محقق علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) نے امام اعظم کی اکیس مسانید کی نشان دہی فرمائی ہے۔ ❹

تلك عشرة كاملة

انتیس (۲۹) مسانید امام اعظم رحمہ اللہ اور ان کے مصنفین کا تعارف

۱..... مسند امام حماد بن ابی حنیفہ رحمہ اللہ (۱۷۶ھ)

۲..... مسند امام قاضی ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ)

❶ الرسالة المستطرفة: كتب الأئمة الأربعة، ص ۱۶

❷ عقود الجواهر المنیفة في أدلة مذهب الإمام أبي حنیفة: مقدمة، ص ۵

❸ الرسالة المستطرفة: كتب الأئمة الأربعة، ص ۱۶

❹ تانیب الخطیب علی ماساقه فی ترجمة أبي حنیفة من الاکاذیب، ص ۱۵۶

- ۳..... مسند امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ)
- ۴..... مسند امام حسن بن زیاد اللؤلؤی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ)
- ۵..... مسند امام محمد بن مخلد الدوری رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۱ھ)
- ۶..... مسند امام حافظ احمد بن محمد بن سعید المعروف ابن عقدہ رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۲ھ)
- ۷..... مسند امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد ابن ابی العوام سعدی رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۵ھ)
- ۸..... مسند امام عمر بن حسن اشنانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۹ھ)
- ۹..... مسند امام محمد عبد اللہ بن محمد یعقوب حارثی بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۰ھ)
- ۱۰..... مسند امام حافظ ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۵ھ)
- ۱۱..... مسند امام ابو الحسین محمد بن مظفر بن موسیٰ رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۹ھ)
- ۱۲..... مسند امام طلحہ بن محمد بن جعفر رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۰ھ)
- ۱۳..... مسند امام محمد بن ابراہیم بن علی بن زاذان اصہبانی مقری رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۱ھ)
- ۱۴..... مسند امام ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بغدادی المعروف دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ)
- ۱۵..... مسند امام ابو الحنفیہ عمر بن احمد بن عثمان المعروف ابن شاہین رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ)
- ۱۶..... مسند امام ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن محمد بن یحییٰ بن مندہ رحمہ اللہ (متوفی ۳۹۵ھ)
- ۱۷..... مسند امام حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ اصہبانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ)
- ۱۸..... مسند امام حافظ ابو بکر احمد بن محمد بن خالد کلاعی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۲ھ)
- ۱۹..... مسند امام ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب بصری ماوردی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۰ھ)
- ۲۰..... مسند امام ابو بکر احمد بن علی خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ)
- ۲۱..... مسند امام ابو اسماعیل عبد اللہ بن محمد انصاری ہروی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۱ھ)
- ۲۲..... مسند امام حافظ ابو عبد اللہ محمد بن حسین بن محمد بن خسرو بلخی رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۲ھ)

- ۲۳..... مسند امام ابو بکر محمد بن عبد الباقی بن محمد انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۵ھ)
 ۲۴..... مسند امام ابو القاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ ابن عسا کر دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ)
 ۲۵..... مسند امام علی بن احمد بن مکی رازی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۸ھ)
 ۲۶..... مسند امام محمد بن محمد بن عثمان بلخی بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۳ھ)
 ۲۷..... مسند امام ابو علی حسن بن محمد بن محمد بکری رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۶ھ)
 ۲۸..... مسند امام شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ)
 ۲۹..... مسند امام ابو المہدی عیسیٰ بن محمد بن احمد جعفری ثعالبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۲ھ)

۱..... مسند امام حماد بن ابی حنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۶ھ)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے لخت جگر اور آپ کے اکلوتے صاحبزادے امام حماد رحمہ اللہ کو اپنے والد گرامی کی مسند جمع کرنے کا شرف حاصل ہے، امام حماد رحمہ اللہ کی کنیت ابو اسماعیل ہے، امام حماد رحمہ اللہ فقیہ اور محدث ہونے کے ساتھ ساتھ زہد و ورع کے پیکر بھی تھے، علامہ صیمری رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۶ھ) امام حماد کے متعلق فرماتے ہیں:

وَكَانَ الْغَالِبَ عَلَيْهِ الدِّينُ وَالْوَرَعُ وَالزُّهْدُ مَعَ عِلْمٍ بِالْفَقْهِ وَكِتَابَةِ
 لِلْحَدِيثِ. ❶

علم فقہ اور کتابت حدیث کے ساتھ ساتھ امام حماد رحمہ اللہ پر دین داری اور زہد و ورع کا بھی غلبہ تھا۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

كَانَ ذَا عِلْمٍ وَدِينٍ وَصَلَاحٍ وَوَرَعٍ تَامٌ. ❷

آپ صاحب علم، دین دار، صالح اور پیکر ورع تھے۔

❶ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ومن أصحاب أبي حنيفة، ص ۱۵۸

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۴۵۳

علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۱ھ) ان کے ترجمے میں فرماتے ہیں:

وكان من الصلاح والخير على قدم عظيم. ①

امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے امام حماد رحمہ اللہ کا تذکرہ اپنی کتاب ”الجرح والتعديل“ میں کیا لیکن ان پر کوئی جرح نہیں کی، یہ ان کے عادل ہونے کی واضح دلیل ہے، اگر ان میں معمولی ضعف کا بھی شبہ ہوتا تو امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ اپنے تعنت اور حنفیہ کے خلاف فرط تحامل کی وجہ سے کبھی خاموش نہ رہتے۔ ②

امام محمد بن محمود خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے چار مشائخ کے متصل طرق سے مسند حماد تک سند بیان کی ہے، وہ چار شیوخ یہ ہیں۔

۱..... تقی الدین یوسف بن احمد اسکاف رحمہ اللہ

۲..... موفق الدین ابو عبد اللہ محمد بن ہارون ثعلبی رحمہ اللہ

۳..... جمال الدین ابوالفتح نصر اللہ بن محمد بن الیاس انصاری رحمہ اللہ

۴..... نجم الدین ابو غالب مظفر بن محمد بن الیاس رحمہ اللہ ③

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اپنے شیخ ابو محمد عبدالعزیز بن محمد بن محمد بن خضر شروطی رحمہ اللہ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام حماد رحمہ اللہ کی مسند کا تذکرہ کیا ہے۔ ④

صاحب ”سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد“ علامہ محمد بن یوسف صاکی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے شیخ ابو فارس بن عمر کی شافعی سند کی متصل

① وفیات الأعیان: ترجمة: حماد بن أبي حنيفة، ج ۲ ص ۲۰۵ ② الجرح والتعديل: باب الحاء، حماد، ج ۳ ص ۱۴۹ ③ جامع المسانيد: الباب الثاني، اما المسند الثالث عشر، ج ۱ ص ۸۳ ④ المعجم المفهرس: حرف الحاء، رقم: ۱۱۲۱

سند سے امام حماد رحمہ اللہ کی مسند کا ذکر کیا ہے۔ ❶

۲..... مسند امام قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ)

امام اعظم رحمہ اللہ کے قابل فخر اور ہونہار شاگرد امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے بھی اپنے استاذ کی مسند کو جمع کیا، علم حدیث میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی جلالت شان اجلہ محدثین کے ہاں مسلم ہے جیسا کہ ماقبل میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دس محدثین تلامذہ کے عنوان کے تحت یہ بات تفصیلاً گزر چکی ہے، امام علی بن صالح رحمہ اللہ جب بھی امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے کوئی حدیث نقل کرتے تو فرماتے:

حَدَّثَنِي فَقِيهُ الْفُقَهَاءِ وَقَاضِي الْقَضَاةِ وَسَيِّدُ الْعُلَمَاءِ أَبُو يُوسُفَ. ❷

مجھے فقیہ الفقہاء، قاضی القضاۃ اور علماء کے سردار امام ابو یوسف نے حدیث بیان کی ہے۔ محدث کبیر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) سب سے پہلے علم حدیث کی ابتداء کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں:

أول ما طلبت الحديث ذهبت إلى أبي يوسف القاضي، ثم طلبت بعد

فكتبتا عن الناس. ❸

میں سب سے پہلے علم حدیث کی طلب میں قاضی امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے پاس گیا، پھر اس کی طلب میں (باقی) لوگوں کے پاس جا کر لکھا۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے تین شیوخ سے متصل سند کے ساتھ امام

❶ عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الثالث عشر، ص ۳۳۰

❷ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار أبي يوسف يعقوب بن إبراهيم، ص ۱۰۰

❸ تاریخ بغداد: ترجمة: يعقوب بن إبراهيم، ج ۱۳ ص ۲۵۷

ابو یوسف رحمہ اللہ کی مسند کا تذکرہ کیا ہے، آپ کے تین شیوخ کے نام یہ ہیں:

۱.... امام ابو یوسف بن ابی الفرج عبدالرحمن بن علی بن الجوزی رحمہ اللہ

۲.... شیخ ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم رحمہ اللہ

۳.... ابو عبداللہ محمد بن علی بن بقاء رحمہ اللہ ①

علامہ محمد بن یوسف بن صالحی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے شیخ ابو الفضل

عبدالرحیم بن محمد ادجانی رحمہ اللہ کے طریق سے ”مسند ابی یوسف“ کا ذکر کیا ہے۔ ②

امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی کتاب الآثار کے نسخے کا تذکرہ علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ

(متوفی ۷۷۵ھ) نے ان الفاظ میں کیا ہے:

وروی کتاب الآثار عن ابيه عن أبي حنيفة وهو مُجلد ضخمة. ③

امام یوسف نے اپنے والد امام ابو یوسف سے، اور انہوں نے امام ابو حنیفہ سے ”کتاب

الآثار“ کو روایت کیا ہے جو ایک ضخیم جلد میں ہے۔

یہ نسخہ مولانا ابوالوفاء افغانی رحمہ اللہ صدر مجلس احیاء المعارف النعمانیہ، حیدرآباد دکن کی تصحیح

و تحقیق کے ساتھ چھپ چکا ہے۔

مندرجہ بالا حوالے سے معلوم ہوا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ”کتاب الآثار“ کا

نسخہ الگ ہے اور ”مسند ابی یوسف“ کا نسخہ الگ ہے، جس کا علامہ خوارزمی اور علامہ

صالحی حینت نے تذکرہ کیا ہے۔

دور حاضر کے دو محققین علماء کی رائے بھی یہ ہے کہ یہ دو الگ الگ ہیں۔

① جامع المسانید: الباب الثانی، أما المسند الحادی عشر، ج ۱ ص ۸۳

② عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث

والعشرون، المسند الحادی عشر، ص ۳۲۹

③ الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة: ترجمة: یوسف بن یعقوب، ج ۲ ص ۲۳۳

..... دیار مصر کے محقق علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی جو تصانیف ہم تک پہنچی ہیں ان میں ایک ”کتاب الآثار“ ہے جو فقہی دلائل پر مشتمل ہے، ”کتاب الآثار“ کا یہ نسخہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ان کے اجلہ تلامذہ نے روایت کیا ہے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی ایک مسند بھی ہے جو ان سے روایت کی گئی ہے لیکن ہم اس پر مطلع نہ ہو سکے، چونکہ یہ مسند مطبوعہ نہیں ہے اس لئے فی الحال دستیاب نہیں ورنہ یہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے:

فمما وصل إلينا كتاب الآثار في أدلة الفقه روى جلها عن أبي حنيفة، وله مسند آخر يروى عنه في الكتب ولم نطلع عليه. ①

۲..... عظیم محقق علامہ محمد امین اور کزئی رحمہ اللہ کی تحقیق بھی یہ ہے کہ ”کتاب الآثار“ اور ”مسند أبي يوسف“ دونوں الگ الگ ہیں، آپ کی تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ”کتاب الآثار“ کا جو نسخہ روایت کیا ہے اس میں کچھ تصرفات جواز قبیل اضافات اور کمی کی صورت میں اپنی طرف سے کئے ہیں اس وجہ سے اس کی نسبت آپ کی طرف کی گئی ہے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے یہ نسخہ ان کے صاحبزادے یوسف نے روایت کیا ہے، امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی اس کے علاوہ ایک ”مسند أبي يوسف“ ہے جس میں امام صاحب سے مروی صرف مرفوع روایات نقل کی ہیں، اور اس کو ”نسخة أبي يوسف“ بھی کہا جاتا ہے، یہ مسند امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے ان کے شاگرد عمرو بن عمرو رحمہ اللہ نے روایت کی ہے۔ ”جامع المسانيد“ میں علامہ خوارزمی رحمہ اللہ نے اس کو ”مسند أبي يوسف“ کے حوالے سے نقل کیا ہے، اور اس میں سے جو روایات ذکر کی ہیں اس میں کوئی بھی موقوف روایت نہیں ہے سب مرفوع ہیں (ورنہ تو کتاب الآثار میں

① حسن التقاضی فی سیرة الإمام أبي يوسف القاضي: مؤلفاته في غاية الكثرة، ص ۹۲

موقوف روایات بھی ہیں، معلوم ہوا کہ دونوں الگ ہیں) ❶

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے اپنی مشہور کتاب ”البنایۃ شرح الہدایۃ“ میں ”مسند ابي يوسف“ کہہ کر اس کا تذکرہ کیا ہے۔ ❷ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ ایک ہی کتاب کے دو نام ہوں، ایک نے ”کتاب الآثار“ اور دوسرے نے ”مسند ابي يوسف“ کے نام سے ذکر کیا ہو، علامہ ابوالوفاء افغانی رحمہ اللہ نے بھی ”کتاب الآثار“ کے مقدمے میں اس احتمال کا ذکر کیا ہے:

ويحتمل والله أعلم أن يكون كتابا واحدا رواه عنه عمرو ويوسف كلاهما، ويسمى باسمين كروايات الموطأ.

اور اس بات کا احتمال ہے، (اور اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے) کہ ایک ہی کتاب کو عمرو بن عمرو اور یوسف بن یعقوب نے روایت کیا ہو، اور اسے دو نام دے دیئے گئے ہوں جس طرح کہ موطا مالک کی مرویات کے ساتھ ہوا ہے۔

۳.... مسند امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ)

امام ذہبی رحمہ اللہ ”سیر أعلام النبلاء“ میں آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

العلامة، فقيه العراق، صاحب أبي حنيفة، وكان مع تبحره في الفقه، يضرب بذكائه المثل.

آپ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بلند پایہ شاگرد رشید ہیں، آپ سے امام اعظم رحمہ اللہ کی احادیث سے متعلق دو کتابیں مروی ہیں:

❶ مسانيد الإمام أبي حنيفة: مسند الإمام أبي يوسف، ص ۸۷

❷ البنایۃ شرح الہدایۃ: فصل في الاستنجااء، ج ۱ ص ۷۵

..... کتاب الآثار ۲..... مسند ابی حنیفہ

..... امام محمد رحمہ اللہ کی ”کتاب الآثار“ کا نسخہ تمام نسخوں میں سب سے زیادہ مشہور، متداول اور مقبول ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) اس نسخے کے تعارف میں فرماتے ہیں:

وَالْمَوْجُودُ مِنْ حَدِيثِ أَبِي حَنِيفَةَ مُفْرَدًا إِنَّمَا هُوَ كِتَابُ الْأَثَارِ الَّتِي رَوَاهَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْهُ. ①

امام ابو حنیفہ کی حدیث پر مستقل جو تصنیف ہے وہ ”کتاب الآثار“ ہے جس کو آپ سے امام محمد بن حسن رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے بھی ”کتاب الآثار“ کے اس نسخے کا ذکر کیا ہے۔ ②

حاجی خلیفہ چلبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے بھی ”کتاب الآثار“ کے اس نسخے جو امام محمد رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے، اس کا اور اس پر لکھی گئی شروحات کا تذکرہ کیا ہے۔ ③

علامہ کتانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۳۵ھ) نے ان الفاظ میں ”کتاب الآثار“ کا تذکرہ کیا ہے:

کتاب الآثار لمحمد بن الحسن الشیبانی صاحب أبي حنيفة واحد رواة الموطأ المتوفى سنة تسع وثمانين ومائة وهو مرتب على الأبواب الفقهية في مجلدة لطيفة. ④

- ① تعجيل المنفعة: مقدمة، ج ۱ ص ۲۳۹ ② تاج التراجم: ترجمة: محمد بن الحسن، ص ۴۸ ③ كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون، كتاب الآثار، ج ۲ ص ۱۳۸۳ ④ الرسالة المستطرفة: كتب مرتبة على الأبواب الفقهية، ص ۴۲

کتاب الآثار کا یہ نسخہ اب علامہ ابو الوفاء افغانی کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ ۱۳۵۵ھ میں مصر سے شائع ہوا۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے تین شیوخ سے متصل سند کے ساتھ امام محمد رحمہ اللہ کی مسند کو ”نسخة محمد“ کہہ کر اس کا تذکرہ کیا ہے، آپ کے تین شیوخ یہ ہیں:

۱.... ابو محمد یوسف بن ابی الفرج عبد الرحمن بن علی بن الجوزی رحمہ اللہ

۲.... محمد ابراہیم بن محمود بن سالم رحمہ اللہ

۳.... ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا رحمہ اللہ

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ نے امام محمد کی ”کتاب الآثار“ کو اپنے چار شیوخ کی متصل اسناد کے ساتھ الگ ذکر کیا ہے۔ ❶

علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی امام محمد رحمہ اللہ کی دونوں تصانیف کا تذکرہ کیا ہے۔

۱.... امام صالحی رحمہ اللہ نے امام محمد رحمہ اللہ کی مسند کا ذکر اپنے شیخ عبد العزیز بن عمر بن محمد ہاشمی رحمہ اللہ کی متصل سند کے ساتھ کیا ہے۔

۲.... امام صالحی رحمہ اللہ نے امام محمد رحمہ اللہ کی ”کتاب الآثار“ کا ذکر دو طرق کے ساتھ کیا ہے، دیکھئے: ❷

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ اور امام صالحی رحمہ اللہ نے ”کتاب الآثار“ اور ”مسند امام محمد“ دونوں کا الگ الگ تذکرہ کیا ہے، اور ان تک اپنی متصل اسناد بھی ذکر کی ہیں، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں مجموعے الگ الگ ہیں۔

❶ جامع المسانید: الباب الثانی، اما المسند الثانی عشر، ج ۱ ص ۸۳، ۸۴

❷ عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث

والعشرون، المسند الثانی عشر، المسند الرابع عشر، ص ۲۳۵، ۲۳۳

علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) کی تحقیق کے مطابق بھی یہ دو الگ الگ مجموعے ہیں، اس لئے آپ نے دونوں کا الگ الگ تذکرہ کیا ہے:

منہا کتاب الآثار یروی فیہ عن ابي حنیفة أحادیث مرفوعة وموقوفة ومرسلة... وكذلك لمحمد مسند ابي حنیفة المعروف بنسخة محمد. ①

امام محمد کی تصانیف میں سے ایک کتاب الآثار ہے جو امام ابو حنیفہ کی مرویات پر مشتمل ہے اس میں مرفوع، موقوف، اور مرسل ہر قسم کی روایات موجود ہیں، اسی طرح امام محمد کی ”مسند ابی حنیفہ“ ہے جو نسخہ محمد کے نام سے مشہور و معروف ہے۔

محدث العصر علامہ محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کے تلمیذ خاص علامہ محمد امین اور کزنی رحمہ اللہ کی تحقیق بھی یہی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ امام محمد رحمہ اللہ نے امام صاحب سے مروی صرف مرفوع روایات کا انتخاب کیا اور اسے الگ سے ”مسند ابی حنیفہ“ کے نام سے جمع کیا اور اسے ”نسخہ محمد“ کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ ②

۲.... مسند امام حسن بن زیاد اللؤلؤی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ)

یہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بلند پایہ شاگرد رشید ہیں، علم حدیث کے ساتھ ان کے شغف کا اندازہ اس بات سے کیجئے کہ صرف ایک محدث امام ابن جریج رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) سے انہوں نے بارہ ہزار احادیث لکھیں:

کتبت عن ابن جریج اثنی عشر ألف حدیث کلها یحتاج إليها الفقهاء. ③

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ نے اپنے چار شیوخ کے طرق سے متصل سند کے ساتھ امام حسن بن

① بلوغ الأمانی فی سیرة الإمام محمد بن الحسن الشیبانی: کتب محمد بن الحسن

ومصنفاته، ص ۲۰۰ ② مسانید الإمام ابي حنیفة: مسند الإمام محمد، ص ۹۴

③ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: الحسن بن زیاد، ج ۹ ص ۵۴۴

زیاد رحمہ اللہ کی جمع کردہ ”مسند أبي حنيفة“ کو نقل کیا ہے، امام خوارزمی رحمہ اللہ کے ان چار شیوخ کے نام یہ ہیں۔

۱..... ابو محمد يوسف بن عبد الرحمن بن علي الجوزي رحمہ اللہ

۲..... ابو محمد ابراهيم بن محمود بن سالم رحمہ اللہ

۳..... ابو نصر الاغر بن ابی الفضائل رحمہ اللہ

۴..... ابو عبد اللہ محمد بن علي بن بقا رحمہ اللہ ❶

امام محمد بن يوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ نے بھی اپنے چار شیوخ سے امام حسن بن زیاد رحمہ اللہ تک کی جمع کردہ مسند تک متصل سند کو ذکر کیا ہے، امام صالحی رحمہ اللہ کے چار شیوخ یہ ہیں۔

۱..... ابو يحيى زكريا بن محمد بن احمد انصاري رحمہ اللہ

۲..... جمال الدين ابراهيم قلقشندي رحمہ اللہ

۳..... ابو محمد عبد الرحيم بن محمد حنفي رحمہ اللہ

۴..... ابو حفص عمر بن علاء الدين صيرفي رحمہ اللہ ❷

حاجی خلیفہ چلبی رحمہ اللہ نے بھی ”كشف الظنون“ میں امام لؤلؤی کی مسند امام اعظم کا تذکرہ کیا ہے۔ ❸

۵..... مسند امام محمد بن مخلد الدوري رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۱ھ)

ان کا نام محمد، والد کا نام مخلد، کنیت ابو عبد اللہ، عطاء کی نسبت سے مشہور ہیں، ان کی پیدائش ۲۳۳ھ میں ہوئی، ان کے مشہور اساتذہ حدیث: ابو السائب سلم بن جنادة، یعقوب

❶ جامع المسانيد: الباب الثاني، اما المسند السابع، ج ۱ ص ۸۱ ❷ عقود الجمان

في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث والعشرون، المسند

السابع، ص ۳۲۵، ۳۲۶ ❸ كشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰

بن ابراہیم دورق، فضل بن یعقوب، ابو حذافہ سہمی، زبیر بن بکار، حسن بن عرفہ، صاحب الصحیح
امام مسلم بن حجاج رحمہ اللہ ہیں، ان کے بلند پایہ محدثین تلامذہ: حافظ ابو العباس بن عقدہ، محمد بن
حسین آجری، محمد بن المظفر، ابو عمر بن حیویہ، صاحب السنن امام ابو الحسن دارقطنی رحمہ اللہ ہیں۔
امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ان کو حفاظ حدیث میں شمار کرتے ہوئے ان کا
تذکرہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تذکرۃ الحفاظ“ میں ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے:

محمد بن مخلد بن حفص الإمام، المفید، الثقة، مسند بغداد أبو
عبد اللہ الدوری.

نیز اس کتاب میں آپ فرماتے ہیں:

وكان معروفا بالثقة والصلاح والاجتهاد في الطلب. ①
آپ علم حدیث میں ثقاہت، صالحیت اور طلب و جستجو میں حد درجہ محنت جیسی اعلیٰ صفات کے
ساتھ متصف تھے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ اپنی مشہور کتاب ”سیر أعلام النبلاء“ میں ان
القابات کے ساتھ کیا:

الإمام، الحافظ، الثقة، القدوة أبو عبد اللہ الدوری.

نیز اس کتاب میں چند سطر بعد فرماتے ہیں:

وَكُتِبَ مَا لَا يُوصَفُ كَثْرَةً مَعَ الْفَهْمِ وَالْمَعْرِفَةِ وَحَسَنَ التَّصَانِيفِ.
انہوں نے فہم و معرفت کے ساتھ اتنی کثرت سے لکھا ہے کہ جس کا شمار ممکن نہیں، انہوں
نے بہترین تصانیف مرتب کیں۔

آپ کے علمی و عملی مقام و مرتبہ کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

① تذکرۃ الحفاظ: ترجمة: محمد بن مخلد بن حفص، ج ۳ ص ۳۳

وَ كَانَ مَوْصُوفًا بِالْعِلْمِ وَالصَّلَاحِ وَالصَّدْقِ وَالْاجْتِهَادِ فِي الطَّلَبِ، طَالَ عُمُرُهُ وَاشْتَهَرَ اسْمُهُ، وَانْتَهَى إِلَيْهِ الْعُلُوّ مَعَ الْقَاضِي الْمَحَامِلِيِّ بِبَغْدَادَ. ❶

آپ علم حدیث، صالحیت، صدق اور طلب و جستجو میں حد درجے محنت جیسی اعلیٰ صفات سے متصف تھے، آپ کو طویل عمر نصیب ہوئی، آپ کے نام کو (علمی اعتبار سے) خوب شہرت حاصل ہوئی، بغداد میں قاضی محاملی کے باوجود علوم مرتبت کی انتہاء آپ پر ہوئی۔

یہ شہادتیں کسی عام آدمی کی نہیں بلکہ حدیث و رجال حدیث کے بلند پایہ نقاد محدث کی ہیں۔

صاحب السنن امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) امام ابن مغلہ رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ اور قابل اعتماد محدث ہیں:

ثقة مامون.

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

وَ كَانَ أَحَدَ أَهْلِ الْفَهْمِ. مَوْثُوقًا بِهِ فِي الْعِلْمِ، مُتَّسِعًا الرِّوَايَةَ، مَشْهُورًا بِالْإِيمَانَةِ، مَوْصُوفًا بِالأَمَانَةِ، مَذْكُورًا بِالْعِبَادَةِ.

یہ اہل فہم (سمجھ دار لوگوں) میں سے تھے، جو علم حدیث میں معتبر، روایت بیان کرنے میں وسیع، دین داری میں مشہور، امانت داری کے ساتھ متصف اور عبادت گزاری میں نمایاں تھے۔ ❷

یہ بلند محدث بھی امام اعظم رحمہ اللہ کی مسند لکھنے والوں میں سے ہیں، بلکہ انہوں نے سب سے پہلے آپ کی احادیث کو ایک مسند کی صورت میں جمع کیا، جس کا نام ”جمع حدیث ابی حنیفہ“ ہے۔

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن مخلد بن حفص، ج ۱۵ ص ۲۵۶، ۲۵۷

❷ تاریخ بغداد: ترجمة: محمد بن مخلد بن حفص، ج ۴ ص ۸۰

خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ”تاریخ بغداد“ میں کئی ائمہ کے حالات کے ذیل میں امام ابن مخلد رحمہ اللہ کی ”مسند ابي حنيفة“ کا تذکرہ کیا ہے، انہوں نے محمد بن احمد بن الجهم بن صالح رحمہ اللہ کے تذکرہ میں لکھا:

روى عنه: مُحَمَّدُ بْنُ مُخَلَّدٍ الدَّوْرِيِّ فِي مَسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ. ①

محمد بن مخلد الدورى نے ان سے مسند ابی حنیفہ میں روایت کیا ہے۔

نیز خطیب بغدادی رحمہ اللہ محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن رحمہ اللہ کے تذکرہ میں بھی اس مسند کا ذکر کیا ہے:

روى عنه: مُحَمَّدُ بْنُ مُخَلَّدٍ الدَّوْرِيِّ فِي مَسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ. ②

نیز خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے احمد بن محمد بن جهم النخعي رحمہ اللہ کے ترجمے میں بھی اس مسند کا ذکر کیا ہے:

روى عنه: مُحَمَّدُ بْنُ مُخَلَّدٍ الدَّوْرِيِّ فِي مَسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ. ③

محمد بن مخلد الدورى نے ان سے مسند ابی حنیفہ میں روایت کیا ہے۔

علامہ عبد الکریم ابوسعود سمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) نے محمد بن الحسن بن الوزاع رحمہ اللہ کے ترجمہ میں امام ابن مخلد الدورى رحمہ اللہ کی ”مسند ابي حنيفة“ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

روى عنه: مُحَمَّدُ بْنُ مُخَلَّدٍ الدَّوْرِيِّ فِي مَسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ. ④

① تاریخ بغداد: ترجمہ: محمد بن احمد بن الجهم، ج ۱، ص ۳۰۲

② تاریخ بغداد: ترجمہ: محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن، ج ۳، ص ۳۸

③ تاریخ بغداد: ترجمہ: احمد بن محمد بن جهم، ج ۵، ص ۱۶۹

④ الانساب: باب الراو والألف، الوزاعي، ج ۱۳، ص ۲۵۸

۶. امام ابو العباس احمد بن محمد المعروف امام ابن عقدہ رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۲ھ) آپ کا اسم گرامی احمد، والد کا نام محمد، ابن عقدہ کے نام سے معروف ہیں، آپ کی کنیت ابو العباس ہے، عقدہ آپ کے والد گرامی قدر مشہور نحوی محمد بن سعید کا لقب ہے۔ آپ کی ولادت کوفہ میں ۲۴۹ھ میں ہوئی، آپ ایک بلند پایہ حافظ حدیث، علوم حدیث کے ماہر اور صاحب تصنیف بزرگ تھے، آپ کے مشہور اساتذہ حدیث: ابو جعفر محمد بن عبید اللہ، احمد بن عبد الحمید حارثی، حسن بن علی بن عفان، احمد بن ابی خیشمہ، ابو بکر بن ابی الدنیا، ابراہیم بن عبد اللہ القصار رحمہم ہیں۔

آپ کے بلند پایہ محدثانہ حیثیت کی وجہ سے اکابر محدثین نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے، جن میں چند یہ ہیں: حافظ ابو بکر بن جعالی، حافظ عبد اللہ بن عدی جرجانی، صاحب المعاجم علامہ طبرانی، محمد بن المظفر، صاحب السنن علامہ دارقطنی، حافظ ابو حفص بن شاہین، عبد اللہ بن موسیٰ ہاشمی، محمد بن ابراہیم المقرئ رحمہم۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الْحَافِظُ الْعَلَّامَةُ، أَحَدُ أَعْلَامِ الْحَدِيثِ، وَنَادِرَةُ الزَّمَانِ، وَصَاحِبُ التَّصَانِيفِ.

آپ سے کوفہ، بغداد مکہ میں اس قدر کثرت کے ساتھ محدثین اور خلق کثیر نے استفادہ کیا ہے کہ جن کا احاطہ بہت مشکل ہے۔ چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَكُتِبَ مِنْهُ مَا لَا يُحَدُّ وَلَا يُوصَفُ عَنْ خَلْقٍ كَثِيرٍ بِالْكُوفَةِ وَبَغْدَادَ وَمَكَّةَ. ❶

امام ابوالحسن محمد بن عمرو بن یحییٰ علوی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک دن ابو العباس المعروف ابن عقدہ رحمہ اللہ میرے والد کے پاس آئے تو انہوں نے آپ سے کہا: ابو العباس! لوگ

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عقدة أحمد بن محمد، ج ۵ ص ۳۳۰

مجھ سے تمہارے حفظِ حدیث کے متعلق کثرت سے پوچھتے ہیں، مجھے بتاؤ کہ آپ کو کتنی احادیث یاد ہیں؟

امام ابو العباس رحمہ اللہ نے انہیں بتانے سے خیل و حجت سے کام لیا اور اسے ناپسند سمجھا (عاجزی، تواضع اور بے مثال تقویٰ کی وجہ سے اس بات کو ناپسند کیا کہ اپنی حدیث دانی کا اظہار کسی کے سامنے کریں) انہوں نے جب بار بار اپنا سوال دہرایا، اور اسی پر مصر رہے اور کہا: جب تک آپ مجھے نہیں بتائیں گے میں آپ کو نہیں چھوڑوں گا، تب ابنِ عقدہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

أَحْفَظُ مِائَةَ أَلْفِ حَدِيثٍ بِإِسْنَادٍ وَالْمَتْنِ، وَأُذَاكَرُ بِثَلَاثِ مِائَةِ أَلْفِ حَدِيثٍ. ①

مجھے اسناد و متن سمیت ایک لاکھ احادیث یاد ہیں اور میں تین لاکھ احادیث کے ساتھ مذاکرہ کرتا ہوں۔

صاحب السنن امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں:

أَجْمَعَ أَهْلُ الْكُوفَةِ أَنَّهُ لَمْ يَرِ مِنْ زَمَنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ إِلَى زَمَنِ أَبِي الْعَبَّاسِ بْنِ عُقْدَةَ أَحْفَظُ مِنْهُ. ②

اہلِ کوفہ کا اس امر پر اجماع ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے سے لے کر ابوالعباس بن عقدہ کے زمانے تک ان سے بڑا کوئی حافظ نہیں دیکھا گیا۔

اندازہ کیجئے کہ ایک لاکھ احادیث کے حافظ اور تین لاکھ احادیث کے ساتھ مذاکرہ کرنے والے اور اپنے زمانے کے حافظ الحدیث جو خود اس لائق تھے کہ ان کی مسانید لکھی

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عقدة أحمد بن محمد، ج ۱۵ ص ۳۴۶

② سیر أعلام النبلاء: ج ۱۵ ص ۳۴۵

جائیں لیکن اس کے باوجود وہ امام صاحب کی مسانید لکھ رہے ہیں، یہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا علم حدیث میں عظیم المرتبت اور بلند پایہ محدث ہونے کی واضح دلیل ہے۔

امام موصوف نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی جو مسند لکھی ہے اس کا نام ”أخبار أبي حنيفة ومسنده“ ہے جیسا کہ امام علی بن انجب المعروف ابن الساعی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۴ھ) نے امام ابن عقدہ رحمہ اللہ کے ترجمہ میں اس کی تصریح کی ہے۔^①

اس کتاب میں امام ابن عقدہ رحمہ اللہ نے امام صاحب کے مناقب بھی لکھے اور آپ کی روایت کردہ احادیث کو بھی مسند کے نام سے جمع کیا ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے ابو جعفر طوسی کا ایک قول درج کیا ہے، اس میں انہوں نے حافظ ابن عقدہ رحمہ اللہ کی تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے ان کی ایک کتاب ”أخبار أبي حنيفة“ کا بھی ذکر کیا ہے۔^②

ابن عقدہ رحمہ اللہ کی اسی مسند میں ایک ہزار سے زائد احادیث موجود تھیں، چنانچہ شارح صحیح بخاری و ہدایہ، بلند پایہ محدث و فقیہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے اپنی کتاب ”التاریخ الكبير“ میں مسند ابن عقدہ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إن مسند أبي حنيفة لابن عقدة يحتوي وحده على ما يزيد على ألف

حدیث. ③

امام ابن عقدہ کی اکیلی ”مسند أبي حنيفة“ ہی کی احادیث ایک ہزار سے زائد ہیں۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان مسانید کے اندر اکثر احادیث کا دار و مدار

ابو العباس احمد بن محمد بن سعید الہمدانی کو فی المعروف ابن عقدہ رحمہ اللہ پر ہے:

إن مدار أكثر أحاديث هذه المسانيد على أبي العباس أحمد بن محمد

① الدر الثمین فی أسماء المصنفین : ص ۲۸۵ ② سیر أعلام النبلاء : ج ۱ ص ۳۵۲

③ تانیب الخطیب علی ما ساقه فی ترجمة أبي حنيفة من الأكاذیب : ص ۱۵۶

ابن سعید الہمدانی الکوفی ابن عقدہ. ①

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) ایک راوی کی تحقیق میں حافظ ابن عقدہ رحمہ اللہ کی ”مسند أبي حنيفة“ سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وَالأول أولى فقد صرح به أبو العباس بن عقدة فساقه من طريق الصلت عن أبي حنيفة. ②

پہلی بات بہتر ہے جیسا کہ ابو العباس ابن عقدہ نے تصریح کی ہے، اور انہوں نے صلت کے طریق سے امام ابو حنیفہ کی روایت نقل کی ہے۔

۷..... مسند امام عبد اللہ بن محمد ابی العوام رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۵ھ)

نام عبد اللہ، والد کا نام محمد، کنیت ابو القاسم ہے، امام ابن ابی العوام رحمہ اللہ نے درج ذیل ائمہ سے حدیث کا سماع کیا: صاحب السنن امام نسائی، امام ابو جعفر طحاوی، ابو بشر دولابی، محمد بن جعفر بن اعین، محمد بن احمد بن حماد، ابراہیم بن محمد ترمذی رحمہم اللہ اور دیگر ائمہ سے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے صاحب السنن امام نسائی کے ترجمے میں امام عبد اللہ بن ابی العوام رحمہ اللہ کے ذکر کرتے ہوئے انہیں قاضی مصر کا لقب دیا۔ ③

علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے امام ابو القاسم عبد اللہ، امام ابو جعفر طحاوی، امام ابو عبد اللہ صمیری رحمہم اللہ اور دیگر ائمہ احناف کے متعلق لکھا:

كلهم حنفيون، ثقات، أثبات، نقاد، لهم اطلاع كبير. ④

① جامع المسانيد: ج ۲ ص ۳۹۹ بحوالہ مسانيد الإمام أبي حنيفة: ص ۱۳۵

② تعجيل المنفعة: ترجمة: يونس بن عبد الله بن أبي فروة، ج ۲ ص ۳۹۴،

رقم: ۱۲۱۳ ③ تذكرة الحفاظ: أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب، ج ۲ ص ۱۹۴

④ عقود الجمان: الباب الثاني، ص ۴۹

یہ سارے ائمہ حنفی، ثقہ، ثبت اور نقاد محدثین ہیں جنہیں کثیر احادیث کا علم ہے۔

موصوف نے امام اعظم رحمہ اللہ کے مناقب میں ایک کتاب ”فضائل أبي حنيفة“ کے نام سے لکھی ہے، ان کی ”مسند أبي حنيفة“ اسی کتاب کا ایک بڑا باب ہے جیسا کہ امام صالحی رحمہ اللہ نے تصریح کی ہے۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ ”جامع المسانيد“ میں پندرہویں مسند، مسند امام ابی العوام کی ذکر کی ہے، امام خوارزمی رحمہ اللہ نے اس مسند کو اپنے پانچ شیوخ کے متصل طرق سے نقل کیا ہے، آپ کے پانچ شیوخ یہ ہیں، ۱..... نجم الدین ابو الجناح احمد بن عمر بن محمد الخوارزمی رحمہ اللہ۔ ۲..... نجم الدین ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابی بکر بلخی رحمہ اللہ۔ ۳..... رشید الدین ابو الفضل اسماعیل بن احمد عراقی رحمہ اللہ۔ ۴..... ضیاء الدین صفر بن یحییٰ بن صفر رحمہ اللہ۔ ۵..... ابو نصر الاغرا بن ابی الفضائل فضائل بن ابی نصر رحمہ اللہ۔ ①

علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمہ اللہ نے بھی اپنے دو شیوخ ابو الفارس بن عمر علوی اور ابو الفضل بن او جاتی رحمہ اللہ کے طرق سے مسند ابن ابی العوام کا تذکرہ کیا ہے۔ ②
امام ذہبی رحمہ اللہ نے بھی ابن ابی العوام رحمہ اللہ کی ”فضائل أبي حنيفة“ کا تذکرہ کیا ہے۔ ③

علامہ جمال الدین زیلیعی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۷ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی روایت کردہ ایک حدیث کے متعلق لکھا ہے:

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الْعَوَّامِ فِي كِتَابِ فَضَائِلِ أَبِي حَنِيفَةَ. ④

اس حدیث کو امام ابن ابی العوام نے ”فضائل أبي حنيفة“ میں روایت کیا ہے۔

- ① جامع المسانيد: الباب الثاني، اما المسند الخامس عشر، ج ۱ ص ۸۵ ② عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الخامس عشر، ص ۳۳۳ ③ مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۲۲ ④ نصب الراية: كتاب الحج، باب الجنایات، ج ۳ ص ۱۴۰

علامہ ابن الملقن رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۴ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی روایت کردہ ایک حدیث کے متعلق لکھا ہے:

رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الْعَوَّامِ فِي كِتَابِ فَضَائِلِ أَبِي حَنِيفَةَ. ❶

اس حدیث کو امام ابی اعوام نے ”فضائل ابی حنیفہ“ میں روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) ایک حدیث کی تحقیق میں فرماتے ہیں:

وَوَصَلَهُ ابْنُ أَبِي الْعَوَّامِ وَابْنُ خَسْرٍ فِي مُسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ. ❷

امام ابن ابی العوام اور امام ابن خسرو نے اپنی اپنی مسند ابی حنیفہ میں اس حدیث کو موصولاً روایت کیا ہے۔

۸..... مسند امام عمر بن حسن اشنانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۹ھ)

نام عمر، والد کا نام حسن، کنیت ابوالحسن، المعروف حافظ اشنانی، یہ بڑے پائے کے جلیل القدر محدث اور حافظ حدیث تھے، ان کی پیدائش ۲۵۹ھ کو ہوئی، امام اشنانی رحمہ اللہ کے چند جلیل القدر اساتذہ حدیث یہ ہیں:

حافظ ابراہیم حربی، محمد بن عینی مدائنی، محمد بن مسلمہ واسطی، ابواسماعیل ترمذی، ابوبکر بن ابی الدنیا، محمد بن شداد زہبی۔ آپ کے چند جلیل القدر تلامذہ: امام ابن عقدہ، محمد بن المظفر، ابو عمرو بن سماک، صاحب السنن امام دارقطنی، حافظ ابن شاہین، ابوقاسم بن حبابہ زہبی وغیرہ۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) امام اشنانی رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

وهذا رجل من جلة الناس، ومن أصحاب الحديث المجودين، وأحد

❶ البدر المنير: باب سنن الإحرام، الحديث السابع عشر، ج ۶ ص ۱۵۹ ❷ الدراية في

تخريج أحاديث الهداية: كتاب الحج، باب الجنایات في الإحرام، ج ۲ ص ۴۵

الحفاظ له، وحسن المذاكرة بالأخبار. ①

امام اثنانی اپنے دور کے جلیل القدر لوگوں اور محدثین میں شمار ہوتے ہیں، حفاظ حدیث میں سے ایک ہیں اور احادیث کا بہت اچھا مذاکرہ کرنے والے ہیں۔

نیز خطیب بغدادی رحمہ اللہ ان کے مقام حدیث کو یوں بیان کرتے ہیں:

وقد حدث حديثا كثيرا، وحمل الناس عنه قديما وحديثا. ②

انہوں نے کثیر احادیث بیان کی ہیں اور لوگوں نے ان سے قدیم اور جدید (ہر دو طبقوں سے روایت ہونے والی) احادیث حاصل کی ہیں۔

امام موصوف نے بھی امام اعظم رحمہ اللہ کی احادیث کی مسند لکھی ہے، چنانچہ علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے تین شیوخ کے طرق سے متصل سند کے ساتھ امام عمر اثنانی رحمہ اللہ کی ”مسند أبي حنيفة“ کو نقل کیا ہے۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ کے تین شیوخ یہ ہیں:

۱.... تقی الدین یوسف بن احمد بن ابی الحسن اسکاف رحمہ اللہ

۲.... ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم رحمہ اللہ

۳.... ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا رحمہ اللہ ③

علامہ محمد بن یوسف صاکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے دو شیوخ ابو الفضل

عبدالرحیم بن محمد بن محمد ارجانی اور ابو حفص عمر بن حسن بن عمر ثوری رحمہ اللہ کے طرق سے متصل

اسناد کے ساتھ امام عمر اثنانی رحمہ اللہ کی مسند کی تخریج کی ہے۔ ④

① تاریخ بغداد: ترجمۃ: عمر بن حسن بن علی، ج ۱ ص ۳۷ ② تاریخ بغداد: ترجمۃ:

عمر بن حسن بن علی، ج ۱ ص ۳۷ ③ جامع المسانید: الباب الثانی، اما المسند الثامن،

ج ۱ ص ۸۱ ④ عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الثامن، ص ۳۷

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے ”کشف الظنون“ میں امام اشعری رحمہ اللہ کی مسند کا ذکر کیا ہے۔ ❶

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے ”عقود الجواهر المنیفة“ کے مقدمہ میں امام عمر اشعری رحمہ اللہ کی مسند کا ذکر کیا ہے۔ ❷

۹..... مسند امام عبد اللہ بن محمد حارثی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۰ھ)

آپ کا نام عبد اللہ، والد کا نام محمد، کنیت ابو محمد، آپ کا تعلق ماوراء النہر سے ہے، آپ کی پیدائش ۲۵۸ھ میں ہوئی، آپ استاذ کے لقب کے ساتھ معروف تھے، امام حارثی رحمہ اللہ کے چند محدثین اساتذہ: عبد اللہ بن واصل، عبد الصمد بن فضل، محمد بن لیث سرخی، عمران بن فرینام، فضل بن محمد شعرانی، محمد بن علی الصائغ رحمہم وغیرہ۔ آپ کے مشہور تلامذہ حدیث: ابوطیب عبد اللہ بن محمد، محمد بن حسن بن منصور نیشاپوری، احمد بن محمد بن یعقوب فارسی، ابو عبد اللہ بن مندہ، ابو العباس بن عقدہ رحمہم وغیرہ۔

امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الشَّيْخُ، الإِمَامُ، الْفَقِيْه، الْعَلَّامَةُ، الْمُحَدِّث، عَالِمُ مَا وَرَاءَ النَّهْرِ.

نیز آگے نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ ابْنُ مَنْدَةَ يَحْسِنُ الْقَوْلَ فِيْهِ. ❸

حافظ ابن مندہ ان کا تذکرہ اچھے الفاظ کے ساتھ کیا کرتے تھے۔

نیز امام ذہبی رحمہ اللہ آپ کی جلالت شان کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

❶ کشف الظنون، مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰

❷ عقود الجواهر المنیفة فی أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة: مقدمة، ص ۶

❸ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: الأستاذ عبد الله بن محمد بن يعقوب، ج ۱ ص ۲۲۳

وكان محدثاً جوالاً، رأساً في الفقه، صنف التصانيف. ❶
آپ محدث تھے، طلب علم میں بہت سفر کرنے والے تھے، اور آپ فقہ میں سرخیل تھے،
آپ نے کئی تصانیف لکھیں۔

علامہ سمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) امام حارثی رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

كان شيخاً مكشراً من الحديث. ❷

آپ بزرگ تھے اور کثرت سے احادیث روایت کرنے والے تھے۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنی کتاب ”جامع المسانید“ میں
امام حارثی رحمہ اللہ کے علمی مقام کے متعلق فرمایا:

من طالع مسنده الذي جمعه للإمام أبي حنيفة، علم تبحرة في علم

الحديث وإحاطته بمعرفة الطرق والمتون. ❸

جو شخص بھی امام حارثی کی مسند ابی حنیفہ کا مطالعہ کرے گا وہ ان کے علم الحدیث میں تبحر
اور حدیث کے متون و طرق میں بلند پایہ معرفت جان لے گا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) ان کو حافظ الحدیث قرار دیتے ہیں، چنانچہ
ان کے تعارف میں فرماتے ہیں:

أبو محمد الحارثي هو عبد الله بن محمد بن يعقوب الحافظ الحنفي

وهو الأستاذ وهو البخاري. ❹

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ نے اپنے چار شیوخ سے متصل سند کے ساتھ مسند حارثی کو نقل کیا

❶ العبر في خبر من غير: سنة أربعين وثلاثمائة، ج ۲ ص ۶۰

❷ الأنساب: باب السين والباء، السبذموني، ج ۷ ص ۵۸

❸ جامع المسانيد: ج ۲ ص ۵۲۵ بحوالہ مسانيد الإمام أبي حنيفة: ص ۱۱۳

❹ لسان الميزان: حرف الميم، من كنيته أبو محمد، ج ۷ ص ۱۰۴

ہے، امام خوارزمی رحمہ اللہ کے چار شیوخ یہ ہیں:

۱..... ابو الفضا کل جمال الدین عبدالکریم بن عبدالصمد انصاری رحمہ اللہ

۲..... صفی الدین اسماعیل بن ابراہیم قرشی مقدسی رحمہ اللہ

۳..... شمس الدین یوسف بن عبداللہ فرغلی رحمہ اللہ

۴..... ابوبکر بن محمد فرغانی رحمہ اللہ ❶

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ”تذکرۃ الحفاظ“ میں امام قاسم بن اصبح

اموی قرطبی رحمہ اللہ کے ترجمہ میں ان کا وصال ۳۴۰ھ لکھنے کے بعد کہا:

وفیہا مات عالم ما وراء النهر ومحدثه الإمام العلامة أبو محمد عبد
اللہ بن محمد بن یعقوب بن الحارث الحارثی البخاری الملقب بالأستاذ
جامع مسند أبي حنيفة الإمام وله اثنتان وثمانون سنة. ❷

اسی سال ماوراء النھر کے مشہور عالم اور محدث امام علامہ محمد بن عبداللہ بن محمد یعقوب
بن الحارث حارثی بخاری کا وصال ہوا، جو الاستاذ کے لقب سے معروف تھے، انہوں نے
مسند امام ابو حنیفہ کو جمع کیا، ان کی عمر ۸۲ سال تھی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) امام حارثی رحمہ اللہ کی مسند کا تذکرہ کرتے
ہوئے فرماتے ہیں:

وقد اعتنى الحافظ أبو محمد الحارثي وكان بعد الثلاثمائة بحديث
أبي حنيفة فجمعه في مجلدة ورتبه على شيوخ أبي حنيفة. ❸

تین سو سال بعد حافظ حدیث ابو محمد الحارثی نے امام ابو حنیفہ کی احادیث پر خصوصی توجہ

❶ جامع المسانيد: الباب الثاني، اما المسند الأول: ج ۱ ص ۷۸ ❷ تذکرۃ الحفاظ:

ترجمة: قاسم بن أصبغ بن محمد، ج ۳ ص ۴۹ ❸ تعجيل المنفعة: مقدمة، ج ۱ ص ۲۳۹

مرکوز کر کے انہیں ایک جلد میں جمع کر دیا، اور اسے شیوخ ابو حنیفہ کے مطابق ترتیب دیا۔
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ابو غسان رحمہ اللہ کے حالات کے ذیل میں اس مسند کا تذکرہ کیا ہے:

وَقَدْ أَخْرَجَ الْحَارِثِيُّ هَذَا الْحَدِيثَ فِي مُسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ. ❶

علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے امام حارثی رحمہ اللہ کے حالات میں اس مسند کا تذکرہ کیا ہے:

وصنف مسند أبي حنيفة. ❷

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے رافع مولیٰ سعد رحمہ اللہ کا ذکر کرتے ہوئے امام حارثی رحمہ اللہ کی مسند اہل حنیفہ کا حوالہ دیا ہے:

أخرج أبو محمد الحارثي في مسند أبي حنيفة. ❸

علامہ محمد بن یوسف صاکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۲ھ) نے ”عقود الجمان“ میں امام اعظم رحمہ اللہ کی سترہ مسانید میں سے پہلی مسند امام حارثی رحمہ اللہ ہی کو اپنے شیوخ ابو یحییٰ زکریا بن محمد انصاری، ابو الفضل عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی رحمہ اللہ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ درج کیا ہے۔ ❹

امام عجلونی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۲ھ) نے ”کشف الخفاء“ میں ”ادرؤا الحدود بالشبهات“ والی روایت نقل کرنے کے بعد لکھا:

رواه الحارثي في مسند أبي حنيفة عن ابن عباس مرفوعا.

❶ تعجيل المنفعة: حرف الغين، ج ۲ ص ۵۲۳ ❷ الجواهر المضية في طبقات

الحنفية: ترجمة: عبد الله بن محمد بن يعقوب، ج ۱ ص ۲۸۹

❸ الإصابة في تمييز الصحابة: ترجمة: رافع مولیٰ سعد، ج ۲ ص ۳۷۴

❹ عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الأول، ص ۳۲۲، ۳۲۳

اس حدیث کو امام حارثی نے حضرت عبداللہ بن عباس سے مرفوعاً ”مسند ابی حنیفہ“ میں روایت کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”المعجم الفہرس“ میں دو طرق سے امام حارثی رحمہ اللہ تک اپنی سند ذکر کی ہے، اور مسند کا تذکرہ بڑے واضح الفاظ میں کیا ہے:

مسند أبی حنیفۃ لأبی محمد الحارثی عبد اللہ بن محمد. ①

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ حافظ حارث رحمہ اللہ کی اس سند کے متعلق فرماتے ہیں:

اور جو شخص بھی ان کی اس سند کا مطالعہ کرے گا جس میں انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مرویات کو جمع کیا ہے وہ علم حدیث میں ان کے بتحریر اور طرق اسانید و متون پر ان کی نظر کی ہمہ گیری کا قائل ہو جائے گا:

ومن طالع مسنده الذی جمعه للإمام أبی حنیفۃ علم تبحره فی علم الحدیث وإحاطته بمعرفة الطرق والامتون.

حافظ عبداللہ حارثی رحمہ اللہ کی اس کتاب کا اختصار علامہ حصکفی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۰ھ) نے کیا، ان کا اختصار مسند ابی حنیفہ رحمہ اللہ کے نام سے مشہور ہے، ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۳ھ) نے اس کی شرح لکھی ”مسند الأبنام فی شرح مسند الإمام“ کے نام سے، پھر علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے امام حارثی رحمہ اللہ کی اصل مسند کو ابواب پر مرتب کیا، بعد کے دور میں ملا عابد سندھی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۷ھ) نے مسند حصکفی کو جو مسند حارثی کی تلخیص ہے ابواب فقہیہ پر مرتب کیا، یہی کتاب آج کل مسند امام اعظم کے نام سے مشہور و متداول اور درس نظامی میں شامل ہے۔

امام حارثی رحمہ اللہ کا انتقال (۳۴۰ھ) میں ۸۲ سال کی عمر میں ہوا۔

① المعجم المفہرس: حرف الحاء، ج ۱ ص ۲۷۱، رقم: ۱۱۲۹

۱۰.... مسند امام عبداللہ بن عدی جرجانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۵ھ)

آپ کا نام عبداللہ، والد کا نام عدی، کنیت ابو احمد، آپ کی پیدائش ۲۷۷ھ میں ہوئی، جرجان سے تعلق رکھنے والے جلیل القدر محدث اور حافظ حدیث ہیں، علم حدیث کے لئے آپ نے پانچ بڑے اسفار کئے، انہوں نے پہلی مرتبہ ۲۹۰ھ میں حدیث کا سماع کیا اور طلب حدیث میں ۲۹۷ھ میں مختلف ممالک کا سفر شروع کیا، آپ نے درج ذیل ائمہ حدیث سے روایت کیا: بہلول بن اسحاق تنوخی، محمد بن یحییٰ مروزی، عبدالرحمن بن قاسم دمشقی، جعفر بن محمد فریابی، ابو عبدالرحمن نسائی، صاحب المسند ابو یعلیٰ موصلی، صاحب الصحیح ابو بکر بن خزیمہ، ابو عروبہ، عمران بن موسیٰ بن مجاشع رحمہ اللہ وغیرہ، آپ کے چند محدثین تلامذہ: ابوسعید مالینی، حسن بن راہین، محمد بن عبداللہ بن عبدکویہ، حمزہ بن یوسف سہمی، ابوالحسن احمد بن العالی رحمہ اللہ۔ ①

امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الإمام، الحافظ، الناقد، الجوال، أبو أحمد عبد الله بن عدي. ②

امام ابن عدی رحمہ اللہ کے شاگرد حمزہ بن یوسف سہمی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۷ھ) بیان کرتے ہیں:

كَانَ ابْنُ عَدِيٍّ حَافِظًا مُتَقِنًا، لَمْ يَكُنْ فِي زَمَانِهِ أَحَدٌ مِثْلَهُ. ③

امام ابن عدی رحمہ اللہ حافظ حدیث اور پختہ محدث تھے، ان کے زمانے میں کوئی بھی ان

جیسا نہ تھا۔

امام حمزہ سہمی رحمہ اللہ ہی سے روایت ہے کہ میں نے امام ابوالحسن دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عدي عبد الله بن عدي، ج ۱۶ ص ۱۵۴

② سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عدي عبد الله بن عدي، ج ۱۶ ص ۱۵۴

③ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عدي عبد الله بن عدي، ج ۱۶ ص ۱۵۴

۳۸۵ھ) سے کہا کہ ضعیف روات کے حالات پر کوئی تصنیف ہونی چاہئے انہوں نے مجھ سے کہا:

أَلَيْسَ عِنْدَكَ كِتَابُ ابْنِ عَدِيٍّ؟ قُلْتُ: بَلَى. قَالَ: فِيهِ كَفَايَةٌ، لَا يُزَادُ عَلَيْهِ. ❶

کیا تمہارے پاس ابن عدی کی کتاب ”الکامل فی ضعف الرجال“ نہیں ہے؟ میں نے کہا: میرے پاس ہے۔ انہوں نے فرمایا: وہ اس موضوع پر کافی ہے اس پر اضافہ نہیں کیا جاسکتا۔

امام ابوالولید سلیمان بن خلف الباجی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۲ھ) نے آپ کے متعلق فرمایا:

ابْنُ عَدِيٍّ حَافِظٌ لَا بَأْسَ بِهِ. ❷

ابن عدی کے حافظ حدیث ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

یہ بات یاد رہے کہ ”الکامل فی ضعف الرجال“ میں تمام ضعیف راویوں کا تذکرہ نہیں ہے بلکہ اس میں بہت سے ثقہ راویوں کا بھی ذکر آگیا، یہاں تک کہ صحیحین کے رجال کا بھی اس میں ذکر ہے، اس لئے صرف اس کتاب کو دیکھ کر کسی راوی کے ثقہ یا ضعیف ہونے کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ انہوں نے اپنی اس کتاب میں ہر اس راوی کا ذکر کیا ہے جس پر کسی نے کلام کیا ہو اگرچہ وہ ثقہ کیوں نہ ہو۔ چنانچہ علامہ ابن عدی رحمہ اللہ خود امام احمد بن صالح المصری اور عبداللہ بن محمد بن عبدالعزیز البغوی رحمہ اللہ ان دونوں حضرات کے ترجمے میں آپ نے فرمایا کہ میں نے اگر یہ شرط نہ لگائی ہوتی کہ میں ہر اس شخص کا ذکر کروں گا جس پر کلام ہوا ہو تو میں کبھی ان کا تذکرہ نہ کرتا، ان کی جلالت شان اور ثقاہت کی وجہ سے:

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عدي عبدالله بن عدي، ج ۱۶ ص ۱۵۴

❷ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عدي عبدالله بن عدي، ج ۱۶ ص ۱۵۴

ولولا أني شرطت في الكتاب أن كل من تكلم فيه متكلم ذكرته وإلا

كنت لا أذكره. ❶

امام ابن عدی رحمہ اللہ کے اپنے اس اعتراف سے بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے ہر متکلم فیہ راوی کا ذکر کیا ہے اگرچہ وہ ثقہ کیوں نہ ہو، امام ابن عدی نے تو حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ مشہور تابعی کا ذکر بھی اپنی اس کتاب میں کیا ہے، حالانکہ ان کے مناقب صحیح مسلم کی حدیث سے ثابت ہیں، آپ رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر شخص سے فرمایا تھا کہ ان سے اپنے لئے دعا کروانا۔

صحیح بخاری کے راوی ابوسلیمان البصری رحمہ اللہ جن کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ دو مرتبہ فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ ہیں، امام یحییٰ بن معین، امام نسائی، امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ ان تینوں اسماء الرجال کے ماہرین نے باوجود یہ کہ تشدد بھی ہیں، انکی توثیق کی ہے لیکن امام ابن عدی رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ ضعفاء میں کیا ہے:

أَبُو سُلَيْمَانَ الْبَصْرِيُّ قَالَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ ثِقَةٌ ثِقَةٌ وَوَثَّقَهُ بْنُ مَعِينٍ وَالنَّسَائِيُّ وَأَبُو حَاتِمٍ وَبْنُ سَعْدٍ وَغَيْرُهُمْ وَأَمَّا بَنُ عَدِي فَذَكَرَهُ فِي الضُّعَفَاءِ. ❷

صحیح مسلم کے راوی امام حمید بن ہلال کا ذکر بھی اس کتاب میں ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں امام حمید بن ہلال رحمہ اللہ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں، اور بصرہ کے ثقہ راویوں میں سے ہیں، میں (امام ذہبی رحمہ اللہ) کہتا ہوں کہ ان سے صحیح مسلم میں روایت موجود ہے، چونکہ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے الکامل میں ان کا ذکر کیا ہے تو اس لئے میں

❶ الکامل: ترجمة: عبد الله بن محمد بن عبد العزيز، ج ۵ ص ۲۳۸، رقم: ۱۱۰۲ /

الکامل: ترجمة: أحمد بن صالح المصري، ج ۱ ص ۲۹۵، رقم: ۲۱ ❷ فتح الباری:

الفصل التاسع في سياق أسماء من طعن فيه من رجال هذا الكتاب، ج ۱ ص ۲۳۲

نے بھی ان کا ذکر کیا ہے ورنہ یہ روای قابل حجت ہیں:

حمید بن ہلال من جلة التابعين وثقاتهم بالبصرة. قلت: روايته عنه في مسلم، وهو في كامل ابن عدي مذکور، فلهذا ذكرته وإلا فالرجل حجة. ❶
امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پوتے اسماعیل، آپ کے صاحبزادے حماد اور خود آپ کے متعلق فرمایا کہ یہ تینوں ضعیف ہیں۔ ❷

بڑے حیرت کی بات ہے کہ فن رجال میں نمایاں مقام رکھنے کے باوجود اس قدر غفلت اور لاپرواہی کہ ایک ہی جملے میں بغیر کسی سبب ضعف کے تینوں ائمہ پر حکم لگا دیا گیا، یہ رویہ اہل علم کی شایان شان نہیں ہے۔ آخر یہ ضعیف ہیں تو کوئی وجہ ضعف بھی ہوگی، اسے ذکر کیا جائے یہ کیوں ضعیف ہیں؟ جب کہ امام صاحب کے متعلق تعدیل مفسر موجود ہے، اکابر اہل علم نے آپ کی توثیق کی ہے، آپ کی امامت وعدالت وثقاہت تو متفق علیہ ہے۔

علامہ محمد بن ابراہیم المعروف ابن الوزیر یمنی رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۰ھ) فرماتے ہیں:

انه ثبت بالتواتر فضله وعدالته وتقواه وأمانته. ❸

امام ابو حنیفہ کی فضیلت، عدالت، تقویٰ اور امانت داری تواتر کے ساتھ ثابت ہے۔
علامہ ابن البرماکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ ہر وہ شخص جس کی عدالت، دیانت داری، ثقاہت اور علم دوستی واضح ہو ایسے شخص کے بارے میں کسی کے قول کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا:

وَالصَّحِيحُ فِي هَذَا الْبَابِ أَنَّ مَنْ صَحَّتْ عَدَالَتُهُ وَثَبَّتْ فِي الْعِلْمِ إِمَامَتُهُ

❶ میزان الاعتدال: ترجمة: حمید بن ہلال، ج ۱ ص ۶۱۶، رقم: ۲۳۴۵

❷ الكامل: ترجمة: إسماعیل بن حماد، ج ۱ ص ۵۰۹

❸ الروض الباسم في الذب عن سنة أبي القاسم، ج ۱ ص ۳۰۸

وَبَانَثُ ثِقَّتُهُ وَبِالْعِلْمِ عِنَايَتُهُ لَمْ يُلْتَفَتْ فِيهِ إِلَى قَوْلِ أَحَدٍ. ①

امام ابن عدی رحمہ اللہ کی یہ جرح مبہم ہے، اور جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے، علامہ ابن امیر الحاج رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) لکھتے ہیں:

أَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَمِنْهُمْ الْحَنْفِيَّةُ وَ أَكْثَرُ الْمُحَدِّثِينَ وَمِنْهُمْ الْبُخَارِيُّ
وَمُسْلِمٌ لَا يَقْبَلُ الْجَرْحَ إِلَّا مُبَيَّنًا سَبَبُهُ كَأَن يَقُولَ الْجَارِحُ فَلَانٌ شَارِبٌ
خَمْرٍ أَوْ آكِلٌ رِبَا. ②

اکثر فقہاء کرام جن میں ائمہ احناف، اکثر محدثین کرام جن میں امام البخاری و مسلم رحمہ اللہ بھی شامل ہیں فرماتے ہیں کہ جرح اس وقت قابل قبول ہوگی جب سبب جرح بیان کیا جائے، جیسا کہ جارح کہے کہ فلاں شخص شراب پیتا ہے یا سود کھاتا ہے تو اب جرح قبول ہوگی۔

امام ابن عدی رحمہ اللہ کی اس جرح کے متعلق محقق العصر علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ جب تک اسماعیل اور حماد کے بارے میں سبب ضعف بیان نہ کیا جائے تو اس وقت تک ابن عدی کی جرح مقبول نہیں، کیوں کہ جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے، لیکن یہ جرح امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں یقینی طور پر غیر مقبول ہے:

قلت: قول ابن عدي إن كان مقبولا في إسماعيل وحماد إذا بين سبب
الضعف لعدم اعتبار الجرح المبهم فهو غير مقبول قطعاً في أبي حنيفة. ③
بہر حال اگر یہ جرح بالفرض والجمال تسلیم کر بھی لی جائے تو یہ انکے ابتدائی دور کی بات ہے جب انہوں نے الکامل لکھی تھی، لیکن جب وہ مصر گئے اور وہاں سرخیل احناف امام

① جامع بيان العلم وفضله: باب حكم قول العلماء بعضهم في بعض، ج ۲

ص ۱۰۹۳ ② التقرير والتحجير: الباب الثالث: السنة، فصل في شرائط الراوي،

مسألة لا يقبل الجرح إلا مبيناً سببه، ج ۲ ص ۲۵۸

③ الفوائد البهية في تراجم الحنفية: ترجمة: اسماعيل بن حماد، ص ۸۱

ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) سے ملاقات اور ان کی صحبت کے نتیجہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی کی صحیح تصویر ان کے سامنے آئی تو پھر انہوں نے اپنے سابقہ تمام نظریات سے رجوع کیا، اور پھر باقاعدہ انہوں نے امام صاحب کی مسند روایات کو جمع کیا، شاید اس کے کفارے میں انہوں نے ”مسند ابی حنیفہ“ تصنیف کی، اور امام صاحب کی مسند روایات کو یکجا کیا۔

محدث ناقد علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں:

وكان ابن عدي على بعده عن الفقه والنظر والعلوم العربية، طويل اللسان في أبي حنيفة وأصحابه، ثم لما اتصل بأبي جعفر الطحاوي وأخذ عنه تحسنت حالته يسيراً حتى ألف مسنداً في أحاديث أبي حنيفة.

امام ابن عدی فقہ، نظر (استخراج و استنباط میں غور و فکر) اور علوم عربیہ سے دور رہنے کی وجہ سے امام ابو حنیفہ اور آپ کے اصحاب کے بارے میں زبان دراز تھے، پھر جب امام ابو جعفر طحاوی سے ملے اور ان سے اخذ علم کیا تو ان کی حالت قدرے اچھی ہو گئی، یہاں تک کہ امام ابو حنیفہ کی مسند تالیف کی۔ ❶

نیز بلند پایہ محقق، رجال اور اصول حدیث پر گہری نظر رکھنے والے شیخ عبد الفتاح ابو غندہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) نے بھی اپنے استاذ کے حوالے سے یہ بات ”الرفع والتکمیل فی الجرح والتعذیل“ کے حاشیے میں نقل کی ہے، دیکھئے: ❷

امام ابن عدی رحمہ اللہ کی اس مسند کا تذکرہ کئی اہل علم نے کیا ہے، سلطان الملک المعظم علامہ یحییٰ بن ابوبکر ایوبی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۴ھ) نے اپنی کتاب ”السهم المصیب فی

❶ تانیب الخطیب علی ما ساقہ فی ترجمۃ ابی حنیفۃ من الأكاذیب: ص ۱۶۹

❷ الرفع والتکمیل: ص ۳۴۰، ۳۴۱

کبد الخطیب“ میں امام ابن عدی رحمہ اللہ کی مسند کا تذکرہ کیا ہے۔^①
مورخ اسلام امام ابن العدیم رحمہ اللہ (متوفی ۶۶۰ھ) نے بھی امام ابن عدی رحمہ اللہ کی مسند کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

وقد نظرت في مسانيد أبي حنيفة رضى الله عنه وهي مسنده الذي جمعه الحافظ أبو أحمد بن عدي.^②

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے جامع المسانید میں اپنے شیخ ابو محمد حسن بن احمد بن ہبہ اللہ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام ابن عدی رحمہ اللہ کی مسند کی تخریج کی ہے اور ان تک اپنی اسناد بھی ذکر کر دی ہے۔^③

امام محمد بن یوسف صاکی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے ”عقود الجمان“ میں امام اعظم کی مسانید کو بیان کرتے ہوئے ”المسند السادس“ کے تحت امام ابن عدی رحمہ اللہ کی مسند کا تذکرہ کیا، امام صاکی رحمہ اللہ نے اپنے شیخ ابو حفص عمر بن حسن بن عمر نووی رحمہ اللہ کے طریق سے متصل اسناد کے ساتھ اس مسند کی تخریج کی ہے۔^④

.....مسند امام محمد بن مظفر رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۹ھ)

نام محمد، والد کا نام مظفر، کنیت ابو الحسین، آپ کی ولادت بغداد ۲۸۶ھ میں ہوئی، ۳۵۵ھ میں انہوں نے حدیث کا سماع شروع کیا جب کہ ان کی عمر ۱۴ سال تھی، طلب حدیث میں مصر، شام، جزیرہ و عراق کا سفر کیا، آپ نے درج ذیل ائمہ حدیث سے روایت

① السهم المصیب في كبد الخطيب، ص ۱۱۲ ② بغية الطلب في تاريخ حلب:

ترجمة: الحسين بن علي بن يزيد بن داود، ج ۶ ص ۲۷۱۰

③ جامع المسانيد: الباب الثاني، اما المسند السادس، ج ۱ ص ۸۱

④ عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند السادس، ص ۳۲۵

کی: حامد بن شعیب بلخی، ابوبکر بن باغندی، ابوالقاسم بغوی، بیثم بن خلف دوری، قاسم بن زکریا الممرز، احمد بن حسن الصوفی، محمد بن جریر طبری، عبد اللہ بن صالح جیشتم وغیرہ۔ آپ کے چند محدثین تلامذہ: ابو حفص بن شاہین، ابو حسن علی بن عمر دارقطنی، ابوبکر البرقانی، محمد بن ابوالفوارس، ابو عبد الرحمن سلمی، ابو نعیم اصبہانی، حسن بن محمد خلال، ابوقاسم تنوخی جیشتم وغیرہ۔ ❶

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الشَّيْخُ، الْحَافِظُ، الْمُجَوِّدُ، مُحَدِّثُ الْعِرَاقِ، أَبُو الْحُسَيْنِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُظَفَّرِ. ❷

صاحب السنن امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) امام ابن المظفر رحمہ اللہ کی بے حد تعظیم کیا کرتے تھے، قاضی محمد بن عمر بن اسماعیل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

رَأَيْتُ أَبَا الْحَسَنِ الدَّارِقَطَنِيَّ يُعْظِمُ أَبَا الْحُسَيْنِ بْنِ الْمُظَفَّرِ وَيَجْلَهُ وَلَا يَسْتَنْدُ بِحَضْرَتِهِ. ❸

میں نے دیکھا کہ ابوالحسن دارقطنی امام ابوالحسین بن المظفر کی بے حد تعظیم و تکریم کرتے، اور ان کی موجودگی میں ٹیک لگا کر نہیں بیٹھتے تھے۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

وَكَانَ حَافِظًا فَهْمًا، صَادِقًا مَكْثَرًا. ❹

آپ حافظ حدیث ذہین، صادق اور کثیر احادیث بیان کرنے والے تھے۔

موصوف کے کثیر الحدیث اور بے مثال حافظے کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیں کہ ایک

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن المظفر بن موسى، ج ۱۶ ص ۴۱۸، ۴۱۹

❷ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: محمد بن المظفر بن موسى، ج ۱۶ ص ۴۱۸، ۴۱۹

❸ تاریخ بغداد: ترجمة: محمد بن المظفر بن موسى، ج ۲ ص ۲۷، ۲۸

❹ تاریخ بغداد: ترجمة: محمد بن المظفر بن موسى، ج ۲ ص ۲۸

دفعہ امام ابن ابی الفوارس رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۲ھ) نے ان سے ایک روایت کے متعلق پوچھا جو ”باغندی عن ابن زید المذاری عن عمرو بن وعاصم“ کی سند سے مروی ہے، تو انہوں نے فرمایا یہ حدیث میرے پاس نہیں ہے، امام ابن ابی الفوارس رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ دیکھ لیجئے! شاید آپ کے پاس ہو؟ تو آپ نے فرمایا:

لو كان عندي لكنت أحفظه، عندي عن الباغندي مائة ألف حديث ما فيها هذا.

اگر یہ حدیث میرے پاس ہوتی تو مجھے یاد ہوتی، میرے پاس باغندی سے مروی ایک لاکھ احادیث ہیں لیکن ان سے مروی یہ حدیث میرے پاس نہیں ہے۔^①

حافظ ابو بکر احمد بن محمد البرقانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۵ھ) امام ابن المظفر رحمہ اللہ کے کثیر الحدیث ہونے کو یوں بیان فرماتے ہیں:

كتب الدارقطني عن ابن المظفر ألف حديث وألف حديث فعدد ذلك مرات.^②

میں نے دارقطنی کے طریق سے امام ابن المظفر سے ایک ہزار احادیث لکھیں، پھر ہزار احادیث لکھیں، پھر ہزار احادیث لکھیں، انہوں نے اس طرح کئی مرتبہ عدد گنوا یا۔

اس قدر بلند پایہ محدث، حافظ حدیث، علم حدیث و رجال حدیث میں گہری دسترس رکھنے والے عظیم المرتبت انسان جو صرف ایک محدث امام باغندی رحمہ اللہ کی ایک لاکھ احادیث کے حافظ تھے، تو دیگر محدثین کی کسی قدر احادیث ان کے حافظے میں محفوظ ہوں گی، وقت کے اس جلیل القدر محدث نے بھی امام صاحب کی مسند لکھی جو حدیث میں امام

① تذكرة الحفاظ: ترجمة: محمد بن المظفر بن موسى، ج ۳ ص ۱۲۶

② تاريخ مدينة دمشق لابن عساكر: ترجمة: محمد بن المظفر بن موسى، ج ۵۶ ص ۷

اعظم رحمہ اللہ کے بلند پایہ مقام پر منہ بولتا ثبوت ہے۔

امام محمد بن عبد الغنی بغدادی المعروف ابن نقطہ حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۹ھ) امام محمد بن مظفر رحمہ اللہ کا تعارف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

جمع مسند أبي حنيفة. ①

انہوں نے مسند ابی حنیفہ کو جمع کیا۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے چار شیوخ سے متصل سند کے ساتھ مسند ابن المظفر کو نقل کیا ہے، ان کے چار شیوخ یہ ہیں:

۱..... ابو محمد یوسف ابن ابی الفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی رحمہ اللہ

۲..... ابو المظفر یوسف بن علی بن حسن رحمہ اللہ

۳..... علی بن معالی رحمہ اللہ

۴..... عبد اللطیف المعروف النجی رحمہ اللہ ②

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے مسند ابن المہری کا ذکر کرنے کے

بعد حافظ ابوالحسن بن المظفر رحمہ اللہ کی ”مسند أبي حنيفة“ کا تذکرہ کیا ہے۔ ③

علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنی متصل سند کے

ساتھ مسند ابن المظفر کا ذکر کیا ہے، انہوں نے اس مسند کو اپنے دو شیوخ محدث ابوالفارس

عبد العزیز ابن نجم الدین علوی رحمہ اللہ اور حافظ ابو فضل بن بکر شافعی رحمہ اللہ کے طریق سے

روایت کیا ہے۔ ④

① التقیید لمعرفة رواة السنن والمسانید: ترجمة: محمد بن المظفر، ج ۱ ص ۱۱۳

② جامع المسانید: الباب الثاني: اما المسند الثالث، ج ۱ ص ۷۹

③ تعجيل المنفعة: مقدمة، ج ۱ ص ۲۲۰

④ عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الثالث، ص ۳۲۳

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے مسند ابن ابی المظفر کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: ①

۱۲.... مسند امام طلحہ بن محمد بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۰ھ)

نام طلحہ، والد کا نام محمد، کنیت ابو القاسم، آپ کی پیدائش ۲۹۱ھ میں ہوئی، علم حدیث میں آپ نے درج ذیل ائمہ حدیث سے روایت کیا: عمر بن اسماعیل ثقفی کوفی، محمد بن عباس، عبد اللہ بن زیدان، محمد بن حسین الاشعری، ابو قاسم بغوی، ابو بکر بن ابی داؤد بیہقی اور دیگر ائمہ سے۔ آپ سے درج ذیل محدثین نے روایت کیا: فقیہ عمر بن ابراہیم ازہری، ابو محمد الخلال، علی بن حسن تنوخی، حسن بن علی جوہری بیہقی وغیرہ۔ ②

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) ان کے ترجمے کا آغاز ان الفاظ میں کرتے ہیں:
الشَّاهِدُ، الشَّيْخُ، الْعَالِمُ، الْأَخْبَارِيُّ، الْمُؤَرِّخُ، أَبُو الْقَاسِمِ الْبَغْدَادِيُّ،
الْمُقَرَّرُ. ③

امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

طلحة بن محمد الشاهد بغدادی مشہور فی زمن الدارقطني، صحیح

السماع. ④

طلحہ بن محمد شاہد بغدادی، امام دارقطنی کے زمانہ کے مشہور اور صحیح السماع محدث ہیں۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ امام طلحہ رحمہ اللہ کی ثقاہت کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

كان مقدم العدول والثقات الأثبات في زمانه. ⑤

آپ اپنے زمانے کے عدول، ثقات اور پختہ محدثین میں سب سے مقدم تھے۔

① كشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰ ② تاریخ بغداد: ترجمة:

طلحة بن محمد بن جعفر، ج ۹ ص ۳۵۶ ③ سير أعلام النبلاء: ترجمة: طلحة بن

محمد بن جعفر، ج ۱ ص ۳۹۶ ④ ميزان الاعتدال: ترجمة: طلحة بن محمد، ج ۲

ص ۳۳۲ ⑤ جامع المسانيد: ترجمة: طلحة بن محمد، ج ۲ ص ۶۷۳

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے دوسری مسند جو آپ تک متصل سند سے بیان کی ہے وہ یہی امام طلحہ رحمہ اللہ کی تالیف کردہ ہے۔ امام خوارزمی رحمہ اللہ نے اس مسند کو اپنے تین شیوخ سے نقل کیا ہے۔

۱..... یوسف بن عبد الرحمن ابن الجوزی رحمہ اللہ

۲..... قاضی فخر الدین نصر اللہ بن علی بن عبد الرشید رحمہ اللہ

۳..... ابو منصور عبد القادر بن ابو نصر قزوینی رحمہ اللہ ①

علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۲ھ) نے بھی اپنے شیخ قاضی ابو حفص عمر بن حسن بن عمر ثوری مصری رحمہ اللہ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ امام طلحہ رحمہ اللہ کی مسند کا تذکرہ کیا ہے۔ ②

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے امام ابو القاسم طلحہ بن محمد رحمہ اللہ کی ”مسند أبي حنيفة“ کا ذکر کیا ہے۔ ③

علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۶ھ) نے بھی ان کی مسند کا تذکرہ کیا ہے، چنانچہ وہ اس مسند کی ایک حدیث سے استدلال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ومسندہ الذی جمعه أبو القاسم طلحة بن محمد بن جعفر الشاهد.
یہ حدیث امام ابو حنیفہ کی مسند جس کو امام ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر نے تصنیف کیا ہے، اس میں مروی ہے۔ ④

علامہ علی بن عبد اللہ المعروف سمہودی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے بھی اس مسند کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

① جامع المسانید: الباب الثاني: اما المسند الثاني، ج ۱ ص ۷۹ ② عقود الجمان:
الباب الثالث والعشرون، المسند الثاني، ص ۳۲۳ ③ كشف الظنون: مسند الإمام
الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰ ④ شفاء السقام في زيارة سيد الأنام، ص ۲۲۱

رواہ أبو القاسم طلحة بن محمد في مسند أبي حنيفة. ①
مشہور مؤرخ امام ابن العدیم حلبی رحمہ اللہ (متوفی ۶۶۰ھ) نے اس مسند کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

ومسندہ الذي جمعه أبو القاسم طلحة بن محمد بن جعفر الشاهد. ②

۱۳.... مسند امام محمد بن ابراہیم مقری (متوفی ۳۸۱ھ)

نام محمد، والد کا نام ابراہیم، کنیت ابو بکر، آپ اصہبان کے ممتاز حافظ حدیث، ثقہ، صدوق اور طلب حدیث میں کثرت سے سفر کرنے والے تھے، ابن المقری کے لقب سے مشہور تھے۔ آپ کی پیدائش ۲۸۵ھ میں ہوئی، اور ۳۰۰ھ میں پہلی مرتبہ انہوں نے حدیث کا سماع کیا۔ آپ کے مشہور محدثین اساتذہ: محمد بن نصیر بن ابان، محمد بن علی فرقندی، عمر بن ابی غیلان، ابو بکر باغندی، حافظ ابو یعلیٰ احمد بن علی موصلی، احمد بن یحییٰ بن زہیر، امام ابو جعفر طحاوی رحمہ اللہ۔ آپ کے چند محدثین تلامذہ: حافظ ابو اسحاق بن حمزہ، ابو الشیخ ابن حیان، حافظ ابو نعیم اصہبانی، مورخ حمزہ بن یوسف سہمی، محمد بن عمر البتال، ابو زید محمد بن سلامہ، طاہر بن محمد بن احمد، ابو الطیب عبدالرزاق رحمہ اللہ وغیرہ۔ ③

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الشیخ، الحافظ، الجوال، الصدوق، مسند الوقت. ④

① وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى: الفصل الثالث في توسل الزائر، الحال الرابع،

ج ۳ ص ۱۹۸ ② بغية الطلب في تاريخ حلب: ترجمة: الحسن بن علي بن يزيد، ج ۶

ص ۲۷۱ ③ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن المقرئ محمد بن إبراهيم، ج ۱۶ ص ۳۹۸

④ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن المقرئ محمد بن إبراهيم، ج ۱۶ ص ۳۹۸

امام ابن المہتری رحمہ اللہ علم حدیث کے حصول کی خاطر اپنے اسفار کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

طَفْتُ الشَّرْقَ وَالْغَرْبَ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ ❶

میں نے (علم حدیث کی خاطر) چار مرتبہ مشرق تا مغرب سفر کیا۔

نیز فرماتے ہیں:

دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ عَشْرَ مَرَّاتٍ، وَحَجَّجْتُ أَرْبَعَ حِجَّاتٍ، وَأَقَمْتُ

بِمَكَّةَ خَمْسَةَ وَعِشْرِينَ شَهْرًا ❷

میں نے دس مرتبہ بیت المقدس حاضری دی، چار حج کئے، اور پچیس مہینے مکہ مکرمہ میں قیام کیا۔

حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) آپ کی ثقاہت اور کثرت حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

مُحَدَّثٌ كَبِيرٌ ثِقَّةٌ أَمِينٌ، صَاحِبُ مَسَانِيدَ وَأُصُولٍ، سَمِعَ بِالْعِرَاقِ وَالشَّامِ وَمِصْرَ مَا لَا يُحْصَى كَثْرَةُ ❸

آپ محدث کبیر، ثقہ، امین، صاحب مسانید اور اصول ہیں، آپ نے عراق، شام اور مصر میں اتنی کثرت سے احادیث کا سماع کیا ہے جن کو شمار نہیں کیا جاسکتا ہے۔

امام ابن نقطہ حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۹ھ) نے امام ابن المہتری رحمہ اللہ کی اس مسند کا ذکر کیا ہے:

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن المقرئ محمد بن إبراهيم، ج ۱۶ ص ۳۹۸

❷ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن المقرئ محمد بن إبراهيم، ج ۱۶ ص ۳۹۸

❸ تاریخ اصبہان: ترجمة: محمد بن ابرہیم بن علی، ج ۲ ص ۲۶۷

و جمع مسند أبي حنيفة. ①

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام ابن المقرئ رحمہ اللہ کے تعارف میں لکھا:

قد صنف مسند أبي حنيفة. ②

نیز امام ذہبی رحمہ اللہ نے ناصر بن محمد بن ابوالفتح رحمہ اللہ کے ترجمے میں بھی اس مسند کا ان الفاظ میں تذکرہ کیا ہے:

أَنَّ نَاصِرًا سَمِعَ مُسْنَدَ أَبِي حَنِيفَةَ لَابْنِ الْمُقَرَّرِ مِنْ إِسْمَاعِيلَ ابْنِ الْإِخْشِيدِ. ③

یقیناً ناصر نے ابن المقرئ کی مسند ابی حنیفہ کا اسماعیل بن اخشید سے سماع کیا تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) مسند امام ابو حنیفہ کا تذکرہ کرتے ہوئے

لکھتے ہیں:

وَكَذَلِكَ خَرَجَ الْمَرْفُوعُ مِنْهُ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ بْنُ الْمُقَرَّرِ وَتَصْنِيفُهُ

أَصْغَرُ مِنْ تَصْنِيفِ الْحَارِثِيِّ. ④

اس طرح حافظ ابو بکر بن مقرئ نے امام ابو حنیفہ سے مرفوع احادیث کی تخریج کی

ہے، ان کی تصنیف حارثی کی تصنیف سے چھوٹی ہے۔

نیز حافظ نے ”التلخیص الحبیر“ میں بھی اس مسند کا تذکرہ کیا ہے:

رواه ابن المقرئ في مسند أبي حنيفة. ⑤

① التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد: ترجمة: محمد بن إبراهيم بن علي، ج ۱ ص ۲۷

② تذكرة الحفاظ: ترجمة: ابن المقرئ ابو بكر محمد بن إبراهيم، ج ۳ ص ۱۲۱

③ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ناصر بن محمد، ج ۲۱ ص ۳۰۶

④ تعجيل المنفعة: مقدمة: ج ۱ ص ۲۳۰

⑤ التلخيص الحبير: كتاب الحج، باب سنن الإحرام، ج ۲ ص ۵۲۳، رقم: ۱۰۰۳

نیز حافظ نے اس مسند کا تذکرہ کر کے اس کے مولف امام ابن المہتری رحمہ اللہ تک اپنا سلسلہ سند بھی ذکر کیا ہے:

حافظ کے الفاظ یہ ہیں:

مسند أبي حنيفة لأبي بكر ابن المقرئ. ①

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) امام ابن المہتری رحمہ اللہ کی تصنیفات میں ”مسند أبي حنيفة“ کا تذکرہ کرتے ہیں:

صاحب المعجم الكبير ومسند أبي حنيفة والأربعين. ②

حافظ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے امام ابن المہتری رحمہ اللہ کی مسند کو ترتیب دیا جیسا کہ ان کے شاگرد علامہ سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) نے اس کا تذکرہ کیا ہے:

وترتيب مسند أبي حنيفة لابن المقرئ. ③

علامہ محمد بن یوسف صاکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے اپنے شیوخ قاضی ابویحییٰ زکریا بن محمد انصاری رحمہ اللہ اور حافظ ابوالفضل بن ابی بکر رحمہ اللہ کے طریق سے مسند ابن المہتری کی تخریج کی ہے۔ ④

علامہ شوکانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے بھی ابن المہتری کی مسند کا ذکر کیا ہے:

وروى ابن المقرئ في مسند أبي حنيفة. ⑤

① المعجم المفهرس: حرف الحاء، ج ۱ ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۰

② طبقات الحفاظ: ترجمة: ابن المقرئ محمد بن إبراهيم، ص ۳۸۸

③ الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: ترجمة: قاسم بن قطلوبغا، ج ۶ ص ۱۸۶

④ عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند السادس عشر، ص ۳۳۳، ۳۳۴

⑤ نيل الأوطار: أبواب مواقيت الإحرام، باب التلبية وصفتها وأحكامها، ج ۲ ص ۳۸۰

۱۲..... مسند امام ابن شاہین رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ)

آپ کا نام عمر، والد کا نام احمد، کنیت ابو حفص ہے، آپ ابن شاہین کے نام سے معروف ہیں جو آپ کے نانا احمد بن محمد بن یوسف بن شاہین شیبانی کی جانب نسبت ہے۔ آپ اصلاً خراسان کے علاقے مروز کے رہنے والے تھے، لیکن بغداد میں سکونت اختیار کر لی تھی، آپ کی ولادت ۲۹۷ھ میں ہوئی، انہوں نے ۳۰۸ھ میں پہلی مرتبہ حدیث کا سماع کیا، آپ کے چند مشہور اساتذہ حدیث: ابو بکر محمد بن محمد باغندی، ابو القاسم بغوی، ابو ضییب عباس بن البرقی، شعیب بن محمد الذراع، ابو علی محمد بن سلیمان مالکی، ابو بکر بن زیاد رحمہ اللہ وغیرہ۔

آپ سے درج ذیل محدثین نے استفادہ کیا: ابو بکر محمد بن اسماعیل الوراق، ابو سعد مالینی، ابو بکر البرقانی، ابو محمد الجوهری، ابو القاسم التنوخی، ابو طالب العشاری رحمہ اللہ۔^①

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الشَّيْخُ، الصَّدُوقُ، الْحَافِظُ، الْعَالِمُ، شَيْخُ الْعِرَاقِ، وَصَاحِبُ التَّفْسِيرِ الْكَبِيرِ.^②

امام ابن ماکولا رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۵ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

هُوَ الشَّقَّةُ، الْأَمِينُ، سَمِعَ بِالشَّامِ وَالْعِرَاقِ وَفَارِسَ وَالْبَصْرَةَ، وَجَمَعَ الْأَبْوَابَ وَالتَّرَاجِمَ، وَصَنَّفَ كَثِيرًا.^③

ثقہ مامون ہیں، انہوں نے شام، فارس اور بصرہ میں حدیث کا سماع کیا، انہوں نے

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن شاہین عمر بن أحمد بن عثمان، ج ۱۶ ص ۴۳۱، ۴۳۲

② سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن شاہین عمر بن أحمد بن عثمان، ج ۱۶ ص ۴۳۱، ۴۳۲

③ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن شاہین عمر بن أحمد بن عثمان، ج ۱۶ ص ۴۳۱، ۴۳۲

مسائل واحکام اور علماء کے تراجم جمع کئے نیز بہت سی کتب تصنیف کیں۔

امام ابو الفتح محمد بن احمد بن ابی الفوارس رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۲ھ) فرماتے ہیں:

ثقة مأمون صنف ما لم يصنفه أحد. ①

آپ ثقہ مامون ہیں، آپ جتنی کسی نے بھی کتب تصنیف نہیں کیں۔

امام ابن شاہین رحمہ اللہ کو تالیف کتب میں خصوصی ملکہ حاصل تھا، آپ کثرت تالیف کے ساتھ مشہور ہیں، آپ اپنی تصانیف کے متعلق فرماتے ہیں:

صنفتُ ثلاثمائة مصنف و ثلاثين مصنفًا، منها التفسير الكبير ألف جزء، ومنها المسند ألف و ثلاثمائة جزء، و التاريخ مائة و خمسون جزءًا، و الزهد مائة جزء. ②

میں نے تین سو تیس کتب لکھی ہیں ان میں سے تفسیر کبیر ایک ہزار جزء پر، مسند ایک ہزار پانچ سو جزء پر، تاریخ ڈیڑھ سو اجزاء پر مشتمل ہے۔

امام ابن شاہین رحمہ اللہ اپنی کتب کے لئے خریدی گئی سیاہی کے متعلق فرماتے ہیں:

حَسِبْتُ مَا اشْتَرَيْتُ بِهِ الْجَبْرَ إِلَى هَذَا الْوَقْتِ، فَكَانَ سَبْعَ مِائَةِ دِرْهَمٍ. قَالَ الدَّائُودِيُّ: وَكُنَّا نَشْتَرِي الْجَبْرَ أَرْبَعَةَ أَرْطَالٍ بِدِرْهَمٍ. ③

میں نے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ اس وقت تک میں سات سو درہم کی سیاہی خرید چکا ہوں، امام داودی کہتے ہیں: ہم ایک درہم سے چار ارطال (تقریباً دو سیر) سیاہی خریدتے تھے۔

امام ابن شاہین رحمہ اللہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مسند کو جمع کیا۔ محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) لکھتے ہیں:

① تذكرة الحفاظ: ترجمة: ابن شاهين ابو حفص عمر بن أحمد، ج ۳ ص ۱۳۰

② تذكرة الحفاظ: ترجمة: ابن شاهين ابو حفص عمر بن أحمد، ج ۳ ص ۱۳۰

③ تذكرة الحفاظ: ترجمة: ابن شاهين ابو حفص عمر بن أحمد، ج ۳ ص ۱۳۰

كان الخطيب نفسه حينما رحل إلى دمشق استصحب معه مسند أبي

حنيفة للدارقطني، ومسند لابن شاهين، ومسنده للخطيب نفسه. ①

خطیب بغدادی نے جب دمشق کا سفر کیا تھا تو اس وقت وہ امام دارقطنی کی مسند ابی حنیفہ، امام ابن شاہین کی مسند ابی حنیفہ اور خود اپنی تالیف مسند ابی حنیفہ ساتھ لے کر گئے تھے۔

۱۵..... مسند امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ)

شیخ الاسلام امام ابوالحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان بن دینار بن عبد اللہ بغداد کے رہنے والے مشہور حافظ حدیث ہیں، آپ علم کے روشن مینار اور اپنے زمانہ کے حافظ تھے، آپ کی ولادت بغداد کے ایک محلے دارقطن میں ۳۰۶ھ میں ہوئی اسی نسبت سے دارقطنی کہلاتے ہیں، آپ کی تصنیف ”سنن دارقطنی“ کتب حدیث میں ممتاز مقام رکھتی ہے۔ آپ نے مشرق تا مغرب سفر کر کے کثیر محدثین سے علم حدیث حاصل کیا جن میں سے بعض نمایاں نام درج ذیل ہیں:

ابو القاسم بغوی، یحییٰ بن محمد بن صاعد، ابن ابو داؤد سجستانی، ابو حامد محمد بن ہارون حضرمی، قاضی بدر بن بیثم، احمد بن اسحاق بن بہلول، احمد بن قاسم فراہی، محمد بن قاسم محارب، علی بن عبد اللہ بن مبشر بیثم اور دیگر ائمہ حدیث۔

اکابر ائمہ حدیث اور محدثین نے امام دارقطنی رحمہ اللہ کے علمی مقام پر تبصرہ کیا ہے۔ صاحب المستدرک امام حاکم رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) بیان کرتے ہیں:

صار الدارقطني أوحده عصره في الحفظ والفهم والورع. وإماماً في القراءة والنحوين، وأقيمت في سنة سبع وستين وثلاث مائة ببغداد أربعة أشهر، وكثر اجتماعنا، فصادفته فوق ما وصف لي، وسألته عن العلل

① تانيب الخطيب على ما ساقه في ترجمة أبي حنيفة من الأكاذيب: ص ۱۵۶

والشیوخ، وله مصنفات يطول ذكرها، فأشهد أنه لم يخلف علي أدیم الأرض مثله. ❶

دارقطنی حفظ، فہم اور ورع میں فرید الدہر تھے، آپ قراء اور شجاعت کے امام تھے، میں نے ۳۶۷ھ میں بغداد میں چار مہینے قیام کیا تو اس دوران ان سے اکثر ملاقات کا شرف حاصل رہا، میں نے جیسا سنا تھا ان کو اس سے بڑھ کر پایا، میں نے ان سے علل حدیث اور شیوخ کے متعلق بہت سے سوالات کیے، ان کی کئی تصانیف ہیں جن کے ذکر کی یہاں گنجائش نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے اپنے پیچھے پوری روئے زمین پر اپنے جیسا کوئی شخص نہیں چھوڑا۔

حافظ عبدالغنی بن سعید ازدی رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۹ھ) بیان کرتے ہیں:

أحسن الناس كلاماً علي حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم
ثلاثة: علي بن المديني في وقته، وموسى بن هارون في وقته، وعلي بن
عمر الدار قطني في وقته. ❷

آپ علیہ السلام کی حدیث مبارک پر سب سے بہتر کلام کرنے والے تین لوگ ہیں: علی بن مدینی اپنے زمانے میں، موسی بن ہارون اپنے دور میں، اور علی بن عمر دارقطنی اپنے وقت میں۔

امام ابو عبد الرحمن محمد بن حسین سلمی رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۲ھ) بیان کرتے ہیں:

شهدت بالله أن شيخنا الدار قطني لم يخلف علي أدیم الأرض مثله في
معرفة حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم وكذلك الصحابة
والتابعين وأتباعهم. ❸

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد، ج ۳ ص ۱۳۲

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو الحسن علي بن عمر، ج ۱۶ ص ۴۵۴

❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو الحسن علي بن عمر، ج ۱۶ ص ۴۵۷

میں اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ ہمارے شیخ دارقطنی نے حدیث رسول ﷺ اسی طرح صحابہ، تابعین اور تبع تابعین (کے احوال) کی معرفت میں اپنے پیچھے پوری دھرتی میں اپنے جیسا کوئی نہیں چھوڑا۔

۴..... قاضی ابوالطیب طاہر بن عبداللہ طبری رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۰ھ) فرماتے ہیں:

كان الدار قطني أمير المؤمنين في الحديث، وما رأيت حافظا ورد بغداد إلا مضى إليه وسلم له. ①

دارقطنی امیر المؤمنین فی الحدیث تھے، میں نے کوئی حافظ حدیث ایسا نہیں دیکھا جو بغداد آیا ہو اور ان کے پاس سلام کے لیے حاضر نہ ہوا ہو۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ سے درج ذیل محدثین عظام نے روایت کیا ہے:

حافظ ابو عبداللہ حاکم، حافظ ابو بکر برقانی، حمزہ بن محمد بن طاہر، ابو حامد اسفراکینی، تمام رازی، حافظ عبدالغنی ازدی، حافظ ابو نعیم اصبہانی، ابو محمد خلّال، ابو القاسم بن محسن، قاضی ابوالطیب طبری، حمزہ بن یوسف سہمی زیشتم اور دیگر اکابرین اہل علم نے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ کئی گراں قدر تصانیف کے مصنف ہیں۔ ان میں ”المسنن“، ”العلل الواردة في الأحاديث النبوية“ اور ”المؤتلف والمختلف في أسماء الرجال“ جیسی کتب شامل ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے بھی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسند کو بھی جمع کیا۔

محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) لکھتے ہیں:

كان الخطيب نفسه حينما رحل إلى دمشق استصحب معه مسند أبي

حنيفة للدار قطني. ②

① تاریخ مدینہ دمشق: ترجمہ: علی بن عمر بن أحمد، ج ۴۳ ص ۱۰۱

② تانیب الخطیب علی ما ساقہ فی ترجمہ أبي حنيفة من الأكاذيب: ۱۵۶

خطیب بغدادی جس وقت بذات خود سفر کر کے دمشق گئے تو ان کے پاس امام دارقطنی کی مسند ابوحنیفہ بھی تھی۔

واقعہ کچھ یوں ہے کہ حافظ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) جب بغداد سے دمشق گئے تو ان کے ساتھ بہت سی کتب تھیں جو مسانید، فوائد، امالی اور منشور وغیرہ پر شامل تھیں۔ ان تمام کتب کی فہرست ان کے شاگرد محمد بن احمد بن محمد اندلسی مالکی رحمہ اللہ نے مرتب کی تھی جس کا نام ”تسمیۃ ما ورد بہ الخطیب دمشق من الکتب من روايته“ رکھا گیا، اس کتاب میں انہوں نے کل ۴۷۴ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے، جس میں خود خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی ۶۴ تصانیف ہیں، اس کتاب کا قدیم مخطوط مکتبہ ظاہریہ، دمشق میں بلحاظ نمبر ۱۸ صفحہ ۱۲۶ تا ۱۳۲ میں موجود ہے۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی کتب پر مشتمل یہ فہرست، رسالہ کی شکل میں ڈاکٹر محمود طحان کی تصنیف ”الحافظ الخطیب البغدادی وأثره في علم الحديث“ مطبوع دار القرآن الکریم بیروت، ۱۴۰۱ھ کے ضمن میں شائع ہو چکی ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ کے مسند ابی حنیفہ کو تدوین کرنے پر یہ بھی بہت بڑی دلیل ہے کہ انہوں نے اپنی ”السنن“ میں تقریباً ۱۳۰ احادیث آپ کے طریق سے روایت کی ہیں۔

۱۶.... مسند امام ابن مندہ رحمہ اللہ (متوفی ۳۹۵ھ)

آپ کا نام محمد، والد کا نام اسحاق، کنیت ابو عبد اللہ، آپ کے اصہبان کے رہنے والے بے مثل حافظ حدیث تھے، آپ کا سن ولادت ۳۱۰ یا ۳۱۱ھ ہے، آپ نے سب سے پہلے حدیث کا سماع ۳۱۸ھ میں کیا۔

آپ کے چند اکابر شیوخ حدیث: عبد الرحمن بن یحییٰ، عبد اللہ بن ابراہیم مقلبی، محمد بن حسین قطان، عبد اللہ بن یعقوب کرمانی، جعفر بن محمد بن موسیٰ، احمد بن زکریا مقدسی،

اسماعیل صفار، ابوعلی محمد بن احمد المیدانی، حافظ ابو حاتم بن حبان، حافظ ابوعلی نیشاپوری رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ حدیث سے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا:
الإمام، الحافظ، الجوال، محدث الإسلام، الحافظ، صاحب
التصانيف. ①

حافظ ابواسحاق بن حمزہ رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۳ھ) فرماتے ہیں:
مَا رَأَيْتُ مِثْلَ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَنْدَةَ.
میں نے ابو عبد اللہ بن مندہ جیسا کوئی نہیں دیکھا۔
حافظ ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) کے پاس امام ابن مندہ رحمہ اللہ کا تذکرہ
ہوتا تو فرماتے:

كَانَ جَبَلًا مِنَ الْجِبَالِ.
آپ علم کے پہاڑ تھے۔
امام جعفر بن محمد المستعصری رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۲ھ) فرماتے ہیں:
مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْفَظَ مِنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَنْدَةَ.
میں نے ابو عبد اللہ بن مندہ سے بڑھ کر کوئی حافظ حدیث نہیں دیکھا۔
مذکورہ اقوال کے لئے دیکھیں: ②

امام ذہبی رحمہ اللہ کی زبانی آپ کے طویل اسفار، کثرت تصانیف اور آپ کے علمی مقام کا
حال سنیں:

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو عبد الله محمد بن إسحاق، ج ۱ ص ۲۸، ۲۹

② سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو عبد الله محمد بن إسحاق، ج ۱ ص ۳۲ تا ۳۸

لما رجع من الرحلة الطويلة كانت كتبه عدة أحمال حتى قيل: إنها كانت أربعين حملاً، وما بلغنا أن أحداً من هذه الأمة سمع ما سمع ولا جمع ما جمع، وكان ختام الرجالين وفرد المكثرين مع الحفظ والمعرفة والصدق وكثرة التصانيف. ❶

جب آپ طویل سفر سے واپس لوٹے تو کئی اونٹ آپ کی کتب سے بھرے ہوئے تھے، حتیٰ کہ کہا گیا ہے کہ وہ چالیس اونٹ تھے، ہمیں نہیں معلوم کہ اس امت میں کسی ایک نے بھی اس قدر احادیث کا سماع کیا ہو جتنا انہوں نے کیا، اور اتنا علم جمع کیا ہو جتنا انہوں نے جمع کیا، کثرت اسفار آپ پر ختم ہیں، نیز حفظ، معرفت، صدق اور کثرت تصانيف کی خوبیوں کے ساتھ آپ کثرت سے احادیث روایت کرنے والوں میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔

امام ابن مندہ رحمہ اللہ کی گراں قدر تصانيف میں ”مسند أبي حنيفة“ بھی شامل ہے، ڈاکٹر فواد سیزگین نے مسانید ابو حنیفہ کا تذکرہ کرتے ہوئے امام ابن مندہ رحمہ اللہ کی مسند کا بھی ذکر کیا ہے، ان کے مطابق مسند ابن حنیفہ ابن مندہ کا یہ نسخہ (مخطوطے کی صورت میں) باتفيا جکارتا کی لائبریری میں کتب حدیث کے تحت رقم ۶۷۶ کے زیر عنوان محفوظ ہے۔ ❷

نیز امام حارثی رحمہ اللہ کی مسند ابی حنیفہ کو بھی حافظ ابن مندہ رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے، مسند حارثی میں پہلی حدیث ہی امام ابن مندہ رحمہ اللہ نے حارثی کے طریق سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ہوتے ہوئے نبی کریم ﷺ تک متصل بیان کی ہے۔ ❸

نیز امام ابن مندہ رحمہ اللہ کی کتاب ”فتح الباب في الكنى والألقاب“ کے محقق

ابو قتیبة نظر محمد الفاریابی نے اس کتاب کے مقدمہ میں اس مسند کا تذکرہ کیا ہے۔ ❹

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: ابن مندہ أبو عبد الله محمد بن اسحاق، ج ۳ ص ۱۵۸

❷ تاریخ التراث العربی: ج ۳ ص ۴۲ ❸ مسند أبي حنيفة: ص ۱۹، رقم ۱

❹ فتح الباب في الكنى والألقاب، ص ۸

۱۷.... مسند امام ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ)

نام احمد، والد کا نام عبداللہ، کنیت ابو نعیم، آپ رجب المرجب ۳۳۶ھ میں اصبہان میں پیدا ہوئے، امام ابو نعیم کے والد عبداللہ علم و فن کے بڑے دلدادہ تھے، انہوں نے اپنے فرزند کو نہایت کم سنی ہی میں تحصیل علم اور سماع حدیث کے مقدس بابرکت مشغلہ میں لگا دیا تھا، چنانچہ ۳۴۲ھ میں ابو نعیم نے احادیث کا باقاعدہ سماع شروع کر دیا تھا، آپ نے محدثین کی کثیر تعداد سے روایت کیا ہے جن میں چند کے نام درج ذیل ہیں:

امام ابو عبداللہ بن جعفر، قاضی ابو احمد العسال، محمد بن معمر ذہلی، مخلد بن جعفر دیقی، احمد بن یوسف نصیبی، فاروق بن عبد الکبیر خطابی، ابو بکر عبداللہ بن یحییٰ بیہشم اور دیگر ائمہ حدیث سے۔

آپ کے چند محدثین تلامذہ کے اسماء گرامی: ابو بکر خطیب بغدادی، ابو بکر محمد بن ابراہیم مستملی، ہبۃ اللہ بن محمد شیرازی، ابو سعد محمد بن محمد مطرز، ابو الفصائل محمد بن احمد، ابو العلاء حسین بن عبید اللہ بیہشم۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الإمام، الحافظ، الثقة، العلامة، شیخ الإسلام، وصاحب الحلیۃ. ❶

امام ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ کے شاگرد خطیب بغدادی رحمہ اللہ آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

لَمْ أَرِ أَحَدًا أَطْلِقَ عَلَيْهِ اسْمَ الْحَفِظِ غَيْرَ رَجُلَيْنِ؛ أَبُو نَعِيمٍ الْأَصْبَهَانِي

وَأَبُو حَازِمٍ الْعَبْدَوِي. ❷

سوائے دو شخصوں کے کسی ایک پر بھی میں نے حفظ حدیث کا اطلاق ہوتے ہوئے نہیں

دیکھا، وہ دو شخص ابو نعیم الاصبہانی اور ابو حازم عبدوی ہیں۔

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو نعیم أحمد بن عبد اللہ، ج ۱ ص ۴۵۴

❷ سیر أعلام النبلاء: ج ۱ ص ۴۵۸

امام حمزہ بن عباس علوی رحمہ اللہ (متوفی ۵۱۶ھ) کی روایت سے محدثین کی زبانی امام ابو نعیم رحمہ اللہ کا علم الحدیث میں بلند رتبہ ملاحظہ فرمائیں:

كَانَ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ يَقُولُونَ: بَقِيَ أَبُو نَعِيمٍ أَرْبَعَ عَشْرَةَ سَنَةً بِلَا نَظِيرٍ، لَا يُوجَدُ شَرْقًا وَلَا غَرْبًا أَعْلَى مِنْهُ إِسْنَادًا، وَلَا أَحْفَظُ مِنْهُ. وَكَانُوا يَقُولُونَ: لَمَّا صَنَّفَ كِتَابَ الْحَلِيَّةِ حُمِلَ الْكِتَابُ إِلَى نَيْسَابُورَ حَالَ حَيَاتِهِ، فَاشْتَرَوْهُ بِأَرْبَعِ مِائَةِ دِينَارٍ. ①

محدثین فرماتے ہیں کہ ابو نعیم نے بے مثل چودہ سال گزارے کہ مشرق و مغرب میں ان سے بہترین سند اور ان جیسا حافظ حدیث کوئی نہیں ملتا تھا، محدثین یہ بھی کہتے تھے: جس وقت ابو نعیم نے اپنی کتاب ”حلیۃ الأولیاء“ کو تصنیف کیا اور اسے اپنی زندگی میں ہی نیشاپور لے کر گئے، تو ائمہ نے چار سو دینار میں اس کتاب کو خریدا (آج کے دور میں ان کی مالیت لاکھوں روپے بنتی ہے)۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الإمام الجلیل الحافظ أبو نعیم الأصبهانی الصوفی الجامع بین الفقه والتصوف والنہایة فی الحفظ والضبط. ②

آپ حدیث کے علاوہ فقہ و تصوف میں بھی جامع کمالات تھے، تصوف و سلوک سے ان کی دلچسپی خاندانی تھی، ان کے نانا محمد بن یوسف مشہور اہل اللہ اور اکابر صوفیاء میں سے تھے، امام ابو نعیم رحمہ اللہ کو بھی اس میں کمال تھا، اس پر ان کی شہرہ آفاق کتاب ”حلیۃ الأولیاء“

① سیر أعلام النبلاء: ج ۱ ص ۴۵۸

② طبقات الشافعية الكبرى: ترجمہ: أحمد بن عبد الله بن أحمد، ج ۴ ص ۱۸

شاید ہے، آپ کی اس کتاب کے متعلق امام ابو طاہر احمد بن محمد رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۶ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ يُصَنَّفْ مِثْلُ كِتَابِ حَلِيَّةِ الْأَوْلِيَاءِ.

ابو نعیم کی کتاب ”حلیۃ الأولیاء“ جیسی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی گئی۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ جیسے کبیر حافظ حدیث اور محدث عصر نے بھی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے

مرتبہ علم حدیث کو تسلیم کرتے ہوئے ان سے مروی احادیث کو اپنی مسند میں جمع کیا۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے چار مشائخ سے متصل سند کے ساتھ امام

ابو نعیم رحمہ اللہ کی ”مسند ابی حنیفہ“ کو روایت کیا ہے، آپ کے چار شیوخ یہ ہیں:

۱.... ابو عبد اللہ محمد بن عثمان بن عمر رحمہ اللہ

۲.... قاضی القضاۃ شہاب الدین ابو علی حسن بن عبد القاہر رحمہ اللہ

۳.... ضیاء الدین صفر بن یحییٰ بن صفر رحمہ اللہ

۴.... ابو اسحاق نجیب الدین ابراہیم بن خلیل بن عبد اللہ رحمہ اللہ ❶

امام محمد بن یوسف صالحی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی اپنے شیخ ابوالفتح جمال الدین

ابراہیم بن ابوالفتح قلقتندی رحمہ اللہ کے طریق سے متصل سند کے ساتھ مسند ابی نعیم کا تذکرہ

کیا ہے۔ ❷

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے ”مسند الإمام الأعظم“ کے عنوان کے

تحت مسانید امام اعظم کا تذکرہ کرتے ہوئے چوتھے نمبر پر مسند ابی نعیم کا بھی ذکر کیا ہے۔ ❸

❶ جامع المسانید: الباب الثانی، اما المسند الرابع، ج ۱ ص ۸۵

❷ عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند الرابع، ۳۲۳

❸ کشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے ”عقود الجواهر المنیفة“ کے مقدمہ میں امام ابو نعیم کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے۔^①

امام ابو نعیم رحمہ اللہ کی یہ مسند بھی ”مسند الإمام أبي حنيفة رواية أبي نعیم“ کے نام سے ”مکتبۃ الکوثر“ ریاض سے ۱۴۱۵ھ میں نظر محمد الفاریابی کی تحقیق کے ساتھ ۲۷۸ صفحات پر مشتمل یہ مسند چھپ چکی ہے۔

۱۸.... مسند امام احمد بن محمد کلاعی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۲ھ)

نام احمد، والد کا نام محمد، کنیت ابو عمر، قرطبہ سے تعلق رکھنے والے یہ عظیم محدث مظفر عبد الملک ابن ابی عامر کے زمانے میں ۳۹۴ھ میں ان کی ولادت ہوئی، آپ کے چند محدثین اساتذہ: ابوالمر ف قنازعی، قاضی یونس بن عبد اللہ، ابو محمد بن بنوشی، مکی بن ابی طالب مقری، ابوالقاسم خزرجی، ابوالمر ف بن جرج، ابو محمد بن شقاق رحمہم اور دیگر ائمہ۔^②

امام ابن بشکوال رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۸ھ) آپ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وكان مقرئاً فاضلاً ورعاً، عالماً بالقراءات ووجوهها، ضابطاً لها وألف كتباً كثيرة في معناها.^③

امام کلاعی رحمہ اللہ قرأت کے مدرس، صاحب فضیلت، پرہیز گار فن قراءت اور ان کے طرق کے عالم تھے، اور ان کو ضبط کرنے والے تھے، آپ نے قراءت کے معانی اور مفاہیم پر کئی کتب تصنیف کیں۔

آپ کا انتقال ہفتہ کے دن بوقت زوال ۱۰ ذوالقعدہ ۴۳۲ھ کو ہوا۔

① عقود الجواهر المنیفة: مقدمة، ج ۱ ص ۶

② الصلة في تاريخ أئمة الأندلس: ترجمة: أحمد بن محمد بن خالد، ص ۵۲، ۵۳

③ الصلة في تاريخ أئمة الأندلس: ترجمة: أحمد بن محمد بن خالد، ص ۵۲، ۵۳

تلاش بسیار کے باوجود آپ کے تفصیلی حالات بندے کو کسی کتاب میں نہ مل سکے، امام کلاعی رحمہ اللہ نے بھی امام اعظم رحمہ اللہ کی مسند کو جمع کیا ہے۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے چار شیوخ کے متصل طریق سے امام کلاعی رحمہ اللہ کی مسند کو ذکر کیا ہے، آپ کے چار شیوخ یہ ہیں:

۱.... عبداللطیف بن عبدالمعتم حرانی رحمہ اللہ

۲.... شرف الدین ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ

۳.... ابو المنصور عبد القادر بن ابی نصر قزوینی رحمہ اللہ

۴.... یوسف بن احمد بن ابی الحسن رحمہ اللہ ❶

امام محمد بن یوسف صالحی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے اپنے دو شیوخ فضل بن اوجاتی رحمہ اللہ اور ابو حفص عمر بن حسن بن عمرو وی رحمہ اللہ کے متصل طرق سے امام کلاعی رحمہ اللہ کی ”مسند ابی حنیفہ“ کا تذکرہ کیا ہے۔ ❷

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے ”مسند الإمام الأعظم“ کے عنوان کے تحت آٹھویں نمبر پر امام کلاعی رحمہ اللہ کی مسند کا ذکر کیا ہے۔ ❸

۱۹.... مسند امام ابوالحسن ماوردی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۰ھ)

آپ کا نام علی، والد کا نام محمد، کنیت ابوالحسن، آپ کی ولادت ۳۶۴ھ میں ہوئی، آپ وقت کے چیف جسٹس تھے، امام ماوردی رحمہ اللہ نے درج ذیل ائمہ سے علم حدیث حاصل کیا: حسن بن علی بن محمد، محمد بن معلیٰ ازدی، جعفر بن محمد بن فضل، محمد بن عدی بن زجر جرجانی۔

❶ جامع المسانید: الباب الثانی، اما المسند التاسع، ج ۱ ص ۸۲

❷ عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند التاسع، ص ۳۲۸

❸ كشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان الفاظ سے کیا:

الإمام العلامة، أفضى القضاة، صاحب التصانيف. ①

قاضی شمس الدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو ان کی کتاب ”الحاوی“ کا مطالعہ کرے گا وہ انکے تبحر علمی اور مذہب کی پہچان کی گواہی دے گا، مذاہب فقہاء خصوصاً فقہ شافعی اور فروع پر ان کی گہری نظر تھی:

مَنْ طَالَعَ كِتَابَ الْحَاوِي يَشْهَد لَهُ بِالتَّبَحُّرِ وَمَعْرِفَةِ الْمَذْهَبِ. ②

آپ کی زندگی میں للہیت، اخلاص، رضائے الہی کا اس قدر غلبہ تھا کہ آپ نے اپنی زندگی میں اپنی تصنیفات میں سے کسی کا اظہار نہیں کیا، جب وصال کا وقت قریب آیا تو آپ نے ایک قابل اعتماد شخص کو بتایا کہ میرے مکان میں فلاں جگہ پر میری کتابیں پڑی ہیں جو میری تصنیف کردہ ہیں۔ ③

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۶ھ) امام ماوردی رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں:

كان من وجوه الفقهاء الشافعيين، وله تصانيف عدة في أصول الفقه وفروعه، وفي غير ذلك. وجعل إليه ولاية القضاء ببلدان كثيرة. ④
آپ شافعی فقہاء کے رؤساء میں شمار ہوتے تھے، آپ کی اصول فقہ اور اسکے فروع اور اس کے علاوہ (مختلف موضوعات پر) متعدد تصانیف ہیں، آپ کو بہت سے شہروں پر قضاء کے منصب پر فائز کیا گیا۔

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: المارودي أبو الحسن علي بن محمد، ج ۱۸ ص ۶۴

② سیر أعلام النبلاء: ترجمة: المارودي أبو الحسن علي بن محمد، ج ۱۸ ص ۶۴

③ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: المارودي أبو الحسن علي بن محمد، ج ۱۸ ص ۶۴

④ تاریخ بغداد: ترجمة: علي بن محمد بن حبيب، ج ۱۲ ص ۱۰۱، ۱۰۲

امام ماوردی رحمہ اللہ کی تصانیف میں ایک تصنیف ”مسند ابی حنیفہ“ بھی ہے، اس کا ذکر حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے ”مسند الإمام الأعظم“ کے عنوان کے تحت پندرہویں مسند امام ماوردی رحمہ اللہ کی ذکر کی ہے۔^①

۲۰..... مسند امام خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ)

آپ کا نام احمد، والد کا نام علی، کنیت ابو بکر، آپ کی ولادت ۳۹۲ھ میں ہوئی، آپ نے سب سے پہلے ۱۱ سال کی عمر میں حدیث کا سماع کیا، ۲۰ سال کی عمر میں بصرہ اور ۲۳ سال کی عمر میں نیشاپور تشریف لے گئے، آپ نے اپنی علمی تشنگی بجھانے کے لئے نیشاپور، اصبہان، ری، ہمدان، دمشق، بصرہ اور کوفہ کے اسفار کئے۔ آپ کے خطیب کے لقب سے مشہور ہونے کی وجہ یہ تھی کہ آپ کے والد بغداد کے ایک گاؤں ”درز یجان“ میں خطیب جمعہ وعیدین تھے، اس لئے وہ خطیب سے مشہور تھے، یہ خطاب آپ کو منتقل ہو گیا، پہلے آپ ابن الخطیب تھے پھر جب اس مقام پر اپنے والد کے بعد خطابت کا کام انجام دیا تو آپ بھی خطیب کے نام سے مشہور ہو گئے، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے اس مقام کا نام ”درب ریحان“ بتلایا ہے۔^②

آپ نے جن ماہرین فن سے علم حاصل کیا ان میں قاضی ابوطیب طبری، ابوالحسن محاملی، ابن زرقویہ، حافظ ابو نعیم اصبہانی، ابو بکر برقانی، ابوالقاسم ازہری، محمد بن یحییٰ ہمدانی، ہاشم اور دیگر ائمہ۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) آپ کے ترجمے کا آغاز ان الفاظ میں کرتے ہیں:

الإمام الأَوْحَدُ، الْعَلَّامَةُ الْمُفْتِي، الْحَافِظُ النَّاقِدُ، مُحَدِّثُ الْوَقْتِ،

① كشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰ ② البداية والنهاية: سنة ثلاث

وستين وأربع مائة، ج ۲ ص ۱۲۳ / الخطيب البغدادي وأثره في علم الحديث: ص ۳۵

صَاحِبُ التَّصَانِيفِ، وَخَاتَمَةُ الْحُفَظ. ❶

خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے علمی ذوق کا اندازہ اس لئے کیجئے کہ جب وہ چلتے تھے تو اس دوران بھی مطالعہ کرتے تھے تاکہ یہ وقت بھی ضائع نہ ہو:

كَانَ الْحَافِظُ الْخَطِيبُ يَمْشِي وَفِي يَدِهِ جُزْءٌ يُطَالَعُهُ. ❷

آپ نے فنِ حدیث کی جو خدمت کی ہے وہ ناقابلِ فراموش ہے، خاص طور سے اصولِ حدیث کی مباحث پر جس طرح سے آپ نے کام کیا ہے کسی دوسرے نے نہیں کیا، آپ نے اس فن میں گراں قدر تصنیفات لکھیں، یہاں تک کہ حافظ ابنِ نقطہ رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۹ھ) فرماتے ہیں:

كل من أنصف علم أن المحدثين بعد الخطيب عيال على كتبه.
منصف مزاج یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ خطیب کے بعد آنے والے محدثین ان کی کتابوں کے محتاج ہیں۔

ڈاکٹر محمود طحان نے ”الحافظ الخطيب البغدادي وأثره في علم الحديث“ میں آپ کی ۸۵ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے۔

آپ کے علمی مقام اور شہرت کے باوجود آپ کی تصنیفات میں موضوعِ روایات بھی ہیں، چنانچہ فنِ حدیث و رجال کے نقاد محدث امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حافظ خطیب بغدادی اور ابو نعیم اصفہانی اور بہت سے علماء متاخرین رحمہم اللہ کا گناہ میں اس سے بڑھ کر نہیں جانتا کہ وہ بے تحاشا اپنی کتابوں میں جعلی راویتیں نقل کرتے ہیں اور یہ گناہ ہے سنت و حدیث پر ایک جنایت اور ظلم ہے، سو اللہ تعالیٰ ہمیں اور ان سب کو معاف فرمائے:

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: الخطيب أبو بكر أحمد بن علي، ج ۱۸ ص ۲۷۰

❷ سیر أعلام النبلاء: ج ۱۸ ص ۲۸۱

أحمد بن علي بن ثابت الحافظ أبو بكر الخطيب تكلم فيه بعضهم وهو وأبو نعيم وكثير من علماء المتأخرين لا أعلم لهم ذنباً أكبر من روايتهم الأحاديث الموضوعة في تأليفهم غير محذرين منها وهذا إثم وجناية على السنن قاله يعقوب عنّا وعنهم. ❶

نیز خطیب بغدادی میں مسلکی تعصب بھی نمایاں طور پر تھا، چنانچہ محدث کبیر علامہ اسماعیل بن ابوالفضل الاصبہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں تین حفاظ حدیث کو پسند نہیں کرتا ہوں کہ ان کے شدت تعصب اور قلیل الانصاف ہونے کی وجہ سے، امام حاکم، امام ابونعیم الاصبہانی، خطیب بغدادی رحمہ اللہ۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسماعیل نے سچ کہا ہے اور یہ حفاظ حدیث میں سے تھے، ثقہ اور صدوق (نہایت سچ بولنے والے) تھے:

سمعت اسماعيل ابن أبي الفضل و كان من أهل الكوفة بالحديث يقول: ثلاثة من الحفاظ لا أحبهم لشدة تعصبهم وقلة إنصافهم: الحاكم أبو عبد الله وأبو نعيم الأصبهاني وأبو بكر الخطيب. قال المصنف: لقد صدق إسماعيل وقد كان من كبار الحفاظ ثقة صدوقاً. ❷

مزید تفصیلات کے لئے اس کتاب کے آخر میں اس عنوان کے تحت دیکھیں ”تاریخ بغداد نقد و جرح کا اہم ماخذ“

بظاہر لگتا ہے کہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اپنے سابقہ خیالات سے رجوع کر لیا تھا، تو پھر کفارہ کے طور پر انہوں نے بھی مسند ابی حنیفہ تالیف کی، یہ امام صاحب کی کرامت ہے کہ امام ابن عدی، امام دارقطنی، خطیب بغدادی رحمہ اللہ وغیرہم جو ابتداء میں سرسری معلومات کی

❶ الرواة الثقات المتكلم فيهم بما لا يوجب ردهم: ص ۵۱ ❷ المنتظم في تاريخ

الأمم والملوك: ترجمة: أحمد بن علي بن ثابت، ج ۱۶ ص ۱۳۳

وجہ سے امام صاحب سے کچھ نالاں تھے، لیکن حقائق واضح ہونے کے بعد ان سب نے اپنے خیالات سے رجوع کر کے امام صاحب کی مسانید لکھیں، اگر امام صاحب حافظ حدیث یا حدیث میں معتبر اور ثقہ نہیں تھے تو کبار محدثین نے آپ کی مسند کو کیوں جمع کیا؟ انہیں کیا ضرورت پڑی تھی کہ جس کے پاس احادیث کا ذخیرہ نہیں اس کی طرف احادیث منسوب کر کے اپنے لئے جہنم کا سامان بناتے اور دنیا میں اتنی مشقت اٹھاتے۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی اس مسند کا محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) نے تذکرہ کیا ہے:

كان الخطيب نفسه حينما رحل إلى دمشق استصحب معه مسند أبي حنيفة للخطيب نفسه. ❶

جس وقت خطیب بغدادی بذات خود سفر کر کے دمشق تشریف لے گئے تو ان کے پاس خود ان کی تالیف کردہ ”مسند ابی حنیفہ“ بھی تھی۔

۲۱..... مسند امام عبد اللہ بن محمد انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۱ھ)

آپ کا نام عبد اللہ، والد کا نام محمد، کنیت ابو اسماعیل ہے، ہرات کے رہنے والے جلیل القدر حافظ حدیث ہیں، آپ میزبان رسول حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں، آپ کی ولادت ۳۹۶ھ میں ہوئی، علم حدیث میں آپ کے مشہور اساتذہ: ابو منصور محمد بن محمد ازدی، حافظ ابو الفضل محمد بن احمد جارودی، ابو منصور احمد بن ابی العلاء، یحییٰ بن عمار سجستانی، علی بن محمد طرازی رحمہم اللہ۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات سے کیا ہے:

الإمام، القدوة، الحافظ الكبير، أبو إسماعيل عبد الله بن محمد. ❷

❶ تانیب الخطیب علی ما ساقه فی ترجمۃ ابی حنیفۃ من الأكاذیب: ص ۱۵۶

❷ سیر أعلام النبلاء: ترجمۃ: شیخ الإسلام عبد الله بن محمد، ج ۱۸ ص ۵۰۳

ان کے حفاظ حدیث میں سے ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ امام ذہبی رحمہ اللہ جیسے نقاد محدث نے ان کا ذکر ”تذکرۃ الحفاظ“ میں ”شیخ الإسلام، الحافظ، الإمام، الزاهد“ جیسے القابات سے شروع کر کے بڑے مبسوط انداز میں ان کا تعارف لکھا۔ حافظ مؤتمن بن احمد ساجی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۷ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

كَانَ آيَةً فِي لِسَانِ التَّذَكِيرِ وَالتَّصَوُّفِ، مِنْ سُلَاطِينِ الْعُلَمَاءِ، سَمِعَ بِبَغْدَادَ مِنْ أَبِي مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْخَلَّالِ، وَغَيْرِهِ. يَرُوى فِي مَجَالِسِ وَعَظِهِ الْأَحَادِيثُ بِالإِسْنَادِ، وَيَنْهَى عَنْ تَعْلِيْقِهَا عَنْهُ. وَكَانَ بَارِعاً فِي اللُّغَةِ، حَافِظاً لِلْحَدِيثِ. ①

آپ وعظ و نصیحت اور تصوف میں اللہ تعالیٰ کی نشانی تھے، علماء میں آپ کو بادشاہ کا مقام حاصل تھا، آپ نے بغداد میں ابو محمد خلال اور دیگر ائمہ سے سماع کیا تھا، آپ مجلس وعظ میں احادیث سند کے ساتھ بیان کرتے، اور اسانید کے بغیر احادیث بیان کرنے سے منع کرتے تھے، آپ لغت میں لا جواب اور حافظ حدیث تھے۔

آپ نے بھی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مرویات کو جمع کیا، اس کا تذکرہ علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے اپنی کتاب ”الجواهر المضیة“ میں نصر بن سیار کے تعارف میں امام معانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) کا درج ذیل جملہ لکھا ہے، وہ فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ كِتَابَ الْأَحَادِيثِ الَّتِي رَوَاهَا أَبُو حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ جَمَعَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيُّ لَجْدَهُ الْقَاضِي صَاعِدُ بَرَوَيْتَهُ عَنْهُ. ②

میں نے نصر بن سیار سے احادیث کی اس کتاب کا بھی سماع کیا جنہیں امام ابو حنیفہ نے

① تذکرۃ الحفاظ: ترجمۃ: أبو اسماعیل عبد اللہ بن محمد بن علی، ج ۳ ص ۲۵۰

② الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة: ترجمۃ: نصر بن سیار بن صاعد، ج ۲ ص ۱۹۵

روایت کیا جسے عبداللہ بن محمد انصاری نے نصر بن سیار کے دادا قاضی صاعد نے جمع کیا یہ ان سے روایت کرتے تھے۔

۲۲..... مسند امام حسین بن محمد بن خسر و بلخی رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۲ھ)

نام حسین، والد کا نام محمد، کنیت ابو عبداللہ، آپ بغداد کے بلند پایہ محدث اور اکابر اہل علم میں سے تھے، آپ کے محدثین اساتذہ میں: امام ابو عبداللہ محمد بن ابی نصر حمیدی، ابو عبداللہ مالک بن احمد، ابو الغنائم محمد بن ابی عثمان، ابو الحسن علی بن محمد انباری، ابو محمد قزوینی، ابو شجاع فارس بن حسین، عبدالواحد بن فہد رحمہم وغیرہم۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ ان القابات کے ساتھ کیا:

المُحَدَّثُ، الْعَالِمُ، مُفِيدُ أَهْلِ بَغْدَادَ، جَامِعُ مُسْنَدِ أَبِي حَنِيفَةَ. ①

حافظ ابن النجار رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۳ھ) ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

فَقِيه أَهْلُ الْعِرَاقِ بِبَغْدَادَ فِي وَقْتِهِ سَمِعَ الْكَثِيرَ وَأَكْثَرَ عَنْ أَصْحَابِ أَبِي

عَلِي بْنِ شَاذَانَ وَأَبِي الْقَاسِمِ بْنِ بَشْرَانَ رَوَى لَنَا عَنْهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ. ②

یہ اپنے وقت میں اہل عراق کے فقیہ اور کثیر السماع محدث ہیں، اور یہ ابو علی بن شاذان اور ابو القاسم بن بشران کے اصحاب سے بہت زیادہ احادیث روایت کرتے ہیں، جب کہ ہمیں حافظ ابن الجوزی نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔

امام ابن خسر و رحمہ اللہ نے بھی امام صاحب کی مرویات کو ”مسند ابی حنیفہ“ کے نام سے جمع کیا ہے۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ نے اپنے تین شیوخ کے ذریعے متصل طریق سے مسند ابن خسر و کا

① شير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن خسر و أبو عبد الله الحسين بن محمد، ج ۱۹

ص ۵۹۲ ② الجواهر المضیة: ترجمة: الحسين بن محمد بن خسر و، ج ۱ ص ۲۱۸

تذکرہ کیا ہے، وہ تین شیوخ یہ ہیں:

۱.... صدر کبیر محی الدین ابو محمد یوسف بن عبدالرحمن بن علی جوزی رحمہ اللہ

۲.... ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم رحمہ اللہ

۳.... ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا رحمہ اللہ ①

حافظ ابو عبد اللہ ابن نجار رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) نے اپنی تاریخ میں امام ابن خسرو رحمہ اللہ

کے تعارف میں مسند کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

جمع مسنداً لأبي حنيفة. ②

علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے امام ابن خسرو رحمہ اللہ کے تعارف میں

مسند کا تذکرہ کیا ہے:

وهو جامع المسند لأبي حنيفة رضي الله عنه. ③

امام ابن العدیم رحمہ اللہ (متوفی ۶۶۰ھ) نے بھی امام ابن خسرو رحمہ اللہ کی مسند کا ذکر کیا ہے:

ومسنده الذي جمعه أبو عبد الله الحسين بن محمد بن الخسرو

البلخي. ④

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام ابن خسرو رحمہ اللہ کے ترجمہ میں

مسند کا ذکر کیا ہے:

جامع مسند أبي حنيفة. ⑤

① جامع المسانيد: الباب الثاني، اما المسند العاشر، ج ۱ ص ۸۲ ② جامع المسانيد:

ترجمة: الحسين بن محمد بن خسرو، ج ۲ ص ۶۰۵ ③ الجواهر المضية: ترجمة:

الحسين بن محمد بن خسرو، ج ۱ ص ۲۱۸ ④ بغية الطلب في تاريخ حلب:

ترجمة: الحسين بن علي بن يزيد، ج ۶ ص ۲۷۱ ⑤ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن

خسرو أبو عبد الله الحسين بن محمد، ج ۱۹ ص ۵۹۲

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے مسند امام اعظم پر تبصرہ کرتے ہوئے مسند ابن خسر و کایوں نمایاں تذکرہ کیا ہے:

وَأَمَّا الَّذِي اعْتَمَدَ الْحُسَيْنِيُّ عَلَى تَخْرِيجِ رِجَالِهِ فَهُوَ بَنُ خُسْرٍ وَكَمَا قَدِمْتُ وَهُوَ مُتَأَخِّرٌ وَفِي كِتَابِهِ زِيَادَاتٌ عَلَى مَا فِي كِتَابِي الْحَارِثِيِّ وَابْنِ الْمَقْرِيِّ. ❶

جس مسند پر حسینی امام ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حمزہ دمشقی نے اپنی کتاب ”التذکرۃ برجال العشرة“ میں رجال کی تخریج کے لحاظ سے اعتماد کیا ہے وہ ابن خسر و کی ہے جیسا کہ میں نے پہلے درج کیا اور وہ بعد کے محدث ہیں، ان کی کتاب میں حارثی اور ابن المقری کی کتابوں کی نسبت زیادہ احادیث ہیں۔

علامہ محمد بن یوسف صالحی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے اپنے شیوخ ابو الفضل بن ابی بکر شافعی رحمہ اللہ اور ابو فارس عبد العزیز بن عمر بن محمد ہاشمی رحمہ اللہ کے طرق سے متصل اسناد کے ساتھ دسویں مسند امام ابن خسر و رحمہ اللہ کی ذکر کی ہے۔ ❷

علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے ان کے تعارف میں اس مسند کا ذکر کیا ہے:

جامع مسند أبي حنيفة. ❸

علامہ شوکانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) کی مرویات میں سے یہ مسند بھی ہے، انہوں نے امام ابن خسر و تک اس مسند کی اسناد بھی ذکر کر دی ہے۔ ❹

❶ تعجیل المنفعة: مقدمہ: ج ۱ ص ۲۴۰ ❷ عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند العاشر، ص ۳۲۸، ۳۲۹ ❸ تاج التراجم: ترجمة: الحسين بن محمد، ج ۱ ص ۱۶۱ ❹ إتحاف الأكابر بإسناد الدفاتر: ص ۲۱۹

۲۳.... مسند امام محمد بن عبد الباقي انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۵ھ)

نام محمد، والد کا نام عبد الباقي، کنیت ابو بکر، آپ قاضی المرستان کے لقب سے مشہور تھے، ماہ صفر ۴۴۲ھ میں آپ کی ولادت ہوئی، آپ نے درج ذیل ائمہ حدیث سے سماعت کی: ابو اسحاق برکی، علی بن عیسیٰ باقلانی، قاضی ابو الطیب طبری، عمر بن حسین خفاف، قاضی ابو یعلیٰ بن فراء، علی بن شیخ ابو طالب مکی رحمہم وغیرہم۔

آپ کے چند محدثین تلامذہ: ابو سعد عبد الکریم بن محمد سمعانی، ابو الفرج عبد الرحمن بن الجوزی، ابو موسیٰ مدینی، سعید بن عطاء، عبد اللہ بن مظفر، ابو القاسم علی ابن عساکر رحمہم وغیرہم۔ ❶

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات سے کیا: الشَّيْخُ، الإِمَامُ، الْعَالِمُ، الْمُتَفَنِّنُ، الْفَرَضِيُّ، الْعَدْلُ، مُسْنِدُ الْعَصْرِ، الْقَاضِي، أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْبَاقِي. ❷

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے مثل حافظہ عطا کیا تھا، آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن کریم حفظ کیا، آپ فرماتے ہیں کہ کوئی علم ایسا نہیں ہے جسے میں نے کلاً یا بعضاً حاصل نہ کیا ہو، نیز فرماتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی کھیل کود میں ضائع نہیں کیا۔ ❸

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

وَقَرَأْتُ عَلَيْهِ الْكَثِيرَ وَكَانَ ثِقَةً فَهْمًا، ثَبَتًا حُجَّةً، مُتَفَنِّنًا. ❹

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: قاضي المرستان محمد بن عبد الباقي، ج ۲۰ ص ۲۳ تا ۲۶

❷ سیر أعلام النبلاء، ترجمة: قاضي المرستان محمد بن عبد الباقي، ج ۲۰ ص ۲۳ تا ۲۶

❸ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: قاضي المرستان محمد بن عبد الباقي، ج ۲۰ ص ۲۳ تا ۲۶

❹ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: قاضي المرستان محمد بن عبد الباقي، ج ۲۰ ص ۲۳ تا ۲۶

میں نے ان کے سامنے کثیر احادیث پڑھیں، آپ (حدیث میں) ثقہ، ذکی، حجت اور ماہر تھے۔

امام ابوالمظفر عبدالرحیم ابن سمعان بن سمان (متوفی ۶۱۷ھ) نے قاضی صاحب کے علمی مرتبے کا اظہار ان الفاظ میں کیا:

عَارِفٌ بِالْعِلْمِ مَتَفَنِّ الْكَلَامِ حُلُوُ الْمُنْطَقِ مَلِيحُ الْمُجَاوِرَةِ مَا رَأَيْتُ أَجْمَعَ لَلْفَنُونِ مِنْهُ نَظَرٌ فِي كُلِّ عِلْمٍ وَسَمْعُهُ يَقُولُ: نَدِمْتُ فِي عِلْمٍ تَعَلَّمْتَهُ إِلَّا الْحَدِيثَ وَعِلْمَهُ. ❶

آپ علوم کے شناسا، کلام کرنے میں ماہر، بولنے میں شیریں اور گفتگو کرنے میں شائستہ و عمدہ تھے، میں نے ان کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا کہ تمام فنون ایک ذات میں جمع ہوں، ان کی ہر علم میں نگاہ تھی، اور میں نے انہیں (حدیث سے حد درجہ قلبی لگاؤ کی وجہ سے) یہ کہتے ہوئے سنا: مجھے حدیث اور علم حدیث کے حصول کے علاوہ ہر علم کی تحصیل پر ندامت ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) آپ کے متعلق لکھتے ہیں:

مشہور معمر عالی الإسناد هو آخر من كان بينه وبين النبي ﷺ ستة رجال ثقات مع اتصال السماع على شرط الصحيح. ❷

آپ عمر رسیدہ مشہور بزرگ ہیں، عالی اسناد سے حدیث بیان کرتے ہیں، اتصال سماع کی شرط صحیح کے ساتھ آپ ہی وہ آخری محدث ہیں کہ آپ کے اور نبی کریم ﷺ کے درمیان صرف چھ ثقہ راوی ہیں۔

یہ بلند پایہ محدث بھی ان اکابر اہل علم کی فہرست میں داخل ہیں جنہوں نے امام صاحب

❶ المقصد الأرشد في ذكر أصحاب الإمام الأحمـد: ترجمة: محمد بن عبد الباقي بن

محمد، ج ۲ ص ۴۴۴

❷ لسان الميزان: ترجمة: محمد بن عبد الباقي بن محمد، ج ۵ ص ۲۴۱

کی مسند کو جمع کیا ہے۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے اپنے چار مشائخ کے طریق سے متصل سند

کے ساتھ قاضی ابوبکر رحمہ اللہ کی مسند کا تذکرہ کیا ہے، وہ چار شیوخ یہ ہیں:

۱.... احمد بن ابی الحسن العرینی رحمہ اللہ

۲.... ابو محمد ابراہیم بن محمود بن سالم رحمہ اللہ

۳.... ابو محمد یوسف بن عبد الرحمن بن علی بن الجوزی رحمہ اللہ

۴.... ابو عبد اللہ محمد بن علی بن بقا رحمہ اللہ ①

علامہ محمد بن یوسف صاکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی قاضی ابوبکر رحمہ اللہ کی ”مسند ابی

حنیفہ“ کا ذکر کیا ہے۔ ②

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے ”مسند الإمام الأعظم“ کے عنوان کے

تحت پانچویں نمبر پر اس مسند کا تذکرہ کیا ہے۔ ③

علامہ سید مرتضیٰ زبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے بھی قاضی صاحب کی مسند کا

ذکر کیا ہے۔ ④

۲۴.... مسند امام ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ)

آپ کا اسم گرامی علی، والد کا نام حسن، کنیت ابو القاسم، المعروف بہ ابن عساکر، آپ دمشق

کے بلند پایہ حافظ حدیث ہیں، آپ کی پیدائش ۴۹۹ھ میں ہوئی، سات سال کی عمر میں آپ

نے پہلی مرتبہ حدیث کا سماع کیا، حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ نے دمشق، بغداد، کوفہ، نیشاپور،

① جامع المسانید: الباب الثانی، اما المسند الخامس، ج ۱ ص ۸۰ ② عقود الجمان:

الباب الثالث والعشرون، المسند الخامس، ص ۳۲۵ ③ کشف الظنون: مسند الإمام

الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰ ④ عقود الجواهر المنیفة: مقدمة، ج ۱ ص ۶

اصبہان، ہرات، مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ جیسے مراکز علم میں اکابر شیوخ سے علم حدیث حاصل کیا، آپ کے شیوخ کی تعداد ۳۰۰ تک ہے ان میں ۸۰ سے زیادہ خواتین ہیں۔
آپ کے بعض اساتذہ حدیث:

ابو القاسم النسیب، سبیح بن قیراط، ابو طاہر حنائی، ابو القاسم بن حصین، عبد اللہ بن محمد غزال، یوسف بن ایوب ہمدانی، تمیم بن ابی سعید جرجانی، عبد الکریم بن حمزہ رحمہ اللہ وغیرہم۔^①
امام ذہبی رحمہ اللہ آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:
الإمام، العلامة، الحافظ الكبير، المجوّد، محدث الشام، ثقة الدين،
أبو القاسم الدمشقي، الشافعي، صاحب تاريخ دمشق۔^②
نیز امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”تذكرة الحفاظ“ میں آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات سے کیا:

الإمام، الحافظ الكبير، محدث الشام، فخر الأئمة، ثقة الدين، صاحب التصانيف والتاريخ الكبير۔^③

امام ابوسعید عبدالکریم سمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) آپ کے علم حدیث میں بلند پایہ محدثانہ مقام کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

أبو القاسم حافظ ثقة متقن دين خير حسن السميت جمع بين معرفة المتن والإسناد وكان كثير العلم غزير الفضل صحيح القراءة متبناً راحل وتعب وبالغ في الطلب وجمع ما لم يجمعه غيره وأربى على الأقران.

ابو القاسم حافظ حدیث، ثقہ، متقن، دیندار، نیکوکار اور کریمانہ اخلاق کے مالک تھے،

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عساكر ثقة الدين أبو القاسم، ج ۲۰ ص ۵۵۵، ۵۵۴

② سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن عساكر ثقة الدين أبو القاسم، ج ۲۰ ص ۵۵۵، ۵۵۴

③ تذكرة الحفاظ، ترجمة: ابن عساكر أبو القاسم علي بن حسين، ج ۴ ص ۸۲

حدیث کے متن و اسناد کی معرفت رکھتے تھے، آپ علم و فضل میں بے نظیر اور بے مثال تھے، عمد و قراءت کرتے تھے، مثبت تھے، آپ نے حصول علم کے لئے سفر کیا اور مقصد کو پانے کے لئے انتہائی جدوجہد کی، آپ نے اتنا علم جمع کیا جتنا اور کوئی بھی نہ کر سکا، جس کی وجہ سے آپ اپنے معاصرین پر سبقت لے گئے۔^①

حافظ ابن نجار رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) علم حدیث میں آپ کی جلالت شان کا اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

أبو القاسم إمام المحدثين في وقته، انتهت إليه الرياسة في الحفاظ والإتقان والثقة والمعرفة التامة وبه ختم هذا الشأن.^②

ابو القاسم اپنے زمانے میں محدثین کے امام تھے۔ حفظ و اتقان اور ثقاہت و معرفت تامہ کی ان پر انتہا تھی، علم حدیث کا فن ان پر ختم ہو گیا۔

علامہ تاج الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) نے آپ کا تذکرہ جن القابات کے ساتھ کیا ہے اس سے بڑھ کر کسی کی تعریف و توثیق کرنا بظاہر مشکل ہے:

هُوَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ نَاصِرُ السُّنَّةِ وَخَادِمُهَا وَقَامِعُ جُنْدِ الشَّيْطَانِ بَعْسَاكَرِ اجْتِهَادِهِ وَهَادِمُهَا إِمَامُ أَهْلِ الْحَدِيثِ فِي زَمَانِهِ وَخَتَامُ الْجِهَابِ ذِي الْحِفَاظِ وَلَا يُنْكَرُ أَحَدٌ مِنْهُ مَكَانَهُ وَالْبَحْرُ الَّذِي لَا سَاحِلَ لَهُ.^③

جہاں آپ ایک عظیم الشان محدث، جلیل القدر مورخ تھے اور علم حدیث میں عظیم المرتبت تھے وہیں آپ کے اخلاص و للہیت اور تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ آپ کے صاحبزادے بہاء الدین فرماتے ہیں کہ میرے والد جماعت اور تلاوت کے بڑے پابند تھے، تمام

① تذکرة الحفاظ: ج ۴ ص ۸۴ ② تذکرة الحفاظ: ج ۴ ص ۸۶

③ طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة: علي بن الحسن بن هبة الله، ج ۶ ص ۲۱۵، ۲۱۶

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

.....

علامہ یاقوت حموی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۶ھ) نے علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ کے ترجمہ میں آپ کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے ”مسند مکحول و أبي حنيفة“ کہہ کر آپ کی مسند کا بھی ذکر کیا ہے۔ ❶

علامہ صلاح الدین صفدی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۳ھ) نے بھی امام ابن عساکر رحمہ اللہ کے ترجمہ میں آپ کی تصانیف میں ”و مسند مکحول و أبي حنيفة“ کہہ کر آپ کی مسند کا ذکر کیا ہے۔ ❷

علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ کی ”تاریخ مدینة دمشق“ مطبوع دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ ۲۰۰۱ء صفحہ نمبر ۱۱ پر امام ابن عساکر رحمہ اللہ کے تعارف میں بھی ان کی مسند ابی حنیفہ کا تذکرہ کیا ہے۔

شیخ حسام الدین المقدسی نے ”تبیین کذب المفتری فیما نسب الی الإمام أبي الحسن الأشعري“ کے مقدمہ ص: ۶ پر امام ابن عساکر رحمہ اللہ کی تصانیفات میں مسند ابی حنیفہ کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

۲۵..... مسند امام علی بن احمد رازی (متوفی ۵۹۸ھ)

امام علی بن احمد بن مکی رازی کا لقب حسام الدین ہے، آپ مشہور حنفی فقیہ ہیں، آپ نے دمشق میں سکونت اختیار کی اور درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

۱..... حافظ ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ) امام علی بن احمد کے علمی مقام و مرتبہ کے متعلق لکھتے ہیں:

تفقه بما وراء النهر، وقدم دمشق وسكنها، وكان يدرس في المدرسة

❶ معجم الأدباء: ترجمة: علي بن الحسن بن عساكر، ج ۲ ص ۱۷۰ ❷ الوافي

بالوفيات: ترجمة: الحافظ ابن عساكر الشافعي علي بن الحسن، ج ۲ ص ۲۱۹

الصادریة، ویفتی علی مذهب ابي حنیفة، ویشهد ویناظر فی مسائل

الخلاف. ①

آپ نے ماوراء النہر (کے فقیہ حضرات) سے علم فقہ حاصل کیا، بعد ازاں آپ دمشق تشریف لائے اور وہیں سکونت اختیار کی، آپ مدرسہ صادریہ میں تدریس کا فریضہ سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ امام ابو حنیفہ کے مذہب پر فتویٰ دیتے اور شواہد لاتے تھے، نیز اختلافی مسائل میں مناظرہ کرتے تھے۔

۲..... علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) آپ کے علمی مقام پر لکھتے ہیں:

وضع کتاباً نفیساً علی مختصر القدوری، سماه "خلاصة الدلائل في تنقيح المسائل"، وهو كتابي الذي حفظته في الفقه، وخرجت أحاديثه في مجلد ضخيم، ووضعت عليه شرحاً. ②

آپ نے مختصر قدوری پر "خلاصة الدلائل في تنقيح المسائل" کے نام سے ایک عمدہ کتاب لکھی، یہ وہ کتاب ہے جس کو میں نے فقہ میں حفظ کیا اور ایک ضخیم جلد میں اس کی احادیث کی تخریج کی اور اس پر شرح لکھی۔

ترکی کے نامور فاضل پروفیسر نوادینزگین نے اپنی کتاب "تاریخ التراث العربی" ج ۳ ص ۴۳ میں امام اعظم رحمہ اللہ کی مسانید کا تذکرہ کرتے ہوئے آٹھویں مسند کے متعلق لکھا ہے:

عن حسام الدين علي بن أحمد بن مكي الرازي (المتوفى

۵۹۸ھ/ ۱۲۰۱ء، انظر بروكلمان ملحق ۱/ ۶۴۹)، سراي، أحمد

① تاریخ مدینہ دمشق: ترجمہ: علی بن مالکی أبو الحسن الکاسانی، ج ۴ ص ۲۵۲

② الجواهر المضیة: ترجمہ: علی بن أحمد بن مکی، ج ۱ ص ۳۵۳

الثالث ۳۶۴ (۱۵۸ ورقہ، انظر: فہرس ۲: ۱۰۴).

یہ مسند حسام الدین علی بن احمد بن مکی رازی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۸ھ/۱۲۰۱ء) سے مروی ہے، بروکلمان کا ضمیمہ نمبر ۱/۶۴۹ دیکھیں۔ سرای احمد الثالث کے مکتبہ کا نمبر ۳۶۴ ہے، (۱۵۸ اوراق، فہرست دیکھئے: ۲: ۱۰۴)۔

۲۶... مسند امام محمد بن محمد بن محمد بن عثمان بلخی بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۳ھ)

نام محمد، والد کا نام بھی محمد، کنیت ابو عبد اللہ، لقب النظام ہے، انہوں نے طلب حدیث میں بخارا، سمرقند، رے اور حلب وغیرہ متعدد مقامات کا سفر کیا اور وہاں کے اجلہ محدثین سے علم حاصل کیا، آپ کے اساتذہ: الموید الطوسی، مسعود بن مودود الاسترآبادی، اور محمد بن ابراہیم الفاسی رحمہ اللہ وغیرہم۔

ان کے تلامذہ میں مشہور ان کے بیٹے عبد الوہاب اور مشہور محدث حافظ دمیاطی رحمہ اللہ ہیں۔
امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کو "مفتی الحنفیۃ" قرار دیا اور یہ بھی تصریح کی ہے کہ انہوں نے صحیح مسلم کا درس دیا ہے۔ ①

امام محمد بن محمد بلخی بغدادی رحمہ اللہ نے بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مسند لکھی ہے، جس کا نام "جزء ابی حنیفہ" ہے، علامہ عبد القادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے اس مسند کا ان کے صاحبزادے امام عبد الوہاب بن محمد رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۵ھ) سے سماع کیا تھا، چنانچہ حافظ قرشی رحمہ اللہ امام موصوف کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

قلت وولده عبد الوہاب بن محمد حدث عنہ بجزء ابی حنیفہ رضي الله عنہ سمعته عليه.

ان کے بیٹے امام عبد الوہاب بن محمد نے ان سے "جزء ابی حنیفہ" کو روایت کیا ہے، اور

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: النظام البلخي أبو عبد الله محمد بن محمد، ج ۲۳ ص ۲۹۴

میں نے عبدالوہاب سے اس جزء کا سماع کیا تھا۔ ①

۲۷.... مسند امام ابو علی البکری رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۶ھ)

نام حسن، والد کا نام محمد، کنیت ابو علی، المعروف بہ امام ابو علی البکری، آپ کی پیدائش ۵۷۴ھ میں ہوئی، آپ کا سلسلہ نسب بواسطہ قاسم بن محمد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے، آپ نے مختلف ممالک کے طویل اسفار کر کے وہاں کے کبار محدثین سے استفادہ کیا، مکہ میں ابو حفص میاشی رحمہ اللہ سے، دمشق میں ابن طبرزد رحمہ اللہ سے، ہرات میں ابوروح ہروی رحمہ اللہ سے، نيسابور میں مؤید طوسی رحمہ اللہ سے، اصبہان میں ابو الفتوح محمد بن محمد رحمہ اللہ سے، مرو میں ابو المظہر بن سمعانی رحمہ اللہ سے، بغداد میں ابن الا خضر رحمہ اللہ سے۔ ②

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الشیخ، الإمام، المحدث، المفید، الرجال، المسند، جمال

المشائخ، صدر الدین أبو علی الحسن بن محمد۔ ③

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ اپنی شہرہ آفاق کتاب "تذکرۃ الحفاظ" میں کیا، اس کتاب میں آپ کا تذکرہ کرنا ہی آپ کی علم حدیث میں جلالت شان کے لئے کافی تھا، لیکن اس کے باوجود آپ کو ان عظیم القابات سے یاد کیا:

المحدث، العالم المفید، الرجال المصنف۔ ④

① الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة: ترجمة: محمد بن محمد بن محمد بن عثمان، ج ۲ ص ۱۲۵ ② سیر أعلام النبلاء: ترجمة: البکری أبو علی الحسن بن محمد، ج ۲۳ ص ۳۲۶، ۳۲۷ ③ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: البکری أبو علی الحسن بن محمد، ج ۲۳ ص ۳۲۶، ۳۲۷

④ تذکرۃ الحفاظ: ترجمة: البکری أبو علی الحسن بن محمد، ج ۴ ص ۱۵۸

یہ بلند محدث بھی امام اعظم رحمہ اللہ کی مسانید لکھنے والوں میں شامل ہیں۔
حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) بھی اس مسند کو روایت کرنے والوں میں
سے ہیں، اور انہوں نے امام بکری رحمہ اللہ تک اپنی اسناد بھی نقل کر دی ہے، مسند کا تذکرہ ان
الفاظ میں کیا:

مُسْنَدُ أَبِي حَنِيفَةَ جَمَعَ الْحَافِظُ أَبِي عَلِيٍّ الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبُكْرِيُّ. ①
علامہ محمد بن یوسف صاکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے اپنے استاذ شیخ الاسلام ابوالفضل
بن ابی بکر شافعی رحمہ اللہ کے متصل طریق سے حافظ ابو علی بکری رحمہ اللہ کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر
کیا ہے۔ ②

حافظ شمس الدین ابن طولون رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۳ھ) نے ”الفہرست الأوسط“
میں اپنے سے لے کر مصنف تک اس مسند کی اسناد ذکر کی ہے۔ ③
علامہ جمال الدین قاسمی دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۳۲ھ) نے بھی اس مسند کا ذکر
کیا ہے، اور تصریح کی ہے کہ علامہ محمد سلیمان مغربی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۹۴ھ) نے اپنے ثبت
”صلة الخلف“ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی جن چار مسانید کی اسناد اپنے سے لے کر ان
مؤلفین تک ذکر کی ہے، ان چار مسانید میں سے ایک امام ابو علی البکری رحمہ اللہ کی تالیف کردہ
”مسند ابی حنیفہ“ بھی ہے۔ ④

۲۸..... مسند امام شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ)

نام محمد، والد کا نام عبدالرحمن، کنیت ابو الخیر ہے، المعروف بہ امام سخاوی، ماہ ربیع الاول

① المعجم المفہرس: حرف الحاء، رقم: ۱۱۳۱، ج ۱ ص ۲۷۲

② عقود الجمان: الباب الثالث والعشرون، المسند السابع، ص ۳۳۴

③ تانیب الخطیب علی ما ساقہ فی ترجمۃ ابی حنیفۃ من الأكاذیب: ص ۱۵۶

④ الفضل المبين علی عقد الجواهر الثمین: ص ۳۴۸

۸۳۱ھ میں قاہرہ مصر کے ایک علاقہ بہاء الدین میں باب الفتوح کے قریب پیدا ہوئے، شمالی مصر کے خاندان ”سخا“ سے تعلق رکھنے کی وجہ سے ”سخاوی“ کہلاتے ہیں، آپ مسلک شافعی المذہب تھے، آپ نے بچپن میں ہی قرآن کریم حفظ کیا اور پھر ماہ رمضان میں نماز تراویح میں سنایا۔

آپ نے چار مشہور ائمہ حدیث و فقہ سے شرف تلمذ حاصل کیا۔

۱..... حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ)

۲..... علامہ بدر الدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ)

۳..... محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ (متوفی ۸۶۱ھ)

۴..... علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ)

امام سخاوی کے تلمیذ رشید شیخ جارا اللہ بن فہد مکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۴ھ) نے آپ کے متعلق فرمایا:

وَلَقَدْ وَاللَّهِ الْعَظِيمِ لَمْ أَرِ فِي الْحِفَاطِ الْمُتَأَخِّرِينَ مِثْلَهُ وَيَعْلَمُ ذَلِكَ كُلُّ مَنْ اطَّلَعَ عَلَى مَوْلَفَاتِهِ أَوْ شَاهَدَهُ. ❶

اللہ رب العزت کی قسم! یہ حقیقت ہے کہ متاخرین حفاظ حدیث میں سے میں نے ان جیسا کوئی نہیں دیکھا، جس شخص نے بھی ان کی تصانیف کا مطالعہ کیا ہے یا انہیں دیکھا ہے وہ اس بات کو جانتا ہے۔

امام ابن عماد حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) آپ کے علمی مقام و مرتبہ کے اظہار ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وبرع في الفقه والعربية والقراءات والحديث والتاريخ وشارك في

❶ البدر الطالع: ترجمة: محمد بن عبد الرحمن بن محمد، ج ۲ ص ۱۸۵، ۱۸۶

الفرائض والحساب والتفسير وأصول الفقه والميقات وغيرها وأما
مقرواته ومسموعاته فكثيرة جدا لا تكاد تنحصر. وأخذ عن جماعة لا
يحصون يزيدون على أربع مائة نفس، وأذن له غير واحد بالإفتاء
والتدريس والإملاء. ❶

آپ نے فقہ، عربی لغت، قراءت، حدیث اور تاریخ میں مہارت حاصل کی، ان کے
علاوہ آپ نے علم میراث، حساب، تفسیر، اصول فقہ اور میقات وغیرہ کو بھی حاصل کیا، آپ
نے جو علوم پڑھے یا سنے ان کا احاطہ ناممکن ہے، آپ نے جن اساتذہ سے علم حاصل کیا وہ
بھی شمار سے باہر ہیں، ان کی تعداد چار سو سے زائد بنتی ہے، آپ کو کئی اساتذہ نے افتاء،
تدریس اور املاء کی اجازت دی ہے۔

علامہ شوکانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ وہ اکابر ائمہ میں
سے تھے:

وَبِالْجُمْلَةِ فَهُوَ مِنَ الْأَيْمَةِ الْأَكْبَرِ.

نیز نقل کرتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ ابھی کوئی علوم حدیث کو ان کی طرح جانتا ہو، اور
میں نہیں جانتا کہ کسی کی ان سے بڑھ کر اور ان سے عمدہ تصانیف ہوں، انہیں فن اسماء
الرجال، روایت کے احوال، جرح و تعدیل میں خوب دسترس تھی، اور اس فن میں انہی کی
طرف مراجعت کے لئے اشارہ کیا جاتا تھا، بعض علماء نے یہاں تک کہا ہے کہ امام
ذہبی رحمہ اللہ کے بعد کوئی شخص ان کے مثل نہیں آیا جو ان کے طریقے کے مطابق چلتا ہو، (یعنی
امام ذہبی رحمہ اللہ کے بعد اگر کسی شخص کو فن حدیث اور اسماء الرجال میں ید طولی حاصل ہے تو
وہ امام سخاوی رحمہ اللہ ہیں جو اس فن کے ماہر شہسوار ہیں) امام سخاوی رحمہ اللہ نے اپنے بعد اپنے

❶ شذرات الذهب: ترجمة: سنة اثنتين وتسع مائة، شمس الدين محمد بن عبد

الرحمن، ج ۱۰ ص ۲۳

مثل کوئی شخص نہیں چھوڑا:

وَلَا أَعْلَمُ الْآنَ مَنْ يَعْرِفُ عُلُومَ الْحَدِيثِ مِثْلَهُ وَلَا أَكْثَرَ تَصْنِيفًا وَلَا أَحْسَنَ وَكَذَلِكَ أَخَذَهَا عَنْهُ عُلَمَاءُ الْآفَاقِ مِنَ الْمَشَائِخِ وَالطُّلَبَةِ وَالرِّفَاقِ وَلَهُ الْيَدُ الطُّوْلَى فِي الْمَعْرِفَةِ بِأَسْمَاءِ الرِّجَالِ وَأَحْوَالِ الرِّوَاةِ وَالْجُرُحِ التَّعْدِيلِ وَإِلَيْهِ يَشَارُ فِي ذَلِكَ وَلَقَدْ قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ لَمْ يَأْتِ بَعْدَ الْحَافِظِ الذَّهَبِيِّ مِثْلَهُ سَلَكَ هَذَا الْمَسْكَ وَلَمْ يَخْلَفْ بَعْدَهُ مِثْلَهُ. ❶

امام سخاوی رحمہ اللہ نے اپنی تصنیف ”الضوء اللامع لأهل القرن التاسع“ ج: ۸- ص: ۲ تا ۳۲- تقریباً تیس (۳۰) صفحات میں اپنی خودنوشت سوانح اپنے قلم سے لکھی، اسمیں آپ نے اپنی پیدائش سے لیکر تصنیف کے وقت تک تمام اہم امور کا تذکرہ کیا، ابتدائی تعلیم، تعلیمی اسفار، شیوخ کا تفصیلی تذکرہ، خصوصاً حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے ساتھ آپ کا تعلق اور ان سے استفادہ، اپنے ہم عصر علماء کا تذکرہ، اپنی تمام تصانیف کا ذکر، آپ کی یہ سوانح آپ کے بلند و بالا علمی رتبہ پر منہ بولتا ثبوت ہے۔

یہ بلند پایہ عظیم المرتبت شخصیت بھی ان اکابر علماء کی فہرست میں شامل ہیں جنہوں نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مسند کو جمع کیا ہے، چنانچہ علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے بنفس نفیس اپنی تصانیف کا تذکرہ کیا تو اس میں امام ابو حنیفہ سے مروی احادیث پر مشتمل اپنی کتاب ”التحفة المنيفة فيما وقع له من حديث الإمام أبي حنيفة“ کو بھی شامل کیا ہے۔ ❷

شیخ اسماعیل بن محمد امین بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۹ھ) نے امام سخاوی رحمہ اللہ کے

❶ البدر الطالع: ج ۲ ص ۱۸۶ ❷ الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: ترجمة: محمد بن

عبد الرحمن بن محمد: ج ۸ ص ۱۶

تعارف میں آپ کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کی اس مسند کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے: ”التحفة المنیفة فی احادیث ابي حنيفة“^①

شیخ محمد عبدالحی بن عبد الکبیر المعروف عبدالحی کتانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۸۲ھ) نے امام سخاوی رحمہ اللہ کے تعارف میں آپ کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے ”التحفة المنیفة فی احادیث ابي حنيفة“ کہہ کر اس مسند کا ذکر کیا ہے۔^②

علامہ سخاوی رحمہ اللہ کی نہایت مشہور و معروف تصنیف ”المقاصد الحسنة فی بیان کثیر من الأحادیث المشتهرة علی الألسنة“ اس کتاب کے محقق الشیخ عبد اللہ محمد الصدیق مقدمہ میں آپ کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے ”التحفة المنیفة فی ما وقع له من احادیث ابي حنيفة“ کہہ کر آپ کی اس تصنیف کا ذکر کیا ہے۔^③

۲۹..... مسند امام عیسیٰ بن محمد الثعالبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۰ھ)

نام عیسیٰ، والد کا نام محمد، کنیت ابو مکتوم و ابو مہدی، لقب جارا اللہ ہے، مولد کے اعتبار سے مغربی، اصلاً جزائر کے علاقہ ثعالبہ سے تعلق رکھنے کی بناء پر ثعالبی کہلائے، آپ مذہب کے لحاظ سے مالکی ہیں، آپ مراکش کے شہر زواوہ میں ۱۰۲۰ھ میں پیدا ہوئے، اور وہیں آپ نے پرورش پائی اور ابتدائی تعلیم حاصل کی، امام ثعالبی رحمہ اللہ کے چند مشہور اساتذہ حدیث: عبد الصادق، سعید بن ابراہیم جزائری، زین العابدین تونسلی، قاضی شہاب احمد خفاجی، برہان مامونی، شیخ سلطان مزاحی، حافظ شمس الدین بابلی رحمہم۔

علامہ عبد الملک بن حسین عصامی مکی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۱۱ھ) نے امام ثعالبی رحمہ اللہ کے علمی

① ہدیة العارفین أسماء المؤلفین و آثار المصنفین، ج ۲ ص ۲۲۰

② فہرس الفہارس: رقم الترجمة: ۵۶۲، ج ۲ ص ۹۹۰

③ المقاصد الحسنة: مقدمة: مؤلفات السخاوی، ص ۱۹

مقام و مرتبہ کا اظہار ان الفاظ میں کیا ہے:

مَوْلَانَا وَسَيِّدُنَا وَمَأْوَانَا وَسِنْدُنَا شَيْخُنَا شَيْخُ الْإِسْلَامِ وَالْمُسْلِمِينَ خَاتِمَةُ
الْأَيِّمَةِ الْمُحَقِّقِينَ خَادِمُ حَدِيثِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ الْجَامِعُ بَيْنَ الْأُصُولِ
وَالْفُرُوعِ الْحَافِظُ لِكُلِّ مَتْنٍ وَمَجْمُوعِ الْحَاوِزِ فَضِيلَتِي الْعِلْمِ وَالنَّسَبِ
الْحَاوِزِ طَرَفِي الْكَمَالِ الْغَرِيزِي وَالْمَكْتَسِبِ رَأْسِ الْعُلُومِ الْعَبْقَرِي. ❶

ہمارے مولیٰ، ہمارے سید، ہمارے ملجا و ماویٰ، ہمارے مرجع، ہمارے شیخ، شیخ الاسلام
والمسلمین (اپنے زمانہ میں) ائمہ محققین کے آخری امام، سید المرسلین کی احادیث کے خادم،
اصول و فروع کے جامع، ہر متن و مجموعہ احادیث کے حافظ، علم و نسب کی فضیلت کے حامل،
اکتساب علم اور حصول کمال کی انتہاء پر فائز، رئیس العلوم اور نابغہ عصر ہیں۔

حافظ ثعالبی رحمہ اللہ کو بھی یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی احادیث
کو کتابی شکل میں مرتب کیا، اس مسند میں انہوں نے اپنے سے لے کر امام صاحب تک
سلسلہ اسناد کو متصل ثابت کیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) لکھتے ہیں:

مسندے برائے امام ابو حنیفہ تالیف کردہ درازاں جاعنعنہ متصل ذکر کردہ در حدیث از اں جا
بطلاں زعم کسانیکہ گویند سلسلہ احادیث امروز متصل نما ندہ واضح تری شود۔ ❷

ڈاکٹر فواد سیرگین نے بھی مسانید ابی حنیفہ میں بارہویں مسند ”مسند ثعالبی“ کو درج
کیا ہے، وہ اس کے تعارف میں لکھتے ہیں کہ یہ مسند سید بن عیسیٰ بن محمد ثعالبی سے مروی
ہے، جو عمدہ اوراق پر مشتمل استنبول کے مکتبہ کو بریلی کا مخطوطہ نمبر ۴۲۰ میں موجود ہے۔ ❸

❶ سمط النجوم العوالي في أنباء الأوائل والتوالي، ج ۴ ص ۵۱۶ ❷ انسان العین فی مشائخ

الحرین: ص ۶ بحوالہ امام ابن ماجہ اور علم حدیث: ص ۱۸۱ ❸ تاریخ التراث العربی: ج ۳ ص ۴۴

خلاصہ بحث

انتیس (۲۹) جلیل القدر ائمہ حدیث کو یہ شرف اور افتخار حاصل ہے کہ انہوں نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مسند کو اپنے اپنے طریق سے جمع کیا، ان اکابر ائمہ میں براہ راست امام اعظم رحمہ اللہ کے تلامذہ، آپ کے بیٹے حماد، قاضی ابو یوسف، محمد بن حسن شیبانی اور حسن بن زیاد لؤلؤی رحمہم بھی شامل ہیں، ان کے علاوہ گیارہویں صدی ہجری تک آنے والے اکابر محدثین آپ کی مسند کو تالیف کرتے رہے، جس کی تفصیل یہ ہے:

چوتھی صدی ہجری میں محمد بن مخلد الدوری، حافظ ابن عقدہ، حافظ ابن ابی العوام، عمر بن حسن اشنانی، محمد بن یعقوب حارثی، حافظ ابن عدی، محمد بن مظفر، طلحہ بن محمد، محمد بن ابراہیم مقری، حافظ دارقطنی، حافظ ابن شاہین، حافظ ابن مندہ (چوتھی صدی ہجری کو امام اعظم رحمہ اللہ کی صدی کہنا لغو نہ ہوگا)۔ پانچویں صدی ہجری میں حافظ ابو نعیم اصبہانی، حافظ ابو بکر احمد بن محمد کلاعی، علی بن محمد ماوردی، حافظ خطیب بغدادی اور عبد اللہ بن محمد انصاری۔ چھٹی صدی ہجری میں حافظ محمد بن حسین ابن خروہی، محمد بن عبد الباقی انصاری، حافظ ابن عساکر دمشقی اور علی بن احمد کی۔ ساتویں صدی ہجری میں امام ابو علی حسن بن محمد بکری۔ دسویں صدی ہجری میں حافظ شمس الدی محمد بن عبد الرحمن سخاوی اور گیارہویں صدی ہجری میں یہ سعادت امام عیسیٰ بن محمد ثعالبی رحمہ اللہ کے حصہ میں آئی۔

ان ائمہ عظام کے مسند ابی حنیفہ رحمہ اللہ کو تالیف کرنے پر بھی الگ الگ کثیر حوالے دیے گئے ہیں، اس میں صرف امام خوارزمی کی ”جامع المسانید“، حافظ شمس الدین ابن طولون کی ”الفہرست الأوسط“ اور امام محمد بن یوسف صالحی کی ”عقود الجمان“ پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ دیگر محدثین کبار مثلاً حافظ خطیب بغدادی، حافظ ابن نقطہ حنبلی، حافظ ابن عبد الہادی حنبلی، حافظ شمس الدین ذہبی، حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ شوکانی اور حاجی

خلیفہ رحمہ اللہ جیسے اکابرین کی کتب سے بھی حوالے نقل کیے گئے ہیں، جو اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ ان ائمہ نے ”مسند ابی حنیفہ“ کو تالیف کیا۔

اسی طرح ان تمام ائمہ کے احوال اور علمی مقام کو بھی بلند پایہ کتب رجال اور جرح و تعدیل سے ثابت کیا گیا ہے، تاکہ کوئی بھی ناواقف، جاہل یا قلیل المطالعہ شخص شکوک و شبہات کے ذریعے ان ائمہ کی توثیق و توصیف کے بارے میں قارئین کو گمراہ نہ کر سکے۔ ان کتب میں نمایاں نام یہ ہیں:

قاضی ابو عبد اللہ حسین بن علی صیری کی ”اخبار ابی حنیفہ وأصحابہ“، حافظ خطیب بغدادی کی ”تاریخ بغداد“، حافظ ابوسعید عبد الکریم بن محمد سمعانی کی ”الأنساب“، حافظ ابن عساکر کی ”تاریخ مدینة دمشق“، حافظ ذہبی کی ”سیر أعلام النبلاء“، ”تذکرۃ الحفاظ“، حافظ عبد القادر بن ابی الوفاء قرشی کی ”الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة“، حافظ ابن حجر عسقلانی کی ”تہذیب التہذیب“، ”لسان المیزان“، ”تعجیل المنفعة“، حافظ جلال الدین سیوطی کی ”طبقات الحفاظ“ اور ابن عماد حنبلی کی ”شذرات الذهب“ قابل ذکر ہیں۔

صاحب ”جامع المسانید“ امام خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) کا تعارف

امام ابوالمؤید محمد بن محمود بن محمد بن حسن رحمہ اللہ خوارزم سے تعلق رکھنے والے محدث و حنفی فقیہ ہیں، آپ ۱۲ ذوالحجہ ۵۹۳ھ میں خوارزم میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی، ”خطیب خوارزم“ کے لقب سے مشہور ہیں، آپ نے امام نجم الدین طاہر بن محمد حفصی رحمہ اللہ سے علم فقہ سیکھا اور خوارزم میں حدیث کا سماع شروع کیا، بعد ازاں آپ نے بغداد اور دمشق سے بھی علم حاصل کیا۔

جامع المسانید کے مطالعہ سے امام خوارزمی رحمہ اللہ کے کثیر شیوخ کا پتہ چلتا ہے۔

جن میں سے چند ائمہ حدیث کا نام درج ذیل ہے:

- ۱..... احمد بن عمر بن محمد خیونی۔ ۲..... صالح بن شجاع مد لہجی۔ ۳..... ابو نصر اغر بن ابی الفصائل۔ ۴..... یاقوت بن عبد اللہ جوہری۔ ۵..... شرف الدین احمد بن مؤید بن موثق بن احمد مکی۔ ۶..... ابو الفضل اسماعیل بن احمد۔ ۷..... شیخ معمر ضیاء الدین صفر بن شیبی۔ ۸..... شرف الدین حسن بن ابراہیم۔ ۹..... ابو بکر عبد اللہ بن مبارک ہذلی۔ ۱۰..... محی الدین یوسف بن ابی الفرغ عبد الرحمن اور دیگر ائمہ رحمہم۔

امام قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) امام خوارزمی رحمہ اللہ کے متعلق لکھتے ہیں:

وولی قضاء خوارزم و خطابتها بعد أخذ التار لها، ثم ترکها، و قدم بغداد حاجاً فحج و جاور، و رجع علی مصر، ثم إلی دمشق، ثم إلی بغداد و درس بها. و صنف "مسانید الإمام أبي حنيفة" في مجلدين، جمع فیہما بین خمسة عشر مصنفاً. و قد رويناہ عن قاضي بغداد (هو التاج أحمد الفرغاني النعماني)، عن عمه، عن ابن الصباغ عنه. ①

تاتاریوں کے خوارزم پر قبضہ کے بعد آپ کو اس کا قاضی اور خطیب مقرر کیا گیا، بعد ازاں آپ نے اسے چھوڑ دیا اور حج کرنے کی غرض سے بغداد میں قیام پذیر رہے، پھر حج کرنے کے بعد مکہ میں ہی سکونت اختیار کی، اس کے بعد مصر تشریف لے گئے، وہاں سے دمشق، پھر (دوبارہ) بغداد پہنچے اور وہیں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

آپ نے دو جلدوں میں "مسانید امام ابی حنیفہ" تصنیف کی جس میں آپ نے ۱۵ مسانید کو جمع کیا، ہم نے اسے قاضی بغداد تاج احمد فرغانی نعمانی کے طریق سے، انہوں نے اپنے چچا، انہوں نے ابن الصباغ اور انہوں نے آپ سے روایت کیا ہے۔

① تاج التراجم: ترجمة: محمد بن محمود بن محمد، ج ۲ ص ۸۸

امام خوارزمی رحمہ اللہ نے اس کتاب کو فقہی عنوانات کے مطابق ترتیب دے کر انہیں چالیس (۴۰) ابواب پر منقسم کیا، امام خوارزمی رحمہ اللہ اپنے اسلوب کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

استخرجته في جمع هذه المسانيد على ترتيب أبواب الفقه في أقرب حد، ونظمها في أقصر عقد، بحذف المعاد وترك تكرير الإسناد إلا إذا كان الحديث الواحد مشتملا على مسائل أبواب مختلفة أو اختلف أسانيده ليغلب بحجته العلم المساعد، ويدحض شبهة الجاهل المعاند. ❶

میں نے ان مسانید کو ممکنہ حد تک فقہی ابواب کے مطابق ترتیب دیا ہے اور ان کو خاص نظم و ضبط میں پرویا ہے، اس میں سے تکرارِ اسناد کو ترک اور معاد (بار بار لوٹائی جانے والی باتیں) کو حذف کر دیا گیا ہے، ہاں جب کوئی حدیث مختلف فقہی مسائل پر مشتمل ہے یا اس کی اسانید مختلف ہیں تو اس میں یہ لحاظ نہیں رکھا گیا، تاکہ اس کی حجت سے محقق عالم غالب ہو اور جھگڑا لو جاہل کا شبہ دور ہو۔

امام خوارزمی رحمہ اللہ نے جن پندرہ (۱۵) مسانید کی تخریج کی ہے، ان کے مصنفین کے نام درج ذیل ہیں:

- ۱..... امام حماد بن امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۶ھ)
- ۲..... امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ)
- ۳..... امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ)
- ۴..... امام حسن بن زیاد لؤلؤی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ)
- ۵..... امام ابو القاسم عبد اللہ بن محمد بن ابی العوام السعدی رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۵ھ)
- ۶..... امام عمر بن حسن اشنانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۷ھ)

- ۷..... امام ابو محمد عبد اللہ بن یعقوب الحارثی رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۰ھ)
- ۸..... امام ابو احمد عبد اللہ بن عدی الجرجانی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۵ھ)
- ۹..... امام ابو الخیر محمد بن مظفر بن موسیٰ بن عیسیٰ رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۹ھ)
- ۱۰..... امام ابو القاسم طلحہ بن محمد بن جعفر رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۰ھ)
- ۱۱..... امام ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد اصہبانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ)
- ۱۲..... امام ابو بکر احمد بن محمد بن خالد الکلاعی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۲ھ)
- ۱۳..... امام ابو بکر ابو عبد اللہ محمد بن حسن خسرہ رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۶ھ)
- ۱۴..... امام ابو بکر محمد بن عبد الباقی انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۵ھ)
- ۱۵..... امام محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) کی دو کتابوں کو امام خوارزمی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے، ایک ”کتاب الآثار“ اور دوسری ”مسند أبي حنيفة“ جس کو ”نسخة امام محمد“ کہہ کر نقل کیا۔

مسانید امام اعظم پر کی گئی محدثین کی خدمات

مسانید امام اعظم صدیوں تک محدثین کے درمیان متداول رہیں اور انہوں نے شہرت و دوام حاصل کی، ان مسانید کی شروحات تعلیقات لکھی گئیں، اسے فقہی ترتیب پر مرتب کیا گیا، ابواب قائم کئے گئے، اختصارات کئے گئے، زوائد کو حذف کیا گیا، اور ان کے رجال پر مستقل کام ہوا، امام ابو حنیفہ کی مسانید کی جس قدر خدمات اکابر اہل علم علماء نے کی ہیں، اس کی نظیر نہیں ملتی، بندہ اب اختصار کے ساتھ ان کا تذکرہ کرتا ہے۔

۱..... حافظ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی احادیث کے سلسلے میں بہت زیادہ عملی خدمات انجام دیں، آپ نے مسند کی تبویب و اختصار بھی کیا، اور اس کی شروحات بھی لکھیں اور رجال حدیث پر بھی مستقلاً تصانیف کیں۔

۱..... ترتیب مسند أبي حنيفة لابن المقرئ. ۲..... تبويب مسند أبي حنيفة للحارثي. ۳..... الأُمالي على مسند أبي حنيفة. (۲ جلدیں)، یہ مخطوطہ اوقاف لائبریری بغداد میں حدیث نمبر ۷۸۱ کے تحت موجود ہے۔ ۴..... شرح جامع المسانید للخوازمي. ۵..... رجال مسند الإمام أبي حنيفة. ۶..... امام محمد کی موطا امام محمد اور کتاب الآثار دونوں کے رجال پر آپ نے تصانیف لکھیں۔ ①

۲..... امام صدرالدین محمد بن عباد الخلاطی رحمہ اللہ جو امام خوارزمی رحمہ اللہ کے معاصر ہیں، انہوں نے بھی مسند ابی حنیفہ کا اختصار کیا ہے اور اس کا نام ”مقصد المسند اختصار مسند أبي حنيفة“ رکھا۔ ②

یاد رہے کہ یہ اختصار مسند حارثی کا ہے نہ کہ جامع المسانید کا جیسا کہ حاجی خلیفہ رحمہ اللہ کا خیال ہے، اس لئے کہ خوارزمی اور خلاطی رحمہ اللہ معاصر ہیں، اور خلاطی کا امام خوارزمی رحمہ اللہ سے تیرہ سال پہلے انتقال ہوا ہے۔

۳..... امام قاضی القضاہ محمود بن احمد القونوی دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) نے اختصار لکھا، ”المعتمد مختصر مسند أبي حنيفة“ کے نام سے، پھر خود ہی اس کی شرح لکھی جس کا نام ”المعتمد شرح المعتمد“ ہے۔ ③

۴..... علامہ صدرالدین موسیٰ بن زکریا بن ابراہیم بن محمد بن صاعد الحصفی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۰ھ) نے مسند حارثی کا اختصار کیا، یہ اختصار محدثین کے حلقوں میں بہت مشہور ہوا، اس اختصار میں انہوں نے اس بات کا التزام کیا ہے کہ حماد بن ابی حنیفہ رحمہ اللہ کی امام اعظم سے مروی روایت کردہ تمام احادیث کا احاطہ ہو جائے، اس سلسلے میں انہوں نے حماد سے

① الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: ترجمة: قاسم بن قطلوبغا، ج ۶ ص ۱۸۶ تا ۱۸۸ /

كشف الظنون: مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰ ② كشف الظنون: ج ۲ ص ۱۶۸۰

③ الجواهر المضیة: ترجمة: محمود بن أحمد بن مسعود القونوي، ج ۲ ص ۱۵۷

روایت شدہ بعض احادیث کو مسند ابن خضرو سے بھی لے کر اس میں شامل کیا ہے، مگر یہ چند ہی احادیث ہیں۔ ❶

۵.... امام شرف الدین اسماعیل بن عیسیٰ الاوغانی مکی رحمہ اللہ (متوفی ۸۹۲ھ) نے بھی جامع المسانید کے رجال کے حالات اور امام صاحب کے مناقب بیان کئے ہیں، آپ کی اس تصنیف کا نام ”اختیار اعتماد المسانید فی اختصار بعض رجال الأسانید“ ہے۔ ❷

۶.... امام حافظ الدین محمد بن محمد الكردی المعروف ابن البرزازی رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۷ھ) نے ”زوائد مسند أبي حنيفة“ کے نام سے ایک کتاب لکھی جس میں انہوں نے جامع المسانید کی وہ روایات جمع کی ہیں جو صحاح ستہ سے زائد ہیں۔ ❸

۷.... امام عمر بن احمد بن شماع شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۳۹ھ) نے اس کا اختصار ”لقط المرجان من مسند النعمان“ کے نام سے کیا۔ ❹

۸.... علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے اس کی شرح لکھی، جس کا نام ”التعليقة المنيفة على مسند أبي حنيفة“ ہے۔ ❺

۹.... شیخ محمد ادريس بن عبد العلي النجاصی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مسند کو ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا، اور اس کا نام ”تحصيل المرام بتبويب مسند الإمام“ رکھا، نیز انہوں نے امام صاحب کی چالیس مروی روایات کو ”الأربعين من مرويات نعمان سيد المجتهدين“ کے نام سے جمع کیا۔ ❻

۱۰.... علامہ سید مرتضیٰ حسن زبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے ”عقود الجواهر“

❶ مقدمة المحدث النعماني على مسند أبي حنيفة للحصكفي: ص ۱ ❷ كشف الظنون:

مسند الإمام الأعظم، ج ۲ ص ۱۶۸۰ ❸ كشف الظنون: ج ۲ ص ۱۶۸۰ ❹ الكواكب

السائرة بأعيان المائة العاشرة: ترجمة: عمر بن سعد، ج ۲ ص ۲۲۳ ❺ كشف

الظنون: ج ۲ ص ۱۶۸۰ ❻ الثقافة الإسلامية في الهند: ص ۱۳۵، ۱۳۶

المنیفة في أدلة الإمام أبي حنيفة“ کے نام سے عمدہ کتاب مرتب کی، اس کتاب میں انہوں نے امام صاحب سے مروی وہ روایات جمع کیں ہیں جو احکامات سے متعلق ہیں، اور ائمہ ستہ نے اپنی مشہور کتب میں ان سے لفظاً یا معنایاً موافقت کی ہے، اس کتاب کی افادیت کا اندازہ اس سے لگائیے کہ محقق العصر علامہ محمد امین اور کزئی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ کتاب بہت عمدہ ہے اور اس لائق ہے کہ مدارس عربیہ میں اس کو نصاب میں شامل کیا جائے۔

وبالجملة كتابه مفيد جدا حقيق بالاندرج في منهج التعليم الراجح في

مدارس العربية ببلادنا. ①

مسند امام اعظم رحمہ اللہ کے متداول نسخے کا تعارف

ہمارے ہاں آج کل مسانید امام اعظم میں متداول نسخہ امام حارثی رحمہ اللہ کا ہے، جس میں انہوں نے امام صاحب کے شیوخ کے لحاظ سے روایات کو جمع کیا، پھر علامہ حصکفی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۰ھ) نے ان روایات میں سے مکرر روایات کو حذف کیا، اور اس کا ایک اختصار کیا جو ”مسند أبي حنيفة للحصكفي“ کے نام سے مشہور ہے، ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۲ھ) نے امام حصکفی رحمہ اللہ کی اختصار شدہ مسند امام اعظم کی شرح لکھی اور اسے ”مسند الأنام في شرح مسند الإمام“ کا نام دیا، یہ کتاب مطبوعہ مجتبائی ہندوستان سے سن ۱۳۱۲ھ میں طبع ہوئی۔ اس کے بعد ہندوستان کے محدث محمد حسن السنہلی رحمہ اللہ نے ”تنسيق النظام في مسند الإمام“ کے نام سے ایک عظیم الشان شرح لکھی، یہ شرح پہلی مرتبہ ۱۳۰۵ھ میں ہندوستان سے شائع ہوئی، یہ شرح ابھی مسند امام اعظم کے حاشیہ کی صورت میں طبع ہوئی یہ شرح نہایت مفصل، مدلل اور محقق ہے۔

امام حارثی رحمہ اللہ کی مسند کا اختصار علامہ حصکفی رحمہ اللہ نے کیا تھا اور یہ اختصار بھی اصل کی

① مسانيد الإمام أبي حنيفة: مختصر المسند للزبيدي، ص ۱۶۰

طرح امام صاحب کے شیوخ کی ترتیب پر تھا، اب اس ذخیرہ سے مطلوبہ حدیث نکالنا کافی مشکل تھا، خصوصاً ان حضرات کے لئے جو امام صاحب کے شیوخ سے واقف نہیں تھے، ان کے لئے اس سے استفادہ کرنا کچھ مشکل تھا، تو علامہ محمد عابد السندی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۷ھ) نے اس کو فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا تا کہ اس سے استفادہ آسان ہو، اب یہ متداول نسخہ استفادے کی آسان ترین صورت میں ہمارے سامنے موجود ہے، یہی نسخہ آج کل مسند امام اعظم کے نام سے مشہور ہے اور درس نظامی میں شامل ہے۔

موصوف نے بھی امام حنفی رحمہ اللہ کی اختصار شدہ مسند امام اعظم کی شرح لکھی ہے، جس کا نام ”المواہب اللطیفہ فی الحرم المکی علی مسند أبي حنیفہ“ رکھا، اس کتاب کا قلمی نسخہ صوبہ سندھ میں پیر جھنڈو کی لائبریری میں موجود ہے، اور وہیں پر محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ نے مطالعہ کیا، ان کی رائے اس کتاب کے بارے میں یہ ہے کہ یہ ایک بے نظیر و بے مثال شرح ہے، جس کی مثال شروح حدیث میں علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کی فتح الباری کے بعد نہیں ملتی۔

علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی احادیث کے سلسلے میں بہت زیادہ عملی خدمات انجام دیں، آپ نے مسند کی تبویب و اختصار بھی کیا ہے، آپ کی اس فن میں تالیف شدہ کتب درج ذیل ہیں:

۱..... ترتیب مسند أبي حنیفہ لابن المقری.

۲..... تبویب مسند الإمام أبي حنیفہ للحارثی.

۳..... الأمالی علی مسند أبي حنیفہ.

۴..... شرح جامع المسانید للخوارزمی.

۵..... رجال مسند الإمام أبي حنیفہ.

فقہی ابواب کے اعتبار سے مسند امام اعظم میں روایت کردہ احادیث ذیل میں مسند امام اعظم میں روایت کردہ احادیث کا ایک اجمالی جائزہ پیش خدمت ہے، جنہیں ابواب فقہیہ کے تحت روایت کیا گیا ہے، اس طرح کتاب پر ایک اجمالی نظر ڈالی جاسکتی ہے کہ اس کتاب میں کس موضوع پر امام اعظم رحمہ اللہ سے مروی احادیث کتنی ہیں۔

کتاب الإیمان والإسلام والقدر والشفاعة ۳۰

کتاب العلم ۱۱

کتاب الطهارة ۳۹

کتاب الصلاة ۱۱۷

کتاب الزکاة ۳

کتاب الصوم ۱۹

کتاب الحج ۳۷

کتاب النکاح ۲۵

کتاب الاستبراء ۱

کتاب الرضاع ۲

کتاب الطلاق ۱۵

کتاب النفقات ۲

کتاب التدبیر ۳

کتاب الأیمان ۷

کتاب الحدود ۶

کتاب الجهاد ۷

۲۳	کتاب البیوع
۱	کتاب الرهن
۳	کتاب الشفعة
۲	کتاب المزارعة
۳۴	کتاب الفضائل
۶	کتاب فضل أمته
۲۴	کتاب الأطعمة والأشربة والضحايا
۸	کتاب اللباس والزينة
۱۳	کتاب الطب وفضل المرض والرقی
۳۲	کتاب الأدب
۳	کتاب الرقاق
۳	کتاب الجنایات
۱۰	کتاب الأحکام
۳	کتاب الفتن
۱۵	کتاب التفسیر
۶	کتاب الوصایا والفرائض
۳	کتاب القيامة وصفة الجنة

اس طرح احادیث کی کل تعداد ۵۲۳ ہوئی۔ سب سے زیادہ روایات جس باب کے تحت نقل کی گئیں وہ ”کتاب الصلاة“ ہے، جب کہ ”کتاب الاستبراء“ اور ”کتاب الرهن“ کے ابواب میں صرف ایک ایک روایت نقل کی گئی۔

مسند امام اعظم میں ہر ایک صحابی سے مروی روایات کی تعداد

- ۱..... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ۷۹
- ۲..... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ۵۳
- ۳..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ۴۹
- ۴..... حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ ۴۳
- ۵..... حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ ۴۱
- ۶..... حضرت بریدہ بن حصیب سلمیٰ رضی اللہ عنہ ۲۸
- ۷..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ۲۳
- ۸..... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ۲۲
- ۹..... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ ۲۱
- ۱۰..... حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ۱۲
- ۱۱..... حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہ ۱۲
- ۱۲..... حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ۷
- ۱۳..... حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ۷
- ۱۴..... حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ۶
- ۱۵..... حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ۵
- ۱۶..... حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ ۴
- ۱۷..... حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ ۴
- ۱۸..... حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ ۴
- ۱۹..... حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ۴

- ۲۰..... حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ ۳
- ۲۱..... حضرت جریر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ۳
- ۲۲..... حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ ۳
- ۲۳..... حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ۲
- ۲۴..... حضرت زافع بن خدیج رضی اللہ عنہ ۲
- ۲۵..... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ۲
- ۲۶..... حضرت ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ ۲
- ۲۷..... حضرت ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ۲
- ۲۸..... حضرت ابوقنادہ انصاری رضی اللہ عنہ ۲
- ۲۹..... حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا ۲

ان صحابہ کرام کے علاوہ درج ذیل صحابہ کرام سے مسند امام اعظم میں صرف ایک ایک روایت نقل کی گئی ہے۔ اسمائے کرام یہ ہیں:

حضرت اسامہ بن زید، حضرت اسامہ بن شریک، حضرت ثوبان، حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت زید بن ثابت، حضرت بسرہ بن معبد الجہنی، حضرت سعد بن عبادہ، حضرت سعید بن زید، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت عبد اللہ بن انیس، حضرت عامر بن ربیعہ، حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی، حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزء الزبیدی، حضرت عبد اللہ بن شداد، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عبد اللہ بن مغفل، حضرت عبد الرحمن بن ابزی، حضرت عثمان بن نعمان، حضرت عدی بن حاتم، حضرت عطیہ قرظی، حضرت قطبہ بن مالک، حضرت واثلہ بن اسقع، حضرت ابو ہریرہ بن نیار، حضرت ابوبکرہ، حضرت ابودرداء، حضرت ابو عامر الشقی، حضرت ابومسعود انصاری، حضرت امیمہ بنت رفیقہ، حضرت حفصہ، حضرت عائشہ بنت عجر، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا۔

اس فہرست سے یہ واضح ہوا کہ کل ۶۰ صحابہ سے مسند کی ۴۷۸ روایات مروی ہیں۔

مسند امام اعظم کے اردو میں تراجم و شروحات

ذیل میں ہمارے دائرہ علم میں آنے والے مسند امام اعظم کے اردو تراجم اور شروحات کی کتابیات پیش کی جا رہی ہیں۔

۱..... مسند ابی حنیفہ / مترجم مولانا حبیب الرحمن ابن مولانا احمد علی محدث سہارنپوری /
لکھنؤ، یوسفی پریس ۱۳۱۸ھ

۲..... مسند امام اعظم (اردو ترجمہ مع عربی) کراچی، کلام کمپنی، ۱۹۶۶ء

۳..... مسند امام اعظم (اردو ترجمہ) لاہور، مطبع نبوی، ۱۹۳۸ء

۴..... مسند امام اعظم / مترجم مولانا خورشید احمد / لاہور، ادارہ نشریات اسلام، ۱۹۸۶ء

۵..... مسند امام اعظم / مترجم مولانا دوست شاہ سیالوی / لاہور، حامد اینڈ کمپنی،
۱۹۸۰ء۔ دوسرا ایڈیشن۔ ۱۹۹۱ء

۶..... مسند امام اعظم / مترجم مولانا سعد حسن، کراچی، مطبع سعیدی، قرآن محل (باہتمام
مولوی محمد سعید)، ۱۳۷۷ھ۔ ۱۹۵۶ء

۷..... مسند امام اعظم (مترجم عکسی) / لکھنؤ، الفرقان بک ڈپو، ۱۹۹۲ء

۸..... ترجمہ مسند الامام ابی حنیفہ / جامع قاضی ابوالمؤید محمد بن خوارزمی / مترجم مولانا احمد
علی سہارنپوری / لکھنؤ، مطبع نول کشور

۹..... ترجمہ مسند امام اعظم / دہلی، مطبع مصطفائی، ۱۹۳۵ء

۱۰..... ترجمہ مسند امام اعظم / لاہور، مطبع مجیدی، ۱۳۳۰ھ

۱۱..... الطريق الاسلامی اردو شرح مسند الامام الاعظم / مولانا محمد ظفر اقبال / لاہور، مکتبہ

رحمانیہ، ۲۰۰۸ء ①

① تحقیقات حدیث: ص ۱۴۰ تا ۱۴۹

امام اعظم رحمہ اللہ کی سند اصح الأسانید اور ”سلسلة الذهب“ ہے محدثین کی اصطلاح میں اصح الأسانید (صحیح ترین سند) اور سلسلة الذهب (سونے کی لڑی) اس سند کو کہا جاتا ہے جس کے راویوں کی بدالت، امامت و ثقاہت تسلیم شدہ ہو، نیز وہ سند اس موضوع کی دیگر اسانید کی نسبت سب سے زیادہ صحیح اور قوی شمار ہوتی ہو۔ علامہ ابن دیق القید رحمہ اللہ (متوفی ۷۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ محدثین کے درمیان اس بارے میں اختلاف ہے کہ اصح الاسانید کس سند کو قرار دیا جائے؟

۱.... امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) کے نزدیک: اعمش عن ابراہیم عن علقمة عن عبد اللہ بن مسعود۔

۲.... امام عمرو بن علی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۹ھ) کے نزدیک: محمد بن سیرین عن عبیدۃ عن علی

۳.... امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) کے نزدیک: مالک عن نافع عن ابن

عمر۔ ①

۴.... امام ابو بکر بن ابی شیبہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۵ھ) کے نزدیک: الزہری عن علی بن الحسین عن ابيه عن علي۔

۵.... امام ابو منصور عبد القاہر بن طاہر تمیمی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۹ھ) کے نزدیک: الشافعی عن مالک عن نافع عن ابن عمر۔

۶.... امام ابراہیم بن موسیٰ ابناسی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۲ھ) فرماتے ہیں امام شافعی رحمہ اللہ سے روایت کرنے والوں میں سب سے عظیم المرتبت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ ہیں لہذا اجل

الأسانید ”أحمد عن الشافعي عن مالك عن نافع عن ابن عمر“ ②

① الاقتراح في بيان الاصطلاح: الباب الأول في ألفاظ متداولة، ص ۷

② الشذا الفياح من علوم ابن الصلاح: النوع الأول، ج ۱ ص ۷۰

۷.... امام علاء الدین مغلطائی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۲ھ) امام تمیمی رحمہ اللہ پر ان کے امام شافعی رحمہ اللہ کو اجل الاسانید میں ذکر کرنے پر اعتراض کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اگر ہم راویوں کی جلالت شان پر فیصلہ کریں گے تو پھر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ امام شافعی رحمہ اللہ سے زیادہ جلیل القدر ہیں لہذا اجل الاسانید ابو حنیفہ عن مالک عن نافع عن ابن عمر۔^①

۸.... علامہ عبدالوہاب شعرائی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) کے نزدیک: أصح الأسانید أبو حنیفہ عن عطاء بن أبي رباح عن ابن عباس۔

بندے کے نزدیک بھی سلسلۃ الذہب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی یہ سند ہے۔

سند کا پہلا راوی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں، جن کے متعلق امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) ”تذکرۃ الحفاظ“ میں فرماتے ہیں: الإمام الأعظم، فقیہ العراق، نیز فرمایا: کان إماماً ورعاً عالماً، عاملاً، متعبداً كبير الشأن۔

امام ذہبی رحمہ اللہ ”سیر أعلام النبلاء“ میں آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا: الإمام، فقیہ الملة، عالم العراق، آگے فرمایا:

وَأَمَّا الْفِقْهُ وَالتَّدْقِيقُ فِي الرَّأْيِ وَغَوَامِضِهِ، فَإِلَيْهِ الْمُنتَهَى، وَالنَّاسُ عَلَيْهِ عِيَالٌ فِي ذَلِكَ۔

تو پہلا راوی تابعی کبیر، فقیہ اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں، جن کا مرتبہ امام مالک رحمہ اللہ سے کئی گنا بڑھ کر ہے، امام مالک رحمہ اللہ تابعی نہیں ہیں جب کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بالاتفاق تابعی ہیں، نیز ائمہ اربعہ میں آپ امام اعظم ہیں، یہ لفظ آپ کے ساتھ اس طرح خاص ہو گیا ہے کہ جب یہ مطلق بولا جاتا ہے تو ذہن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہی کی طرف جاتا ہے، کسی اور کی طرف نہیں، آپ زمانہ نبوت کے زیادہ قریب تھے، آپ کے متبعین کی تعداد اس وقت چوالیس کڑور چھپن لاکھ ہے۔

① تدریب الراوی: النوع الأول، أصح الأسانید، ج ۱ ص ۸۱

امام مالک رحمہ اللہ تو خود آپ کی تعریف میں فرماتے ہیں:

رَأَيْتُ رَجُلًا لَوْ كَلَّمَكَ فِي هَذِهِ السَّارِيَةِ أَنْ يَجْعَلَهَا ذَهَبًا لَقَامَ بِحُجَّتِهِ.

سند کے دوسرے راوی امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ ہیں، امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ امام صاحب کے شیوخ میں سے سب سے بڑے اور سب سے افضل ہیں:

عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ، وَهُوَ أَكْبَرُ شَيْخٍ لَهُ وَأَفْضَلُهُمْ.

امام بخاری رحمہ اللہ نے جواہر الاسانید نقل کی اس کا دوسرا راوی امام نافع رحمہ اللہ ہے، امام نافع اور امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ دونوں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حدیث کے شیخ ہیں، لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں اپنی زندگی میں جتنے بھی لوگوں سے ملا ہوں، میں نے عطاء بن ابی رباح سے افضل کسی کو نہیں دیکھا:

مَا رَأَيْتُ فِيمَنْ لَقَيْتُ أَفْضَلَ مِنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي رَبَاحٍ.

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”سیر أعلام النبلاء“ میں امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے ترجمہ کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا:

الإمام، شَيْخُ الْإِسْلَام، مُفْتِي الْحَرَمِ.

نیز امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سید التابعین (تابعین کے سردار) ہیں:

عطاء بن أبي رباح، سيد التابعين علما وعملا وإتقاناً في زمانه بمكة
وكان حجة إماما كبير الشأن، أخذ عنه أبو حنيفة. ❶

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ امام عطاء رحمہ اللہ نے دوسو (۲۰۰) صحابہ کا زمانہ پایا:

عن عطاء أدركت مائتين من الصحابة.

❶ میزان الاعتدال: ترجمہ: عطاء بن أبي رباح، ج ۳ ص ۷۰، رقم: ۵۶۴۰

جب اہل مکہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ارد گرد جمع ہو جاتے احادیث اور مسائل پوچھنے کے لئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے کہ تمہارے درمیان عطاء موجود ہے (کوئی بات پوچھنی ہے تو ان سے پوچھ لیں):

عن ابن عباس أنه كان يقول تجتمعون إلى يا أهل مكة وعندكم عطاء وكذا روى عن ابن عمر. ①

نیز امام عطاء محدث بھی تھے، اور فقیہ بھی تھے، جب کہ امام نافع رحمہ اللہ ان کے مقابلے میں صرف محدث تھے۔ علامہ ابن خلدان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كان من أجلاء الفقهاء وتابعي مكة وزهادها.

نیز ذکر کرتے ہیں کہ بنو امیہ کے دور میں ایک شخص موسم حج میں یہ اعلان کرتا تھا کہ لوگوں کو کوئی شخص فتویٰ نہ دے سوائے امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے:

أذكرهم في زمان بني أمية يأمرون في الحج صائحاً يصيح: لا يفتي الناس إلا عطاء بن أبي رباح. ②

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”تذكرة الحفاظ“ میں آپ کے ترجمے کا آغاز کرتے ہوئے دونوں اوصاف کے ساتھ آپ کا ذکر خیر کیا:

عطاء بن أبي رباح مفتي أهل مكة ومحدثهم القدوة العلم.

محمد بن عبداللہ الدیاج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے عطاء سے بہتر کوئی مفتی نہیں دیکھا:

ما رأيت مفتياً خيراً من عطاء.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مکہ میں آئے اور لوگوں نے ان سے مسائل پوچھنے شروع

کئے تو فرمایا کہ عطاء تم میں موجود ہے اور پھر بھی تم مسئلے میرے لئے جمع کر رکھتے ہو؟

① تہذیب التہذیب: ترجمة: عطاء ابن أبي رباح، ج ۷ ص ۱۹۹، ۲۰۰

② وفيات الأعيان: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج ۳، ص ۲۶۱

قدم ابن عمر مكة فسألوه فقال تجتمعون لي المسائل وفيكم عطاء؟
امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علم، زہد اور خدا پرستی میں عطاء کے فضائل کثرت سے ہیں:
قلت: مناقب عطاء في العلم والزهد والتأله كثيرة.
مذکورہ اقوال کے لئے دیکھیں: ❶

سند کے تیسرے راوی صحابی رسول حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں، ان کا مقام و مرتبہ
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بڑھ کر ہے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے تفسیر،
فقاہت، اور حکمت کی دعا خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ قضائے حاجت کے لئے
بیت الخلاء گئے، جب آپ لوٹے تو باہر پانی کا ایک لوٹا رکھا ہوا تھا، اور اوپر سے ڈھانپا ہوا
تھا، تو آپ نے پوچھا یہ کس نے رکھا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے
عرض کیا کہ یہ میں نے رکھا ہے، (تو آپ اس حسن ادب اور خدمت سے خوش ہوئے
تو) آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی: اے اللہ اسے تفسیر قرآن کا علم سکھا:

عن ابن عباس قال دخل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم المخرج
ثم خرج فإذا تور مغطى فقال: من صنع هذا؟ قال عبد الله فقلت: أنا، فقال:
اللهم علمه تأويل القرآن. ❷

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ قرآن کریم کے بہترین ترجمان عبداللہ بن
عباس ہیں:

قال ابن مسعود: نعم ترجمان القرآن ابن عباس.

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: عطاء بن أبي رباح، ج ۱ ص ۷۷، ۷۸

❷ تذكرة الحفاظ: ترجمة: عبد الله بن عباس، ج ۱ ص ۳۳

آپ ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ! انہیں دین کی سمجھ عطا فرما:

فَقَالَ اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ. ①

آپ ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اپنے مطہر اور پاکیزہ سینے کے ساتھ لگایا اور یہ دعا کی کہ اے اللہ! تو اس کو حکمت کا علم عطا فرما:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: ضَمَّنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى صَدْرِهِ وَقَالَ: اللَّهُمَّ عَلِّمَهُ الْحِكْمَةَ. ②

یہ تین دعائیں ہیں جو امام الانبیاء جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے لئے کیں جن کی قبولیت میں کسی قسم کا کوئی شک نہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کبار صحابہ کی مجلس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو شریک کیا کرتے تھے، حالانکہ اس وقت ان کی عمر کم تھی، صحیح بخاری میں یہ واقعہ مفصل موجود ہے، دیکھئے: ③

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ان کے علم کے معترف تھے، ایک مرتبہ ایک شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا اور ان سے قرآن کریم کی اس آیت کا مطلب پوچھا:

﴿أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا﴾ ④

تو انہوں نے لاعلمی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھو، اور وہ جو بتلائیں تو مجھے بھی اس سے آگاہ کرنا، یہ شخص ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، تو انہوں نے

① صحیح البخاری: کتاب الوضوء، باب وضع الماء عند الخلاء، ج ۱ ص ۴۱، رقم

الحديث: ۱۴۳ ② صحیح البخاری: کتاب المناقب، باب ذکر ابن عباس، ج ۵

ص ۲۷، رقم الحديث: ۳۷۵۶ ③ صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب قوله فسبح

بحمد ربك، ج ۶ ص ۱۷۹، رقم الحديث: ۴۹۷۰ ④ الانبیاء: ۲۶

فرمایا کہ آسمان کے بند ہونے سے مراد یہ ہے کہ اس سے بارش نہیں برستی تھی، اور زمین کے بند ہونے سے مراد اس سے سبزہ نہیں اگتا تھا، تو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بارش برسائی اور زمین سے سبزہ اگایا، اب یہ شخص حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس گیا، اور انہیں بتلایا، تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر قرآن پر جرأت کرنے پر تعجب تھا مگر اب مجھے یہ معلوم ہو گیا کہ بے شک ان کو من جانب اللہ علم عطاء کیا گیا ہے۔^①

امام مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اپنے کثرت علم کے سبب بحر (دریا) کے نام سے موسوم ہوتے تھے:

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُسَمَّى الْبَحْرَ لِكَثْرَةِ عِلْمِهِ.^②

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”تذکرۃ الحفاظ“ میں آپ کو ان دو القابات سے یاد کیا:

الإمام البحر، عالم العصر.

حضرت سلیمان بن یسار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے تحصیل علم کے لئے اپنا وقت حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان برابر برابر تقسیم کیا ہوا تھا، میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو اکثر یہ کہتے سنتا تھا کہ مجھے یہ مسئلہ معلوم نہیں، لیکن اس کے برعکس حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کسی کو جواب دیئے بغیر نہیں جانے دیتے تھے (کثرت علم اور علوم شریعت پر عمیق دسترس کے سبب):

عن سليمان بن يسار قال كنت أقسم نفسي بين ابن عباس وابن عمر ف كنت أكثر ما أسمع بن عمر يقول: لا أدري، وابن عباس لا يرد أحداً.^③

① الإتيان في علوم القرآن: النوع الثمانون في طبقات المفسرين، ج ۴ ص ۲۳۳

② الإتيان في علوم القرآن: النوع الثمانون في طبقات المفسرين، ج ۴ ص ۲۳۳

③ تذكرة الحفاظ: ترجمة: عبد الله بن عمر، ج ۱ ص ۳۲

معلوم ہوا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی جلالتِ شان تفسیر، حدیث، فقہیت، علم و حکمت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر تھی۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ سند ”ابی حنیفہ عن عطاء بن ابی رباح عن ابن عباس“ یہ اصح الاسانید اور سلسلۃ الذہب ہے، اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ جو سلسلہ سند فقہاء محدثین (جو فقہ و حدیث دونوں کے جامع ہوں) پر مشتمل ہو، اس کو شیوخ محدثین (جو صرف محدث ہوں) کے سلسلہ سند پر فوقیت حاصل ہے، چنانچہ محدث کبیر امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) سے پوچھا گیا کہ ان دو سندوں ”اعمش عن ابی وائل عن عبد اللہ“ اور ”سفیان عن منصور عن علقمة عن عبد اللہ“ میں کوئی سند آپ کو زیادہ پسند ہے؟ تو انہوں نے فرمایا:

يَا سُبْحَانَ اللَّهِ، الْأَعْمَشُ شَيْخٌ، وَأَبُو وَائِلٍ شَيْخٌ، وَسُفْيَانٌ فَقِيهٌ، وَمَنْصُورٌ فَقِيهٌ، وَإِبْرَاهِيمُ فَقِيهٌ، وَعَلْقَمَةُ فَقِيهٌ، وَحَدِيثُ يَتَدَاوَلُهُ الْفُقَهَاءُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَتَدَاوَلَهُ الشُّيُوخُ. ❶

سبحان اللہ! (ان دونوں میں کیا موازنہ ہو سکتا ہے؟ حالانکہ) اعمش (صرف محدث) ہیں، ابو وائل بھی شیخ ہیں، جبکہ ان کے بالمقابل سفیان ثوری رحمہ اللہ (محدث ہونے کے ساتھ) فقیہ ہیں، منصور بھی فقیہ ہیں، ابراہیم نخعی بھی فقیہ ہیں، علقمہ بھی فقیہ ہیں، اور جس حدیث کو فقہاء محدثین روایت کریں وہ اس حدیث سے بہتر ہے جس کو (صرف) شیوخ محدثین روایت کرتے ہیں۔

امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) فرماتے ہیں کہ فقہاء کرام احادیث کا معنی زیادہ جانتے ہیں:

الْفُقَهَاءُ وَهُمْ أَعْلَمُ بِمَعَانِي الْحَدِيثِ. ❷

❶ معرفة علوم الحديث: النوع الاول، ج ۱ ص ۱۱ ❷ سنن الترمذی: أبواب الجنائز،

باب ماجاء في غسل الميت، ج ۳ ص ۳۰۶، رقم الحديث: ۹۹۰

امام ابن ابوحاتم الرازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) نقل کرتے ہیں کہ فقہاء کرام کی احادیث مجھے زیادہ پسندیدہ ہیں شیوخ حدیث کی روایت سے:

كان حديث الفقهاء أحب إليهم من حديث المشيخة. ①

أطراف أحاديث أبي حنيفة

اطراف طرف کی جمع ہے اور طرف کے معنی کونا اور کنارہ کے ہیں، مگر اصطلاحاً طرف سے مراد حدیث کا ابتدائی ٹکڑا ہے جس کے ذریعے سے بقیہ حدیث معلوم کی جاسکتی ہے، وہ کتب جن میں حدیث کے پہلے حصے کو ذکر کیا جاتا ہے اس سے پوری حدیث کی پہچان ہوتی ہے، آخر میں ان کتب کا حوالہ ہوتا ہے جن میں یہ حدیث ہو۔ یہ تصنیف حدیث کا ایک طریقہ ہے جس میں کسی حدیث کا ابتدائی حصہ بیان کرنے کے ساتھ اس کی تمام اسانید مجموعی طور پر یا مخصوص کتب کے حوالے سے بیان کی جاتی ہیں، یہ فن اس وقت وجود میں آیا جب چوتھی صدی ہجری کے آخر اور پانچویں صدی ہجری کے شروع میں تمام احادیث کی تدوین مکمل ہوگئی، اور اس کے بعد ان کی تلاش کا مسئلہ پیش آیا، اطراف کے حوالے سے متعدد کتابیں لکھی گئیں ہیں، مثلاً صحیحین کے اطراف پر امام ابو مسعود ثقفی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) کی ”أطراف الصحيحين“ صحاح ستہ کے اطراف پر امام ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی رحمہ اللہ (متوفی ۵۰۷ھ) کی ”أطراف الكتب الستة“ امام ابو الحجاج مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) کی مشہور کتاب ”تحفة الأشراف بمعرفة الأطراف“ اس میں صحاح ستہ کے علاوہ ”مراسیل أبي داود“ ترمذی کی شامل اور ان کی علل صغیر اور امام نسائی کی ”عمل اليوم والليلة“ اس میں شامل ہیں۔ اسی طرح امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی احادیث پر اطراف لکھے گئے، اور آپ سے مروی روایات کے اطراف کو جمع کیا گیا، امام محمد

① الجرح والتعديل: باب في اختيار الأسانيد، ج ۱ ص ۳۱۵

بن طاہر مقدسی رحمہ اللہ جنہوں نے صحاح ستہ کے اطراف پر کتاب لکھی جیسا کہ اوپر تذکرہ ہوا اسی طرح انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی احادیث پر اطراف لکھے، جن کو انہوں نے ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے، اس کتاب کا نام ”أطراف أحادیث أبي حنيفة“ ہے، چنانچہ اسماعیل پاشا بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۹ھ) نے امام مقدسی رحمہ اللہ کی تصانیف میں دوسرے نام پر اس کتاب کا تذکرہ کیا ہے۔^①

الأربعین من حدیث الإمام أبي حنيفة

اربعین چالیس احادیث کے مجموعے کو کہا جاتا ہے، اس سے مراد حدیث کی وہ کتاب ہے جس میں کسی ایک باب سے متعلق احادیث، یا مختلف ابواب سے، یا مختلف اسانید سے چالیس احادیث جمع کی جائیں، حاجی خلیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ) فرماتے ہیں کہ اس باب میں علماء نے بہت سی کتابیں تصنیف فرمائیں، بعض نے توحید اور صفات باری تعالیٰ سے متعلق، بعض نے احکامات سے متعلق، بعض نے عبادات سے متعلق، بعض نے مواعظ اور رقائق (دل کو نرم کرنے دینے والی احادیث) سے متعلق، اور بعض نے علوسند کی رعایت رکھتے ہوئے چالیس احادیث کو جمع کیا، پھر حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے مختلف موضوعات پر چالیس احادیث کے مجموعات کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا، دیکھئے: ^②

شارح مسلم امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر سب سے پہلی تصنیف عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی ہے، پھر امام نووی رحمہ اللہ نے کبار محدثین کے اسماء گرامی ذکر کئے جنہوں نے مختلف موضوعات پر چالیس احادیث جمع کیں ہیں۔ اس موضوع

① هدية العارفين أسماء المؤلفين وآثار المصنفين: ترجمة: ابن القيسراني محمد بن

طاہر بن علي المقدسي، ج ۲ ص ۸۲

② كشف الظنون: كتب الأربعينات في الحديث وغيره، ج ۱ ص ۱۰۳ تا ۱۱۰

پر مشہور و معروف، متداول و مقبول کتاب امام نووی کی ”الأربعون النووية“ جس میں آپ نے چالیس مستند احادیث مبارکہ کو جمع کیا ہے۔^①

حاجی خلیفہ رحمہ اللہ نے امام نووی رحمہ اللہ کی اربعین پر لکھی گئی تمام شروحات کا تفصیلاً ذکر کیا، دیکھئے: ②

اسی طرح کئی محدثین نے امام اعظم رحمہ اللہ کے ذخیرہ احادیث میں سے بھی چالیس احادیث کو منتخب کر کے علیحدہ کتابی صورت میں جمع کیا ہے۔ ان محدثین میں امام یوسف بن حسن بن عبد الہادی حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۹ھ) جو ابن المبرد کے نام سے مشہور ہیں، انہوں نے ”الأربعین المختارة من حدیث الإمام أبي حنيفة“ کے نام سے آپ کی چالیس احادیث کو جمع کیا۔^③

اسی طرح دمشق کے عظیم محدث علامہ شمس الدین محمد بن علی المعروف امام ابن طولون رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۳ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی روایت کردہ احادیث میں سے چالیس احادیث کا ایک خوبصورت مجموعہ تیار کیا ہے، اس میں انہوں نے چالیس احادیث کو اپنے چالیس شیوخ سے روایت کیا ہے یعنی ہر شیخ سے ایک ایک حدیث، اور یہ چالیس احادیث چالیس مختلف موضوعات پر مشتمل ہیں:

الأربعون حديثاً عن أربعين شيخاً في أربعين باباً من حدیث الإمام الأعظم أبي حنيفة. ④

اسی طرح شیخ محمد ادریس نجر اسی رحمہ اللہ نے ”الأربعين من مرويات نعمان سيد المجتهدين“ کے نام سے آپ کی چالیس مرویات کو جمع کیا، اسی طرح شیخ حسن محمد بن

① الأربعون النووية: مقدمة، ص ۳۷ تا ۴۵ ② كشف الظنون: ج ۱ ص ۱۰۸، ۱۰۹

③ صلة الخلف لموصول السلف: حرف الهمزة، ج ۱ ص ۸۲ ④ فهرس الفهارس

والاثبات: ترجمة: ابن طولون شمس الدين محمد بن علي، ج ۱ ص ۳۷۳

شاہ محمد رحمہ اللہ نے ”الاربعمین“ کے نام سے آپ کی چالیس احادیث کو جمع کیا۔ ❶

عوالی الإمام أبي حنيفة

عوالی سے مراد وہ احادیث ہیں جن کی اسناد عالی ہوں یعنی ان میں وسائط کی تعداد کم ہو، سند جتنی عالی ہوگی اتنا ہی اس کے اور رسول ﷺ کے درمیان واسطے کم ہوں گے، اور آپ سے قرب حاصل ہوگا، اور پھر آپ کے قرب سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا۔

علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) علوسند کی فضیلت میں لکھتے ہیں:

لأن قرب الإسناد قرب إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم والقرب إليه قرب إلى الله عز وجل. ❷

علوسند سے جو قرب اسناد حاصل ہوتا ہے اس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کا قرب نصیب ہوتا ہے، اور رسول اللہ ﷺ کے قرب سے اللہ عزوجل کا قرب ملتا ہے۔

چنانچہ امام شمس الدین یوسف بن خلیل حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۸ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی عالی السند روایات کو ”عوالی الإمام أبي حنيفة“ کے نام سے جمع کیا۔ علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الإمام، المُحَدَّث، الصَّادِق، الرَّحَّال، النَّقَال، شَيْخُ الْمُحَدِّثِينَ، رَاوِيَةُ الإِسْلَام، أَبُو الْحَجَّاجِ شَمْسُ الدِّينِ الدَّمَشَقِيُّ.

امام ذہبی رحمہ اللہ نے آگے ان کی تصانیف میں ”عوالی أبي حنيفة“ کہہ کر ان کی اس تصنیف کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ ❸

❶ الثقافة الإسلامية في الهند: ص ۱۲۹ بحوالہ مسانید الإمام أبي حنيفة، ص ۱۶۵

❷ مقدمة ابن الصلاح: النوع التاسع والعشرون، ص ۲۵۷ ❸ سير أعلام

النبلاء: ترجمة: يوسف بن خليل أبو الحجاج الدمشقي، ج ۲۳ ص ۱۵۱، ۱۵۳

اندازہ کیجئے کہ اس قدر جلیل القدر اور عظیم المرتبت محدث جن کے علم حدیث میں مقام کا اندازہ امام ذہبی جیسے ناقد محدث کے القابات سے ہوتا ہے، انہوں نے بھی امام صاحب کے عالی السند روایات کو جمع کیا ہے، اس سے آپ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے علم حدیث میں مقام کا اندازہ لگالیں۔

علامہ شمس الدین یوسف بن خلیل رحمہ اللہ کی یہ تصنیف شیخ خالد عواد کی تحقیق کے ساتھ دار الفروند دمشق سے ۱۴۲۲ھ ۲۰۰۱ء میں چھپ گئی ہے، اور اس کے ساتھ ابن عبد الہادی حنبلی رحمہ اللہ کی ”الأربعین المختارة من حدیث الإمام أبي حنيفة“ بھی چھپ گئی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے حنفی شیوخ

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ نے تفصیل کے ساتھ امام بخاری رحمہ اللہ کے حنفی شیوخ کا ذکر کیا ہے، میں نہایت اختصار کے ساتھ صرف ان کے نام ذکر کرتا ہوں اہل علم حضرات تفصیلاً دیکھنے کیلئے اصل کتاب کی طرف مراجعت فرمائیں۔

عبداللہ بن مبارک، امام یحییٰ بن قطان، امام معلیٰ بن منصور، امام ابو عاصم النبیل، امام محمد بن عبداللہ بن المثنیٰ الانصاری، امام مکی بن ابراہیم، امام حسن بن ابراہیم، امام عمر بن حفص بن غیاث، فضیل بن عیاض، امام الجرح والتعدیل یحییٰ بن معین، امام وکیع بن جراح، امام یحییٰ بن اکثم، امام یحییٰ بن صالح، امام یوسف بن بہلول، امام عبداللہ بن داود الخریبی، ابراہیم بن طہمان، امام جریر بن عبد الحمید بن قرط، امام حسن بن صالح، امام حفص بن غیاث، امام داود بن رشید، زائدہ بن قدامہ، امام زکریا بن ابی زائدہ، امام زہیر بن معاویہ، محمد بن فضیل، امام مغیرہ بن مقسم، امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ۔^①

حضرت مولانا مفتی مفیض الرحمن صاحب مدظلہم نے اپنی کتاب ”الوردة الحاضرة

① لامع الدراری شرح صحیح البخاری: مقدمة، ج ۱ ص ۱۷، ۱۸

فی أحادیث تلامیذ الإمام الأعظم وأحادیث العلماء الأحناف فی الجامع الصحیح للإمام البخاری“ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تلامذہ اور ائمہ احناف سے جو روایات مروی ہیں انہیں تفصیلاً ذکر کیا ہے۔

ہر ایک امام کے مختصر حالات اور صحیح بخاری میں ان سے مروی تمام روایات کی نشاندہی کی ہے، کتاب کا تحقیقی و تدقیقی معیار نہایت بلند ہے، اہل علم حضرات اس کتاب کا ایک دفعہ ضرور مطالعہ فرمائیں۔

صحیح بخاری میں کوئی روایت

ہم نے بخاری شریف کے رُواة کا جائزہ لیا تو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ بخاری شریف کے راویوں میں سب سے زیادہ تعداد جس شہر کے راویوں کی ہے وہ کوفہ ہی ہے، راقم الحروف نے کوفہ کے راویوں کو شمار کرنا شروع کیا تو بخاری شریف میں کوفہ کے رُواة کی تعداد تین سو سے زائد ملی، اگر کتاب کی ضخامت کے زائد ہونے کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم ان کے نام ہدیہ ناظرین کرتے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ صحیح بخاری میں جس قدر صحابہ کرام سے روایات منقول ہو کر آئی ہیں ان صحابہ میں سے صرف وہ صحابہ جو خاص کوفہ میں آ کر جاگزین ہو گئے تھے ان کے نام درج کر دیے جائیں، یاد رہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے بترتیب حروف تہجی ان تمام صحابہ کرام کے نام ”ہدی الساری فی مقدمۃ فتح الباری“ میں درج کر دیے ہیں جن سے بخاری شریف میں روایات لی گئی ہیں:

- ۱... حضرت اشعث بن قیس الکندی۔ ۲... حضرت عدی بن حاتم۔ ۳... حضرت اُہبان بن اوس الاسلمی۔ ۴... حضرت عقبہ بن عمرو۔ ۵... حضرت بریدہ بن الحصیب۔ ۶... حضرت علی بن ابی طالب۔ ۷... حضرت جابر بن سمرہ۔ ۸... حضرت عمران بن الحصین۔ ۹... حضرت جریر بن عبد اللہ۔ ۱۰... حضرت عمرو بن حریث۔ ۱۱... حضرت جندب بن عبد اللہ۔ ۱۲... حضرت

مرداس بن مالک۔ ۱۳... حضرت حارثہ بن وہب۔ ۱۴... حضرت مسیب بن حزن۔ ۱۵...
 حضرت حذیفہ بن الیمان۔ ۱۶... حضرت معن بن یزید۔ ۱۷... حضرت خباب بن الارت۔
 ۱۸... حضرت مغیرہ بن شعبہ۔ ۱۹... حضرت زید بن الارقم۔ ۲۰... حضرت نعمان بن بشیر۔ ۲۱...
 حضرت سلیمان بن مرد۔ ۲۲... حضرت نعمان بن مقرن۔ ۲۳... حضرت سمرہ بن جنادہ۔ ۲۴...
 حضرت نفیع بن الحارث۔ ۲۵... حضرت سنین ابو جمیلہ۔ ۲۶... حضرت وہب بن عبد اللہ۔
 ۲۷... حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی۔ ۲۸... حضرت عبد اللہ بن یزید۔ ۲۹... حضرت عبد الرحمن
 بن ابزی رحمہ اللہ۔

یہ اُن کو فی صحابہ کرام کے اسماء گرامی ہیں جن کے حوالے سے امام بخاری رحمہ اللہ نے
 بخاری شریف میں ارشادات نبوی نقل کیے ہیں۔ ❶

صحیح بخاری میں موجود ثلاثیات کے راوی امام اعظم کے شاگرد ہیں
 امام بخاری کا سب سے بڑا سرمایہ فخر ”صحیح البخاری“ میں موجود بائیس ثلاثی روایات
 ہیں، لیکن یاد رہے کہ ان میں سے اکیس روایات کے راوی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد
 ہیں۔ ثلاثیات بخاری کے وہ چار روات جن سے اکیس روایات مروی ہیں جو امام
 بخاری رحمہ اللہ کے شیخ اور امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، درج ذیل اصحاب ہیں۔

۱.... امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دس محدثین تلامذہ کے تعارف میں امام مزی، امام ذہبی، حافظ ابن
 حجر، علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ کے حوالے سے یہ بات باحوالہ تفصیلاً گزر گئی ہے کہ یہ امام
 ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد رشید ہیں۔

❶ غیر مقلدین امام بخاری رحمہ اللہ کی عدالت میں: ص ۳۶

۲..... امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ)

ان کا نام ضحاک بن مخلد، کنیت ابو عاصم اور لقب نبیل تھا، نبیل کے معنی معزز کے ہیں، ان سے چھ ثلاثی روایات مروی ہیں، یہ امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید ہیں۔

علامہ صیمری رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۶ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تلامذہ میں سے امام ضحاک بن مخلد ابو عاصم نبیل رحمہ اللہ بھی ہیں:

وَمِنْ أَصْحَابِ الْإِمَامِ الضَّحَّاكِ بْنِ مَخْلَدٍ أَبُو عَاصِمٍ ①

حافظ امیر ابن ماکولا رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۵ھ) امام ابو عاصم رحمہ اللہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

سمع جعفر بن محمد وأبا حنيفة وابن جريج، وغيرهم وكان ثقة. ②

انہوں نے امام جعفر بن محمد، امام ابو حنیفہ، امام ابن جریج رحمہ اللہ اور دیگر محدثین سے حدیث کی سماعت کی تھی، اور یہ ثقہ محدث تھے۔

امام ابوالحجاج مزی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۷ھ) امام ابو عاصم نبیل رحمہ اللہ کے ترجمہ میں آپ

کے اساتذہ حدیث میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا اسم گرامی بھی ذکر کیا ہے، دیکھئے: ③

امام ذہبی رحمہ اللہ نے (متوفی ۴۸۸ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمہ میں آپ کے تلامذہ

میں امام ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ کا بھی نمایاں تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: ④

ان ٹھوس حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ امام ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ امام

① الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة: ترجمة: ضحاک بن مخلد، ج ۱ ص ۲۶۳

② الإكمال فی رفع الارتیاب عن المؤتلف والمختلف: حرف النون، باب نبیل ونبیل

ونبیل، ج ۷ ص ۲۵۴ ③ تهذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمة: الضحاک بن

مخلد، ج ۱۳ ص ۲۸۳ ④ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۳۹

ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، امام ذہبی رحمہ اللہ امام ابو عاصم نبیل رحمہ اللہ کے حالات میں فرماتے ہیں کہ یہ امام بخاری رحمہ اللہ کے اجل اور سب سے بڑے شیوخ میں سے تھے:

وَهُوَ أَجَلُّ شُيُوخِهِ وَأَكْبَرُهُمْ. ①

۳..... امام محمد بن عبد اللہ انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ)

ان سے تین ثلاثی روایات مروی ہیں، یہ امام بخاری رحمہ اللہ کے اجل شیوخ میں سے تھے، اور امام صاحب کے شاگرد رشید تھے۔

امام مزی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۲ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حالات میں آپ کے تلامذہ کا تذکرہ کرتے ہوئے امام موصوف کے اسم گرامی کو بھی ذکر کیا ہے، دیکھئے: ②

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۸ھ) نے امام صاحب کے ترجمہ میں آپ کے تلامذہ کا تذکرہ کرتے ہوئے امام محمد بن عبد اللہ انصاری رحمہ اللہ کے اسم گرامی کو بھی ذکر کیا ہے، دیکھئے: ③
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے امام بخاری رحمہ اللہ کے اساتذہ میں دوسرے نمبر پر آپ کا تذکرہ کیا ہے، دیکھئے: ④

معلوم ہوا کہ جو امام بخاری رحمہ اللہ کے اجل اساتذہ میں سے ہیں وہ امام صاحب کے تلامذہ میں سے ہیں۔

۴..... امام خلاد بن یحییٰ رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ)

امام خلاد بن یحییٰ رحمہ اللہ سے ایک ثلاثی روایت مروی ہے، آپ امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو عاصم ضحاک بن مخلد، ج ۹ ص ۲۸۱

② تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۲۲۱

③ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۲

④ تهذيب التهذيب: ترجمة: محمد بن اسماعيل، ج ۹ ص ۴۷

اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے امام خلاد بن یحییٰ رحمہ اللہ کے تلامذہ میں سب سے پہلے نمبر پر امام بخاری رحمہ اللہ کا نام ذکر کیا ہے، دیکھئے: ❶

معلوم ہوا کہ یہ امام بخاری رحمہ اللہ کے اجل شیوخ میں سے ہیں، امام خلاد رحمہ اللہ کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے شرف تلمذ حاصل ہے، چنانچہ امام ابن بزار الکوردی رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۷ھ) نے امام صاحب کے تلامذہ میں ان کے نام کو ذکر کیا ہے، دیکھئے: ❷

علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے بھی امام صاحب کے تلامذہ میں ان کے اسم گرامی کو ذکر کیا ہے۔ دیکھئے: ❸

یہ چاروں محدثین حضرات امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے وہ شاگرد ہیں جنہوں نے امام بخاری رحمہ اللہ کی اکیس (۲۱) ثلاثیات کو روایت کیا ہے، باقی صرف ایک روایت رہ جاتی ہے جو امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنے شیخ عصام بن خالد رحمہ اللہ سے لی ہے، معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کو دیگر ائمہ صحاح ستہ پر ثلاثیات کے سلسلے میں جو برتری حاصل ہے وہ امام اعظم رحمہ اللہ کے خصوصی تلامذہ کے مرہونِ منت ہے۔

صحیح بخاری میں موجود بائیس (۲۲) ثلاثی روایات

امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) سے مروی گیارہ ثلاثی روایات

۱..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو میرے متعلق ایسی بات کہے جو میں نے نہ کہی ہو تو وہ جہنم کے اندر اپنا ٹھکانہ تیار رکھے:

❶ میزان الاعتدال: ترجمہ: خلاد بن یحییٰ، ج ۱ ص ۶۵۷ / سیر أعلام النبلاء: ترجمہ:

خلاد بن یحییٰ، ج ۱ ص ۱۶۳ ❷ مناقب أبي حنيفة للكوردی، ج ۲ ص ۲۱۹ ❸ عقود

الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الخامس؛ ص ۱۱۰

مَنْ يَقُلْ عَلَى مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ. ①

۲.... حضرت یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسجد کی دیوار منبر کے اتنا قریب تھی کہ جس میں بکری نہ گزر سکتی تھی:

كَانَ جِدَارُ الْمَسْجِدِ عِنْدَ الْمِنْبَرِ مَا كَادَتْ الشَّاةُ تَجُوزُهَا. ②

۳.... حضرت یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کے ساتھ آکر ستون کے پاس نماز پڑھتا جو مصحف کے پاس ہے، میں نے عرض کیا: اے ابو مسلم! میں دیکھتا ہوں کہ آپ اس ستون کے پاس نماز پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو اس کے پاس خاصی طور پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے:

كُنْتُ آتِي مَعَ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ فَيُصَلِّي عِنْدَ الْأُسْطُوَانَةِ الَّتِي عِنْدَ الْمُصْحَفِ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ، أَرَاكَ تَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَ هَذِهِ الْأُسْطُوَانَةِ، قَالَ: فَإِنِّي رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَهَا. ③

۴... حضرت یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم نبی اکرم رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز مغرب پڑھا کرتے تھے جب کہ سورج پردے میں ہو جاتا:

كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ إِذَا تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ. ④

- ① صحیح بخاری: کتاب العلم، باب إثم من كذب على النبي ﷺ، ج ۱ ص ۳۳، رقم الحديث: ۱۰۹ ② صحیح بخاری: کتاب الصلاة، باب قدر كم ينبغي أن تكون بين المصلي والسترة، ج ۱ ص ۱۰۶، رقم الحديث: ۴۹۷ ③ صحیح بخاری: کتاب الصلاة، باب الصلوة إلى الاسطوانة، ج ۱ ص ۱۰۶، رقم الحديث: ۵۰۲ ④ صحیح بخاری: کتاب مواقيت الصلوة، باب وقت المغرب، ج ۱ ص ۱۱۷، رقم الحديث: ۵۶۱

۵..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے قبیلہ اسلم کے ایک شخص کو لوگوں میں یہ اعلان کرنے کا حکم دیا کہ جس نے جو کچھ کھالیا ہے تو وہ باقی دن کا روزہ رکھے (یعنی بقیہ دن روزہ دار کی طرح گزارے) اور جس نے کچھ نہیں کھالیا وہ (آج) روزہ رکھے کیونکہ آج عاشورہ کا دن ہے:

أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِنْ أَسْلَمَ: أَنْ أَذِّنُ فِي النَّاسِ، أَنَّ مَنْ كَانَ أَكَلَ فَلْيَصُمْ بَقِيَّةَ يَوْمِهِ، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ أَكَلَ فَلْيَصُمْ، فَإِنَّ الْيَوْمَ يَوْمُ عَاشُورَاءَ. ①

۶..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا اور عرض کی گئی کہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس پر قرض ہے؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس نے کچھ (ترکہ) چھوڑا ہے؟ عرض کیا: نہیں، سو آپ ﷺ اس پر نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر دوسرا جنازہ آیا اور صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس پر نماز جنازہ پڑھائیں، آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس پر قرض ہے؟ عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: کیا اس نے کچھ چھوڑا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: تین دینار (چھوڑے ہیں) سو اس پر آپ ﷺ نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر تیسرا جنازہ لایا گیا اور عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! اس پر نماز جنازہ پڑھائیں، فرمایا: کیا اس نے کچھ (ترکہ) چھوڑا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں، فرمایا: کیا اس پر قرض ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: تین دینار (قرض ہیں) فرمایا: تم اپنے ساتھی پر نماز جنازہ پڑھ لو، (میں نہیں پڑھتا) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اس پر نماز جنازہ پڑھائیں اور اس کا قرض میں ادا کروں گا، سو آپ ﷺ نے اس پر بھی نماز جنازہ پڑھائی:

① صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب صیام یوم عاشوراء، ج ۳ ص ۴۴، رقم

الحديث: ۲۰۰۷

کُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، إِذْ أَتَى بِجَنَازَةٍ، فَقَالُوا: صَلِّ عَلَيْهَا، فَقَالَ: هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ ، قَالُوا: لَا، قَالَ: فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ ، قَالُوا: لَا، فَصَلَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ أَتَى بِجَنَازَةٍ أُخْرَى، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، صَلِّ عَلَيْهَا، قَالَ: هَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ قِيلَ: نَعَمْ، قَالَ: فَهَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ ، قَالُوا: ثَلَاثَةُ دَنَانِيرَ، فَصَلَّى عَلَيْهَا، ثُمَّ أَتَى بِالثَّالِثَةِ، فَقَالُوا: صَلِّ عَلَيْهَا، قَالَ: هَلْ تَرَكَ شَيْئًا؟ قَالُوا: لَا، قَالَ: فَهَلْ عَلَيْهِ دَيْنٌ؟ ، قَالُوا: ثَلَاثَةُ دَنَانِيرَ، قَالَ: صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ، قَالَ أَبُو قَتَادَةَ صَلِّ عَلَيْهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَعَلَى دَيْنِهِ، فَصَلَّى عَلَيْهِ. ❶

یہ..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ سے بیعت کر لی، پھر میں ایک درخت کے سائے میں چلا گیا جب رش کم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن اکوع! کیا تم بیعت نہیں کرتے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں تو بیعت کر چکا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا دوبارہ سہی، سو میں نے دوسری دفعہ بھی بیعت کر لی، تو (راوی کہتے ہیں) میں نے ان سے پوچھا: اے ابو مسلم! آپ حضرات نے اس روز کس بات پر بیعت کی تھی؟ انہوں نے فرمایا موت پر:

بَايَعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ عَدَلْتُ إِلَى ظِلِّ الشَّجَرَةِ، فَلَمَّا خَفَّ النَّاسُ قَالَ: يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ أَلا تُبَايِعُ؟ قَالَ: قُلْتُ: قَدْ بَايَعْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: وَأَيْضًا فَبَايَعْتَهُ الثَّانِيَةَ، فَقُلْتُ لَهُ: يَا أَبَا مُسْلِمٍ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ كُنْتُمْ تُبَايِعُونَ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: عَلَى الْمَوْتِ. ❷

❶ صحیح بخاری: کتاب الحوالات، باب إن أحال دين الميت على رجل جاز،

ج ۳، ص ۹۴، رقم الحديث: ۲۲۸۹ ❷ صحیح بخاری: کتاب الجہاد والسير، باب

البيعة في الحرب أن لا يفروا، ج ۴ ص ۵۰، رقم الحديث: ۲۹۶۰

۸..... حضرت یزید بن ابی عبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پر زخم کا نشان دیکھا تو پوچھا: اے ابو مسلم! یہ نشان کیسا ہے؟ انہوں نے فرمایا: یہ زخم مجھے غزوہ خیبر میں آیا تھا، لوگ تو یہ کہنے لگے تھے سلمہ کا آخری وقت آپہنچا ہے لیکن حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا، سو آپ ﷺ نے اس (زخم) پر تین مرتبہ دم کیا تو مجھے اب تک کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی:

رَأَيْتُ أَثَرَ ضَرْبَةٍ فِي سَاقِ سَلَمَةَ، فَقُلْتُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ، مَا هَذِهِ الضَّرْبَةُ؟
فَقَالَ: هَذِهِ ضَرْبَةٌ أَصَابَتْنِي يَوْمَ خَيْبَرَ، فَقَالَ النَّاسُ: أُصِيبَ سَلَمَةُ، فَأَتَيْتُ
النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفَنَفْتُ فِيهِ ثَلَاثَ نَفَثَاتٍ، فَمَا اشْتَكَيْتُهَا حَتَّى
السَّاعَةِ. ①

۹..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں ہم آپ ﷺ کے ہمراہ غزوہ خیبر کی طرف نکلے تو لوگوں میں سے ایک نے کہا: اے عامر! کیا آپ ہمیں اپنے اشعار نہیں سنائیں گے؟ چنانچہ انہوں نے اشعار سنائے، تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ ہانکنے والا کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: عامر بن اکوع ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ ہمیں ان سے اور فائدہ اٹھالینے دیتے، سو اسی رات کی صبح کو وہ موت کی آغوش میں چلے گئے، تو لوگوں نے کہا اس کے عمل ضائع ہو گئے کیونکہ اس نے اپنے آپ کو خود قتل کیا ہے جب میں واپس لوٹا تو لوگ یہی باتیں کر رہے تھے کہ عامر کے عمل ضائع ہو گئے ہیں، سو میں نے حضور اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا نبی اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، لوگوں کا یہ خیال ہے کہ عامر کے اعمال ضائع ہو گئے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے یہ کہا غلط کہا ہے اس کے لئے تو دو گنا

① صحیح بخاری: کتاب المغازی، باب غزوہ خیبر، ج ۵ ص ۱۳۳، رقم الحدیث: ۴۲۰۶

اجر ہے وہ مشقت اٹھانے والا مجاہد ہے اس کے قتل سے بہتر کس کی موت ہے:

خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى خَيْبَرَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: أَسْمِعْنَا يَا عَامِرٌ مِنْ هُنَيْهَاتِكَ، فَحَدَا بِهِمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ السَّائِقُ؟ قَالُوا: عَامِرٌ، فَقَالَ: رَحِمَهُ اللَّهُ، فَقَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، هَلَّا أَمْتَعْتَنَا بِهِ، فَأَصِيبَ صَبِيحَةَ لَيْلَتِهِ، فَقَالَ الْقَوْمُ: حَبِطَ عَمَلُهُ، قَتَلَ نَفْسَهُ، فَلَمَّا رَجَعْتُ وَهُمْ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ، فَجِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللَّهِ، فَذَاكَ أَبِي وَأُمِّي، زَعَمُوا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ، فَقَالَ: كَذَبَ مَنْ قَالَهَا، إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ اثْنَيْنِ، إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ، وَأَيُّ قَتْلٍ يَزِيدُهُ عَلَيْهِ. ①

۱۰.... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ سے جنگل کی طرف چلا، پہاڑی پر پہنچا تو حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ایک غلام ملا، میں نے کہا: تو ہلاک ہو تو یہاں کیسے آیا؟ اس نے جواب دیا: نبی اکرم ﷺ کی دودھ دینے والی اونٹنی پکڑی گئی ہے، میں نے پوچھا: کس نے پکڑی ہے؟ اس نے جواب دیا: قبیلہ غطفان اور فزارہ کے آدمی لے گئے ہیں۔ پھر میں نے تین مرتبہ ”یا صاحبہ“ کے الفاظ کے ساتھ اس زور سے چلایا کہ مدینہ منورہ کے ہر گوشہ میں رہنے والے سن لیں، پھر میں نے دوڑ لگائی یہاں تک کہ ان لوگوں کو تک جا پہنچا۔

سو میں نے ان کی جانب تیر پھینکنے لگا اور ساتھ یہ کہنے لگا: ”میں اکوع کا بیٹا ہوں اور آج کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے“ تو میں نے ان کے پانی پینے سے پہلے ہی ان سے اونٹنی چھین لی، میں اسے لے کر واپس لوٹا تو رسول اللہ ﷺ سے میری ملاقات ہو گئی، میں نے

① صحیح بخاری: کتاب الدیات، باب إذا قتل نفسه خطأ فلا دية له، ج ۹ ص ۷، رقم

عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ لوگ پیاسے تھے اور میں ان کے پانی پینے سے پہلے ہی جلدی سے ان سے اونٹنی چھین لایا، ان کے پیچھے کسی کو روانہ کر دیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابن اکوع! تم مالک ہو گئے ہو اب نرمی کرو، ان کی مہمانی اپنی قوم میں ہو رہی ہوگی:

خَرَجْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ ذَاهِبًا نَحْوَ الْغَابَةِ، حَتَّى إِذَا كُنْتُ بِشِئَةِ الْغَابَةِ، لَقِينِي غُلَامٌ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ، قُلْتُ: وَيَحْكُ مَا بِكَ؟ قَالَ: أَخَذْتُ لِقَاحَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: مَنْ أَخَذَهَا؟ قَالَ: غَطَفَانُ، وَفَزَارَةُ فَصَرَخْتُ ثَلَاثَ صَرَخَاتٍ أَسْمَعْتُ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا: يَا صَبَاحَاهُ يَا صَبَاحَاهُ، ثُمَّ انْدَفَعْتُ حَتَّى أَلْقَاهُمْ، وَقَدْ أَخَذُوهَا، فَجَعَلْتُ أُرْمِيهِمْ، وَأَقُولُ: أَنَا ابْنُ الْأَكْوَعِ وَالْيَوْمُ يَوْمُ الرُّضْعِ فَاسْتَنْقَذْتُهَا مِنْهُمْ قَبْلَ أَنْ يَشْرَبُوا، فَأَقْبَلْتُ بِهَا أَسْوَقُهَا، فَلَقِينِي النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّ الْقَوْمَ عَطَاشٌ، وَإِنِّي أَعْجَلْتُهُمْ أَنْ يَشْرَبُوا سَقِيَهُمْ، فَأَبَعْتُ فِي إِثْرِهِمْ، فَقَالَ: يَا ابْنَ الْأَكْوَعِ: مَلَكَتْ، فَأَسْجَحُ إِنَّ الْقَوْمَ يُقْرُونَ فِي قَوْمِهِمْ. ①

..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جس روز خیبر فتح ہوا اس شام لوگوں نے آگ جلائی، آپ ﷺ نے فرمایا: تم نے یہ آگ کیا چیز پکانے کے لئے جلائی ہے؟ مجاہدین نے عرض کیا: پالتو گدھوں کا گوشت پکانے کے لئے، آپ ﷺ نے فرمایا: جو ہانڈیوں میں ہے اسے الٹ دو اور ہانڈیوں کو توڑ دو، ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا: ہم گوشت کو الٹ دیں اور ہانڈیوں کو دھونہ ڈالیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: چلو یونہی کرلو:

لَمَّا أُمْسُوا يَوْمَ فَتَحُوا خَيْبَرَ، أَوْقَدُوا النَّيرَانَ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

① صحیح بخاری: کتاب الجہاد والسير، باب من رأى العدو فنادى بأعلى صوته،

ج ۴ ص ۶۶، رقم الحديث: ۳۰۴۱

وَسَلَّمَ: عَلَامَ أَوْ قَدْتُمْ هَذِهِ النَّيْرَانِ؟ قَالُوا: لُحُومُ الْحُمْرِ الْإِنْسِيَّةِ،
قَالَ: أَهْرِيقُوا مَا فِيهَا، وَانْكَسِرُوا قُدُورَهَا، فَقَامَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، فَقَالَ: نَهْرِيْقُ
مَا فِيهَا وَنَغْسِلُهَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَوْ ذَاكَ. ①

امام ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ) سے مروی چھ تلاثی روایات

۱۲..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک شخص کو
عاشورہ کے روز لوگوں میں منادی کرنے کے لئے بھیجا کہ جس نے کھانا کھالیا وہ روزہ پورا
کرے یا اسے چاہیے کہ روزہ رکھے اور جس نے نہیں کھالیا وہ نہ کھائے:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ رَجُلًا يُنَادِي فِي النَّاسِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ
إِنَّ مَنْ أَكَلَ فَلَيْتَمَّ أَوْ فَلَیْصُمْ، وَمَنْ لَمْ يَأْكُلْ فَلَا يَأْكُلْ. ②

۱۳..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس
میں ایک جنازہ لایا گیا تاکہ آپ ﷺ اس پر نماز (جنازہ) پڑھیں، آپ ﷺ نے فرمایا:
کیا اس پر کوئی قرض ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: نہیں، تو آپ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی،
پھر دوسرے جنازہ لایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا اس پر کچھ قرض ہے؟ صحابہ نے عرض
کیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے ساتھی پر نماز پڑھو، حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض
کیا: یا رسول اللہ! اس کا قرض میں ادا کروں گا، پھر آپ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَى بِجَنَازَةٍ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهَا، فَقَالَ: هَلْ
عَلَيْهِ مِنْ دَيْنٍ؟ قَالُوا: لَا، فَصَلَّى عَلَيْهِ، ثُمَّ أَتَى بِجَنَازَةٍ أُخْرَى، فَقَالَ: هَلْ عَلَيْهِ

① صحیح بخاری: کتاب الذبائح والصيد، باب آنية المجوس والميتة، ج ۷ ص ۹۰،

رقم الحديث: ۵۴۹۷ ② صحیح بخاری: کتاب الصوم، باب إذا نوى بالنهار

صوما، ج ۳ ص ۲۹، رقم الحديث: ۱۹۲۳

مِنْ دَيْنٍ؟ ، قَالُوا: نَعَمْ، قَالَ: صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ ، قَالَ: أَبُو قَتَادَةَ عَلَى دَيْنِهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَصَلَّى عَلَيْهِ. ❶

۱۴..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ ﷺ نے خیبر کے روز آگ جلتی ہوئی دیکھ کر فرمایا: یہ کیوں جلای ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: پالتو گدھوں کا گوشت (پکانے کے لئے) اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ہانڈیاں توڑ دو اور اسے بہا دو، صحابہ نے عرض کیا: کیا ہم ایسا نہ کریں کہ اسے الٹ دیں اور ہانڈیاں دھولیں، آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں دھولو:
 أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى نِيرَانًا تَوْقَدُ يَوْمَ خَيْبَرَ، قَالَ: عَلَى مَا تَوْقَدُ هَذِهِ النَّيْرَانُ؟ قَالُوا عَلَى الْحُمْرِ الْإِنْسِيَّةِ، قَالَ: اكْسِرُوهَا، وَأَهْرِقُوهَا، قَالُوا: أَلَا نَهْرِيقُهَا، وَنَغْسِلُهَا، قَالَ: اغْسِلُوهَا. ❷

۱۵..... حضرت یزید بن ابوعبید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے سات غزوات میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک ہونے کا شرف حاصل کیا ہے اور اس غزوہ میں بھی شریک تھا جس میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے ہمارا امیر بنایا تھا:

غَزَوْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعَ غَزَوَاتٍ وَغَزَوْتُ مَعَ ابْنِ حَارِثَةَ اسْتَعْمَلَهُ عَلَيْنَا. ❸

۱۶..... حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جو تم میں سے قربانی کرے تو تیسرے روز کی صبح اس کے گھر میں قربانی کا گوشت نہیں ہونا چاہیے،

❶ صحیح بخاری: کتاب الحوالات، باب من تكفل عن ميت ديناً، ج ۳ ص ۹۶، رقم

الحديث: ۲۲۹۵ ❷ صحیح بخاری: کتاب المظالم والغصب، باب هل تكسر الدنان

اللتی فیہا الخمر، ج ۳ ص ۱۳۶، رقم الحديث: ۲۲۷۷ ❸ صحیح بخاری: کتاب

المغازي، باب بعث النبي ﷺ أسامة بن زيد، ج ۵ ص ۱۴۴، رقم الحديث: ۲۲۷۲

جب اگلا سال آیا تو صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اب بھی ہم اسی طرح کریں جیسے پچھلے سال کیا تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کھاؤ، کھلاؤ اور جمع بھی کر لو کیونکہ وہ سال تنگی کا تھا تو میں نے چاہا کہ تم اس (تنگی) میں ایک دوسرے کی مدد کرو:

مَنْ ضَحَّى مِنْكُمْ فَلَا يُصْبِحَنَّ بَعْدَ ثَالِثَةِ وَبَقِيَّ فِي بَيْتِهِ مِنْهُ شَيْءٌ فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، نَفَعُلُ كَمَا فَعَلْنَا عَامَ الْمَاضِي؟ قَالَ: كُلُّوا وَأَطِيعُوا وَادَّخِرُوا، فَإِنَّ ذَلِكَ الْعَامَ كَانَ بِالنَّاسِ جَهْدٌ، فَأَرَدْتُ أَنْ تُعِينُوا فِيهَا. ①

۱۷..... حضرت یزید بن ابوعبید رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ سے ہم نے درخت کے نیچے بیعت کی، پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے سلمہ! کیا تم بیعت نہیں کرتے، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں تو پہلے ہی بیعت کر چکا ہوں، فرمایا: دوبارہ کر لو:

بَايَعْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ، فَقَالَ لِي: يَا سَلَمَةُ أَلَا تُبَايِعُ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَدْ بَايَعْتُ فِي الْأَوَّلِ، قَالَ: وَفِي الثَّانِي. ②

امام محمد بن عبد اللہ انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۵ھ) سے مروی

تین ثلاثی روایات

۱۸..... حضرت حمید رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے انہیں روایت بیان

فرمائی کہ حضرت ربیع بنت نضر نے ایک لڑکی کے سامنے والے دودانت توڑ دیئے، تو انہوں

① صحیح بخاری: کتاب الأضاحی، باب مایؤکل من لحوم الأضاحی، ج ۷ ص ۱۰۳،

رقم الحدیث: ۵۵۶۹ ② صحیح بخاری: کتاب الأحکام، باب من بايع مرتین، ج ۹

ص ۷۸، رقم الحدیث: ۷۲۰۸

نے دیت کا مطالبہ کیا، یہ معافی کے خواستگار ہوئے، تو انہوں نے انکار کر دیا، سو وہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ ﷺ نے قصاص کا حکم فرمایا: حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا ربیع کے سامنے کے دانت توڑے جائیں گے؟ نہیں، قسم اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے، اس کے دانت نہیں توڑے جائیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: اے انس! اللہ کی کتاب قصاص کا کہتی ہے (اس پر حضرت انس خاموش ہو گئے) سو بعد میں وہ لوگ جنہوں نے قصاص کا تقاضہ کیا تھا، راضی ہو گئے اور انہیں معاف کر دیا، تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ کے بندوں میں سے وہ بھی ہیں کہ اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اسے سچا کر دیتا ہے، فزاری کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ وہ لوگ دیت لینے پر رضامند ہو گئے:

أَنَّ الرُّبَيْعَ وَهِيَ ابْنَةُ النَّضْرِ كَسَرَتْ ثَنِيَّةَ جَارِيَةٍ، فَطَلَبُوا الْأَرْضَ، وَطَلَبُوا الْعَفْوَ، فَأَبَوْا، فَأَتُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَمَرَهُمْ بِالْقِصَاصِ، فَقَالَ أَنَسُ بْنُ النَّضْرِ: أَتُكْسِرُ ثَنِيَّةَ الرُّبَيْعِ يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَا وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ، لَا تُكْسِرُ ثَنِيَّتُهَا، فَقَالَ: يَا أَنَسُ كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ، فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَعَفَوْا، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ مَنْ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لِأَبْرَهُ، زَادَ الْفَزَارِيُّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، فَرَضِيَ الْقَوْمُ وَقَبِلُوا الْأَرْضَ. ❶

۱۹.... حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی

کتاب قصاص کا حکم دیتی ہے:

❶ صحیح بخاری: کتاب الصلح، باب الصلح فی الدیۃ، ج ۳ ص ۱۸۶، رقم

الحديث: ۲۷۰۳

أَنَّ نِسَاءَ حَدَّثَهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كِتَابُ اللَّهِ الْقِصَاصُ. ❶

۲۰..... حضرت حمید رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نضر کی بیٹی نے ایک لڑکی کو بھانچہ مارا جس کے باعث اس کے اگلے دو دانت ٹوٹ گئے، وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے قصاص کا حکم فرمایا:

أَنَّ ابْنَةَ النَّضْرِ لَطَمَتْ جَارِيَةً فَكَسَرَتْ ثَنِيَّتَهَا، فَأَتَوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ. ❷

امام خلاد بن یحییٰ رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) سے مروی ایک

ثلاثی روایت

۲۱.... حضرت عیسیٰ بن طہمان رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا: پردے کی آیت حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئی، اور ان کے ولیمہ میں آپ ﷺ نے روٹی اور گوشت کھلایا تھا، اور یہ آپ ﷺ کی باقی ازواج مطہرات پر فخر کیا کرتی تھیں کہ میرا نکاح آسمان پر ہوا ہے:

نَزَلَتْ آيَةُ الْحِجَابِ فِي زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَأُطْعِمَ عَلَيْهَا يَوْمَئِذٍ خُبْزًا وَلَحْمًا، وَكَانَتْ تَفْخَرُ عَلَى نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَكَانَتْ تَقُولُ: إِنَّ اللَّهَ أَنْكَحَنِي فِي السَّمَاءِ. ❸

❶ صحیح بخاری: کتاب التفسیر، باب یا ایہا الذین آمنوا کتب علیکم القصاص،

ج ۶ ص ۲۴، رقم الحدیث: ۴۴۹۹ ❷ صحیح بخاری: کتاب الذیات، باب السن

بالسن، ج ۹ ص ۸، رقم الحدیث: ۲۸۹۴ ❸ صحیح بخاری: کتاب التوحید، باب

وکان عرشہ علی الماء، ج ۹ ص ۱۴۵، رقم الحدیث: ۷۴۲۱

امام عصام بن خالد رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۴ھ) سے مروی ایک

ثلاثی روایت

۲۲..... حضرت حریز بن عثمان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ کی نظر میں نبی اکرم ﷺ بوڑھے ہو گئے تھے؟ انہوں نے فرمایا: آپ ﷺ کی ٹھوڑی مبارک کے صرف چند بال سفید ہوئے تھے:
 أَنَّهُ سَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ بُسْرِ صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ:
 أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ شَيْخًا؟ قَالَ: كَانَ فِي عُنُقَيْهِ شَعْرَاتٌ
 بَيْضٌ. ①

بارہ (۱۲) طرق جس میں امام اعظم امام بخاری کے شیخ الشیوخ ہیں

اس میں ایسے دلائل و براہین پیش کئے گئے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ کے بیشتر شیوخ الحدیث امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے تلامذہ ہیں سے ہیں، اس ناقابل تردید حقیقت کی وجہ سے ہی امام اعظم رحمہ اللہ ائمہ فقہ کے علاوہ امام بخاری رحمہ اللہ کے بھی امام قرار پاتے ہیں۔ زیر نظر باب میں اُن چیدہ طرق کا تذکرہ کیا جائے گا جن کی رو سے امام بخاری رحمہ اللہ، امام اعظم رحمہ اللہ کے پوتے یا پڑپوتے شاگرد کہلاتے ہیں۔

۱..... الإمام البخاري عن والده إسماعيل بن إبراهيم

عن عبد الله بن المبارك عن الإمام الأعظم

امام بخاری رحمہ اللہ شاگرد ہیں اپنے والد اسماعیل بن ابراہیم رحمہ اللہ کے، یہ شاگرد ہیں عبد

① صحیح بخاری: کتاب المناقب، باب صفة النبي ﷺ، ج ۴ ص ۱۸۷، رقم الحديث: ۳۵۴۶

اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے، یہ شاگرد ہیں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے۔

امام بخاری رحمہ اللہ کے والد کا اسم گرامی اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ الجعفی البخاری ہے۔
اہم امر یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے والد گرامی کے دو شیوخ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ اور امام حماد بن زید رحمہ اللہ ہیں۔ اور یہ دونوں امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، ان دونوں طرق سے امام بخاری رحمہ اللہ امام اعظم رحمہ اللہ کے پڑپوتے شاگرد ہوئے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے امام بخاری رحمہ اللہ کے والد گرامی کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عن حماد بن زيد وابن المبارك. ❶

اسماعیل بن ابراہیم نے حماد بن زید اور عبداللہ بن مبارک (دونوں) سے روایت کیا ہے۔
امام قسطلانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۳ھ) امام بخاری رحمہ اللہ کے والد گرامی کے متعلق لکھتے ہیں:
إسماعيل بن إبراهيم بن المغيرة سمع من مالك وحماد بن زيد

وصحب ابن المبارك. ❷

اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ نے امام مالک اور حماد بن زید سے سماع کیا ہے جب کہ حضرت عبداللہ بن مبارک کی مصاحبت میں رہے۔

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے والد اسماعیل بن ابراہیم، امام حماد بن زید اور حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، اور امام اعظم رحمہ اللہ ان دونوں کے شیخ ہیں۔ اس امر پر محدثین اور ائمہ اہل الرجال کی تصریحات ملاحظہ ہوں۔

امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) اپنی کتاب ”التاریخ الکبیر“ میں امام اعظم رحمہ اللہ

❶ تہذیب التہذیب: ترجمة: اسماعيل بن ابراهيم المغيرة، ج ۱ ص ۲۷۴

❷ إرشاد الساري شرح صحيح البخاري: ترجمة: إسماعيل بن إبراهيم، ج ۱ ص ۳۱

کے تعارف میں لکھتے ہیں:

نعمان بن ثابت أبو حنیفة الکوفی: روی عنه: ابن المبارک. ①
امام علی بن مدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۴ھ) امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں فرماتے ہیں:
أبو حنیفة: روی عنه الثوری وابن المبارک وحماد بن زید. ②
ابوحنیفہ سے سفیان ثوری، عبد اللہ بن مبارک اور حماد بن زید نے روایت کیا ہے۔
ان کے علاوہ امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۷ھ) نے ”الجرح والتعديل“
(۲۳۹/۸)، خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے ”تاریخ بغداد“ (۳۲۴/۱۳)،
علامہ صمیری رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۶ھ) نے ”أخبار أبی حنیفة وأصحابه“ (ص ۱۲۵)،
امام مزی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۷ھ) نے ”تہذیب الکمال“ (۴۲۰/۲۹)، امام ذہبی رحمہ اللہ
(متوفی ۷۴۸ھ) نے ”سیر أعلام النبلاء“ (۳۹۳/۶) اور امام سیوطی رحمہ اللہ (متوفی
۹۱۱ھ) نے ”تبیض الصحیفة“ (ص ۷۸) میں تصریح کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن
مبارک رحمہ اللہ امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

۲..... الإمام البخاری عن مکی بن ابراہیم عن الإمام الأعظم

امام بخاری شاگرد ہیں امام مکی بن ابراہیم کے، اور یہ شاگرد ہیں امام اعظم رحمہ اللہ کے۔
اس طریق سے امام بخاری رحمہ اللہ امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) کے واسطے سے
امام اعظم رحمہ اللہ کے صرف ایک واسطے سے شاگرد ہیں۔ امام مکی بن ابراہیم وہ خوش قسمت فرد
ہیں جو امام بخاری کی بائیس (۲۲) ثلاثیات میں سے گیارہ (۱۱) کے راوی ہیں۔

① التاریخ الكبير: ترجمة: نعمان بن ثابت أبو حنیفة الکوفی، ج ۸ ص ۸۱

② جامع بیان العلم وفضله: باب ما جاء في ذم القول في دين الله، ج ۱ ص ۸۲

امام مزنی رحمہ اللہ نے ”تہذیب الکمال“ (۲۹/۴۲۱)، امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”سیر أعلام النبلاء“ (۶/۳۹۴) اور امام سیوطی رحمہ اللہ نے ”تبیض الصحیفة بمناقب أبی حنیفة“ (ص ۹۲) میں بیان کیا ہے کہ امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے حدیث روایت کرتے ہیں۔ اور آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

حدث عن جعفر الصادق وأبی حنیفة، وعنہ البخاری وأحمد. ❶

مکی بن ابراہیم نے امام جعفر الصادق اور ابو حنیفہ سے حدیث روایت کی ہے اور امام بخاری اور امام احمد نے ان سے روایت کی ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

سمع ببلخ من مکی بن ابراہیم. ❷

امام بخاری نے بلخ میں مکی بن ابراہیم سے سماع کیا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ شاگرد ہیں امام مکی بن ابراہیم رحمہ اللہ کے، اور آپ شاگرد ہیں امام اعظم رحمہ اللہ کے۔

۳..... الإمام البخاری عن الضحاک بن مخلد عن

الإمام الأعظم

امام بخاری رحمہ اللہ امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ) کے واسطے سے امام اعظم رحمہ اللہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔ امام ابو عاصم رحمہ اللہ بھی تلامذات بخاری کے روایات میں سے ہیں اور آپ سے چھ (۶) روایات مروی ہیں۔

❶ تذکرة الحفاظ: ترجمة: مکی بن ابراہیم، ج ۱ ص ۲۶۸

❷ تذکرة الحفاظ: ترجمة: محمد بن إسماعیل بن ابراہیم، ج ۲ ص ۱۰۴

امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل بصری رحمہ اللہ امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ اسے امام مزی رحمہ اللہ نے ”تہذیب الکمال“ (۲۹/۴۲۰)، امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”سیر أعلام النبلاء“ (۶/۳۹۳) اور ”تذکرة الحفاظ“ (۱/۱۶۸) امام عسقلانی رحمہ اللہ نے ”تہذیب التہذیب“ (۱۰/۴۰۱) اور امام سیوطی رحمہ اللہ نے ”تبیض الصحیفة بمناقب أبي حنیفة“ (ص ۷۷) میں بیان کیا ہے۔ جب کہ امام ابو عاصم ضحاک رحمہ اللہ سے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ تو ایک واسطہ سے امام بخاری رحمہ اللہ امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

امام مزی، امام ذہبی اور امام عسقلانی رحمہم نے امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:
روی أبي عاصم الضحاک بن مخلد.

امام بخاری نے ابو عاصم ضحاک بن مخلد سے روایت کیا ہے۔ ①

۴..... الإمام البخاري عن أبي عبد الله الأنصاري عن الإمام الأعظم

امام بخاری امام ابو عبد اللہ الانصاری کے، اور یہ امام اعظم رحمہم کے شاگرد ہیں۔
اس طریق سے امام بخاری رحمہ اللہ، امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الانصاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) کے واسطہ سے امام اعظم رحمہ اللہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام مزی رحمہ اللہ نے ”تہذیب الکمال“ (۲۹/۴۲۱)، امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”سیر أعلام النبلاء“ (۶/۳۹۴) اور امام سیوطی رحمہ اللہ نے ”تبیض الصحیفة بمناقب ابي

① تہذیب الکمال: ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۲۴ ص ۴۳۲ / تذکرة

الحفاظ: ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۲ ص ۱۰۴ / تہذیب التہذیب:

ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۹ ص ۴۷

حنیفہ“ (ص ۸۹) میں بیان کیا ہے کہ قاضی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ انصاری امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔ یہی امام ابو عبد اللہ انصاری رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ ہیں اور ثلاثیات بخاری کے راوی بھی ہیں، اور ان سے صحیح بخاری میں تین (۳) ثلاثی روایات مروی ہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

سمع بالبصرة من محمد بن عبد الله الأنصاري. ❶

امام بخاری نے بصرہ میں محمد بن عبد اللہ انصاری سے سماع کیا۔

۵... الإمام البخاري عن أبي عبد الرحمن المقرئ عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمہ اللہ امام ابو عبد الرحمن بن یزید المقرئ (متوفی ۲۱۳ھ) کے واسطہ سے امام اعظم رحمہ اللہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام اعظم کے شاگرد ابو عبد الرحمن بن یزید مقرئ مکی رحمہ اللہ ہیں۔ اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے ”التاریخ الكبير“ (۸/۸)، خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ”تاریخ بغداد“ (۳۲۴/۱۳)، امام مزی رحمہ اللہ نے ”تہذیب الکمال“ (۲۹/۲۲۰)، امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”سیر أعلام النبلاء“ (۶/۳۹۳)، امام عسقلانی رحمہ اللہ نے ”تہذیب التہذیب“ (۱۰/۴۰۱) اور امام سیوطی رحمہ اللہ نے ”تبیض الصحیفة“ (ص ۷۹) میں بیان کیا ہے۔ جب کہ امام ابو عبد الرحمن مقرئ رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ ہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

سمع بمكة من أبي عبد الرحمن المقرئ. ❷

❶ تذکرة الحفاظ: ترجمة: أبو عبد الله محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۲ ص ۱۰۴

❷ تذکرة الحفاظ: ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۲ ص ۱۰۴

امام بخاری نے مکہ میں ابو عبد الرحمن مقری سے سماع کیا۔

۲... الإمام البخاري عن عبيد الله بن موسى عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمہ اللہ امام ابو محمد عبید اللہ بن موسیٰ کوفی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) کے واسطہ سے امام اعظم رحمہ اللہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام مزی رحمہ اللہ نے ”تہذیب الکمال“ (۲۹/۲۲۱)، امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”سیر أعلام النبلاء“ (۶/۳۹۳) اور امام سیوطی رحمہ اللہ نے ”تبیض الصحیفہ“ (ص ۸۳) میں بیان کیا ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ امام ابو محمد عبید اللہ بن موسیٰ العبسی الکوفی رحمہ اللہ کے شیخ ہیں۔ جب کہ امام عبید اللہ بن موسیٰ رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ ہیں اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ان سے روایت کیا ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

سمع بالكوفة من عبيد الله بن موسى. ❶

امام بخاری نے کوفہ میں عبید اللہ بن موسیٰ سے سماع کیا۔

۷... الإمام البخاري عن الفضل بن دكين عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمہ اللہ امام ابو نعیم فضل بن دکین رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۸ھ) کے واسطہ سے امام اعظم رحمہ اللہ کے علم الحدیث میں شاگرد ہیں۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ”الجرح والتعديل“ (۸/۴۴۹) امام مزی رحمہ اللہ نے ”تہذیب الکمال“ (۲۹/۲۲۱) اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”سیر أعلام النبلاء“ (۶/۳۹۳) میں بیان کیا ہے جس کے مطابق امام اعظم رحمہ اللہ امام ابو نعیم فضل بن دکین لقمی الکوفی رحمہ اللہ کے شیخ ہیں۔ جبکہ امام فضل بن دکین رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ ہیں اور امام

❶ تذكرة الحفاظ: ترجمة: محمد بن إسماعيل بن إبراهيم، ج ۲ ص ۱۰۴

بخاری رحمہ اللہ نے ان سے ”صحیح بخاری“ میں ان سے براہ راست ایک سو پچاسی (۱۸۵) احادیث روایت کی ہیں۔

امام عسقلانی اور امام سیوطی رحمہ اللہ امام فضل بن دکین رحمہ اللہ کے تذکرہ میں فرماتے ہیں:

روى عنه البخاري. ①

امام بخاری نے ان سے روایت کیا ہے۔

مذکورہ بالا طرق کی رو سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے دادا استاد اور امام بخاری آپ کے پوتے شاگرد ہیں۔ یہ اکابر محدثین عظم الحدیث میں امام بخاری رحمہ اللہ کے براہ راست اور بلا واسطہ شیوخ حدیث میں شامل ہیں، اور یہ شیوخ حدیث امام اعظم رحمہ اللہ کے تلامذہ میں شامل ہیں۔

۸..... الإمام البخاري عن يحيى بن معين عن عبد الله بن المبارك عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمہ اللہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) کے شاگرد ہیں، اور آپ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) کے، اور حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ علم حدیث میں امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

امام بخاری اور امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه ابن المبارك. ②

① تہذیب التہذیب: ترجمہ: الفضل بن دکین، ج ۸ ص ۲۷۰ / طبقات الحفاظ:

ترجمہ: الفضل بن دکین، ج ۱ ص ۱۶۳

② التاریخ الكبير: ترجمہ: نعمان بن ثابت أبو حنیفہ، ج ۸ ص ۸۱ / الجرح والتعديل:

ترجمہ: نعمان بن ثابت أبو حنیفہ، ج ۸ ص ۴۴۹

امام ابن مبارک نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے۔

جبکہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ محدث کبیر امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے شیخ ہیں۔
امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أبوزکریا یحییٰ بن معین سمع عبداللہ بن المبارک: ❶

ابوزکریا یحییٰ بن معین نے عبداللہ بن مبارک سے سماع کیا ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عن عبداللہ بن المبارک: ❷

انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے روایت کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔ امام مزی اور امام
عسقلانی رحمہ اللہ نے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنہ البخاری: ❸

امام بخاری نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا ہے۔

۹..... الإمام البخاری عن إبراهيم بن موسى عن يزيد

بن زريع عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمہ اللہ امام ابراہیم بن موسیٰ رحمہ اللہ (متوفی ۲۲۰ھ) کے شاگرد

ہیں، اور آپ یزید بن زریع رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) کے، اور یزید بن زریع رحمہ اللہ علم حدیث

❶ الکنى والأسماء: حرف الزاء، ص ۳۳۷، رقم الترجمة: ۱۲۱۲

❷ تهذيب التهذيب: ترجمة: يحيى بن معين بن عون، ج ۱ ص ۲۸۰

❸ تهذيب الكمال: ترجمة: يحيى بن معين بن عون، ج ۳ ص ۵۴۶ / تهذيب

التهذيب: ترجمة: يحيى بن معين، ج ۱ ص ۲۸۱

میں امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

امام مزنی اور عسقلانی ثبوت نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عنه یزید بن زریع. ①

امام یزید بن زریع نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔

امام یزید بن زریع سے روایت کرنے والے ابراہیم بن موسیٰ بن یزید بن زاذان فراء

تمیمی رحمہ اللہ ہیں جبکہ ان سے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

امام عسقلانی اور امام سیوطی نے امام ابراہیم بن موسیٰ رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عن یزید بن زریع، وعنه البخاری. ②

ابراہیم بن موسیٰ نے امام یزید بن زریع سے روایت کیا ہے جبکہ امام بخاری نے ان سے

روایت کیا۔

۱۰..... الإمام البخاری عن عمرو بن زرارۃ عن هشیم

بن بشیر عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمہ اللہ امام عمرو بن زرارہ (متوفی ۲۳۸ھ) کے شاگرد ہیں،

اور آپ هشیم بن بشیر رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۳ھ) کے شاگرد ہیں، اور آپ علم حدیث میں امام

اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

امام بخاری، امام ابن ابی حاتم اور امام مزنی نے امام اعظم رحمہ اللہ کے تذکرہ میں لکھا ہے:

① تہذیب الکمال: ترجمۃ: النعمان بن ثابت، ج ۲، ص ۲۱۴/ تہذیب التہذیب:

ترجمۃ: النعمان بن ثابت، ج ۱۰ ص ۴۴۹

② تہذیب التہذیب: ترجمۃ: ابراہیم بن موسیٰ بن یزید، ج ۱ ص ۱۷۰/ طبقات

الحفاظ: ترجمۃ: ابراہیم بن موسیٰ بن یزید، ج ۱ ص ۱۹۹

روی عنہ ہشیم بن بشیر۔ ①

ہشیم بن بشیر نے امام ابو حنیفہ سے روایت کیا ہے۔

امام ہشیم بن بشیر سے امام عمرو بن زرارہ نیشاپوری رحمہ اللہ نے حدیث کی سماعت کی ہے۔
امام مسلم رحمہ اللہ، عمرو بن زرارہ رحمہ اللہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

أبو محمد عمرو بن زرارۃ النیسابوری: سمع ہشیمًا۔ ②

ابو محمد بن عمرو بن زرارہ نیشاپوری نے ہشیم سے سماع کیا ہے۔

جبکہ امام بخاری نے امام عمرو بن زرارہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے۔

امام عسقلانی اور امام ذہبی رحمہ اللہ امام عمرو بن زرارہ رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

روی عنہ البخاری۔ ③

امام بخاری نے امام عمرو سے روایت کیا ہے۔

۱۱۱۱۱۱۔ الإمام البخاری عن یحییٰ بن معین عن وکیع

بن الجراح عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمہ اللہ امام یحییٰ بن معین (متوفی ۲۳۳ھ) کے شاگرد ہیں،
آپ امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) کے شاگرد ہیں، اور امام وکیع رحمہ اللہ علم
حدیث میں امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

① التاریخ الکبیر: ترجمة: نعمان بن ثابت أبو حنیفة، ج ۸ ص ۸۱ / الجرح والتعديل:

ترجمة: نعمان بن ثابت أبو حنیفة، ج ۸ ص ۴۴۹ / تهذیب الکمال: ترجمة: النعمان بن

ثابت، ج ۲۹ ص ۴۲۱ ② الکنی والاسماء: حرف المیم، ج ۲ ص ۷۵۱، رقم: ۳۰۵۰

③ تهذیب التهذیب: ترجمة: عمرو بن زرارہ، ج ۸ ص ۳۵ / الکشاف: ترجمة:

عمرو بن زرارہ، ج ۲ ص ۷۷

امام بخاری رحمہ اللہ نے ”التاریخ الکبیر“ (۸/۸۱) اور امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ”الجرح والتعديل“ (۸/۴۳۹) میں بیان کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے وکیع بن الجراح رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔ امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ محدث کبیر امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے شیخ ہیں۔

امام مزنی اور امام عسقلانی رحمہ اللہ نے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روی عن وکیع. ❶

انہوں نے وکیع سے روایت کیا ہے۔

جبکہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ ہیں جس پر حوالہ جات آٹھویں لن میں بیان ہو چکے ہیں۔

..... الإمام البخاري عن محمود بن غيلان عن عبد

زاق بن همام عن الإمام الأعظم

اس طریق سے امام بخاری رحمہ اللہ امام محمود بن غیلان (متوفی ۲۳۹ھ) کے شاگرد ہیں، اور آپ امام عبدالرزاق بن ہمام رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۱ھ) کے شاگرد ہیں، اور امام ابن ہمام رحمہ اللہ علم حدیث میں امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

امام ابن ابی حاتم، امام ذہبی اور امام سیوطی رحمہم جیسے اجل محدثین نے امام اعظم رحمہ اللہ کے ترجمہ میں نقل کیا ہے:

روی عنه عبد الرزاق. ❷

❶ تہذیب الکمال: ترجمہ: یحییٰ بن معین بن عون، ج ۱ ص ۳۱/۵۴۵/تہذیب

التہذیب: ترجمہ: یحییٰ بن معین بن عون، ج ۱ ص ۲۸۱/❷ الجرح والتعديل:

النعمان بن ثابت، ج ۸ ص ۴۴۹/سیر أعلام النبلاء: ترجمہ: أبو حنيفة النعمان بن

ثابت، ج ۶ ص ۳۹۳/طبقات الحفاظ: ترجمہ: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۸۰

امام عبدالرزاق نے امام ابوحنیفہ سے روایت کیا ہے۔

امام مزی اور عسقلانی نے امام عبدالرزاق بن ہمام رحمہ اللہ کے تذکرہ میں بیان کیا ہے کہ ان سے امام محمود بن غیلان رحمہ اللہ مروزی نے روایت کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

روى عنه محمود بن غيلان المروزي. ①

امام محمود بن غیلان مروزی نے عبدالرزاق سے روایت کیا ہے۔

جبکہ امام محمود بن غیلان مروزی سے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ امام سیوطی نے امام محمود بن غیلان کے ترجمہ میں لکھا ہے:

روى عنه البخاري. ②

امام بخاری نے محمود بن غیلان سے روایت کیا۔

خلاصہ بحث

مذکورہ بالا بارہ (۱۲) واسطوں کے ذریعے سے امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے دادا اور پردادا استاد ہیں جبکہ امام بخاری رحمہ اللہ آپ کے پوتے اور پڑپوتے شاگرد ہیں۔ یہ سارے اکابر محدثین بلا واسطہ یا بالواسطہ امام بخاری رحمہ اللہ کے حدیث میں شیخ ہیں، اور امام بخاری نے ”الجامع الصحيح“ میں سینکڑوں احادیث مبارکہ اپنے ان اجل شیوخ سے روایت کی ہیں، اور یہ شیوخ حدیث امام اعظم رحمہ اللہ کے تلامذہ حدیث میں سے ہیں۔ لہذا ان طرق سے ثابت ہوا کہ امام اعظم رحمہ اللہ امام بخاری رحمہ اللہ کے شیخ الشیوخ ہیں۔

① تہذیب الکمال: ترجمۃ: عبدالرزاق بن ہمام بن نافع، ج ۱۸ ص ۵۶ / تہذیب

التہذیب، ترجمۃ: عبدالرزاق بن ہمام بن نافع، ج ۶ ص ۳۱۱

② طبقات الحفاظ، ترجمۃ: محمود بن غیلان المروزی، ج ۱ ص ۲۱۰

امام اعظم رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت اور روایت

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت اور روایت دونوں ثابت ہے، امام صاحب کا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھنا تمام اکابر اہل علم کے نزدیک مسلم ہے، یاد رہے کہ تابعیت کے لئے محض روایت کافی ہے، تابعی ہونے کے لئے نہ صحابی کی صحبت میں کچھ مدت کے لئے رہنا شرط ہے، اور نہ صحابی سے روایت نقل کرنا شرط ہے۔ بس ایمان کی حالت میں صحابی کے چہرہ انور کی زیارت کرنے والے شخص تابعی کہلائے گا، نبی کریم ﷺ نے صحابی اور تابعی کے لئے بشارت محض روایت پر دی ہے، آپ نے اس کے لئے طول صحبت، سماع، لقاء کو شرط قرار نہیں دیا:

طُوبَى لِمَنْ رَأَى وَآمَنَ بِي، وَطُوبَى لِمَنْ رَأَى مَنْ رَأَى. ①

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ علامہ ابن الصلاح رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) علامہ عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶ھ) اور اکثر محدثین کے نزدیک تابعیت کے لئے صرف روایت کافی ہے:

وَقِيلَ : هُوَ (مَنْ لَقِيَهُ) وَإِنْ لَمْ يَصْحَبْهُ كَمَا قِيلَ فِي الصَّحَابِيِّ، وَعَلَيْهِ الْحَاكِمُ. قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ: وَهُوَ أَقْرَبُ. قَالَ الْمُصَنِّفُ: وَهُوَ الْأَظْهَرُ. قَالَ الْعِرَاقِيُّ: وَعَلَيْهِ عَمَلُ الْأَكْثَرِينَ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ. ②

کہا گیا ہے کہ تابعی وہ شخص ہے جس نے کسی صحابی سے ملاقات کی ہو اگرچہ اس کی صحبت سے مستفید نہ ہوا ہو، جیسا کہ صحابی کی تعریف میں کہا گیا ہے، یہی امام حاکم کی رائے ہے، علامہ ابن الصلاح نے کہا کہ یہی زیادہ قریب ہے، مصنف (امام نووی) نے بھی اس کو

① تدریب الراوی: النوع الأربعون، معرفة التابعین، ج ۲ ص ۷۰۱

② تدریب الراوی: النوع الأربعون: معرفة التابعین، ج ۲ ص ۷۰۰

زیادہ ظاہر بتایا ہے، علامہ عراقی نے کہا ہے کہ اکثر محدثین کا اس پر عمل ہے۔

امام سیوطی رحمہ اللہ کی اس تصریح سے واضح ہو گیا کہ اہل فن کے نزدیک تابعیت کے لئے مجرد روایت کافی ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ جمہور علماء اصول حدیث کے نزدیک مجرد لقاء اور روایت صحابی سے تابعیت کا شرف حاصل ہو جاتا ہے، اور تابعی ہونے کے لئے نہ صحابی کی صحبت میں کچھ مدت کے لئے رہنا شرط ہے، اور نہ اس سے کسی روایت کا نقل کرنا شرط ہے:

ثم اعلم أن جمہور علماء أصول الحديث على أن الرجل بمجرد
اللقى والرؤية للصحابي يصير تابعيا ولا يشترط أن يصحبه مدة ولا أن ينقل
عنه رواية. ①

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھنا اور شرفِ تابعیت حاصل کرنا سب اہل علم کے نزدیک مسلم ہے، جن میں خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ)، علامہ عبد الکریم بن محمد السمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ)، امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ)، امام مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ)، امام یافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۸ھ)، علامہ ابن الوزير الیمانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۰ھ)، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ)، علامہ عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ)، ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ)، علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) ان تمام نے تصریح کی ہے کہ امام صاحب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا، حوالہ جات مع عربی عبارات کے ساتھ ماقبل میں بالتفصیل گزر چکے ہیں۔

① مجموعۃ رسائل اللکھنوی: إقامة الحجة على أن الإكثار في التعبد ليس ببدعة،

امام اعظم رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت حدیث کے انکار کی ابتداء کیسے ہوئی
 بندے کی ناقص معلومات کے مطابق سب سے پہلے امام صاحب کی روایت اور روایت
 کا انکار امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) نے کیا ہے، پھر اس کے بعد علامہ خطیب
 بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے کیا، امام دارقطنی رحمہ اللہ کے شاگرد حمزہ بن یوسف سہمی رحمہ اللہ
 (متوفی ۴۲۷ھ) کا ایک رسالہ ہے جس کا نام ہے ”سؤالات حمزہ بن یوسف السہمی“
 اس میں حمزہ سہمی رحمہ اللہ نے امام دارقطنی رحمہ اللہ سے روایات کے متعلق جو سوالات کئے اور آپ نے
 جو جوابات دیئے انہیں قلمبند کیا ہے۔ امام حمزہ سہمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ
 سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے سماع کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا آپ کا صحابہ سے سماع کرنا
 ثابت ہے؟ تو آپ نے جواب دیا ہے کہ نہیں، نہ ہی روایت ثابت ہے، امام ابو حنیفہ صحابہ
 میں سے کسی ایک سے بھی نہیں ملے:

سئل الدارقطني وأنا أسمع عن سماع أبي حنيفة يصح قال: لا ولا رؤية

ولم يلحق أبو حنيفة أحدا من الصحابة. ①

امام دارقطنی رحمہ اللہ کے دوسرے شاگرد ابو عبد الرحمن محمد بن حسین سلمی رحمہ اللہ (متوفی
 ۴۱۲ھ) کا بھی اسی موضوع پر رسالہ ہے، اس کا نام ”سؤالات السلمی للدارقطني“
 ہے امام سلمی رحمہ اللہ نے بھی امام دارقطنی رحمہ اللہ سے مشائخ و روایات کے حالات کے متعلق
 سوالات کئے تھے، پھر آپ نے جوابات دیئے امام سلمی رحمہ اللہ نے اسے جمع کیا، جو اس وقت ایک
 رسالہ کی صورت میں موجود ہے، امام سلمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام دارقطنی رحمہ اللہ
 سے سوال کیا کہ کیا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع ثابت ہے؟ تو انہوں نے
 جواب دیا کہ نہ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ان کا سماع ثابت ہے اور نہ ہی کسی اور صحابی سے۔

① سؤالات حمزہ للدارقطني: ص ۲۶۳، رقم: ۳۸۳

نیز ان کے بارے میں نہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت ثابت ہے اور نہ ہی کسی اور صحابی کی:

وسألتہ: هل یصحُّ سماعُ أبي حنيفة عن أنس؟ فقال: لا یصحُّ سماعه عن أنس ولا عن أحدٍ من الصحابة، ولا تصحُّ له رؤية أنس ولا رؤية أحدٍ من الصحابة. ❶

امام دارقطنی رحمہ اللہ کے دونوں تلامذہ نے جو آپ کا قول نقل کیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ آپ امام صاحب کے روایت اور روایت دونوں کے قائل نہیں ہیں۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے بھی امام دارقطنی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے: سئل أبو الحسن الدارقطني وأنا أسمع عن سماع أبي حنيفة عن أنس یصح؟ قال: لا. ولا رؤيته، لم يلحق أبو حنيفة أحدا من الصحابة. ❷

اب سوال یہ ہے کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ کی پیدائش ۳۰۶ھ میں ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی وفات ۱۵۰ھ میں ہوئی، امام دارقطنی رحمہ اللہ امام صاحب کی وفات کے ایک سو چھپن (۱۵۶) سال بعد پیدا ہوئے، تو انہیں کیسے پتہ چلا کہ امام صاحب کی روایت اور روایت ثابت نہیں ہے، یہ امام صاحب کے ہم عصر بھی نہیں ہیں، نہ ہی آپ کے تلامذہ یا شیوخ میں سے ہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے درمیان ۱۵۶ سال کا انقطاع ہے، چاہئے تو یہ تھا کہ اپنے مدعی کے ثبوت میں امام صاحب کے ہم عصر یا آپ کے شیوخ یا تلامذہ یا متقدمین ائمہ جرح و تعدیل میں سے کسی کا قول نقل کرتے، حالانکہ آپ نے اپنی بات کے ثبوت میں کوئی قول نقل نہیں کیا۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور حنفی روایات اور مذہب حنفیہ سے انہیں ایک گنا تعصب ہے، خصوصاً امام صاحب کے متعلق تو کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے

❶ سؤالات السلمی للدارقطني: ص ۳۱۷، رقم: ۳۹۸

❷ تاریخ بغداد: ترجمة: أحمد بن الصلت بن المغلس، ج ۴ ص ۲۲۹

تھے، امام دارقطنی رحمہ اللہ نے امام صاحب کو علم حدیث میں ضعیف قرار دیا:

لَمْ يُسْنِدْهُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ غَيْرُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالْحَسَنُ بْنُ عُمَارَةَ

وَهُمَا ضَعِيفَان. ①

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے آپ پر جرح مبہم کی ہے کہ آپ ضعیف ہیں، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ آپ بوجہ ضعف بھی ذکر کرتے، آخر آپ کیوں ضعیف ہیں؟ حالانکہ آپ کے بارے میں کبار ائمہ حدیث و فقہاء سے تعدیل مفسر منقول ہے جیسا کہ ماقبل میں یہ بات باحوالہ گزری ہے۔ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ اکثر محدثین کرام جن میں شیخین (امام بخاری، امام مسلم رحمہما) اصحاب سنن اربعہ (امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ترمذی، امام ابن ماجہ رحمہم) ائمہ احناف اور جمہور اہل علم کے ہاں جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اور یہی قول صحیح اور رائج ہے:

إِنْ عَدِمَ قَبُولَ الْجَرَحِ الْمُبْهَمِ هُوَ الصَّحِيحُ النَّجِيحُ وَهُوَ مَذْهَبُ الْحَنْفِيَّةِ وَأَكْثَرُ الْمُحَدِّثِينَ مِنْهُمْ الشَّيْخَانُ وَأَصْحَابُ السَّنَنِ الْأَرْبَعَةِ وَإِنَّ مَذْهَبَ الْجُمْهُورِ وَهُوَ الْقَوْلُ الْمَنْصُورُ. ②

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے متعصبین میں سب سے پہلے امام دارقطنی رحمہ اللہ کا ذکر کیا ہے:

وَبَعْضُ الْجُرُوحِ صَدَرَ مِنَ الْمَتَأَخِّرِينَ الْمُتَعَصِّبِينَ كَالدَّارِقَطْنِيِّ وَابْنِ عَدِيٍّ وَغَيْرِهِمَا. ③

- ① سنن الدارقطنی: کتاب الصلوٰۃ، باب ذکر قوله صلى الله عليه وسلم من كان له
امام.. الخ، ج ۲ ص ۱۰۷، رقم الحديث: ۱۲۳۳ ② الرفع والتكميل في الجرح
والتعديل: المرصد الأول فيما يقبل من الجرح والتعديل وما لا يقبل منهما، ص ۱۰۵
③ التعليق الممجّد على موطأ محمد: مقدمة: الفائدة العاشرة، ج ۱ ص ۱۲۶

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے بھی امام دارقطنی رحمہ اللہ کا ذکر متعصبین میں کیا ہے:

ومن المتعصبين على أبي حنيفة الدارقطني. ❶

امام دارقطنی رحمہ اللہ کو حنفیہ کے خلاف تعصب اور مذہب شافعی میں غیر معمولی غلو تھا، تعصب کا اندازہ اس واقعے سے ہوتا ہے کہ مذہب شافعی کی تقویت کے لئے انہوں نے ایک رسالہ لکھا، جس میں انہوں نے جہری نمازوں میں بآواز بلند بسم اللہ پڑھنے کے متعلق احادیث جمع کیں، جب یہ رسالہ مکمل ہوا تو بعض مالکی حضرات ان کے پاس آئے اور انہیں قسم دے کر پوچھا کہ کیا جو روایات تم نے نقل کیں ہیں یہ صحیح ہیں، جب احادیث کی صحت کے متعلق آپ سے استفسار ہوا تو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اعتراف کیا کہ جہراً بسم اللہ پڑھنے سے متعلق نبی کریم ﷺ سے کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے، البتہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اسکے متعلق صحیح اور ضعیف دونوں قسم کی روایات ملتی ہیں۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سے کسی بھی صحیح صریح روایت میں ثابت نہیں ہے کہ آپ نے نماز میں جہراً بسم اللہ پڑھی ہو، نہ ہی یہ صحاح (بخاری، مسلم، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ) کی روایت سے، اور نہ ہی یہ سنن (نسائی، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ وغیرہم) کی کسی روایت سے ثابت ہے، وہ تمام احادیث جن میں صراحئاً جہر کے ساتھ تسمیہ پڑھنے کا ذکر ہے وہ تمام روایات ضعیف ہیں بلکہ موضوع ہیں۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی، جب آپ سے پوچھا گیا کہ کیا اس میں کوئی صحیح حدیث ہے؟ تو آپ نے کہا نبی کریم ﷺ سے تو کوئی روایت ثابت نہیں، البتہ صحابہ سے (جو منقول ہے) اس میں بعض روایات صحیح ہیں اور بعض ضعیف ہیں:

❶ ردالمحتار علی الدر المختار: مقدمة: ج ۱ ص ۵۴

لَكِنْ لَمْ يَثْبُتْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يَجْهَرُ بِهَا وَلَيْسَ فِي الصَّحَاحِ وَلَا السُّنَنِ حَدِيثٌ صَحِيحٌ صَرِيحٌ بِالْجَهْرِ وَالْأَحَادِيثُ الصَّرِيحَةُ بِالْجَهْرِ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ بَلْ مَوْضُوعَةٌ، وَهَذَا لَمَّا صَنَّفَ الدَّارِقُطَنِيُّ مُصَنَّفًا فِي ذَلِكَ قِيلَ لَهُ: هَلْ فِي ذَلِكَ شَيْءٌ صَحِيحٌ؟ فَقَالَ: أَمَّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا وَأَمَّا عَنِ الصَّحَابَةِ فَمِنْهُ صَحِيحٌ وَمِنْهُ ضَعِيفٌ. ❶

علامہ جمال الدین زیلیعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۶۲ھ) فرماتے ہیں کہ خلاصہ یہ ہے کہ جہراً بسم اللہ پڑھنے سے متعلق کوئی بھی صحیح صریح حدیث موجود نہیں ہے، اور کسی طرح وہ روایات صحیح ہو سکتی ہیں جب کہ صحاح (کے مصنفین) میں سے کسی نے بھی ان روایات کو نقل نہیں کیا، اور نہ ہی مسانید (کی کتابوں میں سے کسی کتاب میں) اور نہ ہی سنن مشہورہ (یعنی سنن اربعہ وغیرہم) میں سے کسی نے بھی ان روایات کو نقل نہیں کیا ہے، ان روایات کے اندر کذاب، ضعفاء اور مجاہیل راوی ہیں، جن کا تذکرہ نہ تاریخ کی کتابوں میں پایا جاتا ہے اور نہ ہی جرح و تعدیل کی کتب میں ان کا کوئی ذکر ہے:

وَبِالْجُمْلَةِ، فَهَذِهِ الْأَحَادِيثُ كُلُّهَا لَيْسَ فِيهَا صَرِيحٌ صَحِيحٌ، بَلْ فِيهَا عَدَمُهُمَا أَوْ عَدَمُ أَحَدِهِمَا، وَكَيْفَ تَكُونُ صَحِيحَةً، وَلَيْسَتْ مُخَرَّجَةً فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّحِيحِ، وَلَا الْمَسَانِيدِ وَلَا السُّنَنِ الْمَشْهُورَةِ؟ وَفِي رَوَايَتِهَا الْكَذَّابُونَ وَالضُّعَفَاءُ وَالْمَجَاهِيلُ الَّذِينَ لَا يُوجَدُونَ فِي التَّوَارِيخِ وَلَا فِي كُتُبِ الْجَرَحِ وَالتَّعْدِيلِ. ❷

امام زیلیعی رحمہ اللہ نے امام دارقطنی رحمہ اللہ کا مذکورہ بالا واقعہ اور ان کے اعتراف کو نقل

کیا ہے:

❶ مجموع الفتاوى: باب صفة الصلوة، ما ثبت أن بعضه أفضل من بعض، ج ۲۲

ص ۲۷۵، ۲۷۶ ❷ نصب الراية: كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، ج ۱ ص ۳۵۵

وَقَدْ حَكَى لَنَا مَشَايِخُنَا أَنَّ الدَّارَ قُطْنِي لَمَّا وَرَدَ مِصْرَ سَأَلَهُ بَعْضُ أَهْلِهَا تَصْنِيفَ شَيْءٍ فِي الْجَهْرِ، فَصَنَّفَ فِيهِ جُزْئًا، فَأَتَاهُ بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ، فَأَقْسَمَ عَلَيْهِ أَنْ يُخْبِرَهُ بِالصَّحِيحِ مِنْ ذَلِكَ، فَقَالَ: كُلُّ مَا رَوَى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجَهْرِ فَلَيْسَ بِصَحِيحٍ، وَأَمَّا عَنِ الصَّحَابَةِ: فَمِنْهُ صَحِيحٌ وَضَعِيفٌ. ①

نوٹ: امام دارقطنی رحمہ اللہ کی جرح کے متعلق مزید تفصیل اس عنوان کے تحت دیکھیں ”امام دارقطنی کی جرح اور اس کا جواب“ تھوڑی دیر کے لئے سوچیں اگر اسی طرح کی کوئی کتاب حنفی لکھ دیتا تو ممکن تھا کہ اسے دائرہ اسلام سے ہی خارج کر دیا جاتا۔

فائدہ: امام سیوطی رحمہ اللہ نے ”تبیيض الصحيفة“ میں جو امام دارقطنی رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے وہ روایت کے قائل ہیں یہ ان کا تسامح ہے، بعد والوں نے پھر امام سیوطی رحمہ اللہ کے حوالے سے اسے نقل کیا، امام دارقطنی رحمہ اللہ کے دو تلامذہ اور خطیب بغدادی کے حوالے سے بات گزر گئی کہ وہ روایت اور روایت دونوں کے قائل نہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ کی بعد خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے امام صاحب کی روایت کا انکار کیا، ان کے پیش نظر بھی امام دارقطنی رحمہ اللہ کا کلام تھا جیسا کہ ماقبل میں ”تاریخ بغداد“ کے حوالے سے گزرا ہے، چنانچہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ ”طلب العلم فريضة على كل مسلم“ کو بسند روایت کرنے کے بعد جس میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سماع مذکور ہے، اور ”سمعت“ کہہ کر صراحتاً اسے ذکر کیا ہے، اس کے متعلق خطیب بغدادی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وَلَا يَثْبُتُ لِأَبِي حَنِيفَةَ سَمَاعٌ مِنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ. ②

① نصب الراية: باب صفة الصلوة، ج ۱ ص ۳۵۹

② تاریخ بغداد: ترجمة: أحمد بن الصلت، ج ۳ ص ۴۲۹

امام ابو حنیفہ کا حضرت انس بن مالک سے سماع ثابت نہیں ہے۔

انہوں نے آگے دلیل میں وہی امام دارقطنی رحمہ اللہ کا کلام نقل کیا ہے، اس کے علاوہ آپ کی روایت کے عدم ثبوت پر کسی دلیل کا ذکر نہیں کیا، اور نہ ہی ائمہ جرح و تعدیل میں سے کسی کا قول نقل کیا ہے، جب کہ ثبوت روایت پر فن جرح و تعدیل کے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) کا قول موجود ہے۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی پیدائش ۳۹۲ھ میں ہوئی، جبکہ امام صاحب کا انتقال ۱۵۰ھ میں ہوا، اب ان کے درمیان دو سو بیالیس (۲۴۲) سال کا فاصلہ ہوا، تو آخر کس واسطے سے انہیں اس بات کا علم ہوا ہے کہ آپ کا سماع ثابت نہیں ہے، علمی دیانت کا تقاضہ یہ تھا کہ اپنے دعویٰ کے ثبوت پر متقدمین میں سے یا امام صاحب کے ہم عصر علماء میں سے کسی کا قول نقل کیا جاتا۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ امام صاحب کی روایت کے قائل ہیں، امام صاحب کے ترجمہ میں انہوں نے لکھا: ”رأى أنس بن مالك“ البتہ روایت کے قائل نہیں ہیں، اب بعد میں جو بھی آئے وہ امام دارقطنی رحمہ اللہ اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے کلام کو بغیر تحقیق کے نقل کرتے چلے گئے، یوں ایک غلط بات مشہور ہو گئی۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی روایت کے قائل ہیں، جیسے کہ انہوں نے ”المنتظم في تاريخ الأمم والملوك“ میں امام صاحب کے ترجمہ کے آغاز میں فرمایا: رأى أنس بن مالك. ❶

امام ابن جوزی رحمہ اللہ آپ کی روایت کے قائل نہیں ہیں، اور دلیل میں امام دارقطنی رحمہ اللہ کا کلام نقل کیا ہے:

قال الدارقطني: كَانَ يَضَعُ الْحَدِيثَ قَالَ وَلَا يَصِحُّ لِأَبِي حَنِيفَةَ سَمَاعٌ

❶ المنتظم في تاريخ الأمم والملوك: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۸ ص ۱۲۹

مَنْ يَرَوِي وَلَا رُؤْيَا لَمْ يَلْقَ أَبُو حَنِيفَةَ أَحَدًا مِنَ الصَّحَابَةِ. ①

اب یہ بات قابل غور ہے کہ خطیب بغدادی اور امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ امام دارقطنی رحمہ اللہ کی ایک بات تو مانتے ہیں اور ایک بات مسترد کرتے ہیں، اس بات کے تو یہ دونوں بزرگ قائل ہیں کہ امام صاحب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے لہذا آپ کی روایت ثابت ہے، مگر اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت بھی سنی ہے، حالانکہ جس بنیاد پر یہ دونوں بزرگ امام دارقطنی رحمہ اللہ کا فیصلہ روایت انس کے متعلق مسترد کر رہے ہیں، اس بنیاد پر روایت سے انکار بھی مسترد ہو جاتا ہے، اب یہ بات سمجھ سے بالاتر ہے کہ آخر کس بنیاد پر امام دارقطنی رحمہ اللہ کے روایت کے کلام کو تو مسترد کر دیتے ہیں اور روایت کی بحث میں ان کے قول کو دلیل میں ذکر کر کے آگے تسلیم کرتے ہیں، اب یہ دوہرا پیمانہ سمجھ سے بالاتر ہے۔

اب بعد میں جو بھی آتا گیا وہ امام دارقطنی رحمہ اللہ اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے کلام کو ہی نقل کرتے گئے اور یوں بلا تحقیق نقل در نقل بات چلتی گئی، یہاں تک کہ بعض علماء شافعیہ نے تو اس بات کی اتنی تشہیر کی کہ بعض حنفی علماء بھی ان سے متاثر ہو گئے، اور یوں یہ بات متاخرین میں پھیل گئی، چونکہ فن رجال پر اکثر کتابیں شوافع کی ہیں تو انہوں نے پھر اس بات کو خوب ہوادی یہاں تک کہ کبار اہل علم بھی ان سے متاثر ہو گئے۔ اب بلا تحقیق اس غلط بات کی تشہیر کس طرح ہوئی وہ ملاحظہ فرمائیں۔

بلا تحقیق نقل در نقل

یہ بات بڑی تعجب انگیز ہے کہ امام صاحب کے دور میں چار صحابہ تھے حضرت انس بن مالک، عبد اللہ ابن ابی اوفی، ابوالطفیل عامر بن واثلہ، سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہم، آپ نے

① العلل المتناہیة فی الأحادیث الواہیة: کتاب العلم، ص ۶۵

ان میں سے کسی کا ایک صحابی کا دیدار کیا ہے، اور نہ آپ کو ان سے روایت حاصل ہے، اور نہ آپ نے ان سے کوئی علم حاصل کیا، سب سے پہلے مذکورہ بات کا اظہار علامہ ابواسحاق شیرازی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۶) نے کیا، آپ کے الفاظ یہ ہیں:

وقد كان في أيامه أربعة من الصحابة: أنس بن مالك وعبد الله بن أبي أوفى الأنصاري وأبو الطفيل عامر بن واثلة وسهل بن سعد الساعدي وجماعة من التابعين كالشعبي والنخعي وعلي بن الحسين وغيرهم، وقد مضى تاريخ وفاتهم، ولم يأخذ أبو حنيفة عن أحد منهم، وقد أخذ عنه خلق كثير. ①

امام ابو حنیفہ کے زمانے میں چار صحابہ موجود تھے، انس بن مالک، عبد اللہ بن ابی اوفی، ابو الطفیل عامر بن واثلہ، سهل بن سعد رضی اللہ عنہم، نیز تابعین کی ایک جماعت بھی موجود تھی، جیسا کہ امام شعبی، امام نخعی، امام علی بن حسین رضی اللہ عنہ وغیرہ، ان کی تاریخ وفات گزر چکی ہے، لیکن امام ابو حنیفہ نے ان میں سے کسی ایک سے بھی سے علم اخذ نہیں کیا، اور امام ابو حنیفہ سے ایک خلق کثیر نے علم اخذ کیا ہے۔

یہ علامہ شیرازی رحمہ اللہ کی ذاتی رائے ہے، انہوں نے اپنے اس دعویٰ پر کسی مستند امام کا کوئی قول پیش نہیں کیا، پھر ان کی یہ بات بھی محل نظر ہے کہ امام صاحب کے دور میں صرف چار صحابہ موجود تھے۔

مخدوم محمد ہاشم سندھی نے اپنی مشہور کتاب ”إتحاف الأكابر“ میں اکیس (۲۱) صحابہ کے اسمائے گرامی ذکر کئے ہیں جو امام صاحب کے دور میں موجود تھے، اس کتاب کا قلمی نسخہ مولانا پیر محمد ہاشم جان سرہندی کے کتب خانے واقع ٹنڈو سائندار میں موجود ہے، اگر مکمل

① طبقات الفقهاء: ترجمة: أبو حنيفة، ص ۸۶

عربی عبارت دیکھنی ہو تو محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ کا ”حاشیۃ التعلیق القویم علی مقدمۃ کتاب التعلیم“ صفحہ نمبر: ۳۰ تا ۳۴ دیکھیں۔ نیز یہ بات بھی محل نظر ہے کہ آپ نے امام شعبی رحمہ اللہ سے اخذ علم نہیں کیا، حالانکہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام شعبی رحمہ اللہ کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بڑے شیوخ میں صراحت کے ساتھ ذکر کیا ہے:

وهو أكبر شيخ لأبي حنيفة. ❶

نوٹ: ان کا مبسوط ترجمہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اساتذہ حدیث میں تفصیلاً گزر چکا ہے۔ اس کے بعد علامہ شیرازی رحمہ اللہ کے اس دعویٰ کو علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے نقل کیا، اور یہ بھی اضافہ کیا کہ آپ کی ان چاروں صحابہ میں سے کسی ایک سے بھی آپ کی ملاقات ثابت نہیں، اور نہ ہی اخذ علم، بالفاظ دیگر نہ روایت ثابت ہے اور نہ ہی روایت۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں:

وكان في أيام أبي حنيفة أربعة من الصحابة: أنس بن مالك بالبصرة، وعبد الله بن أبي أوفى بالكوفة، وسهل بن سعد الساعدي بالمدينة، وأبو الطفيل عامر بن واثلة بمكة، ولم يلق أحداً منهم ولا أخذ عنه، وأصحابه يقولون: إنه لقي جماعة من الصحابة وروى عنهم، ولا يثبت ذلك عند أهل النقل. ❷

امام ابو حنیفہ کے زمانے میں صحابہ میں سے چار حضرات موجود تھے، حضرت انس بن مالک بصرہ میں، عبداللہ بن ابی اوفی کوفہ میں، سہل بن سعد مدینہ میں، ابوالطفیل عامر بن واثلہ مکہ میں، اور ان کی (یعنی امام ابو حنیفہ) کی نہ ان چاروں میں سے کسی ایک سے

❶ تذکرۃ الحفاظ: ترجمۃ: الشعبی عامر بن شراحیل، ج ۱ ص ۶۳

❷ جامع الأصول فی احادیث الرسول: حرف النون، الفرع الثانی من التابعین،

ترجمۃ: النعمان بن ثابت، ج ۱۲ ص ۹۵۲

ملاقات ہوئی، اور نہ انہوں نے ان سے کوئی روایت کی، امام صاحب کے اصحاب یہ کہتے ہیں کہ امام صاحب نے صحابہ کی ایک جماعت سے ملاقات بھی کی ہے اور ان سے روایت بھی کی ہے، مگر یہ بات اہل نقل کے نزدیک ثابت نہیں۔

قارئین کرام! اس عبارت میں علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے وہی بات دہرائی ہے جو علامہ شیرازی رحمہ اللہ نے ان سے پہلے کہی تھی، البتہ اس بات کا ”ولایثبت ذلک عند اہل النقل“ کا اضافہ کیا، اب علمی دیانت و تحقیق کا تقاضہ یہ تھا کہ ان اہل نقل کی نشاندہی کی جاتی، ان کے اقوال ذکر کئے جاتے، آخر وہ کون حضرات ہیں جن کے نزدیک امام صاحب کی صحابہ سے لقاء و روایت ثابت نہیں، جب اہل نقل ہی مجہول ہیں تو عدم ثبوت کا دعویٰ کس طرح قابل قبول ہوگا؟

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ کے بعد علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۱ھ) نے اپنی مشہور کتاب ”وفیات الأعیان“ میں امام صاحب کے ترجمہ میں بعینہ یہی عبارت بغیر کسی تحقیق کے مکمل نقل کر دی:

وأدرک أبو حنیفة أربعة من الصحابة، رضوان الله عليهم وهم: أنس بن مالك وعبد الله بن أبي أوفى بالكوفة، وسهل بن سعد الساعدي بالمدينة، وأبو الطفيل عامر بن واثلة بمكة، ولم يلق أحداً منهم ولا أخذ عنه، وأصحابه يقولون: لقي جماعة من الصحابة وروى عنهم، ولم يثبت ذلك عند أهل النقل. ❶

علامہ یافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۸ھ) نے جب اپنی معروف کتاب ”مرآة الجناة وعبرة اليقظان“ لکھی تو چونکہ ان کے پیش نظر علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ کی ”وفیات الأعیان“ تھی، تو انہوں نے بھی اسی عبارت کو بعینہ بغیر کسی نقد و جرح کے نقل کر دیا:

❶ وفیات الأعیان: ترجمة: الإمام أبو حنیفة، ج ۵ ص ۲۰۶

وكان قد أدرك أربعة من الصحابة، هم أنس بن مالك بالبصرة وعبد الله بن أبي أوفى بالكوفة وسهل بن سعد الساعدي بالمدينة وأبو الطفيل عامر بن واثلة بمكة رضي الله عنهم. قال بعض أصحاب التواريخ: ولم يلق أحداً منهم ولا أخذ عنه، وأصحابه يقولون لقي جماعة من الصحابة وروى عنهم، قال: ولم يثبت ذلك عند النقاد. ①

صاحب مشکوٰۃ ابو عبد اللہ ولی الدین التبریزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۲ھ) کے پیش نظر بھی ”جامع الأصول“ اور ”وفیات الأعیان“ تھی تو انہوں نے بھی بغیر کسی تحقیق کے امام صاحب کے ترجمہ میں یہی عبارت نقل کر دی:

وكان في أيامه أربعة من الصحابة أنس بن مالك بالبصرة وعبد الله بن أبي أوفى بالكوفة وسهل بن سعد الساعدي بالمدينة وأبو الطفيل عامر بن واثلة بمكة ولم يلق أحد منهم ولا أخذ عنهم. ②

اندازہ کیجئے یہ ہے بلا تحقیق نقل در نقل، ابتداء میں علامہ شیرازی رحمہ اللہ نے ایک بات بلا تحقیق لکھ دی پھر بعد میں علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے نقل کر دیا، اور پھر ابن خلکان رحمہ اللہ ابن اثیر رحمہ اللہ پر اور علامہ یافعی رحمہ اللہ نے علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ پر اور صاحب مشکوٰۃ نے سابقہ کتابوں پر اعتماد کرتے ہوئے لکھ دیا، اور یوں ایک غلط بات متعدد کتابوں میں نقل ہوتی چلی گئی اور نتیجہ یہ ہوا کہ شوافع کا ایک گروہ اور بعض احناف بھی امام صاحب کے صحابہ سے روایت نہ کرنے کے قائل ہو گئے۔

بلا تحقیق کسی بات کے نقل در نقل کے متعلق حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے

”فتح الباری“ کے مقدمے میں ”الفصل العاشر في عد أحاديث الجامع“ اس

① مرآة الجناة: سنة خمسين ومائة، ج ۱ ص ۲۴۲، ۲۴۳

② الإكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ص ۶۲۴

عنوان کے تحت صحیح بخاری کی احادیث کی تعداد پر بحث کرتے پچھلوں کی غلطی کے متعلق لکھتے ہیں:

أَنْ كَثِيرًا مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَغَيْرِهِمْ يَسْتَرْوِحُونَ بِنَقْلِ كَلَامٍ مِنْ يَتَقَدَّمُهُمْ مَقْلُودِينَ لَهُ وَيَكُونُ الْأَوَّلُ مَا أَتَقَنَ وَلَا حَرَرٌ بَلْ يَتَّبِعُونَهُ تَحْسِينًا لِلظَّنِّ بِهِ وَالِإِتْقَانِ بِخِلَافِ ذَلِكَ. ❶

بلاشبہ بہت سے محدثین وغیرہ اپنے پیش رو کی تقلید کرتے ہوئے اس کے کلام کو نقل کرنے میں راحت محسوس کرتے ہیں حالانکہ پہلے شخص نے اتقان و تحقیق سے کام نہیں لیا ہوتا، مگر یہ محض حسن ظن کی بناء پر اس کی اتباع کرتے چلے جاتے ہیں حالانکہ تحقیق اس کے برخلاف ہوتی ہے۔

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۰) لکھتے ہیں:

وَقَدْ يَقَعُ كَثِيرًا أَنْ مُؤَلِّفًا يَذْكُرُ شَيْئًا خَطَأً فِي كِتَابِهِ فَيَأْتِي مَنْ بَعْدَهُ مِنَ الْمَشَائِخِ فَيَنْقُلُونَ تِلْكَ الْعِبَارَةَ مِنْ غَيْرِ تَغْيِيرٍ وَلَا تَنْبِيهِ فَيَكْثُرُ النَّاقِلُونَ لَهَا وَأَصْلُهَا لِوَاحِدٍ مُخْطِئٍ كَمَا وَقَعَ فِي هَذَا الْمَوْضِعِ. ❷

بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک مصنف غلطی سے کوئی بات اپنی کتاب میں ذکر کرتا ہے، پھر بعد کے علماء اس عبارت کو بعینہ نقل کرتے ہیں، نہ اس کی اصلاح کرتے ہیں نہ غلطی پر تنبیہ کرتے ہیں، پھر دوسرے بہت سے حضرات اس کو نقل کرتے ہیں، حالانکہ پہلے لکھنے والے سے غلطی سے سرزد ہوئی ہوتی ہے، جیسا کہ زیر بحث مسئلہ میں ایسا ہی ہوا ہے۔

عقل و نقل دونوں کا تقاضہ ہے کہ اس بحث میں اصحاب ابی حنیفہ کے اقوال کو ترجیح دی

❶ ھدی الساری فی مقدمة فتح الباری: الفصل العاشر: ص ۲۵

❷ البحر الرائق: کتاب البیع، فروع متعلّقة بالتصرّف فی مال الغائب، ج ۶ ص ۲۰۱

جائے، تاریخ کا یہ مسلمہ کلیہ ہے کہ ہر شخص کے حالات سے اس کے اصحاب دوسروں کی بہ نسبت زیادہ واقف ہوتے ہیں، لہذا اصحاب ابو حنیفہ کے مقابلے میں دوسروں کے اقوال کو ترجیح دینا یہ اصولِ روایت اور درایت دونوں کے خلاف ہے۔

علامہ ابن حجتہ حموی رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۷ھ) نقل کرتے ہیں:

صاحب البیت أدری بالذی فیہ. ❶

علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ جن کے سابقہ قول کو بعد کے مورخین نقل کرتے چلے آئے، انہوں نے بھی اس اصول کو تسلیم کیا ہے کہ امام صاحب کے اصحاب ان کے حالات سے زیادہ واقف ہیں، چنانچہ امام صاحب کے ترجمہ میں آپ پر کئے گئے مطاعن کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وأصحابه أخبر بحاله.

امام صاحب کے اصحاب ان کے حال سے زیادہ واقفیت رکھتے ہیں۔
آگے فرماتے ہیں:

فالرجوعُ إلى ما نقلوه عنه أولى مما نقله غيرُهم عنه. ❷

امام صاحب کے اصحاب کے اقوال کی طرف رجوع کرنا زیادہ اولیٰ ہے بہ نسبت اس کے کہ غیروں کے اقوال کی طرف رجوع کیا جائے۔

یہ ایک حقیقت تھی جو علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ کے قلم سے بھی بے اختیار نکل گئی، اب یہ کہنا کہ امام صاحب کی کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی تو اس کو بجز تعصب کے اور کیا کہا جائے، اس لئے شارح بخاری و ہدایہ علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے علامہ ابن اثیر اور علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ کی اس روش کو تعصب کا نتیجہ قرار دیا:

❶ خزانة الأدب و غاية الأرب، ج ۱ ص ۳۱۸ ❷ جامع الأصول: حرف النون: الفرع

الثانی من التابعین، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۲ ص ۹۵۲

وأما قول ابن الأثير وابن خلكان ومن سلك مسلكهما من المتعصبين الحاسدين... ولم يلق أحدا منهم، ولا أخذ عنه، فذاك من باب التعصب

المحض. ①

ابن اثیر اور ابن خلکان اور ان لوگوں کا جو ان کی روش پر چلے ہیں یہ کہنا کہ امام ابو حنیفہ کی نہ تو کسی صحابی سے ملاقات ہوئی ہے اور نہ انہوں نے کسی صحابی سے روایت کی ہے یہ محض تعصب کا نتیجہ ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت حدیث پر پچیس (۲۵)

اکابر اہل علم کی تصریحات

امام اعظم کی روایت تو مسلم ہے یہاں تک کہ امام ذہبی رحمہ اللہ جیسا ناقد محدث بھی جن کی جلالت شان سب کے ہاں مسلم ہے، فرماتے ہیں کہ صحیح سند کے ساتھ ثابت ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے، جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کو فہ تشریف لائے تھے:

فَإِنَّهُ صَحَّ أَنَّهُ رَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ إِذْ قَدِمَهَا أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. ②

اب ہم دوسرے جز پر بات کرتے ہیں یعنی امام صاحب کی صحابہ سے روایت پر۔ باوجود تلاش بسیار کے مجھے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہم عصر حضرات میں سے کسی کی کوئی واضح تصریح نہیں ملی کہ امام صاحب کی صحابہ سے روایت ثابت نہیں ہے، نہ ہی آپ کے اساتذہ میں سے کسی، اور نہ ہی آپ کے تلامذہ میں سے کسی ایک کی، ائمہ صحاح ستہ میں سے بھی کسی کا کوئی قول نہیں ملا، اور نہ ان کے شیوخ کا، اور نہ ان کے تلامذہ کا، ابتدائی تین صدیوں میں جسے

① مغانی الأخبار: الفصل الثالث فیمن رأى أبو حنیفة من الصحابة، ج ۳ ص ۱۲۵

② مناقب أبي حنیفة وصاحبه: ص ۱۲

متقدمین کا زمانہ کہا جاتا ہے ہمیں کسی بھی مستند امام کی کوئی تصریح اب تک نہیں ملی، تو ابتدائی تین صدیوں میں کسی نے بھی اس بات کا انکار نہیں کیا کہ امام صاحب کی صحابہ سے روایت ثابت نہیں ہے۔

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے متقدمین اور متاخرین کے درمیان حد فاصل ابتدائی تین صدیوں کو قرار دیا ہے:

فالحَدِّ الْفَاصِلُ بَيْنَ الْمُتَقَدِّمِ وَالْمُتَأَخِّرِ هُوَ رَأْسُ سَنَةِ ثَلَاثِمِائَةٍ. ①

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نے بھی امام ذہبی رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہوئے متقدمین اور متاخرین کے درمیان حد فاصل تیسری صدی کو قرار دیا ہے، جو اس سے پہلے گزرے وہ متقدمین میں شمار ہیں، اور جو ان کے بعد آئے وہ متاخرین میں شامل ہیں:

فائدة: قال الحافظ الذهبي الحد الفاصل بين العلماء المتقدمين والمتأخرين رأس القرن الثالث وهو الثلاثمائة، انتهى. فالمتقدمون من قبله والمتأخرون من بعده. ②

۱..... امام فضل بن دین رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۸ھ) کی تصریح

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد اور امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ امام فضل بن دین رحمہ اللہ (جن کے متعلق فن اسماء الرجال کے مسلم امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ما رأيت أحدا أثبت من رجلين: أبي نعيم وعفان.

امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: كان حافظا متقنا.

① میزان الاعتدال: مقدمة، ج ۱ ص ۴

② مجموعة رسائل ابن عابدين: الرسالة السابعة، شفاء العليل وبل الغليل، ج ۱ ص ۱۶۱

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الحافظ الكبير، شيخ الإسلام. ①

امام صاحب رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

رأى أنس بن مالك سنة خمس وتسعين وسمع منه. ②

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ کو ۹۵ھ میں دیکھا اور ان سے سماع کیا۔

حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ کے سن وصال میں اختلاف ہے، ان کے سن وصال کے متعلق تین اقوال ہیں ۹۱ھ یا ۹۳ھ یا ۹۵ھ۔

۲..... مشہور مورخ امام ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) کی تصریح

مقدمین میں سے مشہور مورخ امام ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۰ھ) نے اپنی کتاب ”الطبقات الكبرى“ میں بہ سند متصل خود امام اعظم رحمہ اللہ کا بیان نقل کیا ہے کہ:

قدم أنس بن مالك الكوفة ونزل النخع و كان يخضب بالحمرة قد

رأيت مرارا. ③

حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ کوفہ میں بمقام نخع میں تشریف لائے، آپ نے سرخ رنگ کا خضاب لگایا ہوا تھا، میں نے کئی بار آپ کی زیارت کی ہے۔

امام ابو احمد الحاکم الکبیر رحمہ اللہ (متوفی ۳۷۸ھ) نے بھی بہ سند متصل امام اعظم رحمہ اللہ سے

یہ مذکورہ قول نقل کیا ہے۔ ④

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو نعيم الفضل بن دكين، ج ۱۰ ص ۱۴۲

② أخبار أبي حنيفة وأصحابه: من لقي أبو حنيفة من الصحابة وما رواه عنهم، ص ۱۸

③ عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب الثالث، ص ۴۹

④ كتاب الأسامي والكنى: ج ۲ ص ۱۷۶

امام ذہبی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ دونوں امام ابن سعد کی روایت کے صحت کے معترف ہیں، چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ امام صاحب کی شرفِ تابعیت کا ذکر کرتے ہوئے دلیل میں ابن سعد کی روایت کا حوالہ دیتے ہیں:

فَإِنَّهُ صَحَّ أَنَّهُ رَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ إِذْ قَدِمَهَا أَنَسٌ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ: حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ جَابِرٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا حَنِيفَةَ، يَقُولُ: رَأَيْتُ أَنَسًا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ. ①

اسی طرح امام ذہبی رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تذکرۃ الحفاظ“ میں امام صاحب کے ترجمہ میں فرمایا کہ آپ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں کئی مرتبہ دیکھا پھر آگے حوالہ ابن سعد کی روایت کا دیا:

رَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ غَيْرَ مَرَّةٍ لَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِمُ الْكُوفَةَ رَوَاهُ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ سَيْفِ بْنِ جَابِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُهُ. ②
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وقد ورد ابن سعد بسنده لا بأس به أن أبا حنيفة رأى أنسا. ③
امام ابن سعد نے ایسی سند سے جس میں کوئی خرابی نہیں ہے یہ بیان کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے حضرت انس کو دیکھا ہے

لفظ ”لا بأس به“ الفاظ تعدیل میں سے ہے، امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) نے الفاظ تعدیل کے مراتب نقل کئے ہیں، سب سے پہلا درجہ ”ثقة“، متقن، حجة، عدل

① مناقب أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۱۴ ② تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو حنيفة الإمام

الأعظم النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۲۶، ۱۲۷

③ تبليض الصحيفة بمناقب الإمام أبي حنيفة: ذكر من أدرکه من الصحابة، ص ۲۴

حافظ“، اور دوسرا درجہ ”صدوق، لا باس بہ“ ہے ❶

امام ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابن سعد کی جس روایت کا حوالہ دیا ہے یہ وہی روایت ہے جس کو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے، ابن سعد کی اس روایت میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی کوفہ میں آمد اور محلہ بنی نخیع میں ان کے نزول کی خبر دینے کے بعد ان کے متعلق یہ بیان کیا کہ ”وکان یخضب بالحمرة“ وہ سرخ خضاب لگاتے تھے، یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے فعل کی خبر ہے، جو حدیث فعلی موقوف ہے، فن اصول حدیث سے واقف ہر شخص جانتا ہے کہ صحابی کے قول، فعل اور عمل کا بیان بھی حدیث ہے، اور اسے حدیث موقوف کہا جاتا ہے، یہ حدیث فعلی موقوف ہے۔

۳۔ امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) کی تصریح

فن جرح و تعديل کے مسلم امام، امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) جن کی علم حدیث میں جلالت شان اور امامت کا اندازہ امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) کے القابات سے لگائیں جو آپ نے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے ترجمے کے آغاز میں کہے:

الإمام، الحافظ، الجہبذ، شیخ المحدثین، أحد الأعلام.

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) ان کے متعلق فرماتے ہیں:

كُلُّ حَدِيثٍ لَا يَعْرِفُهُ يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ فَلَيْسَ هُوَ بِحَدِيثٍ. ❷

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کے تلامذہ حدیث میں امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داود، امام احمد بن حنبل، امام ابو زرعة الرازی، امام ابو حاتم رحمہ اللہ جیسے کبار ائمہ حدیث کے اسماء گرامی

❶ تدریب الراوی: النوع الثالث والعشرون، الثالثة عشرة في الفاظ الجرح والتعديل،

ص ۴۰۴ ❷ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: يحيى بن معين، ج ۱ ص ۷۱، ۸۰

ذکر کئے ہیں، یہی امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بلاشبہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ صاحب رائے نے حضرت عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ روئے زمین میں اللہ تعالیٰ کا سب سے کثیر لشکر ٹڈیاں ہیں، جن کو میں نہ کھاتا ہوں اور نہ حرام کہتا ہوں۔

امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے شاگرد امام دوری رحمہ اللہ نے آپ کے سماع کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے:

سَمِعْتُ يَحْيَى يَقُولُ أَبُو حَنِيفَةَ صَاحِبُ الرَّأْيِ قَدْ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ بِنْتِ عَجْرَةَ. ❶

امام عبدالکریم بن محمد المعروف امام قزوینی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۳ھ) نے اس روایت کو نقل کیا ہے، دیکھئے تفصیلاً: ❷

علامہ ابن اثیر جزری رحمہ اللہ (متوفی ۶۳۰ھ) نے امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے حوالے سے مکمل حدیث ان الفاظ میں نقل کی ہے:

عائشة بنت عجرد روى يحيى بن معين. أن أبا حنيفة الفقيه صاحب الرأي سمع عائشة تقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: أكثر جنود الله تعالى في الأرض الجراد، لا آكله ولا أحرمه. ❸

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے بھی عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ عنہا کے ترجمے میں ان الفاظ کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے:

❶ تاریخ ابن معین: أهل الكوفة، ج ۳ ص ۴۸۰، رقم: ۲۳۴۷ ❷ التدوين في أخبار

قزوين: المحمدون، ترجمة: محمد بن عبد الملك، ج ۱ ص ۴۳۸

❸ أسد الغابة في معرفة الصحابة: ترجمة: عائشة بنت عجرد، ج ۷ ص ۱۹۰

حدثنا يحيى بن معين أن أبا حنيفة صاحب الرأي سمع عائشة بنت عجرد تقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قلت وكذلك هو في تاريخ يحيى بن معين. ①

۴.... امام ابو حامد محمد بن ہارون حضری رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) کی تصریح

امام ابو حامد محمد بن ہارون بن عبد اللہ الحضری البعرائی رحمہ اللہ مشہور محدث ہیں، خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے ان کے تلامذہ میں تیسرے نمبر پر امام دارقطنی رحمہ اللہ کا نام ذکر کیا ہے، نیز امام ابو حامد حضری رحمہ اللہ کی ثقاہت کے متعلق امام دارقطنی کا قول بھی ذکر کیا ہے، دیکھئے: ②

امام دارقطنی رحمہ اللہ کے شاگرد امام حمزہ بن یوسف سہمی رحمہ اللہ (متوفی ۴۲۷ھ) نے امام ابو حامد حضری رحمہ اللہ کے تلامذہ میں دوسرے نمبر پر امام دارقطنی رحمہ اللہ کا نام ذکر کیا، اور آپ کا قول ذکر کیا کہ امام حضری ثقہ ہیں:

أبو حامد محمد بن هارون بن عبد الله بن حميد بن سليمان بن مياح، الحضرمي المعروف بالبعرائي، سمع خالد بن يوسف السمني، ونصر بن علي الجهضمي، روى عنه محمد بن اسماعيل الوراق وأبو الحسن الدارقطني، وقال: ثقة، توفي سنة إحدى وعشرين وثلاثمائة. ③

امام ابوسعید سمعانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۲ھ) نسبت ”البعرائی“ کے تحت امام حضری رحمہ اللہ کا ترجمہ ذکر کیا، پھر امام دارقطنی رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا ہے کہ آپ ثقہ ہیں:

① لسان الميزان: ترجمة: عائشة بنت عجرد، ج ۳ ص ۲۲۷

② تاریخ بغداد: ترجمة: محمد بن هارون بن عبد الله، ج ۴ ص ۱۲۸

③ سؤالات حمزة للدارقطني: ص ۲۹ رقم: ۳۸

وقال الدارقطني: هو ثقة. ①

علامہ مرتضیٰ الزبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) مادہ ”بعر“ کے تحت امام حضرمی رحمہ اللہ کا ذکر کر کے یہ نقل کیا کہ آپ ثقہ ہیں، اور امام دارقطنی رحمہ اللہ نے آپ سے روایت کی ہے: ②
علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کا تذکرہ ان القابات سے کیا:

المُحَدِّثُ، الثَّقَّةُ، الْمُعَمَّرُ، الإِمَامُ، أَبُو حَامِدٍ مُحَمَّدُ بْنُ هَارُونَ. ③

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ”سنن الدارقطني“ میں امام ابو حامد رحمہ اللہ سے چونسٹھ (۶۴) احادیث نقل کیں ہیں، اس سے اندازہ لگائیے کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ کے ہاں ان کی علم حدیث میں جلالت شان کا کیا مقام ہے، بندہ ان تمام روایات کا رقم الحدیث نقل کر رہا ہے تاکہ جو اہل علم حضرات مراجعت کرنا چاہیں ان کے لئے آسانی ہو: ④

اسی امام حضرمی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے مرویات پر مشتمل احادیث کو ایک مستقل رسالہ کی صورت میں جمع کیا، ان کے اس رسالہ کا تذکرہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ

- ① الأنساب: باب الباء والعين، البعرائي، ج ۲ ص ۲۶۵ ② تاج العروس: باب الرءاء،
مادہ: بعر، ج ۱۰ ص ۲۲۱ ③ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حامد محمد بن هارون،
ج ۱ ص ۲۵ ④ سنن الدارقطني: ج ۱، رقم: ۶۱، ۹۸، ۲۲۷، ۲۵۶، ۲۸۹، ۳۵۷، ۵۴۱،
۵۴۳، ۵۸۸، ۵۹۷، ۶۶۶، ۸۳۷، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۲۶، ج ۲، رقم: ۱۰۸۵، ۱۰۸۷،
۱۱۹۳، ۱۲۲۹، ۱۲۷۵، ۱۳۱۵، ۱۳۵۶، ۱۳۷۱، ۱۳۷۷، ۱۵۰۵، ۱۵۲۸، ۱۵۵۲،
۱۵۸۵، ۱۶۰۸، ۱۶۳۰، ۱۷۵۹، ۱۸۸۴، ۱۹۱۰، ۱۹۳۶، ج ۳، رقم: ۲۱۵۲،
۲۱۵۶، ۲۲۳۳، ۲۲۴۵، ۲۲۴۶، ۲۵۳۶، ۲۶۷۳، ۲۷۳۵، ۲۷۳۵، ۲۷۷۷، ۲۸۲۳،
۲۸۷۹، ۲۸۹۰، ج ۴، رقم: ۳۱۳۰، ۳۱۷۲، ۳۱۸۳، ۳۲۰۷، ۳۳۴۳، ۳۵۳۳، ۳۵۸۲،
۳۵۸۴، ۳۶۲۸، ۳۶۸۱، ۳۷۶۲، ج ۵، رقم: ۳۹۸۳، ۴۳۱۱، ۴۳۷۶، ۴۴۶۵،
۴۶۵۴، ۴۶۹۵

(متوفی ۸۵۲ھ) نے اپنے سے لیکر مصنف امام ابو حامد محمد بن ہارون حضرمی رحمہ اللہ تک متصل سند بھی نقل کی ہے: دیکھئے: ❶

اسی طرح یہ رسالہ دمشق کے کثیر التصانیف امام ابن طولون رحمہ اللہ (متوفی ۹۵۳ھ) نے ”الفہرست الأوسط“ میں اس کا تذکرہ کیا ہے اور یہ رسالہ ان کی مرویات میں بھی داخل ہے، علامہ کوثری رحمہ اللہ نے ”تانیب الخطیب“ میں بھی اس کا ذکر کیا ہے۔

اندازہ کیجئے کہ امام حضرمی رحمہ اللہ جیسا ثقہ محدث جو صرف امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے روایت حدیث کے قائل ہی نہیں بلکہ آپ کی مرویات کو ایک مستقل تصنیف کی صورت میں جمع کیا، اور وہ رسالہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ جیسے محدث کی مرویات میں شامل ہے، اب اگر کوئی تسلیم نہ کرے تو ایسے متعصب شخص کا کوئی علاج نہیں۔

۵.... امام ابو القاسم علی بن کاس (متوفی ۳۲۲ھ) کی تصریح

مشہور محدث امام ابو القاسم علی بن کاس رحمہ اللہ جو امام دارقطنی رحمہ اللہ کے بھی استاذ ہیں فرماتے ہیں:

عن فضائلہ انه روى عن أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم فان العلماء اتفقوا على ذلك واختلفوا في عددهم فمنهم من قال انهم ستة وامرأة ومنهم من قال خمسة وامرأة ومنهم من قال سبعة وامرأة. ❷

امام ابو حنیفہ کے فضائل میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سے روایت کی ہے اس بات پر علماء کا اتفاق ہے، البتہ صحابہ کی تعداد کے بارے میں مختلف آراء ہیں، (کہ جن سے آپ نے روایات نقل کیں ہیں ان کی تعداد کتنی ہے) بعض چھ صحابی اور ایک صحابیہ بیان کرتے ہیں، جبکہ بعض پانچ صحابی اور ایک صحابیہ بیان کرتے ہیں، اور بعض

❶ المعجم المفہرس: حرف الحاء، ص ۲۶۱، رقم: ۱۰۸۹ ❷ مناقب الأئمة الأربعة: ص ۲۳

سات صحابی اور ایک صحابیہ بیان کرتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ محدث ابن کاس رحمہ اللہ کے دور تک امام صاحب کی روایت کا مسئلہ مختلف فیہ نہیں تھا۔

۶..... امام ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) کی تصریح

امام احمد بن عبد اللہ المعروف ابو نعیم اصبہانی رحمہ اللہ امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الإمام، الحافظ، الثقة، العلامة، شيخ الإسلام، وصاحب الحلية. ①

امام ذہبی رحمہ اللہ نے خطیب بغدادی رحمہ اللہ کو ان کے تلامذہ میں ذکر کیا ہے۔

اسی امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے امام صاحب کی مسند تالیف کی اور مقدمے میں باب باندھا

”ذكر من رأى من الصحابة وروى عنهم“ اس کے تحت آپ نے فرمایا کہ امام

ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ کو

دیکھا بھی ہے اور ان سے روایت بھی کی ہے (یعنی روایت اور روایت دونوں ثابت

ہے) اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ نے حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کو دیکھا بھی ہے اور

روایت بھی کی ہے:

ذكر من رأى من الصحابة وروى عنهم. أنس بن مالك، وعبد الله بن

الحارث بن جزء الزبیدی، ويقال: عبد الله بن أبي أوفى الأسلمي رضي

الله عنهم. ②

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے جزم کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے

① سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو نعیم أحمد بن عبد الله بن أحمد، ج ۱

ص ۴۵۴، ۴۵۵ ② مسند أبي حنيفة رواية أبي نعیم: مقدمة، ص ۲۴، ۲۵

حضرت انس اور عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہما سے روایت اور روایت دونوں کی ہے، پھر آگے امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے دو موقوف فعلی روایات اور ایک مرفوع قولی حدیث بھی سند کے ساتھ نقل کی ہے، پھر آگے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء زبیدی رضی اللہ عنہ جو نبی کریم ﷺ کے صحابی ہیں، جو مصر میں رہائش پذیر تھے، امام صاحب کی ان سے مکہ میں ملاقات ہوئی، اور آپ نے ان سے حدیث بھی سنی اس وقت آپ کی عمر سولہ سال تھی:

وَأَمَّا رِوَايَتُهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ لَهُ صُحْبَةٌ، سَكَنَ مِصْرَ، لَقِيَهُ بِمَكَّةَ وَسَمِعَ مِنْهُ وَهُوَ ابْنُ سِتِّ عَشْرَةَ سَنَةً. ❶

پھر آگے تفصیلاً حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے آپ کے سماع حدیث کی مکمل روایت نقل کی ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ امام ابو نعیم رحمہ اللہ وہ ہیں جن کے سامنے خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے زانوائے تلمذ طے کئے، وہ آپ کی صحابہ سے روایت اور روایت دونوں کے قائل ہیں، یہ کسی حنفی نہیں بلکہ شافعی المسلک محدث عالم کی شہادت ہے۔

امام ابو نعیم اصہبانی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) نے عنوان قائم کیا ہے ”ذکر من رأى من الصحابة وروى عنهم“ اس کے تحت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی روایت اور روایت دونوں کا تذکرہ کیا ہے، اپنی سند متصل کے ساتھ روایت نقل کی ہے:

عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ قَالَ: رَأَيْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَائِمًا يُصَلِّي. ❷

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک کو دیکھا کہ وہ کھڑے نماز

پڑھ رہے تھے۔

❶ مسند أبي حنيفة رواية أبي نعيم: مقدمة، ص ۲۴، ۲۵

❷ مسند أبي حنيفة رواية أبي نعيم: مقدمة: ص ۲۴

اس روایت سے آپ کی روایت اور روایت دونوں کا ثبوت ہے ”رأيت أنس بن مالك“ حدیث کے اس پہلے ٹکڑے سے آپ کی روایت یعنی شرفِ تابعیت ثابت ہوئی اور ”قیاساً بصلابی“ اس جز سے آپ کی روایت ثابت ہوئی، امام صاحب نے اس روایت میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے فعل کی خبر دی ہے، تو یہ حدیث موقوف فعلی ہے۔

علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) حدیث موقوف کی تعریف ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وَلَوْ مَا يُرَوَّى عَنِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ مِنْ أَقْوَالِهِمْ أَوْ أَفْعَالِهِمْ وَنَحْوِهَا. (۱)

حدیث موقوف اس روایت کو کہا جاتا ہے جس میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اقوال یا افعال یا ان کے مثل کوئی بات روایت کی جائے۔

امام ابن صلاح رحمہ اللہ اس کے متصل بعد فرماتے ہیں کہ اگر صحابی تک روایت متصل سند کے ساتھ ہو تو اسے روایت موقوف متصل کہا جائیگا، اور اگر سند متصل نہ ہو تو اسے روایت موقوف غیر متصل کہا جائے گا۔

امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) نے حدیث موقوف کی تعریف ان الفاظ میں کی:

وَهُوَ الْمَرْوِيُّ عَنِ الصَّحَابَةِ قَوْلًا لَهُمْ، أَوْ فِعْلًا، أَوْ نَحْوَهُ. (۲)

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے اس کے متصل بعد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مرفوع قولی روایت بھی نقل کی ہے، امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تک اپنی متصل سند ذکر کرنے کے بعد ان الفاظ میں روایت نقل کی ہے:

① مقدمة ابن الصلاح: النوع السابع، معرفة الموقوف، ص ۲۶

② تدريب الراوي: النوع السابع، ص ۲۰۲

عن أبي حنيفة، سمعت أنس بن مالك، يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: طلب العلم فريضة على كل مسلم. ①

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ سے سنا وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

اس حدیث میں تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ صریحاً آپ ﷺ کا ارشاد نقل کر رہے ہیں۔ ”سمعت انس بن مالک“ سے امام صاحب کی صحابہ سے روایت حدیث بھی ثابت ہوئی۔

۷۔... امام حسین بن علی بن محمد المعروف بالصیرمی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۶ھ)

امام حسین بن علی بن محمد المعروف بالصیرمی رحمہ اللہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ)

آپ کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

وكان أحد الفقهاء المذكورين من العراقيين، حسن العبارة، جيد النظر. پھر آگے ان کے سامنے اپنے زانوائے تلمذ طے کرنے، اور ان کی ثقاہت اور اوصاف حمیدہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں:

كتب عنه وكان صدوقاً وافر العقل، جميل المعاشرة، عارفاً بحقوق

أهل العلم. ②

خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے استاذ محترم علامہ صیرمی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے اصحاب کے مناقب پر کتاب لکھی جس کا نام ”أخبار أبي حنيفة وأصحابه“ ہے، اس کتاب میں علامہ صیرمی رحمہ اللہ نے عنوان باندھا ہے: من لقي أبو حنيفة من

① مسند أبي حنيفة: ذكر من رأى من الصحابة وروى عنهم، ص ۲۲

② تاريخ بغداد: ترجمة: الحسين بن علي بن محمد، ج ۸ ص ۷۷، ۷۸

الصحابۃ رضی اللہ عنہم ومارواہ عنہم“ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ کرام سے ملاقات اور ان سے مروی روایات، اس کے تحت علامہ صیمری رحمہ اللہ نے اپنی مکمل سند متصل کے ساتھ حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رحمہ اللہ سے مروی روایت، حضرت انس بن مالک رحمہ اللہ سے مروی روایات نقل کی ہیں۔

علامہ صیمری رحمہ اللہ جن کی توثیق خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے کی ہے، ان کے عنوان اور احادیث نقل کرنے سے معلوم ہو گیا کہ وہ آپ کی روایت اور روایت دونوں کے قائل ہیں۔ چونکہ امام دارقطنی رحمہ اللہ اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ صاحب کی روایت کے انکار میں پیش پیش ہیں، اور بعد والوں کے لئے یہی دونوں ماخذ ہیں، تو بندہ نے ان دونوں کے اساتذہ کے حوالے سے باحوالہ بات نقل کر دی ہے کہ وہ امام صاحب کی روایت کے قائل ہیں، امام دارقطنی رحمہ اللہ کے استاذ جن کا تذکرہ ماقبل میں ہوا یعنی امام حضرمی رحمہ اللہ نے تو امام صاحب کے صحابہ سے مرویات پر مستقل رسالہ لکھا، اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے استاذ علامہ صیمری رحمہ اللہ نے تو عنوان قائم کر کے باقاعدہ روایات نقل کیں ہیں، اب آپ کی مرضی ہے کہ اساتذہ کے قول پر اعتماد کریں یا تلامذہ کی بات لیں۔

۸.... امام عبدالرحمن بن محمد سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۹ھ) کی تصریح

امام عبدالرحمن بن محمد سرخسی رحمہ اللہ یہ بلند پایہ فقیہ اور محدث تھے، علم و فضل کے ساتھ انتہائی عابد و زاہد بھی تھے، علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے ان کا مبسوط ترجمہ ذکر کیا ہے، آپ کی عبادت و ریاضت کے متعلق لکھتے ہیں:

وَكَانَ يَدَاوِمُ الصَّوْمَ وَعَرَفَ بِالزَّهْدِ وَكَسَرَ النَّفْسَ وَغَابَ بِمَسْجِدِ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي لَيْلَةٍ نِصْفِ مِنَ الشَّهْرِ وَصَلَّى طَوَّلَ لَيْلَتِهِ وَصَلَّى الْفَجْرَ بِوُضُوءِ الْعِشَاءِ. ①

① الجواهر المضیة: ترجمة: عبدالرحمن بن محمد السرخسي، ج ۱ ص ۳۰۸

یہ صائم الدہر تھے، زہد اور مجاہدہ نفس میں مشہور تھے، ایک مرتبہ مہینے کی پندرہویں شب میں اچانک طلحہ بن عبید اللہ کی مسجد سے اچانک غائب ہو گئے، اور ساری رات نماز پڑھتے رہے، آپ نے فجر کی نماز عشاء کے وضو سے ادا کی۔

انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت کے سلسلے میں مستقل ایک جزء تالیف کیا، صدر الائمہ موفق بن احمد کی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) نے ”مناقب ابي حنيفة“ اور سبط ابن الجوزی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۲ھ) نے ”الانتصار والترجيح للمذهب الصحيح“ میں اس سے روایت نقل کی ہے۔ ❶

۹.... علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) کی تصریح

محدث کبیر علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے ان کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا ہے:

الإمام، العلامة، حافظ المغرب، شيخ الإسلام، صاحب التصانيف الفائقة، وسارت بتصانيفه الركبان، وخضع لعلمه علماء الزمان.
آگے چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں:

قُلْتُ: كَانَ إِمَامًا دِينًا، ثِقَةً، مُتَقِنًا، عَلَمَةً، مُتَبَحِّرًا، صَاحِبَ سُنَّةٍ وَاتِّبَاعٍ، فَإِنَّهُ مِمَّنْ بَلَغَ رُتَبَةَ الْأَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِينَ، وَمَنْ نَظَرَ فِي مُصَنَّفَاتِهِ، بَانَ لَهُ مَنَزَلَتُهُ مِنْ سَعَةِ الْعِلْمِ، وَقُوَّةِ الْفَهْمِ، وَسَيْلَانِ الذَّهْنِ. ❷

امام ذہبی رحمہ اللہ جیسا ناقد محدث جن کو ان القابات کے ساتھ یاد کرے علم حدیث میں ان کے مقام کا کیا کہنا، امام ذہبی رحمہ اللہ کی تصانیف اور مزاج سے جو لوگ واقف ہیں وہ

❶ مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۲۹ / الانتصار والترجيح: ص ۱۳ ❷ سير اعلام النبلاء:

ترجمة: ابن عبدالبر أبو عمر يوسف بن عبد الله، ج ۱۸ ص ۱۵۳، ۱۵۷

جانتے ہیں کہ آپ القابات کے سلسلے میں ہمارے دور کی طرح مبالغہ آرائی نہیں کرتے بلکہ بڑی تحقیق و تدقیق کے بعد ذکر کرتے ہیں۔

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ”جامع بیان العلم وفضله“ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، جس میں آپ کی روایت اور روایت دونوں کا تذکرہ ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حج پر گیا تو میں نے دیکھا کہ ایک شیخ کے ارد گرد لوگوں کا ایک بہت بڑا حلقہ ہے، تو میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ یہ شیخ کون ہیں؟ تو والد صاحب نے فرمایا یہ نبی کریم ﷺ کے صحابی عبد اللہ بن حارث بن جزء زبیدی رحمہ اللہ ہیں، تو میں نے کہا کہ یہ لوگ ان کے ارد گرد کیوں جمع ہیں؟ تو والد صاحب نے کہا کہ یہ نبی کریم ﷺ کی احادیث بیان کر رہے ہیں (تو لوگ سننے کے لئے ان کے ارد گرد جمع ہیں) تو میں نے والد سے کہا کہ مجھے بھی آگے بڑھائیے تاکہ میں بھی سنوں، تو والد صاحب میرے لئے جگہ بناتے گئے یہاں تک کہ میں آپ سے بالکل قریب ہو گیا، پس میں نے سنا آپ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِينِ اللَّهِ كَفَّاهُ اللَّهُ هَمَّهُ وَرَزَقَهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ. ①

جو اللہ تعالیٰ کے دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے غموں کو کافی ہو جاتا ہے، اور اسے وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔
اس کے متصل بعد آپ فرماتے ہیں:

ذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ سَعْدٍ كَاتِبُ الْوَأَقِدِيِّ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ رَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ،

وَعَبْدَ اللَّهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ جَزْءٍ الزُّبَيْدِيِّ. ②

① جامع بیان العلم وفضله: باب جامع فی فضل العلم، ج ۱ ص ۲۰۳

② جامع بیان العلم وفضله: باب جامع فی فضل العلم، ج ۱ ص ۲۰۳

امام واقدی کے کاتب امام محمد بن سعد نے ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے حضرت انس بن مالک اور عبد اللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہما کو دیکھا ہے۔

امام ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ نے مذکورہ بالا روایت پر کوئی کلام نہیں کیا، جس میں آپ کی روایت اور روایت دونوں کا تذکرہ ہے، اور نہ امام ابن سعد کے کلام پر کوئی تبصرہ کیا، معلوم ہوا کہ آپ دونوں باتوں کے قائل تھے۔ امام ابن عبد البر رحمہ اللہ نے امام اعظم رحمہ اللہ کے ترجمے میں صراحت کے ساتھ یہ بات لکھی ہے کہ آپ نے حضرت عبد اللہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے حدیث کا سماع کیا تھا:

وسمع من عبد اللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی، فיעد بذلك في

التابعين. ①

امام ابو حنیفہ نے حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ سے حدیث کا سماع کیا تھا، پس اسی وجہ سے آپ کو تابعین میں شمار کیا جاتا ہے۔

امام ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ نے بڑے صریح اور واضح الفاظ میں فرمایا ”سمع من عبد اللہ بن الحارث“ کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن الحارث رضی اللہ عنہ سے حدیث کا سماع کیا تھا، اب اگر کوئی شخص نہ مانے تو ایسے متعصب شخص کا کوئی علاج نہیں، یہ کسی حنفی نہیں بلکہ مشہور مالکی المذہب علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ کی شہادت ہے جو خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے ہم عصر ہیں، علم حدیث اور رجال میں ان کا پایہ خطیب سے بہت بلند ہے، ان پر خطیب بغدادی کی طرح متعصب یا تشدد ہونے کی کوئی جرح نہیں ہے۔ علم حدیث میں ان کی جلالت شان کا اندازہ ان کی ”التمهيد لما في الموطا من المعاني والأسانيد“ اور ”الاستذكار“ سے ہوتا ہے، انہوں نے فقہاء ثلاثہ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی رحمہم اللہ

① کتاب الاستغناء في معرفة المشهورين من حملة العلم بالكنى: ج ۱ ص ۵۷۲،

ناشر: دار ابن تیمیہ، الرياض

کے مناقب پر مستقل ایک کتاب تصنیف فرمائی ”الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء“ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی توصیف و توثیق اور مناقب میں کئی اکابر اہل علم کے گراں قدر اقوال نقل کئے ہیں، اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ شیخ عبدالفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) کی تحقیق و تعلیق کے ساتھ اس کتاب کا ایک مرتبہ ضرور مطالعہ فرمائیں۔

۱۰... امام ابو معشر عبدالکریم مقرئ شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۸ھ) کی تصریح

امام ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد مقرئ شافعی رحمہ اللہ حدیث اور قراءات کے مشہور ائمہ میں شمار ہوتے ہیں، اخیر عمر میں مکہ مکرمہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے، اور وہاں طویل عرصے تک انہوں نے قراءات کا درس دیا، اس لئے ”مقرئ اہل مکہ“ کے لقب سے مشہور ہو گئے، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) فرماتے ہیں کہ یہ قراءات، تفسیر، لغت اور تاریخ کے امام تھے:

الإمام في القراءات وغيرها من التفسير واللغة والتاريخ. ❶

ان کا مبسوط ترجمہ علامہ ابن جزری رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۳ھ) نے ”غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء“ میں نقل کیا ہے، دیکھئے: ❷

امام ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد طبری مقرئ شافعی رحمہ اللہ نے اپنے ایک جزء میں امام اعظم کی صحابہ سے مرویات کو روایت کیا ہے۔ اس میں ذکر کرتے ہیں:

قال أبو حنيفة: لقيت من أصحاب رسول الله سبعة: أنس بن مالك، عبد الله بن أنيس وعبد الله بن جزء الزبيدي، وجابر بن عبد الله، ومعاقل بن يسار، وواثلة بن الأسقع، وعائشة بنت عجرد رضي الله عنهم.

❶ طبقات الشافعين: ترجمة: عبدالکریم بن عبدالصمد، ج ۱ ص ۴۶۶

❷ غایۃ النہایۃ: ترجمة: عبدالکریم بن عبدالصمد، ج ۱ ص ۴۰۱، ۴۰۲

ثم روى له عن أنس ثلاث أحاديث ، وعن ابن جزء حديثا ، وعن واثلة حديثين ، وعن جابر حديثا ، وعن عبد الله بن أنيس حديثا ، وعن عائشة بن عجرد حديثا ، وروى له أيضا عن عبد الله بن أبي أوفى حديثا. ❶

امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ میں نے سات اصحاب رسول سے ملاقات کی ہے، جن میں حضرت انس بن مالک، حضرت عبد اللہ بن انیس، حضرت عبد اللہ بن جزء الزبیدی، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت معقل بن یسار، حضرت واثلہ بن اسقع اور حضرت عائشہ بنت عجر رحمہم شامل ہیں۔

پھر آپ نے حضرت انس سے تین احادیث، حضرت ابن جزء سے ایک حدیث، حضرت واثلہ سے دو حدیثیں، حضرت جابر سے ایک حدیث، حضرت عبد اللہ بن انیس سے ایک حدیث، حضرت عائشہ بنت عجر سے ایک حدیث اور اسی طرح حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی رحمہم سے ایک حدیث روایت کی۔

امام ابو معشر طبری رحمہ اللہ کے اس جزء کا تذکرہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اپنی تصنیف ”المعجم المفهرس“ (ص ۲۷۲ رقم ۱۱۳۳) میں بھی کیا ہے۔

امام ابو معشر طبری رحمہ اللہ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت کردہ احادیث پر مستقل ایک جزء تالیف کیا، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے اس جزء کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

رِوَايَةُ أَبِي حَنِيفَةَ عَنِ الصَّحَابَةِ لِأَبِي مَعْشَرِ الطَّبْرَانِيِّ.

پھر آپ نے آگے مکمل سند مصنف تک نقل کی، دیکھئے: ❷

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے اس جزء کو مکمل اپنی تصنیف ”تبییض

❶ تبییض الصحیفة بمناقب أبي حنیفة: ذکر من أدرکه من الصحابة رضی اللہ عنہم،

ص ۲۲، ۲۳ ❷ المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۳

الصحيفة في مناقب أبي حنيفة“ میں نقل کیا ہے، دیکھئے: ①

۱۱.... امام ابو الحسین علی بن احمد بن عیسیٰ رحمہ اللہ کی تصریح

امام ابو الحسین علی بن احمد بن عیسیٰ رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت کردہ احادیث پر مستقل ایک جزء لکھا ہے، یہ جزء محدثین کے درمیان متداول رہا، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اس جزء کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے: ”جزء فیہ حدیث ابي حنيفة عمن لقي من الصحابة“، پھر آگے اپنی مکمل سند متصل مصنف تک ذکر کی ہے، دیکھئے: ②

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) نے ”جامع المسانيد“ میں اس جزء کی روایات نقل کیں ہیں، امام صاحب کی وحدانی روایات کے تحت دیکھئے تخریج میں: ③

۱۲.... امام یحییٰ بن ابراہیم سلماسی رحمہ اللہ (متوفی ۵۵۰ھ) کی تصریح

امام یحییٰ بن ابراہیم سلماسی رحمہ اللہ نے ائمہ اربعہ کے مناقب پر مستقل ایک کتاب تصنیف کی، جس کا نام ”منازل الأئمة الأربعة أبي حنيفة ومالك والشافعي وأحمد“ اس کتاب کا تذکرہ علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ) نے ان کے ترجمہ میں کیا ہے:

ووقعت له على كتاب صنفه في فضل الأئمة الأربعة أبي حنيفة

ومالك والشافعي وأحمد. ④

① تبیض الصحيفة في مناقب أبي حنيفة: ذکر ما روي الإمام أبو حنيفة عن

الصحابة، ص ۲۶ تا ۳۲ ② المعجم المفهرس: حرف الحاء، ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۲

③ جامع المسانيد، الباب الثالث، ج ۱ ص ۸۷، ۹۰، ۹۱، ۹۳، ۹۵

④ تاریخ مدینہ دمشق: ترجمہ: یحییٰ بن ابراہیم بن أحمد، ج ۶ ص ۴۴

علامہ سلماسی فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا ہے، اور ان سے حدیث کا سماع بھی کیا ہے، اس کے بعد علامہ سلماسی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سند متصل کے ساتھ روایت بھی نقل کی ہے:

توفي أبو حنيفة سنة خمسين ومائة، ورأى أنس بن مالك سنة خمس وتسعين، وسمع منه، ومات ببغداد وهو ابن سبعين سنة. ①

امام ابو حنیفہ کا انتقال ۱۵۰ میں ہوا، آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا تھا، اور ان سے حدیث کا سماع کیا تھا، آپ کا انتقال بغداد میں ستر سال کی عمر میں ہوا۔

۱۳.... امام موفق بن احمد مکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) کی تصریح

امام موفق بن احمد مکی رحمہ اللہ نے عنوان ڈالا ہے ”في ذكر من لقي من الصحابة وروايته عنهم“ امام ابو حنیفہ کی صحابہ سے ملاقات اور ان سے روایت۔

اس عنوان کے تحت امام مکی رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے، اس کے بعد عنوان ڈالا ہے:

ذكر الأحاديث السبعة التي رواها أبو حنيفة عن سبعة من الصحابة.

ان سات روایات کا ذکر جو امام ابو حنیفہ نے سات صحابہ سے سنی ہیں۔

اس کے بعد ان سات روایات کو ذکر کیا ہے، دیکھئے تفصیلاً: ②

۱۴.... امام عبدالکریم بن محمد رافعی رحمہ اللہ (متوفی ۶۲۳ھ) کی تصریح

امام عبدالکریم بن محمد المعروف امام رافعی رحمہ اللہ امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے ترجمے کا آغاز ان

القباب کے ساتھ کرتے ہیں:

① منازل الأئمة الأربعة: فصل في ذكر أبي حنيفة، ص ۱۶۸

② مناقب أبي حنيفة: الباب الثالث، ج ۱ ص ۲۷، ۲۸، ۲۹

شَيْخُ الشَّافِعِيَّةِ، عَالِمُ الْعَجَمِ وَالْعَرَبِ، إِمَامُ الدِّينِ وَكَانَ مِنَ الْعُلَمَاءِ الْعَامِلِينَ.

علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) فرماتے ہیں کہ میرا گمان یہ ہے کہ بلاد عجم میں کوئی ان کے ہم مثل نہیں ہے:

قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ: أَظُنُّ لَمْ أَرِ فِي بِلَادِ الْعَجَمِ مِثْلَهُ. ❶

علامہ تقی الدین سبکی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) نے آپ کا تذکرہ ان بلند پایہ القابات سے کیا ہے جس سے آپ کے علم و فضل کا اندازہ ہوتا ہے:

كَانَ الْإِمَامُ الرَّافِعِيُّ مُتَضَلِّعًا مِنْ عُلُومِ الشَّرِيعَةِ تَفْسِيرًا وَحَدِيثًا وَأَصُولًا مُتَرَفِّعًا عَلَى أُنْبَاءِ جَنَسِهِ فِي زَمَانِهِ نَقْلًا وَبَحْثًا وَإِرْشَادًا وَتَحْصِيلًا وَأَمَّا الْفِقْهُ فَهُوَ فِيهِ عُمْدَةُ الْمُحَقِّقِينَ وَأَسَاطِيرُ الْمَصْنُفِينَ. ❷

انہوں نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام ”التدوین فی أخبار قزوین“ ہے، ان کی تصانیف میں اس کتاب کا تذکرہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”سیر أعلام النبلاء“ میں کیا، خیر الدین زرقلی (متوفی ۱۳۹۶ھ) نے ان کے ترجمہ میں سب سے پہلے اس تصنیف کا ذکر کیا ہے، دیکھئے: ❸

امام رافعی رحمہ اللہ جو شافعی المسلک ہیں، انہوں نے اپنی کتاب ”التدوین فی أخبار قزوین“ میں محمد بن عبد الملک بن المعافا کے ترجمہ میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ایک روایت حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، اور ایک روایت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ، اور ایک روایت عائشہ بنت عمر رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کی ہے۔ اگر آپ امام صاحب کے صحابہ سے سماع

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: الرافعي عبد الكريم بن محمد، ج ۲۲ ص ۲۵۲، ۲۵۳

❷ طبقات الشافعية الكبرى: ترجمة: عبد الكريم بن محمد بن عبد الكريم، ج ۸

ص ۲۸۲ ❸ الأعلام: ترجمة: عبد الكريم بن محمد، ج ۴ ص ۵۵

حدیث کے قائل نہ ہوتے تو اس کا تذکرہ ہی نہیں کرتے، اگر بالفرض تذکرہ کر بھی لیتے تو اس پر کلام کرتے، لیکن آپ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے مروی کسی روایت پر کلام نہیں کیا۔ ❶

۱۵.... ابوالمظفر جمال الدین المعروف سبط ابن الجوزی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۴ھ) کی تصریح

ابوالمظفر جمال الدین یوسف بن فرغل بن عبد اللہ المعروف سبط ابن الجوزی رحمہ اللہ نے عنوان ڈالا ہے:

و ذکر من لقي من الصحابة و روى عنه.

امام صاحب کی صحابہ سے ملاقات اور ان سے روایت۔

اس کے تحت انہوں نے حضرت انس، عبد اللہ بن ابی اوفی، عبد اللہ بن حارث، عبد اللہ بن انیس، واثلہ بن اسقع، عائشہ بنت عمر رضوان اللہ علیہم اجمعین، ان تمام حضرات سے مکمل سند کے ساتھ روایات نقل کیں ہیں: دیکھئے تفصیلاً: ❷

۱۶.... علامہ خوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ) کی تصریح

امام ابوالمؤید محمد بن محمود خوارزمی رحمہ اللہ اپنی کتاب ”جامع المسانید“ کی نوع ثالث کا عنوان یوں تحریر کرتے ہیں:

أما النوع الثالث: من مناقبه وفضائله التي لم يشارك فيها أحد بعده أنه روى عن أصحاب رسول الله.

❶ التدوين في أخبار قزوين: ترجمة: محمد بن عبد الملك بن المعافا، ج ۱ ص ۲۳۷، ۲۳۸ ❷ الانتصار والترجيح لمذهب الصحيح: الباب الرابع، ص ۱۰ تا ۱۵، الناشر: الرحيم اكيڈمی كراچی

فإن العلماء اتفقوا على ذلك وإن اختلفوا في عددهم. فمنهم من قال: إنهم ستة وامرأة، ومنهم من قال: خمسة وامرأة، ومنهم من قال: سبعة وامرأة. ❶

امام اعظم کے ایسے مناقب اور فضائل کا بیان جو آپ کے بعد کسی کے حصہ میں نہیں آئے، بے شک آپ نے اصحاب رسول سے روایت کیا ہے۔ علماء اس بات پر متفق ہیں مگر ان کا صحابہ کے عدد میں اختلاف ہے، ان میں سے کسی نے کہا: چھ صحابہ اور ایک صحابیہ، کسی نے کہا: پانچ صحابہ اور ایک صحابیہ، اور کسی نے کہا: سات صحابہ اور ایک صحابیہ۔

علامہ خوارزمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی، عبداللہ بن انیس، عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہم سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حدیث روایت کی ہے:

عبداللہ بن ابی اوفی وعبداللہ بن أنیس وعبداللہ بن الحارث بن جزء الزبیدی رضي الله عنهم، فيمن روى عنهم الإمام أبو حنيفة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم. ❷

۱۷.... حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۷ھ) کی تصریح

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ امام صاحب کے ترجمے میں فرماتے ہیں:

وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ أَنَّهُ رَوَى عَنْ سَبْعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ. ❸

بعض محدثین نے ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ نے سات صحابہ سے روایت حدیث کی ہے۔

❶ جامع المسانيد: الباب الأول في شيء من فضائله التي تفرد بها إجماعاً، ج ۱

ص ۲۲ ❷ جامع المسانيد: باب العين، ج ۲ ص ۲۷۴

❸ البداية والنهاية: سنة خمسين ومائة، ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج ۱ ص ۱۱۴

۱۸.... علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۵ھ) کی تصریح

علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے ان کے متعلق فرمایا کہ امام دمیاطی رحمہ اللہ نے ان کو اجازت حدیث دی تھی، اور ان کے تلامذہ میں اپنے مشہور استاذ علامہ زین الدین عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶ھ) کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

سمع منه الكبار وحدث عنه شيخنا الحافظ أبو الفضل.

حافظ نے ان کے خط کی تعریف کرتے ہوئے لکھا کہ ان کا خط بہت اچھا ہے۔

وخطه حسن جدا. ①

امام ذہبی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ”تذکرۃ الحفاظ“ پر علامہ ابن نہدی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۱ھ) نے ذیل میں لکھا جو ”لحظ الإلحاظ“ کے نام سے مشہور ہے، انہوں نے امام ذہبی رحمہ اللہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان حضرات کا تذکرہ کیا کہ جن کو علم حدیث میں ایک نمایاں مقام حاصل تھا، چنانچہ انہوں نے علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ کے ترجمے کا آغاز ان القابات سے کیا:

الإمام، العلامة، الحافظ. ②

انہوں نے علمائے احناف کے حالات و مناقب پر مستقل ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام ”الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة“ ہے یہ کتاب میر محمد کتب خانہ کراچی سے دو جلدوں میں چھپی ہوئی ہے، امام قرشی رحمہ اللہ نے بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے مرویات کے سلسلے میں مستقل ایک جزء تالیف کیا، ”الجواهر المضیة“ کے مقدمے میں امام ابو حنیفہ کے تذکرے میں اپنے اس جزء کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

① الدر الكامنه فی أعیان المائة الثامنة: ترجمة: عبدالقادر بن محمد بن محمد، ج ۳

ص ۱۹۱ ② لحظ الإلحاظ بذیل تذکرۃ الحفاظ: ترجمة: عبدالقادر القرشي، ج ۱ ص ۱۰۵

ذکرت في هذا الجزء من سمعه من الصحابة ومن رآه. ❶
میں نے اس جزء میں ان صحابہ کا ذکر کیا ہے جن سے امام ابوحنیفہ نے حدیثیں سنی ہیں اور ان کی زیارت کی ہے۔

وہ سات صحابہ کرام جن سے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے روایت حدیث کی ہے، علامہ قرشی رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ بھی کیا ہے:

والذي سمعه منهم رضي الله تعالى عنهم أجمعين عبد الله بن أنيس
وعبد الله بن جزء الزبيدي وأنس بن مالك وجابر بن عبد الله ومَعْقِل بن
يسار وواثلة بن الأسقع وعائشة بنت عجرد. ❷

امام ابوحنیفہ نے جن (سات) صحابہ کرام سے احادیث سنی ہیں وہ یہ ہیں:

۱..... حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ

۲..... حضرت عبد اللہ بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ

۳..... حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

۴..... حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ

۵..... حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ

۶..... حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ

۷..... حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا

۱۹..... علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) کی تصریح

شارح بخاری علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) کے

❶ الجواهر المضية: مقدمة: فصل في ذكر مولده ووفاته، ج ۱ ص ۲۸

❷ الجواهر المضية: مقدمة: فصل في ذكر مولده ووفاته، ج ۱ ص ۲۸

تلمیذ خاص علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) نے علامہ عینی کا مبسوط ترجمہ لکھا، آپ کے حالات و مناقب اور کثرت تصانیف کا تذکرہ کیا ہے، آپ کے علمی مقام و مرتبہ اور آپ کی جلالت شان کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا:

وَ كَانَ إِمَامًا عَالِمًا عَلامَةً عَارِفًا بِالصَّرْفِ وَالْعَرَبِيَّةِ وَغَيْرِهَا حَافِظًا لِلتَّارِيخِ وَلِللُّغَةِ كَثِيرَ الْأَسْتِعْمَالِ لَهَا مِثَارٌ كَافِي الْفُنُونِ ذَا نِظْمٍ وَنَشْرٍ مَقَامِهِ أَجَلٌ مِنْهُمَا. ①

علامہ عینی رحمہ اللہ کے متعلق یہ تبصرہ کسی حنفی عالم کا نہیں بلکہ فن حدیث و رجال اور تاریخ کے امام علامہ سخاوی رحمہ اللہ کا ہے۔ نیز فرماتے ہیں کہ آپ مطالعہ اور لکھنے سے اکتاتے نہیں تھے، آپ نے اتنی کثرت کے ساتھ تصانیف کیں کہ میں اپنے شیخ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے بعد نہیں جانتا کہ کسی نے اتنی کثرت کے ساتھ تصانیف کیں ہوں، ان کا قلم ان کی تقریر سے زیادہ عمدہ تھا، بہت سرعت کے ساتھ لکھتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے ایک رات میں ”الحاوی“ لکھی ہے:

لَا يَمَلُ مِنَ الْمِطَالَعَةِ وَالْكِتَابَةِ، كَتَبَ بِخَطِّهِ جَمَلَةً، وَصَنَّفَ الْكَثِيرَ بِحَيْثُ لَا أَعْلَمُ بَعْدَ شَيْخِنَا أَكْثَرَ تَصَانِيفٍ مِنْهُ، وَقَلَمُهُ أَجْوَدُ مِنْ تَقْرِيرِهِ

..... كَتَبَ الْحَاوِي فِي لَيْلَةٍ. ②

علامہ ابن حما د حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) آپ کے ترجمے کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

هُوَ الْعَلَامَةُ، فَرِيدُ عَصْرِهِ وَوَحِيدُ دَهْرِهِ، عَمْدَةُ الْمُؤَرِّخِينَ، مَقْصِدُ

① الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: ترجمة: محمود بن أحمد بن موسى، ج ۱۰

ص ۱۳۳ ② الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: ترجمة: محمود بن أحمد بن موسى،

ج ۱۰ ص ۱۳۳

الطالبین قاضي القضاة.

آگے فرماتے ہیں کہ دوزبانوں میں انہیں خوب دسترس تھی، عربی اور ترکی، انہوں نے تفاسیر اور کتب کو اس قدر پڑھا ہے اور سنا کہ اسے شمار نہیں کیا جاسکتا، علم فقہ، تفسیر، حدیث، لغت، نحو، صرف، اور تاریخ میں انہیں خوب مہارت تھی:

وكان فصيحاً باللغتين العربية والتركية. وقرأ وسمع ما لا يحصى من الكتب والتفاسير، وبرع في الفقه، والتفسير، والحديث، واللغة، والنحو، والتصريف، والتاريخ.

آگے ان کی تصانیف کا تذکرہ تفصیل کے ساتھ کیا ہے، آخر میں ان الفاظ کے ساتھ ان کے ترجمے کا اختتام کرتے ہیں:

وكان أحد أوعية العلم. ❶

علامہ شوکانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) علامہ عینی رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

وبرع في جميع هذه العلوم.

نیز فرماتے ہیں کہ آپ کی تصانیف بہت زیادہ ہیں، اور لوگوں نے آپ کی تصانیف سے خوب فائدہ لیا، اور ہر مذہب کے طلبہ نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کئے:

وتصانيفه كثيرة جدا وانتفع به الناس وأخذ عنها الطلبة من كل مذهب. ❷

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے علامہ عینی رحمہ اللہ کا تذکرہ ان القابات

کے ساتھ کیا ہے:

وَكَانَ إِمَامًا، عَالِمًا، عَلَامَةً، عَارِفًا بِالْعَرَبِيَّةِ وَالتَّصْرِيفِ وَغَيْرَهُمَا، حَافِظًا

❶ شذرات الذهب في أخبار من ذهب: سنة خمس وخمسين وثمانمائة، ج ۹ ص ۴۱۸،

❷ البدرا الطالع: ترجمة: محمود بن أحمد بن موسى، ج ۲ ص ۲۹۴، ۲۹۵

للغة، كثير الاستعمال لحوشيتها، سريع الكتابة. ①

بندے نے مذکورہ بالا جتنے بھی حضرات کے حوالے سے علامہ عینی رحمہ اللہ کا تذکرہ کیا ہے ان میں سے کوئی بھی حنفی نہیں ہے، بلکہ علامہ سخاوی اور علامہ سیوطی رحمہما اللہ شافعی المسلک ہیں، اور علامہ ابن العمد رحمہ اللہ حنبلی ہیں، جبکہ علامہ شوکانی رحمہ اللہ غیر مقلد ہیں۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت کے متعلق باقاعدہ عنوان باندھا: ”فیمن رأى أبو حنیفة من الصحابة وروی عنهم“ یہ فصل ثالث امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے روایت اور روایت کے بارے میں ہے، اس کے بعد علامہ عینی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے تین احادیث نقل کیں، ایک حدیث حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، ایک حدیث حضرت عبداللہ بن حارث بن جزء الزبیدی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، اور ایک حدیث حضرت عائشہ بنت عمار رضی اللہ عنہا کے حوالے سے، پھر ان روایات پر اجواب شکالات ہیں تو ان کا علمی طور پر مدلل جواب دیا ہے، آخر میں فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بصرہ میں اور حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کوفہ میں سکونت پذیر تھے، کوفہ اور بصرہ کے درمیان مسافت کم ہے، لوگوں کے درمیان یہ عادت چلی آرہی ہے کہ اگر وہ کسی نیک صالح شخص کا تذکرہ سنتے ہیں کہ وہ فلاں جگہ ہیں تو لوگ متعدد شہروں سے دور دراز کا سفر طے کر کے ان کی زیارت و صحبت اور استفادہ کے لئے ان کی خدمت میں پہنچتے ہیں، ان سے ملاقات کے لئے ہر ممکنہ کوشش کی جاتی ہے، اور اس وقت کیا عالم ہوگا جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی صحابی کسی شہر میں ہو، اور وہاں کے لوگوں نے اسے دیکھا نہ ہو؟ جب کہ شہر بھی قریب ہو، اور وہ ان کی زیارت اور روایت کے

① بغية الوعاة في طبقات اللغوين والنحاة: ترجمة: محمود بن أحمد بن موسى،

ج ۲ ص ۲۷۵

لئے نہ گئے ہوں تو یہ بات عادتاً محال ہے۔ ①

آج اگر کوئی مستند بزرگ عالم کسی شہر میں آجائے تو لوگوں کا ملاقات کے لئے ایک تانتا بن جاتا ہے، ہر شخص مصافحہ اور زیارت کے لئے ہر ممکنہ کوشش کرتا ہے، جب چودہ صدیوں بعد یہ عالم ہے تو خیر القرون کے دور میں جب کوئی صحابی کسی شہر میں ہو، اور لوگ اس کی زیارت اور استفادہ کے لئے ان کی خدمت میں نہ جائیں تو یہ بات عقلاً ناممکن ہے، آج کے دور میں اگر کوئی بڑا عالم آجاتا ہے تو لوگ اپنی اولاد کو ان کی خدمت میں لے کر جاتے ہیں تاکہ وہ ان کے حق میں خیر و برکت کی دعا کریں، تو پھر جس دور کی خیریت کی پیشین گوئی زبان نبوت سے ہو اس دور کا کیا عالم ہوگا۔

علامہ عینی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ”عمدة القاری فی شرح صحیح البخاری“ میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا جب سند میں تذکرہ آیا تو آپ نے ان کے مختصر احوال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ بیعت رضوان میں شریک تھے، ان سے پچانوے (۹۵) احادیث مروی ہیں، اور صحیح بخاری میں ان سے پندرہ (۱۵) روایات مروی ہیں، یہ کوفہ میں رہائش پذیر صحابہ میں سب سے آخری صحابی ہیں، ان کا انتقال ستاسی (۸۷) ہجری میں ہوا، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جن سات صحابہ کرام کو پایا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہیں، اس وقت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی عمر سات (۷) سال تھی، اشیاء کے درمیان ادراک اور تمیز کے لئے یہ سن کافی ہے:

عبد اللہ بن ابی اوفی... من أصحاب بیعة الرضوان، روى له خمسة وتسعون حديثاً للبخاری خمسة عشر، وهو آخر من بقي من أصحابه

① مغانی الأخیار: الفصل الثالث فیمن رأى أبو حنیفة من الصحابة وروی عنهم، ج ۳

ص ۱۲۲ تا ۱۲۶

بِالْكُوفَةِ، مَاتَ سَنَةَ سَبْعٍ وَثَمَانِينَ وَهُوَ أَحَدُ الصَّحَابَةِ السَّبْعَةِ الَّذِينَ أُدْرِكُهُمْ أَبُو حَنِيفَةَ سَنَةَ ثَمَانِينَ، وَكَانَ عَمْرُهُ سَبْعَ سِنِينَ، سَنَ التَّمْيِيزِ وَالْإِدْرَاكِ مِنَ الْأَشْيَاءِ. ①

اسی طرح علامہ عینی رحمہ اللہ ”باب متى يحل المعتمر“ کے تحت سند میں جب حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رحمہ اللہ کا تذکرہ آیا تو فرماتے ہیں:

وَهُوَ أَحَدٌ مِنْ رَوَى عَنْهُ أَبُو حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ، وَلَا يُلْتَفَتُ إِلَى قَوْلِ الْمُنْكَرِ الْمُتَعَصِّبِ. ②

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رحمہ اللہ ان صحابہ میں سے ایک ہیں جن سے امام ابو حنیفہ نے (حدیث) روایت کی ہے، اور کسی منکر متعصب شخص کی بات کی طرف التفات نہ کیا جائے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے کتنی صراحت کے ساتھ نقل کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رحمہ اللہ سے روایت حدیث کی ہے، اور یہ بھی بتلادیا کہ اس کا انکار متعصب شخص ہی کر سکتا ہے۔ علامہ عینی رحمہ اللہ نے شرح بخاری میں جہاں کہیں بھی سند میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رحمہ اللہ کا ذکر آیا ہے تو وہاں آپ نے مختصر اس بات کی وضاحت کی ہے، مثلاً:

وَهَذَا هُوَ أَحَدٌ مِنْ رَوَاهُ أَبُو حَنِيفَةَ الْإِمَامُ، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ. ③
وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي أَوْفَى وَهُوَ آخِرُ مَنْ مَاتَ بِالْكُوفَةِ مِنَ الصَّحَابَةِ، وَهُوَ مِنْ جَمَلَةٍ مَنْ رَأَاهُ أَبُو حَنِيفَةَ مِنَ الصَّحَابَةِ، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمْ. ④

① عمدة القاری: کتاب الزکاة، باب صلاة الإمام ودعائه لصاحب الصدقة، ج ۹ ص ۹۵

② عمدة القاری: کتاب الحج، باب متى يحل المعتمر، ج ۱۰ ص ۱۲۸

③ کتاب الصوم: باب الصوم في السفر والإفطار، ج ۱۱ ص ۴۲

④ عمدة القاری: کتاب البيوع، باب ما يكره من الحلف، ج ۱۱ ص ۲۰۶

وَهُوَ آخِرُ مَنْ مَاتَ بِالْكُوفَةِ مِنَ الصَّحَابَةِ. رَوَاهُ أَبُو حَنِيفَةَ، رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ. ①

۲۰..... علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) کی تصریح

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ۸۴۹ھ قریہ سیوط میں پیدا ہوئے جو دریائے نیل کے مضافات میں واقع ہے، ۸ سال کی عمر میں آپ نے قرآن کریم حفظ کیا، جن اساتذہ و شیوخ سے جملہ علوم اسلامیہ یعنی تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، تاریخ، معانی و ادب وغیرہ میں تعلیم حاصل کی ان کا تذکرہ آپ نے اپنی کتاب ”حسن المحاضرة في أخبار مصر والقاهرة“ ج ۱ ص ۳۳۶ تا ۳۴۳ میں کیا ہے۔

ارباب سیر اور تذکرہ نگاروں نے آپ کے علمی تبحر اور فضل و کمال کا اعتراف کیا ہے اور لکھا ہے کہ شیخ جلال الدین عبدالرحمن اپنے عہد کے نہایت با کمال ائمہ فن میں سے تھے، فطرت کی طرف سے ان کی ذات میں بہت سی خوبیاں ودیعت کی گئی تھیں۔ درس و تدریس، تصنیف و تالیف، افتاء و قضاء اور رشد و ہدایت میں انہیں کمال حاصل تھا۔ وہ نامور اور بلند پایہ مفسر، محدث، فقیہ، ادیب، شاعر، مؤرخ اور لغوی ہی نہ تھے بلکہ اپنے دور کے مجدد بھی تھے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے عنوان قائم کیا ”ذکر ما روی الإمام أبو حنيفة عن الصحابة رضي الله عنهم“ پھر اس کے تحت امام ابو معشر طبری رحمہ اللہ کا پورا وہ جزء نقل کیا ہے جس میں انہوں نے امام صاحب کی صحابہ سے روایات حدیث نقل کی ہیں، پھر ہر روایت نقل کرنے کے بعد روایت کا درجہ متعین کیا ہے اور فن حدیث اور اصول حدیث کے اعتبار سے گفتگو بھی کی ہے، اور دیگر کتب حدیث میں اگر وہ روایت موجود ہے تو اس کی نشاندہی بھی کی ہے، اگر علامہ سیوطی رحمہ اللہ امام صاحب کی صحابہ سے روایت حدیث کے قائل

① عمدة القاری : کتاب الطلاق ، باب الإشارة في الطلاق ، ج ۲۰ ص ۲۸۸

نہ ہوتے تو کبھی اس جزء کو نقل نہ کرتے۔ نیز آپ فرماتے ہیں کہ امام صاحب کی صحابہ سے مروی روایات کی اسانید پر ضعف کا الزام ہے، عدم صحت اور بطلان کا اعتراض نہیں ہے، اور ضعیف روایت کو نقل کرنا جائز ہے اور اس پر روایت کا اطلاق کرنا بھی جائز ہے:

وحاصل ما ذکرہ ہو وغیرہ الحکم علی أسانید ذلک بالضعف وعدم الصحة لا بالبطلان، وحينئذٍ فسهل الأمر في إيرادها لأن الضعيف يجوز روايته ويطلق عليه أنه وارد كما صرحوا. ❶

۲۱.... علامہ محمد بن یوسف صاکی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) کی تصریح

علامہ محمد بن یوسف صاکی شافعی رحمہ اللہ کی جلالتِ شان، آپ کا علمی فضل و کمال، سیرت پر آپ کی لا جواب تصنیف ”سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد“ جو تقریباً ایک ہزار کتابوں کے مطالعے سے ماخوذ ہے، آپ کی شخصیت و اخلاق، ذوقِ عبادت، یتیموں کی کفالت، اہل ثروت دنیا دار حکمرانوں اور ان کے حاشیہ نشینوں سے استغناء کا حال آپ کے ہم عصر علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) کی زبانی سنئے:

قال العلامة الشعراني في ذيله على طبقاته ما نصه: ومنهم الأخ الصالح العالم الزاهد، الشيخ شمس الدين محمد الشامي المتمسك بالسنة المحمدية، نزيل التربة البرقوقية، وكان عالماً، صالحاً، مفنناً في العلوم، وألف السيرة النبوية المشهورة التي جمعها من ألف كتاب، وأقبل الناس على كتابتها ومشى فيها على أنموذج لم يسبق إليه أحد. كان عزباً لم يتزوج قط، وإذا قدم عليه المضيف يعلق القدر ويطبخ له. كان حلواً

❶ تبيض الصحيفة بمناقب الإمام أبي حنيفة: ذكر ما روى الإمام أبو حنيفة عن

الصحابة رضي الله عنهم، ص ۲۶

المنطق، مہیب النظر، کثیر الصیام والقیام، بت عنده الليالي فما كنت اراه ينام في الليل إلا قليلا. كان إذا مات أحد من طلبة العلم وخلف أولادا قاصرين وله وظائف يذهب إلى القاضي ويتقرر فيها ويباشرها ويعطى معلومها للأيتام حتى يصلحوا للمباشرة. كان لا يقبل من مال الولاية وأعوانهم شيئا، ولا يأكل من طعامهم. ❶

علامہ شعرانی اپنی کتاب ”الطبقات الكبرى“ کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ ہمارا صالح بھائی، عالم، زاہد، شیخ شمس الدین محمد شامی جو کہ سنت محمدی کے متبع، اور سرزمین برقوقیہ کے ساکن تھے، وہ عالم صالح اور علم میں پختہ شخص تھے، انہوں نے ایک ہزار کتابوں سے مواد لے کر سیرت کی مشہور کتاب لکھی، بہت سے لوگوں نے ان کی اس تصنیف کی کتابت میں دلچسپی لی، انہوں نے اپنی اس تصنیف میں ایسا انوکھا انداز اختیار کیا ہے جو ان سے پہلے کسی اور نے نہیں اختیار کیا، تاحیات وہ غیر شادی شدہ رہے، ان کے پاس جب کوئی مہمان آتا تو وہ فوراً ہانڈی چولہے پر چڑھا دیتے، اور اس کے لئے کھانا تیار کرتے، ان کی گفتگو شیریں ہوا کرتی تھی، رات کو اللہ کے ہاں مصلے پر کھڑے دکھائی دیتے، میرا ان کے ہاں کئی راتوں تک قیام رہا، میں نے انہیں رات کو بہت کم سوتے دیکھا، طلبہ میں سے جب کسی کا انتقال ہو جاتا اور وہ اپنے پیچھے چھوٹے بچے چھوڑ جاتا تو علامہ شامی قاضی کے پاس جاتے اور اپنے وظائف لے کر اس طالب علم کے یتیم بچوں میں تقسیم کر دیتے، اس کے بعد وہ ان وظائف کو انہیں کے نام سے جاری کروا دیتے، حکمرانوں اور ان کے حاشیہ نشینوں کا ہدیہ قبول نہ کرتے، اور نہ ہی ان کی دعوت قبول کرتے تھے۔

❶ شذرات الذهب في أحوال من ذهب: سنة اثنتين وأربعين وتسعمائة، ج ۱۰

یہی علامہ محمد بن یوسف صاکی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب پر مستقل ایک کتاب تصنیف فرمائی، ”عقود الجنان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان“ اس میں آپ کے خصائص بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

إنه رأى بعض الصحابة وسمع منهم. ❶

امام ابو حنیفہ نے بعض صحابہ کو دیکھا ہے اور ان سے احادیث کی سماعت بھی کی۔
علامہ صاکی رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”سبل الہدی والرشاد في سيرة خير العباد“ میں مرکزی عنوان قائم کیا ”أبواب معجزاته صلى الله عليه وسلم فيما أخبر به من الكوائن بعده فكان كما أخبر“ یعنی آپ کے ان معجزات کا تذکرہ جس میں آپ نے زمانہ مستقبل کے متعلق کسی بات کی خبر دی اور وہ اسی طرح ہوا جیسے آپ نے بتلایا تھا۔ اس عنوان کے تحت انہوں نے چوراسی (۸۴) ابواب قائم کر کے مختلف معجزات کا ذکر کیا، تو ترین (۵۳) نمبر باب میں عنوان قائم کیا ”الباب الثالث والخمسون في إشارته صلى الله عليه وسلم إلى وجود الإمام أبي حنيفة والإمام مالک والإمام الشافعي رحمهم الله“ یعنی احادیث میں وہ بشارتیں جس میں امام ابو حنیفہ، امام مالک، اور امام شافعی رحمہم اللہ کے آنے کی طرف اشارہ تھا۔

الحمد لله جو آپ نے پیش گوئی کی تھی وہ ہو، ہو پوری ہوئی، آپ نے فرمایا تھا: لو كان

الإيمان عند الثريا لناله رجال من هؤلاء. ❷

علامہ صاکی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ میرے شیخ (علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ) نے فرمایا کہ (امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی) بشارت اور فضیلت میں یہ حدیث بالکل صحیح ہے اس پر اعتماد

❶ عقود الجنان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب التاسع، ص ۱۸۰

❷ صحيح بخاری: كتاب فضائل الصحابة، باب فضل فارس، ج ۴ ص ۱۹۷۲، رقم

الحديث: ۲۵۳۶

کیا جائے گا، آپ کی فضیلت کے لئے موضوع روایت کی ضرورت نہیں ہے، علامہ صالحی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ نے یقین کے ساتھ کہا کہ اس حدیث کے مصداق امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں، اور اس میں کوئی شک نہیں ہے، اس لئے کہ ابناء فارس میں سے کوئی بھی ان کے علمی مقام کو نہیں پہنچ سکا:

قال الشيخ رحمه الله تعالى: فهذا أصل صحيح يعتمد عليه في البشارة والفضيلة، ويستغنى به عن الخبر الموضوع. انتهى. وما جزم به شيخنا من أن الإمام أبا حنيفة رضى الله عنه هو المراد من هذا الحديث السابق ظاهر لا شك فيه، لأنه لم يبلغ من أبناء فارس في العلم مبلغه، ولا مبلغ أصحابه. ①

۲۲..... امام ابن حجر مکی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۷ھ) کی تصریح

امام ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے امام اعظم رحمہ اللہ کا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے علاوہ متعدد صحابہ کرام سے سماع کرنا بیان کیا ہے۔ جن میں سے امام مکی رحمہ اللہ نے حضرت عمرو بن حُرَیث۔ حضرت عبد اللہ بن اُنیس، حضرت عبد اللہ بن ابی اوفی اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم سے امام اعظم کے سماع حدیث پر وارد اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں۔

نیز امام مکی رحمہ اللہ نے حضرت ابو طفیل عامر بن واثلہ، حضرت سہل بن ساعد الساعدی، حضرت سائب بن خلاد بن سُوید، حضرت سائب بن یزید بن سعید، حضرت عبد اللہ بن بُسر اور حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہم کے صرف سنین وصال درج کرنے پر اکتفاء کیا، نیز آپ اس بحث کے آخر میں فرماتے ہیں کہ محدثین کا قاعدہ ہے کہ اتصال کا راوی ارسال وانقطاع

① سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد: أبواب معجزات النبي ﷺ، الباب الثالث

والخمسون، ج ۱۰ ص ۱۱۶

کے راوی پر مقدم ہوتا ہے، اس لئے کہ اتصال کا راوی جو روایت نقل کرتا ہے اس میں زیادتی علم یعنی ایک نئی بات کا اضافہ ہوتا ہے، یہ بات تائید کرتی ہے علامہ عینی رحمہ اللہ کے قول کی، پس اس بات کو خوب یاد رکھو یہ نہایت اہم بات ہے:

وقاعدة المحدثين أن راوي الاتصال مقدم على راوي الإرسال والانقطاع لأن معه زيادة علم تؤيد ما قاله العيني فاحفظ ذلك فإنه مهم. ❶

۲۳..... محدث کبیر ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) کی تصریح

مجدد مائتہ عشرہ شارح مشکوٰۃ محدث کبیر ملا علی قاری رحمہ اللہ جن کے ترجمے کا آغاز علامہ عبد الملک بن حسین عصامی مکی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۱۱ھ) ان الفاظ میں کرتے ہیں:

الجامع للعلوم العقلية والنقلية والمتضلع من السنة النبوية أحد

جماهير الأعلام ومشاهير أولي الحفظ والأفهام. ❷

علامہ محمد امین بن فضل اللہ المحبی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۱۱ھ) نے ملا علی قاری رحمہ اللہ اور امام

شہاب الدین رملی رحمہ اللہ کو اپنے صدی کا مجدد قرار دیا ہے۔ ❸

علامہ شوکانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے ملا علی قاری رحمہ اللہ کو مجتہد قرار دیتے ہوئے

فرمایا کہ مجتہد کی شان یہ ہوتی ہے کہ جوادلہ صحیحہ کی مخالفت کرے وہ اس کو بیان کرے اور

اس پر اعتراض کرے، چاہے اس کے کہنے والا کوئی بڑا آدمی ہو یا چھوٹا ہو (علم و مرتبہ کے

اعتبار سے):

❶ الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل السادس،

۳۳ تا ۳۶ ❷ سمط النجوم العوالي في أنباء الأوائل والتوالي: ترجمة: علي القاري

بن سلطان، ج ۳ ص ۲۰۲ ❸ خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر: ترجمة:

علي بن محمد القاري، ج ۳ ص ۱۸۵

وَأَقُولُ هَذَا دَلِيلٌ عَلَى عُلُوِّ مَنْزِلَتِهِ فَإِنَّ الْمُجْتَهِدَ شَأْنُهُ أَنْ يَبِينَ مَا يُخَالَفُ
الْأَدِلَّةَ الصَّحِيحَةَ وَيَعْتَرِضُهُ سَوَاءٌ كَانَ قَائِلُهُ عَظِيمًا أَوْ حَقِيرًا. ①

یہی ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قابل اعتماد بات یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا صحابہ
سے روایت کرنا ثابت ہے:

وَقَدْ ثَبَتَ رُؤْيَاهُ بِعَظْمِ الصَّحَابَةِ وَاخْتَلَفَ فِي رِوَايَتِهِ عَنْهُمْ وَالْمَعْتَمَدُ
ثَبُوتُهَا. ②

امام ابو حنیفہ کا بعض صحابہ کو دیکھنا ثابت ہے، البتہ آپ کا صحابہ سے روایت حدیث کرنا
مختلف فیہ ہے، لیکن قابل اعتماد بات یہ ہے کہ آپ کا ان سے روایت حدیث کرنا ثابت ہے۔
ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اس بحث کا فیصلہ دو جملوں میں کر دیا، جو سمندر کو کوزے میں بند
کر دینے کے مترادف ہے:

قِيلَ: وَلَمْ يَلْقَ أَحَدًا مِنْهُمْ. قُلْتُ: لَكِنْ مَنْ حَفِظَ حُجَّةً عَلَى مَنْ لَمْ يَحْفَظْ،
وَالْمُثَبِّتُ مُقَدَّمٌ عَلَى النَّافِي. ③

بعض نے کہا کہ امام ابو حنیفہ کی ان میں سے کسی صحابی سے ملاقات نہیں ہوئی، میں
کہتا ہوں (ملا علی قاری) جس نے یاد رکھا اس کی بات حجت ہے اس پر جس نے یاد نہ
رکھا، اور ثابت کرنے والا نفی کرنے والے پر مقدم ہے۔

۲۲..... امام محمد بن علی بن محمد حصکفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) کی تصریح

امام محمد بن علی بن محمد المعروف حصکفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بات درست ہے کہ امام

① البدر الطالع: ترجمة: الشيخ ملا علی قاری بن سلطان، ج ۱ ص ۴۲۵، ۴۲۶

② ذیل الجواهر المضیة فی طبقات الحنفیة: ج ۲ ص ۴۵۳ ③ مرقاة المفاتیح شرح

مشکاة المصابیح: مقدمہ، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۷۸

ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے سات صحابہ سے حدیث کا سماع کیا ہے:

وَصَحَّ أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ سَمِعَ الْحَدِيثَ مِنْ سَبْعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ. ①

۲۵..... امام ابن عماد حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) کی تصریح

امام عبدالحی بن احمد حنبلی المعروف ابن عماد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وذكر الحافظ العامري في تأليفه الرياض المستطابة وكذلك

ملخصه صالح ابن صلاح العلائي، ومن خطه نقلت: أن الإمام أبا حنيفة

رأى عبد الله بن الحارث بن جزء وسمع منه قوله: من تفقه في دين الله

كفاه الله همه ورزقه من حيث لا يحتسب. ②

(اس تحقیق کو) حافظ عامری نے اپنی تالیف ”الرياض المستطابة“ میں ذکر کیا

ہے جس کی صالح بن صلاح علائی نے تلخیص کی ہے۔ میں نے انہی کے خط سے (اس تحقیق

کو) نقل کیا ہے کہ بے شک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد اللہ بن حارث بن جزء رحمہ اللہ

کو دیکھا، اور ان سے آپ مٹا اللہ کا یہ فرمان سنا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین میں تفقہ (سمجھ

بوجھ) حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے غموں کو کافی ہو جاتا ہے، اور اس کو وہاں سے رزق

دیتا ہے جہاں سے وہ سوچ بھی نہیں سکتا۔

علامہ شیخ محمد حسن السنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۵ھ) کی تحقیق

علامہ شیخ محمد حسن السنبلی رحمہ اللہ نے مسند امام اعظم کی ایک لاجواب شرح لکھی ”تنسيق

النظام في مسند الإمام“ کے نام سے یہ شرح اب مسند امام اعظم کے متداول نسخوں پر

حاشیے کی صورت میں موجود ہے، اس کے شروع میں ایک مقدمہ ہے، جس میں امام

ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے احوال و مناقب اور مسند کے روایات کا تفصیلی تذکرہ ہے، اس میں امام

① الدر المختار: مقدمة، ج ۱ ص ۱۵۲ ② شذرات الذهب: سنة خمسين ومائة، ج ۲ ص ۲۳۰

سنن ابی حنیفہ فرماتے ہیں کہ امام صاحب کی صحابہ سے روایت حدیث ارباب انصاف کے نزدیک چند وجوہ سے ثابت ہے۔

پہلی وجہ یہ ہے کہ امام خوارزمی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ علماء کا اتفاق ہے کہ امام صاحب نے صحابہ سے روایت حدیث کی ہے، البتہ اختلاف تعداد میں ہے بعض نے کہا کہ سات یا چھ یا پانچ صحابہ اور ایک صحابیہ سے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ابو معشر عبدالکریم شافعی رحمہ اللہ نے امام صاحب کی صحابہ سے مرویات پر مستقل ایک رسالہ لکھا، اور اس میں روایات پر کوئی جرح نہیں کی ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ روایات کی اسناد ضعیف سے خالی نہیں ہیں جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا، علماء نے تصریح کی ہے کہ فضائل اعمال اور مناقب میں ضعیف روایات پر عمل کرنا جائز ہے، اور یہ بات علماء کے ہاں معمول و مقبول ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ علامہ عینی رحمہ اللہ نے صحابہ سے روایت حدیث کو ثابت کیا ہے۔ پانچویں وجہ یہ ہے کہ اصحاب ابی حنیفہ نے امام صاحب کے سماع کو ثابت کیا ہے، علامہ کردری، امام طاہر، شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم ان کے علاوہ ثقہ، حفاظ حدیث، ائمہ مجتہدین اس بات کے قائل ہیں، مشہور عربی مقولہ ہے، ”صاحب البیت أدری بما فیہ“ لہذا امام صاحب کی روایت کا مسئلہ بھی ائمہ حنفیہ ہی زیادہ جانتے ہیں۔ ❶

ائمہ کرام کی درج بالا تصریحات سے معلوم ہوا کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ صحابہ کرام کی زیارت کر کے نہ صرف شرفِ تابعیت سے بہرہ ور ہوئے بلکہ آپ نے صحابہ سے براہِ راست احادیث مبارکہ بھی روایت کیں، ایک منصف مزاج شخص کے لئے اس قدر اکابر اہل علم حضرات کی تصریحات کافی ہیں۔

❶ تنسيق النظام في مسند الإمام بحاشية مسند الإمام الأعظم: مقدمة: ص ۱۱،

الناشر: المیزان ناشران و تاجران کتب لاہور

امام اعظم کی حضرت عائشہ بنت عجرہ سے روایت حدیث پر اعتراضات اور ان کے جوابات

سید الحفاظ امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۳ھ) نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا سماع صراحت کے ساتھ حضرت عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، اور ان کا سماع صراحت کے ساتھ آپ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، آپ کا مقام اس فن میں بعد میں آنے والے تمام ائمہ جرح و تعدیل سے بڑھ کر ہے لہذا آپ ہی کا قول معتبر ہوگا۔

حضرت عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ عنہا کی صحابیت کے بارے میں جن حضرات نے شبہ کا اظہار کیا ہے، ان میں امام دارقطنی، امام ذہبی، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ ہیں، ان حضرات کے شبہ کی بنیاد امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی طرف منسوب یہ قول ہے کہ حضرت عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ عنہا معروف نہیں ہیں۔

بندہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کی ”کتاب الأم“ میں کافی تلاش کیا لیکن مجھے اب تک اس اصل ماخذ میں امام شافعی رحمہ اللہ کا یہ قول نہیں ملا۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے اس قول کو امام بیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۸ھ) نے نقل کیا ہے، امام شافعی رحمہ اللہ مس ذکر کی بحث میں الزامی جواب دیتے ہوئے یہ کہا کہ فریق مخالف ہم پر یہ الزام لگا رہے ہیں کہ ہم نے بسرہ بنت صفوان رضی اللہ عنہا کی روایت سے استدلال کیا ہے، اور وہ معروف نہیں ہیں، حالانکہ جن روایات سے فریق مخالف استدلال کر رہا ہے اس میں عثمان بن راشد رحمہ اللہ اور عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ عنہا ہیں، اور یہ دونوں بھی اپنے شہروں میں معروف نہیں ہیں، (یعنی جو اعتراض وہ ہمیں دے رہے ہیں وہ ان کی اپنی روایات پر بھی ہے)۔

قَالَ الشَّافِعِيُّ: أَثَرُهُ الَّذِي يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ عُثْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ

عَجْرَدٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ وَزَعَمَ أَنَّ هَذَا الْأَثَرَ ثَابِتٌ يُتْرَكُ لَهُ الْقِيَاسُ وَهُوَ
يَعِيبُ عَلَيْنَا أَنْ نَأْخُذَ بِحَدِيثِ بُسْرَةَ بِنْتِ صَفْوَانَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ، وَعُثْمَانُ وَعَائِشَةُ غَيْرُ مَعْرُوفَيْنِ بِبِلَدِهِمَا. ①

امام شافعی رحمہ اللہ کی عبارت کو حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے بھی ان
الفاظ میں نقل کیا ہے:

وقد قال الشافعي في الأم لما احتج بحديث بوسة بنت صفوان في
الوضوء من مس الذكر رويناه قولنا من غير بوسة والذي يعيب علينا
الرواية عن بوسة يروي عن عائشة بنت عجرد وغيرها من النساء اللواتي
لسن بمعروفات ويحتج بروايتهن ويضعف حديث بوسة مع سابقتها وقدم
هجرتها. ②

امام شافعی رحمہ اللہ نے ”کتاب الأم“ میں کتاب الوضوء کے تحت باب مس ذکر میں بسرہ
بنت صفوان کی روایت سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے اپنے اس قول کو حضرت
بسرہ کے علاوہ دیگر لوگوں سے بھی روایت کیا ہے، وہ لوگ جو ہمیں حضرت بسرہ سے روایت
کرنے پر عیب لگاتے ہیں وہ عائشہ بنت عجرد اور ان جیسی دیگر خواتین سے جو معروف نہیں
ہیں روایت کرتے ہیں، اور پھر ان کی روایتوں سے حجت قائم کرتے ہیں اور بسرہ کی حدیث
کو ان کی سابقیت اور قدیم الجہرت ہونے کے باوجود ضعیف ٹھہراتے ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ کی اس عبارت میں کہیں بھی ان کی صحابیت کا انکار نہیں کیا ہے، صرف
الزامی جواب دیتے ہوئے کہا کہ حضرت عائشہ بنت عجرد رضی اللہ عنہا معروف نہیں ہیں، لیکن امام

① السنن الكبرى: كتاب الطهارة، باب فرض الغسل، ج ۱ ص ۲۷۷، رقم الحديث:

۸۵۰ ② لسان الميزان: حرف العين، من اسم عائشة، ترجمة: عائشة بنت عجرد،

ج ۳ ص ۲۷۷

شافعی رحمہ اللہ کے ان کو نہ جاننے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صحابیہ ہی نہ ہوں، اصول حدیث کا مسلم قاعدہ ہے کہ اگر کسی راوی سے دو ثقہ حضرات روایات کریں تو اس کی جہالت ختم ہو جاتی ہے، امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں اگر کسی راوی سے دو ثقہ حضرات روایت کریں تو اس کی جہالت ختم ہو جاتی ہے اور اس کی عدالت ثابت ہو جاتی ہے:

مَنْ رَوَى عَنْهُ ثِقَتَانِ فَقَدْ ارْتَفَعَتْ جَهَالَتُهُ وَثَبَّتْ عَدَالَتُهُ. ❶

علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں کہ اگر کسی راوی سے تین آدمی اور یہ بھی کہا گیا کہ دو آدمی روایت کریں تو وہ مجہول نہیں ہے:

رَوَى عَنْهُ ثَلَاثَةٌ وَقَدْ قِيلَ رَجُلَانِ فَلَيْسَ بِمَجْهُولٍ. ❷

علامہ عبدالحی لکھنوی (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ اکثر اہل علم کے نزدیک اگر دو شخص مجہول العین سے روایت کر لیں تو اس کی جہالت ختم ہو جاتی ہے:

إن جهالة العين ترتفع برواية اثنين عنه هذا عند الأكثر. ❸

مزید اہل علم کے اقوال کے لئے ”الرفع والتكميل“ میں ”المرصد الرابع“ ایقاظ نمبر ۱۳ کے تحت دیکھیں۔

حضرت عائشہ بنت عمر رضی اللہ عنہا سے روایت کرنے والے دو ثقہ حضرات ہیں، امام ابوحنیفہ اور عثمان بن راشد رضی اللہ عنہ، نیز حضرت عثمان بن راشد رحمہ اللہ سے امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری رضی اللہ عنہ جیسے دو جلیل القدر ائمہ روایت کرتے ہیں۔

حضرت عثمان بن راشد رحمہ اللہ سے ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے جو روایت نقل کی ہے اسے امام

❶ فتح المغیث: معرفة من تقبل روايته ومن ترد، الاختلاف في المجہول، ج ۲

ص ۵۴ ❷ الاستذکار: کتاب الطہارة، باب جامع الرضوء، ج ۱ ص ۱۸۰

❸ الرفع والتكميل: المرصد الرابع، ایقاظ، ۱۳، ص ۲۴۸

دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) نے نقل کیا ہے۔ دیکھئے: ①

اسی طرح حضرت عثمان بن راشد رحمہ اللہ سے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نے بھی روایت نقل کی، دیکھئے: ②

مذکورہ بالا دونوں روایتوں میں حضرت عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ عنہا سے حضرت عثمان رحمہ اللہ براہ راست نقل کر رہے ہیں اور ان سے دو جلیل القدر امام، امام ابو حنیفہ اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نقل کر رہے ہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے براہ راست بھی روایت نقل کی ہے، جیسا کہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے نقل کیا، اور حضرت عثمان رحمہ اللہ کے واسطے سے بھی۔

امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے حضرت عثمان بن راشد رحمہ اللہ سے نقل کرنے والوں میں امام ابو حنیفہ، امام سفیان ثوری رحمہ اللہ دونوں کا ذکر کیا ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے صاحبزادے حماد بن ابی حنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمہ میں ذکر کیا ہے کہ یہ اپنے والد سے اور وہ عثمان بن راشد رحمہ اللہ سے اور وہ حضرت عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ عنہا سے، دیکھئے: ③

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عثمان بن راشد رحمہ اللہ کے حالات میں نقل کیا کہ ان سے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

عثمان بن راشد السلمی روی عن عائشة بنت عجرہ روی عنه الثوری. ④

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حضرت عثمان بن راشد رحمہ اللہ سے اور ان کی حضرت عائشہ بنت عجرہ

رضی اللہ عنہا سے مروی روایت امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) نے ”کتاب الآثار“ میں نقل

① سنن دارقطنی: کتاب الطہارۃ، باب ماروی فی المضمضة والاستنشاق، ج ۱

ص ۲۰۸، رقم الحدیث: ۴۱۳ ② سنن دارقطنی: کتاب الطہارۃ، باب ماجاء فی

المضمضة والاستنشاق، ج ۱ ص ۲۰۸، رقم الحدیث: ۴۱۲

③ الجرح والتعديل: باب الحاء، حماد، ج ۳ ص ۱۴۹

④ الجرح والتعديل: باب العين، عثمان، ج ۶ ص ۱۴۹

کی ہے۔ دیکھئے: ❶

امام عثمان بن راشد رحمہ اللہ ثقہ ہیں، امام ابن حبان رحمہ اللہ (متوفی ۳۵۴ھ) نے ان کا ذکر اپنی کتاب ”الثقات“ میں کیا، اور یہ بھی نقل کیا کہ یہ حضرت عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، اور ان سے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں:

عُثْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ السَّامِيُّ مِنْ أَهْلِ الْكُوفَةِ يَرْوِي عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ عَجْرَةَ

رَوَى عَنْهُ سُفْيَانُ بْنُ سَعِيدٍ الثَّوْرِيُّ. ❷

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے امام عثمان بن راشد رحمہ اللہ کا ترجمہ نقل کرتے ہوئے فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ امام ابن حبان رحمہ اللہ نے انہیں ثقات میں ذکر کیا ہے:

قلت: ذكر ابن حبان في الثقات. ❸

معلوم ہوا امام عثمان بن راشد رحمہ اللہ بھی ثقہ ہیں اور ان سے نقل کرنے والے دو امام یعنی امام ابو حنیفہ اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ بھی ثقہ ہیں، اور ان دونوں اماموں کا حضرت عثمان بن راشد رحمہ اللہ سے روایت کرنا بھی ثابت ہے، خلاصہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ عنہا سے براہ راست بھی روایت نقل کی ہے اور حضرت عثمان بن راشد رحمہ اللہ کے واسطے سے بھی۔ اب ثبوت روایت کے بعد اس روایت پر اعتراضات اور جوابات کی طرف آتے ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ عنہا کی روایت پر دو اعتراض کئے:

..... حضرت عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ عنہا سے اس حدیث کے علاوہ کوئی دوسری روایت

مروی نہیں۔

❶ کتاب الآثار: باب الغسل من الجنابة، ص ۱۳ رقم: ۵۹

❷ الثقات: باب العين، ترجمة: عثمان بن راشد، ج ۷ ص ۱۹۶

❸ تعجيل المنفعة: حرف العين، ترجمة: عثمان بن راشد، ج ۲ ص ۵

۲..... حضرت عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ عنہا سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی۔

لَيْسَ لِعَائِشَةَ بِنْتِ عَجْرَةَ إِلَّا هَذَا الْحَدِيثُ، عَائِشَةُ بِنْتُ عَجْرَةَ لَا تَقُومُ

بِهَا حُجَّةٌ. ①

امام دارقطنی رحمہ اللہ کی یہ دونوں باتیں درست نہیں اس لئے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے صرف یہ ایک حدیث مروی نہیں بلکہ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے تین روایتیں نقل کیں ہیں۔ ایک کے راوی حجاج بن ارطاة رحمہ اللہ، دوسرے کے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور تیسرے کے امام سفیان ثوری رحمہ اللہ ہیں۔ اسی طرح حضرت عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ عنہا سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ براہ راست بھی نقل کرتے ہیں جیسا کہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے نقل کیا۔ اسی طرح حضرت عائشہ سے عثمان بن راشد کے واسطے سے بھی امام صاحب روایت نقل کرتے ہیں اس کا ذکر امام ابو یوسف نے ”کتاب الآثار“ میں اور امام ابو نعیم فضل بن دکین رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۹ھ) نے ”کتاب الصلاة“ میں ص: ۱۱۲، رقم الحدیث: ۹۷ کے تحت نقل کیا ہے، اسی طرح مسند ابی حنیفہ میں حافظ طلحہ بن محمد رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے جس کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے عثمان بن راشد رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے، اسی طرح امام ابن خسر و رحمہ اللہ اور قاضی ابوبکر محمد بن عبدالباقی رحمہ اللہ نے بھی اپنی اپنی مسند میں روایت نقل کی ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حضرت عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت کو امام موفق مکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) نے بھی ”مناقب ابی حنیفہ“ ص: ۳۲ پر نقل کیا ہے، اسی طرح سبط ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۴ھ) ”الانتصار والترجیح“ ص: ۱۵ پر نقل کیا ہے، امام

① سنن دارقطنی: کتاب الطہارۃ، باب ما روی فی المضمضة والاستنشاق، ج ۱

ص ۲۰۷، رقم: ۴۱۱

جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے حضرت عائشہ بنت عجرہ سے روایت نقل کی، دیکھئے: ①

مندرجہ بالا روایات تو بندہ کے علم کے مطابق ہیں اس کے علاوہ مزید روایات بھی موجود ہیں اگر تلاش و جستجو سے کام لیا جائے تو اور بھی روایات سامنے آسکتی ہیں۔ اب اس کے باوجود یہ کہنا کہ ”لیس لعائشۃ بنت عجرہ إلا هذا الحدیث“ یہ کسی طرح درست نہیں ہے، باقی رہی دوسری بات کہ ان سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی ہے یہ بات بھی محض اٹکل اور گمان سے کہی ہے، اس پر کوئی دلیل نقل نہیں کی کہ آخر کیوں نہیں حجت پکڑی جاسکتی ہے؟ امام بیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۸ھ) جو امام دارقطنی رحمہ اللہ کی بڑی اتباع کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود اس مقام پر انہوں نے امام دارقطنی رحمہ اللہ کا پہلا جملہ تو نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہ بنت عجرہ رضی اللہ عنہا سے اس کے علاوہ کوئی روایت مروی نہیں، لیکن انہوں نے دوسرا جملہ کہ ان سے حجت نہیں پکڑی جاسکتی اس کو بالکل نقل ہی نہیں کیا، دیکھئے: ②

نیز امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے تصریح کی ہے کہ صنف اناث میں کوئی ایک فرد بھی مجروح نہیں ہے:

وما علمت في النساء من اتهمت ولا من تركوها. ③

عورتوں میں سے کسی کے بارے میں میرے علم میں نہیں ہے کہ اس کو مستہم کیا گیا ہو اور محدثین نے اس سے روایت ترک کر دی ہو۔

امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) حضرت عائشہ بنت عجرہ کی صحابیت کا برملا اعتراف کرتے ہیں۔ چنانچہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”تجريد أسماء

① تبیض الصحیفة: ذکر ماروی الإمام أبو حنیفة عن الصحابة، ص ۳۲

② السنن الکبری: کتاب الطهارة، باب فرض الغسل، ج ۱ ص ۲۷۷، رقم: ۸۵۰

③ میزان الاعتدال: فصل فی النسوة المجہولات، ج ۲ ص ۶۰۴

الصحابہ“ میں نقل کیا:

قال ابن معین لها صحبة.

امام یحییٰ بن معین کہتے ہیں کہ یہ آپ ﷺ کی صحبت بابرکت سے مشرف ہوئی تھیں۔
امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا مقام و مرتبہ اور اس فن میں ان کی جلالتِ شان امام دارقطنی،
امام ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمہم سے کہیں بڑھ کر ہے، امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ
رحمہ اللہ کے حضرت عائشہ بنت عجر رحمہا اللہ سے براہ راست سماعت اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی
صحابیت دونوں باتوں کے قائل ہیں۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے لقاء اور روایت کے متعلق لکھے گئے اجزاء
الاجزاء یہ جزء کی جمع ہے، اور اس سے مراد وہ کتابچہ ہے جس میں کسی ایک راوی کی
احادیث جمع کر دی گئی ہوں، جیسے: ”جزء حدیث أبي بكر“ یا کسی خاص احادیث کی
اسانید پر بحث کی گئی ہو، جیسے حافظ ابن رجب حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۵ھ) کی ”اختصار
الأولی فی شرح حدیث اختصم الملا الأعلى“ یا کسی خاص موضوع سے متعلق
احادیث جمع کی گئی ہوں، جیسے امام بخاری رحمہ اللہ (متوفی ۲۵۶ھ) کی ”جزء رفع الیدین
فی الصلوة“ یا احادیث سے متعلق فوائد جمع کئے گئے ہوں جیسے ”الوحدانیات،
السنائیات“ یا کسی ایک صحابی یا اس کے بعد لوگوں میں سے کسی ایک شخص کی روایات کو جمع
کیا جائے یا کسی ایک شخص کے متعلق روایات کو جمع کیا جائے، اس کے علاوہ بھی اجزاء مختلف
شخصیات کے مختلف موضوعات پر لکھے گئے ہیں۔

اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق بھی مختلف اجزاء مختلف موضوعات پر لکھے
گئے، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے ”جزء فیہ حدیث أبي
حنيفة عمن لقي من الصحابة“ اس جزء میں ان روایات کا تذکرہ ہے جس میں امام

ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے لقاء کا ثبوت ہے، حافظ نے اس جزء کی اپنے سے لے کر مصنف تک اسکی سند بھی ذکر کی ہے، اور آپ کی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے برائے راست (بغیر کسی واسطے کے) روایت بھی ذکر کی ہے:

عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ، سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَقُولُ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ. ❶

اسی طرح حافظ نے آپ کے ایک اور جزء کا تذکرہ کیا ہے، اور اس تک اپنی متصل سند بھی ذکر کی ہے وہ ہے ”روایۃ ابي حنيفة عن الصحابة“ امام ابو معشر عبدالکریم طبری رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۷ھ) نے اس جزء میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی صحابہ سے مروی روایات کا تذکرہ ہے۔ ❷

اس جزء کا ذکر علامہ محمد بن سلیمان الرودانی مکی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۹۳ھ) نے بھی کیا ہے، آپ کے الفاظ یہ ہیں:

وجزاء فيه رواية ابي حنيفة عن الصحابة لأبي معشر الطبري. ❸

فقہ کی لغوی تعریف

فقہ لغت میں سمجھ بوجھ کو کہتے ہیں، چاہے سمجھنا واضح اور آسان بات کا ہو یا مشکل اور دقیق بات کا، خواہ ان باتوں کا سمجھنا دینی امور سے متعلق ہو یا دنیوی امور سے، بہر حال ان سب پر فقہ کی لغوی تعریف صادق آتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی حکایت نقل فرمائی ہے:

❶ المعجم المفهرس: حرف الحاء، ج ۱ ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۲

❷ المعجم المفهرس: حرف الحاء، ج ۱ ص ۲۷۲، رقم: ۱۱۳۲

❸ صلة الخلف بموصول السلف، حرف الجيم، ج ۱ ص ۲۱۳

﴿قَالُوا يَشْعِيبُ مَا نَفَقَهُ كَثِيرًا مِّمَّا تَقُولُ﴾ ❶

ترجمہ: قوم نے کہا: اے شعیب! آپ کی بہت سی باتوں کو ہم سمجھ نہیں پاتے۔
اسی طرح دوسری جگہ ارشاد ہے:

﴿وَإِنْ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهِ وَلَكِنْ لَا تَفْقَهُونَ تَسْبِيحَهُمْ﴾ ❷

ترجمہ: (دنیا میں) کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان نہ کرتی ہو مگر تم ان کی تعریف کو نہیں سمجھ پاتے۔

اور حدیث میں اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ. ❸

ترجمہ: اللہ جس کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ کرتے ہیں اسے دین میں تفقہ اور سمجھ داری عطا کرتے ہیں۔

قرآن و حدیث سے معلوم ہوا کہ فقہ مطابق فہم اور سمجھ کو کہتے ہیں۔

فقہ کی اصطلاحی تعریف

علمائے اصول نے فقہ کی مختلف تعریفیں کی ہیں، عہد صحابہ و تابعین میں جب فقہ کا لفظ بولا جاتا تھا اس سے ہر قسم کے دینی احکام کا فہم مراد ہوتا تھا، جس میں ایمان و عقائد، عبادات و اخلاق، معاملات اور حدود، فرائض سب داخل سمجھے جاتے تھے، اسی لیے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے فقہ کی تعریف یوں منقول ہے:

الفقه هو معرفة النفس ما لها وما عليها. ❹

❶ سورة هود: ۹۱ ❷ سورة الإسراء: ۴۴

❸ صحيح بخاری: كتاب العلم، باب من يريد الله به خيرا يفقهه في الدين، ج ۱

ص ۲۵، رقم الحديث: ۷۱ ❹ رد المحتار على الدر المختار: مقدمة، ج ۱ ص ۶۱

یعنی جس سے انسان اپنے نفع و نقصان اور حقوق و فرائض کو جان لے وہ فقہ ہے۔
حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اسی بناء پر عقائد پر لکھی جانے والی کتاب کا نام ”الفقہ
الاکبر“ رکھا جو آج کل متداول ہے لیکن بعد کے ادوار میں عقائد کو فقہ کے مفہوم سے
خارج کر دیا گیا۔

عقائد کو علم تو حید، علم کلام اور علم عقائد سے موسوم کیا گیا، اور فقہ کی تعریف اس طرح کی گئی:
الفقہ: العلم بالأحكام الشرعية الفرعية عن أدلتها. ①

علم فقہ کا موضوع

مکلف آدمی کا فعل ہے جس کے احکام سے اس علم میں بحث ہوتی ہے، مثلاً انسان کے
کسی فعل کا صحیح، فاسد، فرض و واجب، سنت و مستحب یا حلال و حرام ہونا وغیرہ۔

فقہ کی غرض و غایت

سعادت دارین کی کامیابی اور علم فقہ کے ذریعہ شرعی احکام کے مطابق عمل کرنے کی
قدرت۔ ②

علم فقہ اور اس کی عظمت

قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا﴾ ③

ترجمہ: جس کو حکمت دی گئی پس اس کو خیر کثیر دیا گیا۔

اس آیت کی تشریح میں مفسرین نے یہ لکھا ہے کہ اس سے علم فقہ مراد ہے:

① البحر الرائق: مقدمة، ج ۱ ص ۱۷ ② رد المحتار علی الدر المختار: مقدمة، ج ۱

ص ۳۸ / البحر الرائق: مقدمة، ج ۱ ص ۷ ③ سورة البقرة: ۲۹۳

وقد فسر الحکمة زمرة أرباب التفسير بعلم الفروع الذي هو علم الفقه. ❶

اور حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ. ❷

ترجمہ: اللہ جس بندے کے ساتھ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اسے تفقہ فی الدین یعنی دین میں گہرائی اور صحیح سمجھ عطا فرماتے ہیں۔

علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۰ھ) فقہ کی عظمت کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں:

الفقه أشرف العوم قدراً، وأعظمها أجراً وأتمها عائدةً، وأعمها فائدةً، وأعلاها مرتبةً يملأ العيون نوراً والقلوب سروراً، والصدور إنشراحاً. ❸

ترجمہ: علم فقہ تمام علوم میں قدرت و منزلت کے اعتبار سے بڑھا ہوا ہے اور اجر کے اعتبار سے بھی اس کا مرتبہ اونچا ہے، علم فقہ اپنے مقام و رتبہ کے اعتبار سے بھی بہت بلند ہے اور وہ آنکھوں کو نور اور جلا بخشتا ہے، دل کو سکون اور فرحت بخشتا ہے اور اس سے شرح صدر حاصل ہوتا ہے۔

اور صاحب در مختار علامہ حصکفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) نے علم فقہ کی عظمت کا یوں تذکرہ کیا ہے:

وخير علوم علم فقه لأنه يكون إلى العلوم توسلاً، فان فقيها واحداً

❶ الدر المختار: مقدمة، ج ۱ ص ۳۹ ❷ صحيح بخاری: كتاب العلم، باب من يرد

اللہ به خيراً يفقهه في الدين، ج ۱ ص ۲۵، رقم الحديث: ۷۱

❸ الأشباه والنظائر: مقدمة، ص ۱۶

متورعا علی ألف ذی زهد تفضل واعتلی.

تفقه فان الفقه افضل قائد إلى البر والتقوی وأعدل قاصد

وكن مستفیدا كل يوم زیادة من الفقه وأسبح فی بحور الفوائد ❶

تمام علوم میں قدر و منزلت اور مقام و رتبہ کے اعتبار سے سب سے بہتر علم فقہ ہے، اس لیے کہ علم فقہ تمام علوم تک پہنچنے کا وسیلہ اور ذریعہ ہے، اسی وجہ سے ایک متقی فقیہ ہزار عابدوں پر بھاری ہوتا ہے، علم فقہ کو حاصل کرنا چاہئے، اس لیے کہ علم فقہ نیکی اور تقویٰ کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور ہر دن علم فقہ سے مستفید ہوتے رہنا چاہئے، اس کے سمندر میں غوطہ زنی کرنی چاہئے۔

قرآن کریم سے فقہ کا ثبوت

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ فقہ ایک بدعت ہے جو عہد نبوی ﷺ اور عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعد میں آنے والوں کی ایجاد ہے۔ قرآن و حدیث میں اس کی کوئی اصل نہیں، یہ محض ان لوگوں کا مغالطہ ہے، حقیقت میں فقہ کسی بدعت کا نہیں بلکہ قرآن و سنت ہی کے ثمرے اور نتیجے کا نام ہے، قرآن و سنت ہی کے دیگر بے شمار علوم کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے، قرآن و حدیث میں بے شمار نصوص ایسی بھی ہیں جن سے بالواسطہ یا بلا واسطہ فقہ کا ثبوت ملتا ہے۔ قرآن مجید میں ۲۰ مقامات ایسے ہیں جن میں لفظ فقہ استعمال ہوا ہے۔

ہم یہاں اختصار سے کام لیتے ہوئے ان میں سے پانچ آیات مبارکہ بمع تراجم لکھنے پر اکتفا کریں گے۔

۱.. فَلَوْ لَا نَفَرَمِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ. ❷

❶ الدر المختار: مقدمة، ج ۱ ص ۳۹ ❷ التوبة: ۱۲۲

توان میں سے ہر ایک گروہ (یا قبیلہ) کی ایک جماعت کیوں نہ نکلے کہ وہ لوگ دین میں تفقہ (یعنی خوب فہم و بصیرت) حاصل کریں۔

۲.... فَمَالِ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ حَدِيثًا. ❶

پس اس قوم کو کیا ہو گیا ہے کہ یہ کوئی بات سمجھنے کے قریب ہی نہیں آتے۔

۳..... وَجَعَلْنَا عَلَى قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ. ❷

اور ہم نے ان کے دلوں پر (ان کی اپنی بدنیتی کے باعث) پردے ڈال دیے ہیں (سو اب ان کے لیے ممکن نہیں) کہ وہ اس (قرآن) کو سمجھ سکیں۔

۴.... اَنْظُرْ كَيْفَ نَصَرَفُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُونَ. ❸

دیکھئے ہم کس کس طرح آیتیں بیان کرتے ہیں تاکہ یہ (لوگ) سمجھ سکیں۔

۵..... قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَفْقَهُونَ. ❹

بے شک ہم نے سمجھنے والے لوگوں کے لیے (اپنی قدرت کی) نشانیاں کھول کر بیان کر دی ہیں۔

ابن آیات پر غور کرنے سے یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ فقہ کی اصطلاح قطعاً نئی نہیں بلکہ یہ ایک قرآنی اصطلاح ہے جس سے اسلامی قوانین کی حقیقی روح کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ مذکورہ آیات مبارکہ سے معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث میں غور و خوض کرنا اور ان میں فقہ وفہم سے کام لینا حکم قرآن اور اللہ تعالیٰ کی منشا ہے۔ نیز ایسے لوگ پیدا ہوں جو دین کی سمجھ، فہم، تدبر اور بصیرت میں گہرائی حاصل کریں۔

احادیث مبارکہ کی روشنی میں فقہ الحدیث کے فضائل

نبی کریم ﷺ نے جس طرح علم الحدیث کے فضائل بیان فرمائے ہیں، اسی طرح فقہ الحدیث، متعلم فقہ الحدیث اور فقیہ کے فضائل بھی بیان فرمائے ہیں۔ احادیث مبارکہ میں

❶ سورة النساء: ۷۸ ❷ سورة الأنعام: ۲۵ ❸ سورة الأنعام: ۶۵ ❹ سورة الأنعام: ۹۸

بعض مقامات پر لفظ فقہ کو دین کے ساتھ منسوب کیا گیا ہے جس سے قرآن و حدیث ہی کا فہم مراد ہے، جب کہ بعض مقامات پر مطلقاً ذکر آیا ہے، ان احادیث میں اصل مقصود فقہ کا حصول ہی ہے چاہے وہ فقہ القرآن کی شکل میں ہو یا فقہ الحدیث کی شکل میں۔ چند احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں۔

فقہ کی اہمیت کے پیش نظر آپ ﷺ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے لیے یہ دعا فرمائی تھی:

اللَّهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّينِ. ①

اے اللہ! اس کو دین کی فقہ (یعنی قرآن و حدیث کی سمجھ بوجھ) عطا فرما۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مجھے بلا کر پوچھا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ لوگوں میں سب سے افضل کون ہے؟ میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ أَفْضَلَ النَّاسِ أَفْضَلُهُمْ عَمَلًا إِذَا فَقَّهُوا فِي دِينِهِمْ. ②

جب لوگ تفقہ فی الدین رکھتے ہوں تو پھر ان میں سے افضل وہ ہے جو ان میں عمل کے اعتبار سے افضل ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

أَفْضَلُ الْعِبَادَةِ الْفِقْهُ، وَأَفْضَلُ الدِّينِ الْوَرَعُ. ③

① صحیح بخاری: کتاب الوضوء، باب وضع الماء عند الخلاء، ج ۱ ص ۴۱، رقم

الحديث: ۱۴۳ ② المستدرک علی الصحیحین: تفسیر سورة الحديد، ج ۲

ص ۵۲۲، رقم الحديث: ۳۷۹۰ ③ المعجم الأوسط: باب الواو، من اسمه وليد،

ج ۹ ص ۱۰۷، رقم الحديث: ۲۹۶۴

افضل عبادت فقہ (یعنی قرآن و حدیث میں سمجھ بوجھ حاصل کرنا) ہے اور افضل دین ورع (پرہیزگاری) ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے استفادہ ہوا کہ قرب الہی کے حصول کے لیے سب سے بہترین راہ فقہ فی الدین کو قرار دیا گیا ہے۔ انسان حتیٰ کہ جنات کی تخلیق کا مقصد بھی اللہ رب العزت نے اپنی عبادت کرنا بیان فرمایا ہے اور اسی عبادت کو دین میں بلند درجہ سمجھ بوجھ کے حصول کے ساتھ مشروط کر دیا ہے، کیوں کہ انسان فہم دین کی بدولت ہی عبادت کا حق کما حقہ ادا کر سکتا ہے جو کسی اور ذریعہ سے ادا نہیں ہو سکتا۔

فقیہ کا درجہ اور مرتبہ اس قدر بلند ہے کہ کسی منافق کی قسمت میں یہ رتبہ نہیں لکھا جاتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَصَلَتَانِ لَا تَجْتَمِعَانِ فِي مُنَافِقٍ: حُسْنُ سَمْتٍ وَلَا فِقْهٌ فِي الدِّينِ. ①
دو خصلتیں ایسی ہیں جو منافق میں جمع نہیں ہوتیں: اچھا کردار و اخلاق اور دین کی سمجھ بوجھ۔

علم الحدیث اور فقہ الحدیث میں فرق

علم الحدیث کا دائرہ کار حدیث کی سند اور ظاہری الفاظ حدیث کے ساتھ منسلک ہے، روایت الحدیث کی شکل میں یہ متن کے ساتھ اس طرح متعلق ہے کہ اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حدیث اخبار صحابہ اور آثار تابعین یعنی موقوفاً اور مقطوعاً کے بجائے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قولاً، فعلاً، تقریراً، صفۃً اور حالاً منسوب ہے۔ روایت الحدیث سے اس بات کی نشاندہی ہوتی ہے کہ قوت و ضعف کے اعتبار سے حدیث کس درجہ کی ہے، اس کا شمار مقبول احادیث کی انواع میں سے کسی نوع میں کیا جائے گا یا کسی مردود نوع میں کیا جائے گا؟ راوی پر عدالت

① سنن الترمذی: أبواب العلم، باب ما جاء في فضل الفقه، ج ۵ ص ۴۹، رقم

وضبط کے قواعد اور شرائط کی رو سے جرح و تعدیل میں سے کون سا حکم لگایا جائے گا؟ راوی کو تعدیل کے اعتبار سے اصدق الناس یا أثبت الناس یا أوثق الناس، ثقة ثقة یا ثقة ثبت، ثقة یا حجة، صدوق یا محله الصدق یا لا بأس به، فلان شیخ یا روی عنه الناس، صالح الحدیث یا یکتب حدیثہ، صدوق سیئ الحفظ یا صدوق له أوہام کس درجہ میں رکھا جائے گا؟ اسی طرح جرح کے اعتبار سے کوئی راوی اگر مجروح ہو مثلاً اسے مستور یا مجہول الحال، ضعیف، مجہول یا لا یعرف، متروک یا متروک الحدیث، متهم بالكذب یا متهم بالوضع، کذاب یا وضاع یا یضع الحدیث جیسے الفاظ سے گردانا گیا ہو تو اس کی روایت کو کس درجہ پر رکھا جائے گا؟ راوی حدیث نے اپنے شیخ سے حدیث قرأہ، سماعاً، اجازتاً، مناوالتاً، کتابتاً، وصیتاً یا وجادتاً کس طریق سے حاصل کی ہے؟ یہ وہ سوالات ہیں جو علم الحدیث سے تعلق رکھتے ہیں۔

کسی بھی روایت کو ان تمام اسالیب پر پرکھنے کے بعد اس کے قبول اور رد کا تو علم ہو جاتا ہے لیکن اس سے حدیث میں موجود حکم سے مکلف کو آگاہی حاصل نہیں ہوتی کہ اس پر کیا چیز فرض ہوئی یا کون سی سنت قرار پائی، اسی طرح کون سی چیز اس پر حرام قرار دی گئی یا کون سی چیز مکروہ کے درجہ میں آئی؟ کیا طلب فعل پر مشتمل تمام احادیث صحیحہ پر فرض و واجب اور طلب ترک فعل پر حرام و مکروہ تحریمی کا حکم لگایا جائے گا؟ اس کے برعکس کیا تمام ضعیف احادیث کو یکسر صرف نظر کر دیا جائے گا یا انہیں کسی صورت قبول کیا جائے گا؟ کیا ظاہر اِدو باہم متضاد و متعارض احادیث کو نظر انداز کر دیا جائے گا یا ان کے درمیان تطبیق کی کوئی صورت نکالی جائے گی۔

ان سوالات کے ساتھ ساتھ پھر حدیث میں کہیں لفظ عام ہے کہیں لفظ خاص، کہیں مطلق ہے کہیں مقید، کہیں امر کا اسلوب ہے کہیں نہی کا، کہیں لفظ مشترک ہے، کہیں اسلوب

کنایہ ہے کہیں صراحتاً، ان اسالیب کی بناء پر حدیث سے کون سا حکم کیسے اخذ ہوگا؟ یہی وہ بنیادی سوالات ہیں جن کے جوابات دینے کے لیے علم فقہ الحدیث معرض وجود میں آیا۔ فقہ الحدیث ہی کی بدولت کسی حدیث میں موجود حکم سے صحیح اور کامل آگاہی ہوتی ہے۔ علم الحدیث اور فقہ الحدیث کے درمیان بنیادی فرق کو ان الفاظ میں بیان کیا جاسکتا ہے:

علم الحدیث..... روایۃ الحدیث اور رُوَاۃ الحدیث کے احوال پر بحث کرنا ہے جب کہ فقہ الحدیث..... الفاظ الحدیث، معانی الحدیث اور حدیث میں اختیار کردہ مختلف اسالیب پر غور و فکر کرنے کا نام ہے۔

علم الحدیث اور فقہ الحدیث کے درمیان اسی فرق کو محدثین نے بھی بیان کیا ہے:

..... امام بخاری اور امام مسلم کے شیخ امام علی بن عبداللہ المعروف ابن مدینی رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۴ھ) فرماتے ہیں:

التفقه فی معانی الحدیث نصف العلم ومعرفة الرجال نصف العلم. ①

حدیث کے معانی پر غور و خوض کرنا نصف علم ہے، اور روایات حدیث کے حالات سے آگاہی حاصل کرنا باقی نصف علم ہے۔

۲..... صاحب السنن امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) نے غسل میت پر فقہاء کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

و کذلک قال الفقهاء: وهم أعلم بمعانی الحدیث. ②

فقہاء نے اسی طرح کہا ہے اور وہ حدیث کے معانی کو زیادہ جانتے ہیں۔

محدث اور فقیہ میں فرق

اصل بات یہ ہے کہ اکثر لوگوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو چونکہ فقہاء کے زمرہ میں شمار

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: ابن المدینی علی بن عبد اللہ، ج ۱ ص ۲۸ ② سنن الترمذی:

أبواب الجنائز، باب ما جاء فی غسل الميت، ج ۳ ص ۳۰۶، رقم الحدیث: ۹۹۰

کیا ہے اس وجہ سے یہ جہلاء لوگوں کو یہ مغالطہ دیتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فقہ تھے محدث نہیں تھے۔

فقہ اور محدث کے فرق کو ایک مثال سے سمجھئے

ایک شخص قرآن کے الفاظ کا حافظ ہے اور دوسرا شخص قرآن کے الفاظ کا بھی حافظ ہے اور معانی اور اسکی تفسیر سے بھی اس کو پوری آشنائی ہے، اب جو شخص صرف قرآن کے الفاظ کا حافظ ہے اس کو صرف حافظ کہتے ہیں اور جو قرآن کے معانی اور اس کی تفسیر بھی جانتا ہے اس کو عالم کہتے ہیں۔ اب اگر کوئی احمق یہ کہے کہ فلاں شخص عالم ہے لیکن قرآن حکیم کے الفاظ سے ناواقف ہے تو لوگ اس کی اس بات کو مضحکہ خیز کہیں گے کیونکہ عالم ہوتا ہی وہ ہے جو قرآن حکیم کے الفاظ سے واقف ہو۔

بالکل اسی طرح ایک محدث صرف حدیث کے الفاظ اور اس کی سند کا حافظ ہوتا ہے حدیث کے معانی سے اس کو کوئی سروکار نہیں ہوتا، لیکن ایک فقہ حدیث کے الفاظ کا حافظ ہونے کے ساتھ ساتھ اس کے معانی کا بھی حافظ ہوتا ہے اور اس کے معانی کی گہرائی میں ڈوب کر مختلف مسائل کا استنباط کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ اہل فتویٰ فقہاء ہوتے ہیں نہ کہ محدثین۔

چنانچہ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے عبید اللہ بن عمرو رحمہ اللہ کا بیان نقل کیا ہے کہ:

میں امام اعظم (جو کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے استاذ حدیث تھے اور ایک بہت بڑے محدث تھے) کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص نے ان سے آکر ایک مسئلہ پوچھا لیکن امام اعظم رحمہ اللہ اس کو وہ مسئلہ نہ بتا سکے اور حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ مجلس میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ بھی موجود تھے آخر امام اعظم رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے فرمایا کہ اس شخص کو یہ مسئلہ بتائیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے سائل کو مسئلہ بتا دیا جس سے اس کی تشفی ہو گئی، امام

اعمش رحمہ اللہ کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے جواب پر تعجب ہوا اور فرمایا: یہ مسئلہ آپ نے کس حدیث سے استنباط کیا ہے؟ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا: من حدیث کذا، أنت حدثناہ، یعنی امام اعمش رحمہ اللہ ہی کی بیان کردہ حدیث سنائی، یہ حدیث سن کر امام اعمش رحمہ اللہ نے فرمایا: ”نَحْنُ الصَّيَادِلَةُ وَأَنْتُمْ الْأَطِبَّاءُ“ ہم لوگ محض عطار ہیں اور آپ لوگ اطباء ہیں:

كنت في مجلس الأعمش فجاءه رجل فسأله عن مسألة فلم يجبه فيها، ونظر فإذا أبو حنيفة فقال: يا نعمان، قل فيها قال: القول فيها كذا، قال: من أين؟ قال: من حدیث كذا، أنت حدثناہ، قال: فقال الأعمش، نحن الصيادلة وأنتم الأطباء. ①

امام اعمش رحمہ اللہ نے اپنے اس بیان میں محدث اور فقیہ کے فرق کو بیان فرمادیا، محدث عطار ہوتا ہے جو مختلف قسم کی جڑی بوٹیاں اپنی دوکان پر سجائے رکھتا ہے لیکن اس کو ان جڑی بوٹیوں کے خواص اور ان کی تاثیرات کا علم نہیں ہوتا، ان کو صرف ایک طبیب ہی جان سکتا ہے اور وہ ان کو ملا کر ایک ایسا نسخہ تیار کرتا ہے جس سے مریض صحت یاب ہو جاتا ہے۔ بیماری کا نسخہ لوگ طبیب ہی سے حاصل کرتے ہیں البتہ ان میں جو جڑی بوٹیاں استعمال ہوتی ہیں وہ ایک عطار کی دوکان سے مہیا ہوتی ہیں لیکن طبیب ان جڑی بوٹیوں سے نا آشنا نہیں ہوتا، اگر نا آشنا ہو تو وہ نسخہ ترتیب ہی نہیں دے سکتا۔

یہیں سے حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کی زبان سے محدث اور فقیہ کا فرق بھی سن لیجئے فرمایا: محدثین کا مسح نظر روایت ہوتی ہے اور فقہاء درایت سے کام لیتے ہیں جیسے غنا، محدثین کے نزدیک بلا مزا میر جائز ہے کیونکہ حدیث میں لفظ

① جامع بیان العلم وفضله: ذکر من ذم الإكثار من الحديث دون الفهم له والتفقه

فیہ، ج ۲ ص ۱۰۳۵

معارف کا آیا ہے اور فقہاء کے نزدیک بلا مزا میر بھی جائز نہیں کیونکہ وہ علت کو سمجھتے ہیں اور وہ علت خوف فتنہ ہے اور وہ جیسے مزا میر میں ہے صرف غناء میں بھی موجود ہے۔

محدثین نص سے تجاوز نہیں کرتے اور فقہاء اصل منشاء حکم کو معلوم کر کے دیگر مواقع تک حکم کو متعدی کرتے ہیں۔ ❶

محدث اور فقیہ کے درمیان فرق پر ائمہ کی تصریحات

محدث اور فقیہ کے امور میں فرق کی مزید وضاحت کے لیے ائمہ حدیث و فقہ کی تصریحات درج ذیل ہیں:

امام ابوالفتح محمد بن محمد بن سید الناس الشافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۷ھ) محدث کے بارے میں فرماتے ہیں:

المحدث في عصرنا فهو من اشتغل بالحديث رواية ودراية، وجمع رواة، واطلع على كثير من الرواة والروایات في عصره. ❷

ہمارے زمانے میں محدث وہ کہلاتا ہے جو روایت و درایت حدیث پر عبور رکھتا ہو، رواة کے بارے میں جانتا ہو، اپنے زمانہ کے کثیر راویوں اور روایات پر مطلع ہو۔

علامہ محمد ابوالفضل الوراقی البیرونی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۴۶ھ) محدث کے بارے میں رقم طراز ہیں:

المحدث هو الذي حفظ كثيرا من الأحاديث وعلم عدالة الرجال وجرحهم. ❸

محدث کہلانے کا حق دار وہ شخص ہے جسے کثیر احادیث حفظ ہوں اور وہ راویوں کی جرح

❶ حسن العزیز: ص ۲۵ ❷ تدرب الراوی فی شرح تقریب النووی: ج ۱ ص ۳۸

❸ الطراز الحديث في فن مصطلح الحديث: ص ۸

وتعدیل کا بھی علم رکھتا ہو۔

ان تعریفات سے معلوم ہوا کہ محدث کا کام روایت و درایت حدیث پر گہری نگاہ رکھنا ہے اور یہی اس کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ جب کہ اس کے مقابل فقیہ کا کام حدیث کے مضمون پر تدبر و تفکر کرنا ہے۔

تابعی اور محدث کبیر حضرت سلیمان بن مہران اعمش رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۷ھ) نے راوی حدیث اور فقیہ حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے کیا خوب فرمایا ہے:

وليعلم أن الإكثار من كتب الحديث وروايته لا يصير بها الرجل فقيهاً، إنما يتفقه باستنباط معانيه وإنعام التفكير فيه. ❶

جاننا چاہئے کہ کثیر احادیث کو لکھنے اور روایت کرنے سے کوئی شخص فقیہ نہیں ہو جاتا بلکہ حدیث کے معانی میں استنباط کرنے اور ان میں غور و خوض کرنے سے ہی کوئی شخص فقیہ بنتا ہے۔

علامہ عبدالرؤف مناوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳۱ھ) نے راوی اور فقیہ کے درمیان فرق پر یوں تصریح کی ہے:

أن راوی الحديث ليس الفقه من شرطه إنما شرطه الحفظ، أما الفهم والتدبر فعلى الفقيه. ❷

بے شک حدیث کے راوی کے لیے فقہ کا ہونا شرط نہیں ہے بلکہ اس کے لیے صرف حفظ حدیث کی شرط ہے جب کہ حدیث میں فہم و تدبر سے کام لینا فقیہ کی ذمہ داری ہے۔

محدث الہند شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) نے ”المُصَفَّى فِي شَرْحِ

المَوْطَأِ“ فارسی زبان میں تحریر کی جس کا مبسوط مقدمہ عربی زبان میں نقل کر لیا گیا ہے۔ اس

❶ نصيحة أهل الحديث : ص ۳۷ ❷ فيض القدير شرح الجامع الصغير : حرف

النون، نضر الله امرأ، ج ۶ ص ۲۸۳، رقم الحديث: ۲۹۶۴

میں انہوں نے محدث اور مجتہد کا دائرہ کار بیان کرتے ہوئے ان کے درمیان فرق کو بڑی خوبی سے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

فوظيفة المحدث هي رواية الحديث، وتمييز التحريف من غيره وشرح الغريب، وبيان معنى العبارة حسب ما تقتضيه اللغة العربية، ومعرفة أسماء الرجال جرحاً وتعديلاً، وضبطاً لمشكله، والحكم بصحة الحديث أو ضعفه، والاعتبار بالشواهد والمتابعات، والحكم عليه بالاستفاضة والغرابة، وتسمية المبهم وما يشابه ذلك. وإذا بلغ المحدث هذه المرتبة فقد ارتقى إلى ذروة الحفظ والضبط والاتقان.

ووظيفة المجتهد تحديد الألفاظ الواردة التي يقع فيها الاشتباه وتعيين الأركان والشروط والآداب من كل شيء، وتعيين النذب أو الوجوب من الصيغ الدالة على الأمر، وتعيين الكراهة أو الحرمة من الصيغ الدالة على المنع، ومعرفة علل الأحكام مع أدلتها وإطلاق الحكم وتقييده حسب العلل، ومعرفة القيود الاحترازية والاتفاقية منها، واستخراج قاعدة جامعة مانعة بالنظر إلى ذلك الإطلاق والتقييد والاحتراز والاتفاق واستخراج الأقوال المخرجة ونقلها من باب إلى باب. وتفریع المسائل الحادثة على الأحكام المذكورة بدرج فی العموم بالاقتضاء والإيماء والقياس الالتزام وأمثاله. وإذا تخالفت الأدلة في فصل بينها بالتطبيق والجمع أو بنسخ أحدهما أو ترجيح أحدهما.

محدث کے ذمہ یہ امور ہیں: حدیث کو روایت کرنا، احادیث کے مابین لفظی تحریف میں تمیز کرنا، غریب الفاظ کی شرح کرنا اور لغت عرب کے مطابق عبارت کے معنی بیان کرنا، جرح

وتعدیل کے اعتبار سے حدیث کے رواۃ کے ناموں کی معرفت رکھنا، بظاہر دو متضاد احادیث میں ضبط رکھنا، حدیث پر صحت اور ضعف کا حکم لگانا، حدیث کے توابع اور شواہد پر عبور رکھنا اور اس پر شہرت اور غرابت کا حکم لگانا اور مبہم وغیرہ کی مثل اطلاق کرنا۔ کوئی بھی محدث جب حدیث میں اس مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے تو وہ حفظ، ضبط اور اتقان کی انتہاء کو پا لیتا ہے۔

مجتہد کے ذمہ یہ امور ہوتے ہیں: حدیث میں وارد ہونے والے مشتبہ الفاظ کی حد بندی، حدیث میں ارکان، شرائط اور آداب میں سے ہر ایک کی تعین، امر پر دلالت کرنے والے صیغوں سے مستحب یا وجوب کا تعین، نہی پر دلالت کرنے والے صیغوں سے مکروہ یا حرام کا تعین، احکام کی علتوں تک ان کے دلائل سمیت رسائی اور علتوں کے لحاظ سے کسی حکم کے مطلق اور مقید ہونے کی نشاندہی کرنا، ان علتوں سے احترازی اور اتقائی قیود کی معرفت، اس اطلاق و تقیید اور احتراز و اتفاق پر غور و فکر کرنے کے بعد جامع مانع قاعدہ کا استخراج اور ان کو نقل کرنا، مختلف اسالیب اقتضاء النص، اشارۃ النص، قیاس اور التزام وغیرہا پر نظر رکھتے ہوئے پیش آمدہ مسائل پر مذکورہ احکام کا اطلاق کرنا۔ اسی طرح جب دلائل میں باہم تعارض ہو تو تطبیق اور جمع کے ذریعہ ان میں حد فاصل قائم کرنا یا ان میں سے کسی ایک کو منسوخ یا رائج قرار دینا فقیہ کے امور میں سے ہیں۔

ائمہ کرام کی ان تصریحات سے محدث اور فقیہ کی حدود کار واضح ہو جانے کے بعد ان کے درمیان فرق نکھر کر سامنے آ گیا ہے۔ اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر محدث فقیہ نہیں ہوتا مگر ہر فقیہ محدث ہوتا ہے کیونکہ محدث ہوئے بغیر کوئی فقیہ ہی نہیں ہو سکتا۔ فقہ میں کوئی بھی اس وقت تک امام نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ حدیث میں امام نہ ہو، مگر محدث کے لیے لازم نہیں کہ وہ فقیہ بھی ہو کیونکہ فقیہ نہ بھی ہو تو وہ محدث بن سکتا ہے لہذا ائمہ صحاح ستہ امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابوداؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ اور امام حاکم رحمہم اللہ اور

اسی طرح دیگر جتنے محدثین ہوئے ہیں ضروری نہیں کہ ان میں ہر کوئی فقہ میں بھی امام ہو مگر فقہ کے ائمہ اربعہ امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ اس وقت تک فقیہ نہیں ہوئے جب تک کہ پہلے وہ علم الحدیث کے امام نہ بنے۔

محدثین کی موجودگی میں امام ابو ثور رحمہ اللہ کی لا جواب فقاہت

محدث اور فقیہ کے درمیان فرق درج ذیل واقعہ سے بھی اظہر من الشمس ہو جاتا ہے جسے امام حسن بن عبد الرحمن راہر مزی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۰ھ) اور ابو بکر خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۳ھ) نے بیان کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

محدثین کے ایک مجمع میں امام یحییٰ بن معین، ابو خیشمہ اور خلف بن سالم رحمہم اللہ موجود تھے جو کسی حدیث پر گفتگو کر رہے تھے کہ اس دوران ایک عورت نے آکر ان سے مسئلہ پوچھا کہ کیا حائضہ عورت میت کو غسل دے سکتی ہے؟ ان میں سے کسی نے بھی اسے جواب نہ دیا اور سب ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ اتنے میں فقیہ ابو ثور رحمہ اللہ وہاں آئے تو ان محدثین نے اس عورت سے کہا کہ وہ اپنا مسئلہ فقیہ صاحب کو بتلائے، سو وہ اپنا سوال لے کر ان کی طرف متوجہ ہوئی تو انہوں نے اس کے سوال پر یہ فتویٰ دیا کہ حائضہ عورت میت کو غسل دے سکتی ہے، دلیل کے طور پر انہوں نے یہ حدیث بیان کی جسے عثمان بن احنف نے قاسم سے اور انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:

إِنَّ حَيْضَتَكَ لَيْسَتْ فِي يَدِكَ ①

تمہارا حیض تمہارے ہاتھ میں نہیں۔

① صحیح مسلم: کتاب الحيض، باب جواز غسل الحائض رأس زوجها.... إلخ،

ج ۱ ص ۲۴۴، رقم الحديث: ۲۹۸

دوسری حدیث بھی ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ وہ فرماتی ہیں:

كُنْتُ أَفْرِقُ رَأْسَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ بِالْمَاءِ وَأَنَا حَائِضٌ.

میں حالت حیض میں بھی نبی اکرم ﷺ کے سرانور میں پانی کے ساتھ کنگھا کرتی تھی۔
امام ابو ثور رحمہ اللہ نے کہا حالت حیض میں جب آپ پانی کے ساتھ کسی زندہ شخص کو کنگھا کر سکتی ہیں تو مردہ اس سے زیادہ مستحق ہے۔ یہ سنتے ہی ان کے پاس موجود محدثین نے تصدیق کر دی کہ یہ روایت ہمیں فلاں فلاں طریق سے پہنچی ہے اور پھر مختلف طرق سے اس روایت کی سند سنانے لگے، غور و خوض کرنے لگے، اس پر عورت نے ان سے مخاطب ہو کر کہا:

فَإِنَّ كُنْتُمْ إِلَى الْآنَ ①

تم اب تک کہاں تھے۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا ہے کہ احادیث کو یاد رکھنا اور روایت کرنا محدثین کا کام ہے جب کہ ان سے مسائل کا استخراج اور استنباط کرنا فقہاء کا کام ہے۔ محدث نبی اکرم ﷺ کی زبان اقدس سے ادا ہونے والے الفاظ یا آپ ﷺ سے سرزد ہونے والے کسی فعل یا عمل کو من وعن لفظ بلفظ بیان کر دیتا ہے، محدث کے فرائض میں یہ شامل نہیں کہ وہ کسی حدیث کا مفہوم بیان کرے۔ اس کا کام فقط حدیث کو سن کر لفظ بلفظ آگے منتقل کرنا ہوتا ہے جیسے قرآن کا حافظ قرآن مجید یاد کر کے من وعن سنا دیتا ہے، اسی طرح محدث احادیث کو یاد کر کے صحت سند کے ساتھ لفظ بلفظ متن سنا دیتا ہے۔ وہ یہ نہیں دیکھتا کہ اس حدیث کے قرائن کیا ہیں؟ اس کا اطلاق کیا ہے؟ اس کے مختلف الفاظ کے معانی کیا ہیں؟ اس سے مراد کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ نصوص میں بیان کردہ احکام کے علل، ان کے مقامات، ان کے قرائن اور ان کے معانی کو صحیح طور پر متعین کر کے آگے سمجھانا اور اس طرح کے بہت سے سوالات کے جوابات دینا محدث کا کام نہیں بلکہ فقیہ اور مجتہد کا کام ہے۔

① تاریخ بغداد: ترجمة: ابراهيم بن خالد أبي اليمان أبو ثور الكلبي، ج ۶ ص ۶۵

اکابر اہل علم کا امام اعظم رحمہ اللہ کی فقہ پر اعتماد کرنا

اگر امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو علم حدیث میں دسترس نہ ہوتی، یا آپ کا پایہ فن حدیث میں کمزور ہوتا، یا آپ کی فقہ حدیث کے مطابق نہ ہوتی، تو دوسری صدی سے لے کر آج تک جبال علم و عمل کبھی آپ کی تقلید نہ کرتے اور نہ آپ کا مذہب اتنی کثرت کے ساتھ پھیلتا، چنانچہ مشہور محقق حافظ محمد بن ابراہیم الوزير رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۰ھ) نے بڑے پتے کی بات کہی ہے۔ فرماتے ہیں:

ولو كان الإمام أبو حنيفة جاهلاً، ومن حلية العلم عاطلاً، ماتطابقت جبال العلم من الحنفية على الاشتغال بمذهبه، كالقاضي أبي يوسف ومحمد بن الحسن الشيباني والطحاوي وأبي الحسن الكرخي وأمثالهم وأضعافهم. فعلماء الطائفة الحنفية في الهند والشام ومصر واليمن والجزيرة والحرمين والعراقين منذ مائة وخمسين من الهجرة إلى هذا التاريخ يزيد على ستمائة سنة، فهم ألوف لا ينحصرون، وعوالم لا يحصون من أهل العلم والفتوى والورع والتقوى. ①

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اگر (قرآن و حدیث کے علم سے) جاہل ہوتے اور زیور علم سے نا آراستہ ہوتے تو حنفیہ کے جبال علم (علم کے پہاڑ) جیسے امام ابو یوسف، امام محمد بن حسن شیبانی، امام طحاوی، امام کرخی رحمہ اللہ اور ان جیسی صفات والے دیگر علماء جو تعداد میں ان سے کئی گنا زیادہ ہیں، ہرگز امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب پر جمے نہ رہتے۔ چنانچہ ہندوستان (پاکستان، بنگلہ دیش، انڈیا) شام (فلسطین، سوريا، بیروت وغیرہ) مصر، یمن، جزیرہ، حرمین (مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ) اور عراق کے شہروں میں ۱۵۰ ہجری (امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی وفات) سے اب تک جو کہ چھ سو سے زیادہ سال بنتے ہیں علمائے حنفیہ پائے جاتے ہیں۔

① الروض الباسم: المسلك الرابع، ج ۲ ص ۳۱۹

یہ ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور شمار سے باہر ہیں۔ اور ملکوں کے ملک ہیں کہ ان کو گنا نہیں جا سکتا، یہ سب اہل علم، صاحب فتویٰ، پرہیزگاری اور متقی لوگ ہیں۔

اکثر صحابہ کرام روایات حدیث تھے

ایک لاکھ چودہ یا چوبیس یا چالیس ہزار سبھی کے سبھی صحابہ کرام رواۃ حدیث اور محدثین تھے، اس بات کو امام الحدیث ابو زرہ رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۴ھ) نے بیان کیا ہے۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے ”الجامع لأخلاق الراوی و آداب السامع“ اور امام تقی الدین ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن المعروف ابن صلاح رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) نے اپنی تصنیف ”معرفة أنواع علوم الحديث“ المعروف ”مقدمہ ابن صلاح“ میں اور بہت سے دیگر ائمہ حدیث نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے:

عن أبي زرعة الرازي أنه سئل عن عدة من روى عن النبي ﷺ، فقال: ومن يضبط هذا؟ شهد مع النبي ﷺ حجة الوداع أربعون ألفاً، وشهد معه تبوك سبعون ألفاً.

(وفي رواية أخرى) قال له رجل: يا أبا زرعة! أليس يقال: حديث النبي ﷺ أربعة آلاف حديث؟ قال: ومن قال ذا قلقل الله أنيابه، هذا قول الزنادقة. ومن يحصى حديث رسول الله ﷺ قبض رسول الله عن مائة ألف وأربعة عشر ألفاً من الصحابة ممن روى منه وسمع عنه. فقال له الرجل: يا أبا زرعة! هؤلاء أين كانوا وسمعوا منه؟ قال: أهل المدينة وأهل مكة ومن بينهما والأعراب، ومن شهد معه حجة الوداع كل رآه وسمع منه بعرفة. ①

① الجامع لأخلاق الراوی و آداب السامع: ترتيب مسانيد الصحابة الاختيار في

تخريج المسند... إلخ، ج ۲ ص ۲۹۴، ۲۹۵ / معرفة أنواع علوم الحديث: النوع

التاسع والثلاثون، معرفة الصحابة: ص ۲۷۹

امام ابو زرہ الرازی سے سوال کیا گیا کہ نبی اکرم ﷺ سے کتنے صحابہ نے روایت کیا؟ آپ نے فرمایا: یہ تعداد کون بتا سکتا ہے؟ (البتہ روایات صحابہ کی تعداد کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ) حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ چالیس ہزار صحابہ تھے اور غزوہ تبوک کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ ستر ہزار صحابہ تھے۔

(دوسری روایت میں ہے) ان سے ایک شخص نے پوچھا: ابو زرہ! کیا یہ نہیں کہا جاتا کہ آپ ﷺ سے چار ہزار احادیث مروی ہیں؟ آپ نے فرمایا: جس شخص نے ایسا کہا ہے اللہ تعالیٰ اس کو برباد کرے، یہ زنادقہ کا قول ہے۔ کون شخص نبی اکرم ﷺ کی احادیث کا احاطہ کر سکتا ہے کیونکہ آپ ﷺ کے وصال کے وقت ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ موجود تھے جنہوں نے آپ ﷺ سے حدیث روایت کی اور آپ ﷺ سے سماع کیا۔ اس شخص نے کہا: ابو زرہ! یہ صحابہ کہاں قیام پذیر تھے اور کہاں انہوں نے آپ ﷺ سے سماع کیا؟ آپ نے فرمایا: یہ اہل مدینہ، اہل مکہ اور ان کے گرد و نواح کے رہائشی اور دیہاتی تھے، ان میں وہ سارے حضرات بھی شامل ہیں جو آپ ﷺ کے ساتھ حجۃ الوداع میں شریک ہوئے اور ان میں سے ہر ایک نے میدان عرفات میں آپ ﷺ کی زیارت بھی کی اور آپ ﷺ سے سماع حدیث بھی کی۔

امام ابو زرہ رحمہ اللہ جیسے جلیل القدر نقاد رجال اور معتبر ترین محدث کی بیان کردہ اس روایت سے ثابت ہوا کہ کل صحابہ کرام کو نبی اکرم ﷺ سے سماعت حدیث کا شرف حاصل تھا۔

جمع صحابہ کرام میں سے صرف دس مجتہد تھے

گزشتہ صفحے میں امام ابو زرہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا جا چکا ہے کہ ان کے نزدیک جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد ایک لاکھ چودہ ہزار ہے، ائمہ حدیث نے اسماء الرجال کی کتب میں ان تمام صحابہ میں سے بارہ ہزار کے قریب صحابہ کرام کے احوال جمع کیے ہیں، قابل غور بات یہ

ہے کہ عہد نبوی اور عہد خلفائے راشدین میں مجتہد اور فقیہ صحابہ کی تعداد صرف دس (۱۰) تھی، اس بات سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ منصب کتنے بلند مرتبہ کا حامل ہے جو ایک لاکھ چودہ ہزار صحابہ کرام میں سے صرف دس کو نصیب ہوا۔ ذیل میں اس پر تصریحات ملاحظہ کیجیے۔

۱..... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہونہار شاگرد مسروق بن اجدع رضی اللہ عنہ (متوفی ۶۳ھ) سے مروی ہے:

كان أصحاب الفتوى من أصحاب رسول الله ﷺ: عمر وعلي وابن مسعود وزيد وأبي بن كعب وأبو موسى الأشعري. ①

نبی اکرم ﷺ کے فتویٰ دینے والے صحابہ کرام یہ تھے: حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابی بن کعب اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم۔

۲... حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتے قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ (متوفی ۱۰۶ھ) فرماتے ہیں:

كان ابو بكر وعمر وعثمان وعلي يفتون علي عهد رسول الله ﷺ. ②
نبی اکرم ﷺ کے زمانہ میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم فتویٰ دیتے تھے۔

۳..... قاسم بن محمد ہی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ادوار میں سات مشیر فقہاء حضرات کے بارے میں فرماتے ہیں:

أن أبا بكر الصديق كان إذا نزل به أمر يريد فيه مشاورة أهل الرأي وأهل الفقه، ودعا رجلا من المهاجرين والأنصار. دعا عمر وعثمان وعلياً

① الطبقات الكبرى: باب أهل العلم والفتوى من أصحاب رسول الله ﷺ، ج ۲ ص ۲۶۷ ② التمهيد لما في الموطأ من المعاني والأسانيد: تابع لمحمد ابن شهاب

الزهري، الحديث الثامن، ج ۹ ص ۷۶

وعبد الرحمن بن عوف ومعاذ بن جبل وأبي بن كعب وزيد بن ثابت. رضى الله عنهم. وكل هؤلاء كان يفتى في خلافة أبي بكر، وإنما تصير فتوى الناس إلى هؤلاء النفر فمضى أبو بكر علي ذلك، ثم ولى عمر فكان يدعو هؤلاء النفر وكانت الفتوى تصير. ❶

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جب کوئی ایسا معاملہ پیش آتا جس میں وہ اہل رائے اور فقہاء کی مشاورت چاہتے تو مہاجرین اور انصار میں سے صاحب الرائے حضرات کو بلا تے۔ آپ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کو طلب کرتے۔ ان میں سے ہر ایک حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فتویٰ دیتا رہا، لوگ فتویٰ کے لیے ان حضرات کی طرف ہی رجوع کرتے۔ پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسی طرح معاملہ جاری رکھا، پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلافت پر متمکن ہوئے تو آپ بھی ان ہی حضرات کو بلا تے اور ان ہی کا فتویٰ چلتا تھا۔

۴..... تابعی کبیر امام عامر بن شراحیل الشعمی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۴ھ) بیان کرتے ہیں:

كان العلم يؤخذ عن ستة: عمر وعلي وأبي وابن مسعود وزيد وأبي موسى رضي الله عنهم. ❷

علم چھ اشخاص سے حاصل کیا جاتا تھا: حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابی بن کعب، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم۔

۵..... امام سلیمان بن یسار رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۰ھ) نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے

❶ تاریخ مدینہ دمشق: ترجمہ: عثمان بن عفان، ج ۳۹ ص ۱۸۱

❷ تذکرۃ الحفاظ: ترجمہ: ابو موسیٰ الأشعری، ج ۱ ص ۲۲

بارے میں یہاں تک فرمایا ہے:

ما كان عمر وعثمان يقدمان علي زيد أحدا في الفرائض والفتوى والقراءة والقضاء. ①

حضرت عمر اور حضرت عثمان کسی کو بھی حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم پر علم فرائض (میراث) فتویٰ، قرأت اور قضاء کے معاملہ میں مقدم نہ کرتے تھے:

لم يكن يفتي في زمن النبي ﷺ غير عمر وعلي ومعاذ وأبي موسى رضي الله عنهم. ②

ان روایات سے پتہ چلا کہ نبی اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین کے ادوار میں کل دس صحابہ کرام فقیہ اور مجتہد شمار کیے جاتے تھے، جن میں چاروں خلفائے راشدین، حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم سمیت اکابر صحابہ حضرات عبدالرحمن بن عوف، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔

بائیس (۲۲) محدثین کرام کی نظر میں امام اعظم رحمہ اللہ کی بلند

پایہ فقاہت کا بیان

نبی کریم ﷺ کی بشارت اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی دعا کا ہی نتیجہ ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ آسمان علم و عمل پر تابندہ ستارہ بن کر جگمگا رہے ہیں، امام اعظم کی قرآن و حدیث میں بلند درجہ فقاہت کا جمیع ائمہ حدیث و فقہ نے اعتراف کیا ہے۔ محدثین کی کثیر تعداد آپ کے فقہ الحدیث سے فیض یاب ہونے کا درس دیتے رہے، اس پر ذیل میں چند

① سیر أعلام النبلاء: ترجمة: زيد بن ثابت، ج ۲ ص ۴۳۴

② تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو موسى الأشعري، ج ۱ ص ۲۳

اجل اور اوثق ائمہ حدیث کی تصریحات درج کی جاتی ہیں جن سے یہ حقیقت عیاں ہو جائے گی کہ امام صاحب کی بلند پایہ فقاہت پر سب ہی ائمہ حدیث متفق ہیں۔

۱.... امام مغیرہ بن مقسم رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۶ھ) کی نظر میں

امام جریر بن عبد الحمید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مجھے امام مغیرہ بن مقسم رحمہ اللہ (جو امام شعبہ بن حجاج اور امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کے شیخ ہیں، چنانچہ امیر المؤمنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں: روی عنه الثوری وشعبة. ①)

امام مغیرہ بن مقسم رحمہ اللہ جن کے متعلق امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الإمام، العلامة، الفقیہ) نے فرمایا: ②

عَنْ جَرِيرٍ، قَالَ: قَالَ لِي مُغِيرَةُ: جَالِسُ أَبِي حَنِيفَةَ تَفَقَّهُ، فَإِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَوْ كَانَ حَيًّا لَجَالَسَهُ. ③

آپ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پاس بیٹھا کریں آپ کو دین کی سمجھ بوجھ حاصل ہوگی، اگر (محدث اور فقیہ اکبر) امام ابراہیم نخعی رحمہ اللہ حیات ہوتے تو وہ بھی ان کے پاس بیٹھتے۔

۲.... امام سلیمان بن مہران اعمش رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۷ھ) کی نظر میں

کسی شخص نے امام اعظم رحمہ اللہ کے شیخ امام سلیمان بن مہران اعمش رحمہ اللہ (امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام، شیخ الإسلام، شیخ المقرئین والمحدثین، الحافظ ④) سے کوئی مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

① التاريخ الكبير: ترجمة: مغيرة بن مقسم، ج ۷ ص ۳۲۲

② سير أعلام النبلاء: ترجمة: مغيرة بن مقسم، ج ۶ ص ۱۰

③ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه: ص ۲۹

④ سير أعلام النبلاء: ترجمة: الأعمش سليمان بن مهران، ج ۶ ص ۲۶۶

أنه سئل عن مسألة، فقال: إنما يحسن هذا النعمان بن ثابت الخزاز، وأظنه بورك له في علمه. ❶

اس کا اور اس جیسے دیگر سوالات کا جواب نعمان بن ثابت خزار خوب جانتے ہیں مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ان کے علم میں برکت دی گئی ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ سے کچھ مسائل پوچھے گئے، اور اس محفل میں امام اعظم بھی موجود تھے تو انہوں نے امام اعظم کی طرف رجوع کیا۔ پس آپ نے تمام مسائل کا جواب دے دیا، امام اعظم رحمہ اللہ نے دلیل طلب کی تو آپ نے وہی احادیث و روایات جو خود انہی (امام اعظم رحمہ اللہ) سے مروی تھیں دلیل کے طور پر پیش کر دیں، اس استنباط پر امام اعظم رحمہ اللہ حیران رہ گئے اور امام اعظم رحمہ اللہ کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا:

أَنْتُمْ يَا مَعْشَرَ الْفُقَهَاءِ! الْأَطِبَّاءُ وَنَحْنُ الصَّيَادِلَةُ. ❷

اے گروہ فقہاء! آپ طبیب ہیں اور ہم (محدثین) صاحب ادویات ہیں۔

مراد یہ ہے کہ جس طرح ایک میڈیکل اسٹور میں ہر قسم کی دوائیاں تو موجود ہوتی ہیں اور اسٹور چلانے والے دوا فروش کو ان کے نام اور دیگر معلومات کا علم ہوتا ہے مگر وہ یہ نہیں جانتا کہ کس مریض کے لئے کون سی دوا تجویز کرنی ہے؟ کتنی مقدار میں دینی ہے؟ یہ کام صرف ڈاکٹر کا ہوتا ہے۔ اسی طرح محدثین کے پاس احادیث کا ذخیرہ تو ہوتا ہے مگر ان سے احکام کا استنباط و استخراج ایک فقیہ ہی کر سکتا ہے۔

یہی وجہ تھی کہ امام اعظم رحمہ اللہ سے جو کوئی مسئلہ پوچھا جاتا تو آپ فرماتے:

❶ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۴۰۳

❷ الشقات لابن حبان: باب العين، ج ۸ ص ۴۶۷، رقم: ۱۴۴۶۵ / أخبار أبي

حنيفة وأصحابه: ص ۲۷

عَلَيْكُمْ بِتِلْكَ الْحَلَقَةِ. يَعْنِي حَلَقَةَ أَبِي حَنِيفَةَ. ❶

لوگو! تم ابو حنیفہ کی مجلس میں ضرور جایا کرو۔

امام اعظم رحمہ اللہ کا علم الحدیث میں بہت بلند رتبہ ہے لیکن ان کے اس قول سے یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ وہ فقیہ اعظم امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہوتے ہوئے خود فتویٰ دینے سے گریز کرتے تھے۔

۳.... امام ابن جریج رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۰ھ) کی نظر میں

امام عبد الملک بن عبد العزیز المعروف ابن جریج رحمہ اللہ (امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

الإمام، العلامة، الحافظ، شيخ الحرم، صاحب التصانيف، أول من
دون العلم بمكة. ❷)

کے درس میں ایک دفعہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا تذکرہ ہوا تو آپ نے فرمایا:

اسکتوا، إنه لفقيه، إنه لفقيه، إنه لفقيه. ❸)

خاموش ہو جاؤ، بے شک وہ فقیہ ہیں، بے شک وہ فقیہ ہیں، بے شک وہ فقیہ ہیں۔

۴.... امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۵ھ) کی نظر میں

امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ (امام ذہبی ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام، الحافظ،

أحد الأعلام) ❹)

❶ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ص ۷۸

❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: ابن جريج عبد الملك بن عبد العزيز، ج ۶ ص ۳۲۵

❸ عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۱۹۳

❹ تذكرة الحفاظ: ترجمة: مسعر بن کدام، ج ۱ ص ۱۴۱

امام اعظم رحمہ اللہ کی بلند پایہ فقہی بصیرت پر یوں تبصرہ کرتے ہیں:

سمعت مسعر بن کدام يقول: ما أحسد أحدا بالكوفة إلا رجلين: أبو

حنيفة في فقهه، والحسن بن صالح في زهده. ❶

مجھے کوفہ میں سوائے دو اشخاص کے کسی پر بھی رشک نہیں آیا، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر ان کے
فقہ میں بلند درجے کے باعث اور حسن بن صالح رحمہ اللہ پر زہد میں ان کے مقام کے باعث۔

۵.... امام سعید بن ابی عروبہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۶ھ) کی نظر میں

محدث کبیر امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ امام سعید بن ابی عروبہ رحمہ اللہ
(امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام، الحافظ، عالم البصرة، أول من

صنف السنن النبوية) ❷

کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے مجھ سے کہا:

فَقَالَ لِي يَا أَبَا مُحَمَّدٍ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ هَذَايَا تَأْتِينَا مِنْ بِلْدِكَ مِنْ أَبِي حَنِيفَةَ
وَدَدْتُ أَنْ أَلْقِيَهُ أَخْرَجَ الْعِلْمَ الَّذِي مَعَهُ إِلَى قُلُوبِ الْمُؤْمِنِينَ فَلَقَدْ فَتَحَ اللَّهُ
لِهَذَا الرَّجُلِ فِي الْفِقْهِ شَيْئًا كَأَنَّهُ خَلَقَ لَهُ. ❸

اے ابو محمد! (یہ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کی کنیت ہے) میں نے ایسی علمی تحائف کو اس
سے قبل نہیں دیکھا جو ہمارے پاس آپ کے شہر (کوفہ) سے ابو حنیفہ کی طرف سے آرہے
ہیں، میری دلی خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے علمی فیض کو مؤمنین کے قلوب میں
منتقل فرمادے۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے اس شخص کیلئے فقہ کے ذرا اس طرح کھول دیئے ہیں کہ گویا

❶ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۳۹ ❷ سير أعلام النبلاء:

ترجمة: سعيد بن أبي عروبة، ج ۶ ص ۱۳۲ ❸ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما

روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۲

وہ اسی کام کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔

۶.... امام اوزاعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۷ھ) کی نظر میں

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے امام اعظم رحمہ اللہ اور امام عبدالرحمن رحمہ اللہ بن عمر والمعروف امام اوزاعی رحمہ اللہ (جو امام زہری، امام شعبہ، امام مالک رحمہ اللہ کے شیخ ہیں) کی ایک ملاقات نقل کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک بار امام اوزاعی رحمہ اللہ نے امام صاحب سے چند مسائل پوچھے اور آپ کے ساتھ دلائل سے بحث بھی کی، آپ نے سب کے جوابات بحسن خوبی دیئے تو امام اوزاعی رحمہ اللہ نے کہا: آپ نے یہ جواب کس دلیل سے اخذ کیے ہیں؟ آپ نے فرمایا:

من الأحادیث التي رويتها، ومن الأخبار والآثار التي نقلتها،
وبين له وجه دلالتها وطريق استنباطها فأصف الأوزاعي ولم يتعسف،
فقال: نحن العطارون وأنتم الأطباء. ①

ان احادیث سے جو آپ نے روایت کی ہیں اور ان اخبار و آثار سے جو آپ نے نقل کیے ہیں، پھر امام صاحب نے انہیں احادیث و آثار سے استدلال اور استنباط کے طریقے بیان کیے، تو امام اوزاعی رحمہ اللہ نے اعتراف حق کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا: ہم صرف ادویات بیچنے والے ہیں اور آپ لوگ طبیب ہیں۔

امام اوزاعی رحمہ اللہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ ہم محدثین کو احادیث تو یاد ہیں مگر یہ نہیں معلوم کہ ان سے مسائل کس طرح اخذ کیے جاتے ہیں؟ جیسے دوا فروشوں کے پاس قسم قسم کی دوائیں تو موجود ہوتی ہیں مگر ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ کسی بیماری میں کون سی دوا مفید ہے؟ یہ صرف اطباء ہی جانتے ہیں۔ امام اوزاعی رحمہ اللہ جیسے محدث اور امام اہل زمانہ کے جملہ پرغور کیا جائے تو امام صاحب کا علم حدیث و فقہ میں عظیم ترین رتبہ خود بخود واضح ہو جاتا ہے۔

① مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح: مقدمة المؤلف، ج ۱ ص ۲۸

۷..... امام سفیان ثوری رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۱ھ) کی نظر میں

عبداللہ بن مبارک اور امام شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ کے شیخ امیر المؤمنین فی الحدیث امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی زبانی امام اعظم کی فقاہت کا حال سنئے۔ امام محمد بن بشر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

كنت أختلف إلى أبي حنيفة وإلى سفیان. فأتى أبا حنيفة فيقول لي: من أين جئت؟ فأقول: من عند سفیان. فيقول: لقد جئت من عند رجل لو أن علقمة والأسود حضرا لاحتاجا إلى مثله، فأتى سفیان، فيقول لي: من أين؟ فأقول: من عند أبي حنيفة. فيقول: لقد جئت من عند أفقه أهل الأرض. ①

میں سفیان ثوری اور ابو حنیفہ کے پاس آتا جاتا تھا، جب میں ابو حنیفہ کے پاس آتا تو وہ پوچھتے: کہاں سے آئے ہو؟ میں عرض کرتا: سفیان ثوری کے پاس سے آیا ہوں، یہ سن کر فرماتے: آپ ایسے آدمی کے پاس سے آئے ہیں کہ اگر حضرت علقمہ اور اسود بھی موجود ہوتے تو یقیناً ان کے علم کے محتاج ہوتے۔ پھر جب میں سفیان ثوری کے پاس آتا تو وہ پوچھتے: کہاں سے آئے ہو؟ میں عرض کرتا: ابو حنیفہ کے پاس سے، تو وہ فرماتے: بے شک آپ روئے زمین پر سب سے بڑے فقیہ کے پاس سے ہو کر آئے ہیں۔

۸..... امام خارجہ بن مصعب رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۸ھ) کی نظر میں

امام عبدالرحمن بن مہدی، امام وکیع، امام حفص بن عبداللہ رحمہ اللہ کے شیخ امام خارجہ بن مصعب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فقہ میں ایسے ہیں جیسے چکی میں کھوٹی (کہ چکی اس پر گھومتی ہے ایسے ہی فقہاء کے اقوال امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ گرد گھومتے ہیں) ان کی مثال

① تاریخ بغداد: ترجمۃ: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۳

اس ماہر کی طرح ہے جو کھرا کھوٹا سونا پرکھتا ہے:

كان أبو حنيفة في الفقهاء كقطب الرحي و كالجهنم الذي ينقد

الذهب. ①

۹.... قاسم بن معن بن عبد الرحمن رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۵ھ) کی نظر میں

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے محدث و فقیہ قاسم بن معن بن عبد الرحمن رحمہ اللہ

(امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

الإمام، الفقيه، المجتهد، قاضي الكوفة ومفتيها في زمانه. ②)

امام اعظم رحمہ اللہ کے درس میں شریک ہوا کرتے تھے، ایک روز کسی شخص نے ان سے کہا

کہ آپ عبد اللہ بن مسعود کی اولاد میں سے ہونے کے باوجود ابو حنیفہ کی غلامی کو پسند کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مجلس سے زیادہ نفع بخش کوئی مجلس نہیں:

ما جلس الناس إلى أحد أنفع مجالسة من أبي حنيفة. ③

۱۰.... امام مالک بن انس رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۹ھ) کی نظر میں

امام شافعی رحمہ اللہ نے امام مالک بن انس رحمہ اللہ (امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں:

الإمام، الحافظ، فقيه الأمة، شيخ الإسلام، إمام دار الهجرة. ④)

سے پوچھا: کیا آپ نے امام ابو حنیفہ کو دیکھا ہے؟ انہوں نے امام اعظم رحمہ اللہ کی قوت

استدلال کی تحسین کرتے ہوئے فرمایا:

① عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۴ ② سير

أعلام النبلاء: ترجمة: القاسم بن معن بن عبد الرحمن، ج ۸ ص ۱۹۰ ③ أخبار أبي

حنيفة وأصحابه: ذكر ما روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة،

ص ۸۳ ④ تذكرة الحفاظ: ترجمة: مالك بن انس بن مالك، ج ۱ ص ۱۵۳

نعم، رأیت رجلا لو کلمک فی هذه الساریة أن يجعلها ذهابا لقام بحجته. ❶

جی ہاں! میں نے اس شخص کو ایسا دیکھا ہے اگر وہ آپ کے ساتھ اس ستون کو سونے کا ثابت کرنے پر کلام کرے تو اس پر حجت قائم کر دے۔

۱۱.... امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) کی نظر میں

امام سفیان ثوری، امام ابو داؤد، امام عبدالرزاق بن ہمام، امام یحییٰ بن معین، امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ کے شیخ اور امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد رشید امیر المومنین فی الحدیث عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) (امام ذہبی ان کے متعلق فرماتے ہیں: الحافظ، العلامة، شیخ الإسلام، فخر المجاہدین، قدوة الزاہدین، صاحب التصانیف النافعة) ❷

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے تفقہ فی الدین، فہم اور مسائل میں دقت نظر کا تقابل دواجل ائمہ کرام کے ساتھ اس طرح کراتے ہیں:

إن كان الأثر قد عرف واحتيج إلى الرأي، فرأى مالک، وسفيان وأبي حنيفة، وأبو حنيفة أحسنهم وأدقهم فطنة، وأغوصهم على الفقه، وهو أفقه الثلاثة. ❸

اگر کوئی معروف اثر ہو جس میں رائے کی ضرورت ہو تو امام مالک، امام سفیان ثوری

❶ تہذیب الکمال فی أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۲۲۹

❷ تذکرة الحفاظ: ترجمة: عبد الله بن المبارك، ج ۱ ص ۲۰۱

❸ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳، ص ۳۴۲ / أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۴

اور امام ابو حنیفہ کی آراء کی طرف رجوع کرنا چاہئے اور پھر امام ابو حنیفہ ان سب سے زیادہ اچھے ہیں، باریک بینی میں ان سب سے زیادہ ذہین ہیں، اور فقہ میں سب سے زیادہ غور و خوض کرنے والے ہیں، اور وہ ان تینوں میں سب سے بہتر مسائل کو سمجھنے والے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سب لوگوں سے بڑھ کر فقیہ تھے، میں نے فقہ میں ان کے مثل کسی کو نہیں دیکھا:

وَأَمَّا أَفْقَهُ النَّاسِ فَأَبُو حَنِيفَةَ، ثُمَّ قَالَ: مَا رَأَيْتُ فِي الْفَقْهِ مِثْلَهُ. ①

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو اپنی رائے سے دین کی بابت کچھ کہنا مناسب ہوتا تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس مرتبے کے ہیں کہ ان کو اپنی رائے سے کہنا مناسب ہونا چاہئے تھا:

إِنْ كَانَ أَحَدٌ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَقُولَ بِرَأْيِهِ، فَأَبُو حَنِيفَةَ يَنْبَغِي لَهُ أَنْ يَقُولَ بِرَأْيِهِ. ②

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور سفیان ثوری رحمہ اللہ سے میری دستگیری نہ کی ہوتی تو میں عام لوگوں کی طرح ہوتا:

لَوْلَا أَنَّ اللَّهَ أَغَاثَنِي بِأَبِي حَنِيفَةَ وَسَفْيَانَ لَكُنْتُ كَسَائِرِ النَّاسِ. ③

۱۲..... امام ابو بکر بن عیاش رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۳ھ) کی نظر میں

شیخ البخاری امام یحییٰ بن یوسف رحمہ اللہ کے شیخ اور امام عبدالعزیز بن رفیع کے شاگرد امام ابو بکر بن عیاش رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

كَانَ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتٍ أَفْقَهُ أَهْلِ زَمَانِهِ. ④

① تاریخ بغداد: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۲ ② تاریخ بغداد: ترجمہ:

النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۳ ③ عقود الجمان فی مناقب الإمام أبی حنیفہ

النعمان: ص ۱۸۸ ④ مناقب الإمام أبی حنیفہ وصاحبه: ص ۲۹

امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت اپنے زمانہ کے سب سے بڑے فقیہ تھے۔

۱۳..... امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۶ھ) کی نظر میں

محدث کبیر امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ صحاح ستہ کے معروف راوی، عبد اللہ بن مبارک، عبد الرحمن بن مہدی، یحییٰ بن معین اور امام حمیدی رحمہ اللہ کے شیخ اور امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، وہ آپ کی شانِ فقاہت یوں بیان فرماتے ہیں:

ما لقیۃ أحداً أفقه من أبي حنيفة ولا أحسن صلاة منه. ①

میں نے امام ابو حنیفہ سے بڑھ کر فقیہ اور ان سے اچھی نماز پڑھنے والا کسی کو نہیں دیکھا۔
امام وکیع بن الجراح رحمہ اللہ کی مجلس میں ایک روز ایسی حدیث پیش ہوئی جس کا مضمون بڑے غور و خوض کا متقاضی تھا، اس پر امام وکیع رحمہ اللہ کھڑے ہو گئے اور ٹھنڈی سانس بھر کر کہا:

لا تنفع الندامة، أين الشيخ؟ فيفرج عنا. ②

ندامت سے کچھ فائدہ نہیں، وہ شیخ (یعنی ابو حنیفہ) کہاں ہیں؟ جو ہمیں اس مشکل سے نکالتے۔

امام وکیع رحمہ اللہ اپنے پاس موجود محدثین حضرات سے کہا کرتے تھے:

اے گروہ محدثین! تم حدیثیں طلب کرتے ہو اور ان کے معافی سے واقفیت حاصل نہیں کرتے، اسی میں تمہاری عمر اور دین ضائع ہو جائے گا حالاں کہ:

و ددت أن يجتمع لي عشر فقه أبي حنيفة. ③

میری آرزو ہے کہ کاش امام ابو حنیفہ کی فقہ کا دسواں حصہ ہی مجھے نصیب ہو جائے۔

ایک روز انہوں نے لوگوں سے مخاطب ہو کر واشگاف الفاظ میں فقہ اور امام اعظم رحمہ اللہ

① تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۲۵ ② مناقب الإمام أبي

حنيفة: ج ۱ ص ۹۷ ③ مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۹۷

کے اصحاب کا یوں ذکر کیا:

يا أيها الناس! لا ينفعكم سماع الحديث بلا فقه، ولا تفقهون حتى

تجالسوا أصحاب أبي حنيفة فيفسروا لكم أقاويله. ❶

لوگو! فقہ کے بغیر حدیث سننا تمہیں کچھ نفع دے گا، اور تم کو حدیث کی فقہ اور بصیرت

اس وقت تک حاصل نہیں ہوگی جب تک کہ تم امام ابو حنیفہ کے شاگردوں کی مجالست

اختیار نہ کر لو تا کہ وہ تمہیں حدیث کی تفسیر کر کے بتائیں۔

۱۲..... امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) کی نظر میں

امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام شعبہ، امام یحییٰ بن معین، امام علی بن المدینی، امام

ابوبکر بن ابی شیبہ، امام عبدالرزاق بن ہمام رحمہ اللہ کے شیخ، محدث کبیر امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ

(امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام الكبير، حافظ العصر، شيخ

الإسلام، انتهى إليه علو الإسناد) ❷

امام اعظم رحمہ اللہ کی فقاہت کو یوں بیان کرتے ہیں:

من أَرَادَ الْمَغَازِي فَاَلْمَدِينَةَ وَمَنْ أَرَادَ الْمَنَاسِكَ فَمَكَّةَ وَمَنْ أَرَادَ الْفِقْهَ

فَالْكُوفَةَ وَيَلْزَمُ أَصْحَابَ أَبِي حَنِيفَةَ. ❸

جو شخص علم مغازی کو جاننا چاہے وہ مدینہ منورہ کا رخ کرے، جو مناسک حج سیکھنا

چاہے وہ مکہ مکرمہ کی راہ لے، اور جو دین کی سمجھ بوجھ حاصل کرنا چاہتا ہو وہ کوفہ جا کر اصحاب

ابو حنیفہ کے حلقہ ہائے درس میں بیٹھے۔

❶ مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۹۷ ❷ سير أعلام النبلاء: ترجمة: سفیان بن عیینہ، ج ۸

ص ۳۵۵ ❸ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذکر ما روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم

في فضل أبي حنيفة، ص ۸۲

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص علم مغازی جاننا چاہے وہ مدینہ منورہ کا رخ کرے، جو مناسک حج سیکھنا چاہے وہ مکہ مکرمہ کی راہ لے اور جو علم فقہ پسند کرے اسے کوفہ جانا چاہئے اور اصحاب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حلقہ ہائے درس میں بیٹھنا چاہئے:

سمعت سفیان بن عیینة يقول: من أراد المغازی فالمدينة ومن أراد المناسک فمكة ومن أراد الفقه فالكوفة ويلزم أصحاب أبي حنيفة. ①

امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علماء چار ہیں، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، امام شعبی، امام ابو حنیفہ، امام سفیان ثوری رحمہم ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے زمانہ میں امام ہے:

العلماء أربعة: ابن عباس في زمانه والشعبي في زمانه وأبو حنيفة في زمانه والثوري في زمانه. ②

۱۵.... امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) کی نظر میں

فن اسماء الرجال کے بلند پایہ عالم امام یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ (امام ذہبی ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام الكبير، أمير المؤمنين في الحديث، الحافظ) ③

امام اعظم رحمہ اللہ کی فقہی بصیرت پر یوں اظہار خیال فرماتے ہیں:

لا نكذب الله ما سمعنا أحسن من رأى أبي حنيفة، وقد أخذنا بأكثر أقواله. ④

قسم بخدا! ہم نے (کسی بھی مسئلہ پر) امام ابو حنیفہ سے زیادہ بہتر رائے کسی کی نہیں

- ① أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم، ص ۲۸
- ② أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روى عن أعلام المسلمين وأئمتهم، ص ۲۸
- ③ سير أعلام النبلاء: ترجمة: يحيى القطان بن سعيد، ج ۹ ص ۱۷۵
- ④ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲۹ ص ۲۳۳

سنی، اور ہم نے ان کے کافی اقوال لئے ہیں۔

۱۶..... امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کی نظر میں

فقہ شافعیہ کے بانی امام شافعی رحمہ اللہ نے امام اعظم رحمہ اللہ کے تفقہ فی الدین اور فہم کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے فرمایا:

من أراد أن يعرف الفقه، فليلزم أبا حنيفة وأصحابه فإن الناس كلهم عيال عليه في الفقه. ①

جو شخص فقہ کی معرفت حاصل کرنا چاہے وہ امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کی صحبت لازمی اختیار کرے کیونکہ تمام لوگ فقہ میں امام صاحب کے عیال ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ خود بھی مجتہد ہیں، سینکڑوں محدثین اور فقہاء کے شیخ ہیں، حدیث اور فقہ میں انتہائی بلند مقام رکھتے ہیں، ان کی نظر میں بھی امام اعظم رحمہ اللہ سے بڑھ کر اصول الدین اور فقہ میں کوئی بھی ان سے آگے نہیں بلکہ انہوں نے واشگاف الفاظ میں اس حقیقت کا بجا طور پر اعتراف کیا ہے کہ جس کسی کو فقہ قرآن و حدیث میں جو بھی میسر آئے گا وہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا فیضان ہوگا۔

۱۷..... امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۶ھ) کی نظر میں

امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ (امام ذہبی ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام، القدوة، شیخ الإسلام، الحافظ، كان راسا في العلم والعمل، ثقة، حجة، كبير الشأن) ② کی نگاہ میں امام صاحب کی فقاہت کا حال پڑھیے، امام حسن بن حماد سجاده (متوفی ۲۴۱ھ) بیان کرتے ہیں:

① تاریخ بغداد: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۶

② سیر أعلام النبلاء: ترجمہ: یزید بن ہارون بن زاذی، ج ۹ ص ۳۵۸

دخلت أنا وأبو مسلم المُستَمَلِي على يزيد بن هارون وهو نازل ببغداد على منصور بن مَهْدِي فصعدنا إلى غرفة هو فيها فقال له أبو مسلم ما تقول يا أبا خالد في أبي حنيفة والنظر في كتبه فقال أنظروا فيها إن كنتم تريدون أن تفقهوا فإنني ما رأيت أحدا من الفقهاء يكره النظر في قوله ولقد احتال الثوري في كتاب الرهن حتى نسخه. ❶

میں اور ابو مسلم المستملی، یزید بن ہارون سے ملنے گئے، جو بغداد میں خلیفہ منصور بن مہدی کے ہاں مہمان تھے، ہم اوپر کی منزل میں ان کے کمرے میں گئے تو ابو مسلم نے ان سے پوچھا: ابو خالد! آپ امام ابو حنیفہ اور ان کی کتب کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ یزید بن ہارون رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر تم فقہ میں مہارت حاصل کرنا چاہتے ہو تو ان کی کتب میں غور و فکر کیا کرو کیونکہ میں نے فقہاء میں سے کسی ایک کو بھی نہیں دیکھا جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے علمی اقوال میں غور و فکر کرنے کو ناپسند کرتا ہو۔ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ ان کی کتاب الرهن میں ایک سال تک غور و فکر کرتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اسے نقل کر لیا۔

امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ کی نگاہ میں امام صاحب کے مقام و مرتبہ کا حال پڑھیے جسے تمیم بن المنصر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

كنت عند يزيد بن هارون فذكر أبو حنيفة فقال منه إنسان ، فأطرق طويلاً، فقالوا: رحمك الله حدثنا! فقال: كان أبو حنيفة تقياً نقياً زاهداً عالماً، صدوق اللسان، أحفظ أهل زمانه، سمعت كل من أدر كته من أهل زمانه يقول: إنه ما رأى أفقه منه. ❷

میں یزید بن ہارون کے پاس موجود تھا وہاں امام ابو حنیفہ کا ذکر خیر ہوا جس پر ایک آدمی

❶ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار أبي حنيفة مع سفیان الثوري، ص ۷۴

❷ عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم النعمان: الباب العاشر، ص ۱۹۴

نے ان کی شان میں گستاخی کی، یزید بن ہارون دیر تک گردن جھکائے (غصے سے) خاموش بیٹھے رہے۔ لوگوں نے کہا: اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے ہمیں معاملے کی حقیقت سے آگاہ فرمائیں، آپ نے فرمایا: امام ابو حنیفہ متقی تھے، پاکیزہ شخصیت کے مالک تھے، دنیا کی حرص سے بے نیاز تھے، اجل عالم تھے، صدوق اللسان تھے، اپنے زمانہ میں سب سے بڑے حافظ حدیث تھے، میں نے ان کے ہم عصروں میں سے جس کو بھی پایا سب کو یہی کہتے ہوئے سنا کہ اس نے ابو حنیفہ سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہیں دیکھا۔

۱۸..... امام ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ) کی نظر میں

امام اعظم کے شاگرد اور امام بخاری کے شیخ ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل رحمہ اللہ سے امام اعظم کی فقہت کا حال سنئے۔ امام ابو عاصم رحمہ اللہ، امام بخاری رحمہ اللہ کے ان پانچ شیوخ میں سے ایک ہیں جن سے امام بخاری نے ثلاثیات روایت کی ہیں، امام ابو عاصم رحمہ اللہ سے چھ ثلاثیات مروی ہیں۔ چنانچہ امام ضرار بن صرد رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

سألت أبا عاصم النبیل فقلت: أيما أفقه، سفیان أو أبو حنیفة؟ قال:

غلام من غلمان أبي حنیفة أفقه من سفیان. ①

میں نے ابو عاصم النبیل سے پوچھا کہ سب سے بڑھ کر فقیہ کون ہے، ابو حنیفہ یا سفیان؟ انہوں نے فرمایا: ابو حنیفہ کے شاگردوں میں عام سا شاگرد بھی سفیان ثوری سے زیادہ فقیہ ہے۔

امام ابو عاصم ضحاک بن مخلد النبیل رحمہ اللہ سے ہی ایک اور طریق سے یہی روایت درج ذیل الفاظ میں مروی ہے جسے امام حسن بن علی حلوانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

قلت لأبي عاصم يعني النبیل: أبو حنیفة أفقه أو سفیان؟ قال: عبد أبي

① تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت: ج ۱۳ ص ۳۴۲

حنيفة أفقه من سفیان. ①

میں نے ابو عاصم النبیل سے پوچھا کہ ابو حنیفہ زیادہ فقیہ ہیں یا سفیان ثوری؟ انہوں نے فرمایا: امام ابو حنیفہ کا غلام بھی سفیان ثوری سے زیادہ فقیہ ہے۔

۱۹.... امام عبداللہ بن داود الخریبی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) کی نظر میں

امام سفیان بن عیینہ، امام علی بن المدینی، امام محمد بن یحییٰ الذہلی رحمہ اللہ کے شیخ امام عبداللہ بن داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اندھے پن یعنی تاریکی اور جہالت کی ذلت سے نکل جائے، اور یہ کہ فقہ کی حلاوت اس کو میسر آئے تو اسے چاہئے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کتابوں کا مطالعہ کرے:

من أراد أن يخرج من ذل العمى والجهل ويجد لذة الفقه فلي نظر في كتب أبي حنيفة. ②

۲۰... امام ابو عبد الرحمن عبداللہ بن یزید المہتری رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ)

امام ابو عبد الرحمن عبداللہ بن یزید المہتری رحمہ اللہ (امام ذہبی رحمہ اللہ ان کے متعلق فرماتے ہیں: الإمام، العالم، الحافظ، المقرئ، المحدث، الحجة، شيخ الحرم) ③ امام اعظم رحمہ اللہ کی فقاہت کے متعلق فرماتے ہیں کہ میں نے آپ سے بڑھ کر کسی کو فقہ میں سردار نہیں دیکھا:

ما رأيت أسود رأس أفقه من أبي حنيفة. ④

① تاریخ بغداد: ترجمۃ: النعمان بن ثابت: ج ۱۳ ص ۳۴۲

② أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم، ص ۸۵

③ سير أعلام النبلاء: ترجمۃ: عبد اللہ بن یزید الأهوزي، ج ۱۰ ص ۱۶۶

④ تاریخ بغداد: ترجمۃ: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۳

۲۱.... امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) کی نظر میں

امام بخاری، امام مسلم اور امام ابو داؤد رحمہم کے شیخ جب کہ امام سفیان بن عیینہ اور امام عبد الرزاق بن ہمام رحمہم کے تلمیذ سید المحدثین امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک معتبر و پسندیدہ قراءت حمزہ کی قراءت ہے، اور فقہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی ہے، میں نے لوگوں کو اس پر پایا ہے:

القراءة عندي قراءة حمزة، والفقہ فقہ أبي حنيفة، علی هذا أدركت

الناس. ❶

۲۲.... علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) کی نظر میں

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) ”سیر أعلام النبلاء“ میں ان کے ترجمہ کا آغاز ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

الإمام، العلامة، حافظ المغرب، شيخ الإسلام، صاحب التصانيف الفائقة، كان إماماً ديناً، ثقة، متقناً، صاحب سنة وإتباع.

یہی علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فقہ میں امام تھے، حسن الرائے والقیاس تھے، باریک سے باریک مسئلہ کی تہہ تک پہنچ جاتے تھے، نہایت ذہین، سخن فہم، عالی دماغ، ذکی، پرہیزگار اور نہایت عقلمند تھے:

كان أبو حنيفة في الفقه إماماً حسن الرأي والقياس، لطيف

الاستخراج، جيد الذهن، حاضر الفهم، ذكياً ورعاً وعاقلاً. ❷

نقاد محدث علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ”تذكرة الحفاظ“

❶ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ص ۸۷/ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳

ص ۳۴۶ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۲۰۹

میں آپ کو ”الإمام الأعظم“ اور ”فقیہ العراق“ کے لقب سے یاد کیا، اس طرح علامہ صلاح الدین صفدی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۴ھ) نے ”الوافی بالوفیات“ میں، امام عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے ”الجواهر المضية“ میں آپ کو ”امام اعظم“ کے لقب کے ساتھ یاد کیا ہے۔

ان تمام اکابر ائمہ حدیث و فقہ کے اقوال و احوال سے ثابت ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ ”امام اعظم فی الفقہ“ (فقہ میں سب سے بڑے امام) کے رتبہ پر فائز ہیں جس میں آپ کا کوئی ثانی نہیں۔

امام اعظم رحمہ اللہ کے درج بالا احوال کو بنظر غائر دیکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ امام صاحب سے کم علم و کم فہم لوگ مسائل پوچھنے نہیں آتے تھے بلکہ اس دور کے بے شمار صدوق، صالح، ثقہ، اصدق، اوثق اور اثبت و اکابر محدثین آپ سے استفادہ اور استفتاء کے لیے حاضر ہوتے تھے جن میں سے چند ایک کے نام ہم اوپر درج کر چکے ہیں، وہ سب محدثین آپ کے تفقہ فی الدین، فقہی بصیرت اور آپ کی فقاہت حدیث کی تعریف میں رطب اللسان ہیں، ائمہ حدیث کے یہ سارے احوال و وقائع بغیر کسی مبالغہ کے اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ امام صاحب کے پاس احادیث کا دافرذ خیرہ تھا تب ہی تو آپ سے استفادہ کرنے والے کسی بھی محدث نے آپ کی طرف کبھی بھی انگشت اعتراض بلند نہیں کی۔ جس طرح قرآن و حدیث پر گہری نظر رکھنے بغیر صرف ذہانت اور فقہی بصیرت سے ہی دینی مسائل کا حل تلاش کرنا ناممکن ہے، اسی طرح بغیر فقاہت و فقہی بصیرت اور دقت نظر کے، قرآن و حدیث کے ہزار ہا متون ازبر ہونے کے باوجود فہم قرآن اور فہم حدیث کی مشکل گھاٹی سے گزرنا مشکل ہی نہیں ناممکن بھی ہے۔

ہم نے گذشتہ صفحات میں محدثین کرام کے اقوال نقل کیے ہیں جن میں سے ہر ایک

ہزار ہا احادیث کا حافظ تھا مگر مسائل معلوم کرنے کے لیے وہ سب امام اعظم رحمہ اللہ کی طرف رجوع کرتے، یہ بات امام صاحب کے کثیر الاحادیث ہونے کی طرف واضح اشارہ ہے اور اس کے علاوہ اس بات کی بھی دلیل ہے کہ احادیث جمع کرنا اور انہیں روایت کرنا ایک جہت علم ہے، جب کہ ان احادیث سے مسائل کا استنباط واجتہاد ایک الگ جہت علم ہے جو جمع و روایت سے یقیناً بہت ممتاز ہے۔

اصحاب الحدیث اور اصحاب الرائے میں دو امور میں نمایاں فرق

اکابر صحابہ میں بھی دونوں طرح کے فقہاء پائے جاتے تھے، ایک وہ جن کی نگاہ حدیث کے ظاہری الفاظ پر ہوتی تھی، دوسرے وہ جو معانی حدیث کے غواص تھے اور احکام شرعیہ میں شریعت کی مصالح اور لوگوں کے احوال کو بھی پیش نظر رکھتے تھے، تابعین عہد میں یہ دونوں طریقہ اجتہاد اور ان کے طرز استنباط کا تفاوت زیادہ نمایاں ہو گیا، جو لوگ ظاہر حدیث پر قانع تھے، وہ اصحاب الحدیث کہلائے اور جو نصوص اور ان کے مقاصد و مصالح کو سامنے رکھ کر رائے قائم کرتے تھے، وہ اصحاب الرائے کہلائے، اصحاب الحدیث کا مرکز مدینہ تھا اور اصحاب الرائے کا عراق، اور خاص طور پر عراق کا شہر کوفہ، گو مدینہ میں بعض ایسے اہل علم موجود تھے جو اصحاب الرائے کے طریقہ استنباط سے متاثر تھے، ان کے نام کا جزو ٹھہرا، اسی طرح کوفہ میں امام شراحیل شعبی رحمہ اللہ جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اساتذہ میں ہیں لیکن ان کا منہج اصحاب الحدیث کا تھا۔

اصحاب الرائے اور اصحاب الحدیث کے درمیان دو امور میں نمایاں فرق تھا، ایک یہ کہ اصحاب الحدیث کسی کو قبول اور رد کرنے میں محض سند کی تحقیق کو کافی سمجھتے تھے اور خارجی وسائل سے کام نہیں لیتے تھے، اصحاب الرائے اصول روایت کے ساتھ اصول درایت کو بھی ملحوظ رکھتے تھے، وہ حدیث کو سند کے علاوہ اس طور پر بھی پرکھتے تھے کہ وہ قرآن کے مضمون

سے ہم آہنگ ہے یا اس سے متعارض؟ دین کے مسلمہ اصول اور مقاصد کے موافق ہے یا نہیں؟ دوسری مشہور حدیثوں سے متعارض تو نہیں ہے؟ صحابہ کا اس حدیث پر عمل تھا یا نہیں؟ اور نہیں تھا تو اس کے اسباب کیا ہو سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اصحاب الراۓ کا منہج زیادہ درست بھی تھا اور دشوار بھی۔

دوسرا فرق یہ تھا کہ اصحاب الحدیث ان مسائل سے آگے نہیں بڑھتے تھے جو حدیث میں مذکور ہوں، یہاں تک کہ بعض اوقات کوئی مسئلہ پیش آ جاتا اور ان سے اس سلسلہ میں رائے دریافت کی جاتی، اگر حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہوتا تو وہ جواب دینے سے انکار کر جاتے اور لوگ ان کی رہنمائی سے محروم رہتے، ایک صاحب سالم بن عبداللہ بن عمر رحمہ اللہ کے پاس آئے اور ایک مسئلہ دریافت کیا، انہوں نے انکار کیا، اس نے دوبارہ استفسار کیا اور کہا کہ میں آپ کی رائے پر راضی ہوں، سالم نے کہا کہ اگر اپنی رائے بتاؤں تو ہو سکتا ہے کہ تم چلے جاؤ، اس کے بعد میری رائے بدل جائے اور میں تم کو نہ پاؤں۔ یہ واقعہ ایک طرف ان کے احتیاط کی دلیل ہے لیکن سوال ہے کہ کیا ایسی احتیاط سے امت کی رہنمائی کا حق ادا ہو سکتا ہے۔

اصحاب الراۓ نہ صرف یہ کہ جس مسائل میں نص موجود نہ ہوتی ان میں مصالح شریعت کو سامنے رکھتے ہوئے اجتہاد کرتے بلکہ جو مسائل ابھی وجود میں نہیں آئے لیکن ان کے واقع ہونے کا امکان ہے ان کے بارے میں پیشگی تیاری کے طور پر غور کرتے اور اپنی رائے کا اظہار کرتے، اسی کو فقہ تقدیری کہتے ہیں، اصحاب حدیث اصحاب الراۓ کے اس طرز عمل پر طعنہ دیتے تھے، لیکن آج اسی فقہ تقدیری کا نتیجہ ہے کہ نئے مسائل کو حل کرنے میں قدیم ترین فقہی ذخیرہ سے مدد مل رہی ہے۔

اس وضاحت سے بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اصحاب الراۓ کا کام بمقابلہ اصحاب الحدیث کے زیادہ دشوار تھا، اسی لیے متقدمین کے یہاں اصحاب الراۓ میں سے ہونا ایک

قابل تعریف بات تھی اور مدح سمجھی جاتی تھی، بعد کو جن لوگوں نے اس حقیقت کو نہیں سمجھا، انہوں نے رائے سے مراد ایسی رائے کو سمجھا جو قرآن و حدیث کے مقابلہ میں خود رائی پر مبنی ہو، یہ کھلی ہوئی غلط فہمی اور نا سمجھی ہے۔

حجاز کا اصحاب الحدیث کا مرکز بننا اور عراق کا اصحاب الراۓ کا مرکز بننا کوئی اتفاقی امر نہیں تھا، اس کے چند بنیادی اسباب تھے: اول یہ کہ حجاز عرب تہذیب کا مرکز تھا، عرب اپنی سادہ زندگی کے لیے مشہور رہے ہیں، ان کی تہذیب میں بھی یہی سادگی رچی بسی تھی، عراق ہمیشہ سے دنیا کی عظیم تہذیبوں کا مرکز رہا ہے اور زندگی میں تکلفات و تعینات اس تہذیب کا جزو تھا، پھر مسلمانوں کے زیر نگین آنے کے بعد یہ علاقہ عربی اور عجمی تہذیب کا سنگم بن گیا تھا، اس لیے بمقابلہ حجاز کے یہاں مسائل زیادہ پیدا ہوتے تھے اور دین کے عمومی مقاصد و مصالح کو سامنے رکھ کر اجتہاد سے کام لینا پڑتا تھا، یہاں کے فقہاء اگر علمائے اصحاب حدیث کی طرح منصوص مسائل کے آگے سوچنے کو تیار ہی نہ ہوتے تو آخر امت کی رہنمائی کا فرض کیوں ادا ہوتا۔

دوسرے دبستان حجاز پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما وغیرہ صحابہ کی چھاپ تھی، جن کا ذوق ظاہر نص پر قناعت کرنے کا تھا اور عراق کے استاذ اول حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما جیسے فقہاء تھے، جن پر اصحاب الراۓ کے طریقہ اجتہاد کا غلبہ تھا، اس لیے دونوں جگہ بعد کے علماء پر ان صحابہ کے انداز فکر کی چھاپ گہری ہوتی چلی گئی۔

تیسرے اکثر فرق باطلہ کا مرکز عراق ہی تھا، یہ لوگ اپنی فکر کی اشاعت کے لیے حدیثیں وضع کیا کرتے تھے، اس لیے علماء عراق تحقیق حدیث میں اصول روایت کے ساتھ ساتھ اصول درایت سے کام لیتے تھے، اس کے برخلاف علماء حجاز کو وضع حدیث کے اس فتنہ سے نسبتاً کم سابقہ تھا۔ ❶

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے علوم کا نفع

حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد آپ کے شاگردوں نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قرآن و حدیث و فقہ کے دروس کو کتابی شکل دے کر ان کے علم کے نفع کو بہت عام کر دیا، خاص کر جب آپ کے شاگرد قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ عباسی حکومت میں قاضی القضاۃ کے عہدہ پر فائز ہوئے تو انہوں نے قرآن و حدیث کی روشنی میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے فیصلوں سے حکومتی سطح پر عوام کو متعارف کرایا، چنانچہ چند ہی سالوں میں فقہ حنفی دنیا کے کونے کونے میں رائج ہو گئی اور اس کے بعد یہ سلسلہ برابر رہا حتیٰ کہ عباسی و عثمانی حکومت میں مذہب ابی حنیفہ کو سرکاری حیثیت دے دی گئی۔ چنانچہ آج ۱۴۰۰ سال گزر جانے کے بعد بھی تقریباً ۷۵ فیصد امت مسلمہ اس پر عمل پیرا ہے، اور اب تک امت مسلمہ کی اکثریت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی قرآن و حدیث کی تفسیر و تشریح اور وضاحت و بیان پر ہی عمل کرتی چلی آرہی ہے۔ ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور افغانستان کے مسلمانوں کی بڑی اکثریت جو دنیا میں مسلم آبادی کا ۶۰ فیصد سے زیادہ ہے، اسی طرح ترکی اور روس سے الگ ہونے والے ممالک نیز عرب ممالک کی ایک جماعت قرآن و حدیث کی روشنی میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہی فیصلوں پر عمل پیرا ہیں۔

فرعی مسائل میں فقہاء کرام کے درمیان اسباب اختلاف

چوں کہ احکام شرعیہ کو مستنبط کرنے میں اجتہاد اور غور و فکر کو دخل ہے، غور و فکر کے نتیجے میں اختلاف رائے کا پایا جانا فطری امر ہے اور انسانی سوچ درست بھی ہو سکتی ہے اور نادرست بھی اور واقعہ کے مطابق بھی ہو سکتی ہے اور اس کے خلاف بھی، اس لیے بہت سے مسائل میں مجتہدین کے درمیان اختلاف رائے پایا جاتا ہے، جسے قانون شریعت کی زندگی اور حیات کی علامت قرار دیا جاسکتا ہے اور یہ امت کے لیے رحمت ہے نہ کہ زحمت۔ کیونکہ اس

کی وجہ سے مختلف امور میں امت کو درپیش مشکلات کو حل کرنے کے لیے مختلف نقاط نظر سے استفادہ کی گنجائش فراہم ہوتی ہے، اسی لیے سلف صالحین اور خاص کر امام مالک رحمہ اللہ نے اس بات کو ناپسند کیا کہ تمام لوگوں کو ایک ہی رائے کا کرنے پر مجبور کیا جائے، اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فرمایا: مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ صحابہ میں کوئی اختلاف ہی نہ ہوتا، اس لیے کہ اگر صحابہ کا تمام مسائل میں ایک ہی قول ہوتا تو لوگ تنگی میں پڑ جاتے، کیونکہ صحابہ مقتدی ہیں، اگر کوئی شخص ان میں سے کسی ایک کے قول کو اختیار کر لے تو اس کی گنجائش ہے، اسی بنیاد پر سلف صالحین نے اختلاف فقہاء کو جمع کرنے کا خاص اہتمام فرمایا ہے۔

اختلاف رائے کے اسباب بہت سے ہیں لیکن چند اسباب بنیادی نوعیت کے حامل ہیں، یہاں انہیں کے ذکر پر اکتفاء کیا جاتا ہے:

۱..... بعض امور کے بارے میں اختلاف ہے کہ ان کی حیثیت دلیل شرعی کی ہے یہ نہیں، مثلاً استحسان اور مصالح مرسلہ، احناف و مالکیہ کے یہاں ان کا اعتبار ہے، ذریعہ کے سلسلہ میں مالکیہ کا نقطہ نظر دوسرے فقہاء سے زیادہ وسیع ہے، عرف سے حنفیہ زیادہ کام لیتے ہیں، استصحاب کا اعتبار حنابلہ کے یہاں نسبتاً زیادہ ہے، آثار صحابہ کو دلیل بنانے میں حنفیہ اور مالکیہ کے یہاں زیادہ وسعت ہے اور بعض فقہاء کی طرف منسوب ہے کہ وہ آثار صحابہ کو مطلق حجت نہ مانتے تھے۔

پس جن فقہاء نے ان کو ماخذ قانون کا درجہ دیا ہے، انہوں نے ان پر مبنی احکام کو قبول کیا اور جنہوں نے ان کو دلیل شرعی نہیں مانا ہے انہوں نے ان احکام سے اختلاف کیا۔

۲..... اختلاف رائے کا دوسرا مرکزی سبب نصوص کے ثابت و معتبر ہونے اور نہ ہونے کے سلسلہ میں اختلاف رائے ہے، جیسے حدیث مرسل حنفیہ اور مالکیہ کے یہاں حجت ہے، شوافع بعض مستثنیات کو چھوڑ کر حدیث کی اس قسم کو ثابت نہیں سمجھتے، قیاس کے مقابلے میں

حنفیہ کے یہاں حدیث ضعیف کا اعتبار ہے، بشرطیکہ اس کا ضعف بہت شدید نہ ہو، دوسرے فقہاء کو اس سے اختلاف ہے۔

اسی طرح کسی روایت کا معتبر یا غیر معتبر ہونا راویوں کے معتبر ہونے اور نہ ہونے پر موقوف ہوتا ہے اور راویوں کے بارے میں مجتہد کی جو رائے ہوتی ہے وہ بھی اجتہاد پر مبنی ہوتی ہے اور اس میں غلطی بھی ہو سکتی ہے، ایسا ممکن ہے کہ ایک راوی بعض اہل علم کے نزدیک قابل اعتبار ہو اور دوسروں کے نزدیک ناقابل اعتبار، ایسی صورت میں دونوں گروہ کی رائے اپنے اپنے نقطہ نظر پر مبنی ہوگا۔

۳..... کوئی انسان خواہ کتنا بھی صاحب علم ہو وہ اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے معلومات کا احاطہ کر لیا ہے، اس بنیاد پر ایسا نہیں ہو سکتا، یہی وجہ کہ امام شافعی رحمہ اللہ جیسے فقیہ و محدث نے جب حجاز سے نکل کر عراق اور عراق کے بعد مصر کا سفر کیا اور وہاں کے علماء سے استفادہ کیا تو بے شمار مسائل میں ان کی رائے بدل گئی، اسی لیے فقہ شافعی میں قول قدیم اور قول جدید کی مستقل اصطلاح پائی جاتی ہے، اسی طرح امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی وفات کے بعد جب حجاز آئے اور امام مالک رحمہ اللہ سے استفادہ کیا تو بعض مسائل میں نہ صرف یہ کہ ان کی رائے بدل گئی بلکہ انہوں نے یہ بھی فرمایا: اگر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس پر مطلع ہوتے تو وہ بھی کہتے جو میں کہہ رہا ہوں، اسی طرح کار جوع و اعتراف فقہاء کے یہاں پایا جاتا ہے، جو طلب حق کے سلسلہ میں ان کے اخلاص اور بے نفسی کی دلیل ہے۔

۴..... بعض مسائل میں دلیلیں متعارض ہوتی ہیں، ایک مسئلہ سے متعلق دو مختلف احادیث ہوتی ہیں، اب مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ ان میں کس پر عمل کرنا اولیٰ و افضل ہے؟ یا یہ کہ کون سی حدیث منسوخ ہے اور کس کا حکم باقی ہے؟ چوں کہ حدیث میں اس کی صراحت نہیں

ہوتی اس لیے فقہاء کو اپنے ذوق سے ترجیح دینا پڑتا ہے، اسی طرح کسی مسئلہ میں قرآن و حدیث کا واضح حکم موجود نہیں ہوتا اور صحابہ کی رائے مختلف ہوتی ہے، ان آراء میں ترجیح سے کام لینا ہوتا ہے، اسی طرح ایک ہی مسئلہ میں قیاس کے دو پہلو ہوتے ہیں اور دونوں متضاد ہوتے ہیں، اس صورت میں بھی مجتہد کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ ایک قیاس کو دوسرے پر ترجیح دے۔

ایسے مواقع پر ترجیح کے سلسلہ میں فقہاء کا ذوق الگ الگ ہوتا ہے، کوئی حدیث کو قوت سند کی بناء پر ترجیح دیتا ہے، کوئی قرآن اور دین کے مسلمہ اصول و قواعد کی موافقت کو ترجیح دیتا ہے، کسی کے نزدیک اس بات کی اہمیت ہوتی ہے کہ کس حدیث کس سند میں واسطے کم ہیں، اور کسی کے یہاں یہ بات اہم قرار پاتی ہے کہ کس حدیث کے روایت کرنے والے تفقہ کے حامل ہیں؟ کسی کا رجحان حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ کی طرف ہے اور کسی کا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی آراء کی طرف، کسی کے نزدیک ایک راوی بہت ہی ضعیف و ناقابل اعتبار ہے، اور کسی کی نگاہ میں وہ ایک بلند پایہ معتبر راوی ہے، اس اختلاف ذوق کی وجہ سے ان کے اجتہاد و استنباط میں بھی اختلاف واقع ہوتا ہے۔

۵.... قانون شریعت کے اصل ماخذ قرآن و حدیث ہیں، اور یہ دونوں عربی زبان میں ہیں اس لیے عربی زبان کے قواعد طرز تعبیر اور اسالیب بیان سے بھی مسائل کے استنباط کا گہرا تعلق ہے، اور صورت حال یہ ہے کہ خود اہل زبان کے نزدیک بعض الفاظ اور افعال کی مراد کے سلسلہ میں اختلاف ہے، یا اہل زبان کے نزدیک اس کے ایک سے زیادہ معنی مراد لیے جاسکتے ہیں، اس کی وجہ سے بھی اختلاف رائے پیدا ہوتا ہے۔

مثلاً فعل امر لا زنا کسی بات کے واجب ہونے کو بتاتا ہے، یا مباح اور مستحب کے لیے بھی بولا جاتا ہے۔ ”واو“ صرف جمع کے معنی میں ہے یا اس کے معنی میں ترتیب بھی ملحوظ

ہوتی ہے؟ ”إلی“ اپنے مابعد کو شامل ہوتا ہے یا شامل نہیں ہوتا؟ ”ب“ کا اصل معنی بعض کا ہے یا بیان کے لیے ہے؟ وغیرہ، اس لیے اصول فقہ کی کتابوں کا ایک اہم موضوع دلالت کلام سے متعلق ہے اور حنفیہ کی کتب اصول جیسے اصول بزدوی اور اصول سرخسی وغیرہ کی تالیفات میں بڑا حصہ انہیں مباحث پر مشتمل ہے۔

۶..... بعض مسائل میں اختلاف رائے کی بنیاد حالات کی تبدیلی، سیاسی و معاشی نظام میں تغیر اور اخلاقی قدروں میں ارتقاء سے بھی متعلق ہوتا ہے، اس لیے فقہاء کے یہاں ایک متفقہ اصول ہے ”لا ینکر تغیر الأحکام بتغیر الزمان“ کہ زمانہ کی تبدیلی کی وجہ سے احکام میں تبدیلی سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے زمانہ میں خواتین کے حالات کو دیکھتے ہوئے فرمایا: اگر آپ ﷺ نے ان کو دیکھا ہوتا تو انہیں مسجد میں آنے سے منع کر دیا ہوتا، اس طرح بعض مسائل میں بعد کے فقہاء نے اپنے سلف کی رائے سے اختلاف کیا اور کہا کہ اگر گزشتہ بزرگوں نے آج کے حالات کو دیکھا ہوتا تو وہ بھی اس کے قائل ہو گئے ہوتے۔

اسی کو بعض اہل علم نے یوں بیان کیا ہے کہ یہ اختلاف برہان نہیں بلکہ اختلاف زمان ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ امامت اور تعلیم قرآن پر اجرت لینے کو جائز نہیں سمجھتے تھے لیکن متاخرین نے اس کی اجازت دی، متقدمین اجیر کو اس کے پاس ضائع ہو جانے والے مال کا ضامن نہیں ٹھہراتے تھے لیکن متاخرین نے بڑھتی ہوئی بددیانتی کو دیکھتے ہوئے ان کو ضامن ٹھہرایا، اس طرح کے بہت سے مسائل ہیں جن میں فقہاء متقدمین اور متاخرین کے نقاط نظر میں اختلاف پایا جاتا ہے اور ایک ہی دبستان فقہ سے متعلق پہلے اور بعد کے اہل علم کی رائے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

یہ فقہی اختلافات کے اہم اور بنیادی اسباب ہیں، ورنہ اسباب اختلاف کی بڑی تعداد

ہے، اسی وجہ سے متقدمین اور متاخرین علماء نے اختلاف کے اسباب کے بارے میں کئی کتابیں اور رسائل تصنیف کیے، شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) کی ”رفع المسلمام عن الأئمة الأعلام“ نیز محدث الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) نے ”الإنصاف فی بیان سبب الاختلاف“ میں ان نکات کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے، جو اہل علم کے درمیان اختلاف کا موجب بنے ہیں، ماضی قریب میں بھی اس سلسلہ میں بعض اہم خدمات انجام پائی ہیں جن میں عرب کے مشہور محقق و محدث شیخ محمد عوامہ کی ”أثر الحديث فی اختلاف الأئمة الفقهاء“ اردو زبان میں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) کی ”اختلاف الأئمة“ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔

فقہی اختلاف اور مجتہدین کا اختلافِ ذوق

اسباب اختلاف کے سلسلہ میں اس بات کا ذکر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس سلسلہ میں فقہاء کو علاقائی اثرات اور مقامی افکار نے بھی متاثر کیا ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کوفہ میں پیدا ہوئے، یہیں آپ کی علمی نشوونما ہوئی اور یہیں سے آپ کے فقہ و اجتہاد کا خورشید عالم تاب طلوع ہوا، کوفہ میں زیادہ تر اہل علم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی درس گاہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کے فتاویٰ کو ترجیح دیتے تھے، اس لیے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی آراء پر ان صحابہ کے فتاویٰ اور فیصلوں کی اتباع کا رجحان غالب ہے، امام مالک رحمہ اللہ نے پوری زندگی مدینہ میں گزار دی، یہیں فیض اٹھایا اور یہیں سے آپ کے فیضان کا چشمہ جاری ہوا، مدینہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے تلامذہ و مستسبین کی فکر کی گہری چھاپ تھی، اس لیے امام مالک رحمہ اللہ کے مسلک پر ان صحابہ کی آراء اور علماء مدینہ کے افکار کا غلبہ ہے، یہاں تک کہ تعادل اہل مدینہ ان کے یہاں مستقل ایک مصدر شرعی ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوئی اور یہیں آپ کی علمی نشوونما انجام پائی، مکہ کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے علمی فیوض و برکات کا مرکز بنایا تھا اور ان کے لائق و فائق تلامذہ مکہ کی علمی فضاء پر چھائے ہوئے تھے، چنانچہ امام شافعی رحمہ اللہ کی آراء پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے شاگردوں کے فتاویٰ کا واضح اثر ہے، امام احمد رحمہ اللہ چوں کہ ظاہر حدیث پر عمل کرنے کا خاص ذوق رکھتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ذوق یہی تھا، اس لیے امام احمد رحمہ اللہ کے یہاں ان صحابہ کے فتاویٰ کی پیروی کا رجحان نمایاں ہے۔ ❶

علم شریعت کے مدوّن اول امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ

فقہ کی باضابطہ تدوین کا شرف سب سے پہلے جس شخصیت کو حاصل ہوا وہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں، اسی لیے امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

من أراد الفقه فهو عيال على أبي حنيفة.

اس کا اعتراف تمام ہی منصف مزاج علماء نے کیا ہے، علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

إنه أول من دون علم الشريعة ورتبها أبو أبا ثم تبعه مالك ابن أنس في

ترتيب الموطا ولم يسبق أبا حنيفة أحد. ❷

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے علم شریعت کی تدوین کی اور اسے باب وار مرتب کیا، پھر موطا کی ترتیب میں امام مالک رحمہ اللہ نے انہیں کی پیروی کی، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے پہلے کسی نے یہ کام نہیں کیا۔

❶ قاموس الفقه: ج ۱ ص ۳۳۲ تا ۳۳۷

❷ تبیض الصحیفة بمناقب الإمام أبي حنيفة: أول من دون علم الشريعة، ص ۱۲۹

علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں:

إنه أول من دون علم الشريعة ورتبه أبو ابا وكتبا على نحو ما هو عليه

اليوم وتبعه مالک في موطنه. ①

امام ابو حنیفہ پہلے شخص ہیں، جنہوں نے علم فقہ کو مدون کیا اور کتاب اور باب پر اس کو مرتب فرمایا، جیسا کہ آج موجود ہے اور امام مالک نے اپنی موطا میں انہیں کی اتباع کی ہے۔ پھر اہم بات یہ ہے کہ امام صاحب نے دوسرے فقہاء کی طرح انفرادی طور پر اپنی آراء مرتب نہیں کی، بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح شورائی انداز اختیار کیا، چنانچہ علامہ موفق مکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں:

فوضع أبو حنيفة مذهبه شوري بينهم لم يستمد بنفسه دونهم.

امام ابو حنیفہ نے اپنا مذہب شورائی رکھا، وہ شرکاء شوری کو چھوڑ کر تنہا اپنی رائے مسلط نہیں کرتے۔

اس کا نتیجہ تھا کہ بعض اوقات ایک مسئلہ پر ایک ماہ یا اس سے زیادہ بحث و مباحثہ کا سلسلہ جاری رہتا تھا، چنانچہ امام موفق رحمہ اللہ ہی رقم طراز ہیں:

كان يتقي مسألة مسألة يقلبهم ويسمع ما عندهم ويقول ما عنده

وينظرهم شهرا أو أكثر من ذلك حتى يستقر أحد الأقوال فيها. ②

امام صاحب ایک ایک مسئلہ پیش کرتے، ان کے خیالات کا جائزہ لیتے اور ان کی بھی باتیں سنتے، اپنے خیالات پیش کرتے اور بعض اوقات ایک ماہ یا اس سے زیادہ تبادلہ خیال کا سلسلہ جاری رکھتے، یہاں تک کہ کوئی ایک قول متعین ہو جاتا۔

مجلس فقہ میں مدون کیے گئے مسائل کی تعداد

اس مجلس تدوین میں جو مسائل مرتب ہوئے اور جو زیر بحث آئے ان کی تعداد کیا تھی؟

① الخيرات الحسان: الفصل الثاني عشر، ص ۲۳ ② مناقب أبي حنيفة: ج ۲ ص ۱۳۳

اس سلسلہ میں تذکرہ نگاروں کے مختلف بیانات ملتے ہیں، مسانید امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے جامع علامہ خوارزمی رحمہ اللہ نے تراسی ہزار کی تعداد لکھی ہے، جس میں اڑتیس ہزار کا تعلق عبادات سے تھا اور باقی کا معاملات سے۔ بعض حضرات نے ۶ لاکھ اور بعضوں نے ۱۲ لاکھ سے بھی زیادہ بتائی ہے، مشہور محقق مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ اس تعداد میں ان مسائل کو بھی شامل کر لیا گیا ہے جو امام کے مقرر کیے ہوئے اصول و کلیات کی روشنی میں مستنبط کیے گئے تھے، پس اگر تراسی ہزار مسائل ہی اس مجلس تدوین کے مستنبط کیے ہوئے مانے جاتے تو یہ کیا کم ہے۔ ①

مجلس فقہ میں شریک اکابر علماء اور ان کی سنین وفات

عام طور پر یہ بات نقل کی گئی ہے کہ اس مجلس میں اپنے عہد کے چالیس ممتاز علماء شامل تھے، لیکن ان کے سنین وفات اور امام صاحب رحمہ اللہ سے وابستگی کے زمانہ کو دیکھتے ہوئے قیاس کیا جاسکتا ہے کہ یہ سارے لوگ شروع سے آخر تک اس کام میں شریک نہیں رہے، بلکہ مختلف ارکان نے مختلف ادوار میں کارِ تدوین میں ہاتھ بٹایا اور ان میں بعض وہ تھے جنہوں نے آخری زمانہ میں اس کام میں شرکت کی، عام طور پر شرکاء مجلس کا نام ایک جگہ نہیں ملتے، مفتی عزیز الرحمن اور ڈاکٹر محمد میاں صدیقی نے ان ناموں کو اکٹھا کرنے کی کوشش کی ہے اور ڈاکٹر محمد طفیل ہاشمی نے ان ہی کے حوالہ سے اسے نقل کیا ہے، نام اس طرح ہیں:

- ۱.... زفر بن ہذیل رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۸ھ) ۲.... مالک بن مغول رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۹ھ)
- ۳.... داود طائی رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۰ھ) ۴.... مندل بن علی رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۸ھ)
- ۵.... نصر بن عبدالکریم رحمہ اللہ (متوفی ۱۶۹ھ) ۶.... عمرو بن میمون رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۱ھ)

① امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی سیاسی زندگی: ص ۲۳۳، ۲۳۴

- ۷.... حبان بن علی رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۲ھ) ۸.... ابو عصمہ (متوفی ۱۷۳ھ)
- ۹.... زہیر بن معاویہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۳ھ) ۱۰.... قاسم بن معن رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۵ھ)
- ۱۱.... حماد بن ابی حنیفہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۶ھ) ۱۲.... ہياج بن بطام رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۷ھ)
- ۱۳.... شریک بن عبد اللہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۷۸ھ) ۱۴.... عافیہ بن یزید رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ)
- ۱۵.... عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) ۱۶.... نوح بن دراج رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ)
- ۱۷.... امام ابو یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۲ھ) ۱۸.... ہشیم بن بشیر سلمیٰ رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۳ھ)
- ۱۹.... ابو سعید یحییٰ بن زکریا رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۴ھ) ۲۰.... فضیل بن عیاض رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۷ھ)
- ۲۱.... اسد بن عمرو رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۸ھ) ۲۲.... محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ)
- ۲۳.... علی بن مسہر رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ) ۲۴.... یوسف بن خالد رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۹ھ)
- ۲۵.... عبد اللہ بن ادریس رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۲ھ) ۲۶.... فضل بن موسیٰ رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۲ھ)
- ۲۷.... حفص بن غیاث رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۴ھ) ۲۸.... وکیع بن جراح رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ)
- ۲۹.... ہشام بن یوسف رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۷ھ) ۳۰.... یحییٰ بن سعید القطان رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ)
- ۳۱.... شعیب بن اسحاق رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۸ھ) ۳۲.... ابو حفص بن عبد الرحمن رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹ھ)
- ۳۳.... ابو مطیع بلخی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹ھ) ۳۴.... خالد بن سلیمان رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹ھ)
- ۳۵.... عبد الحمید رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۳ھ) ۳۷.... ابو عاصم النبیل رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۲ھ)
- ۳۸.... یحییٰ بن ابراہیم رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) ۳۹.... حماد بن دلیل رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۵ھ) ❶

استنباط مسائل میں امام اعظم رحمہ اللہ کا طریقہ کار

خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) علامہ ابن عبد البر قرطبی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) اور علامہ حسین بن علی صیری رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۶ھ) نے بہ سند متصل آپ سے نقل کیا ہے کہ:

❶ قاموس الفقہ: ج ۱ ص ۳۶۰، ۳۶۱

آخذ بكتاب الله، فما لم أجد فبسنة رسول الله ﷺ، فان لم أجد في كتاب الله ولا بسنة رسول الله ﷺ آخذ بقول أصحابه، آخذ بقول من شئت منهم وأدع من شئت منهم، ولا أخرج من قولهم إلى قول غيرهم. فإذا انتهى الأمر أو جاء إلى إبراهيم والشعبي وابن سيرين والحسن وعطاء وسعيد بن المسيب وعدد رجالاتنا، فقوم اجتهدوا فاجتهد كما اجتهدوا. ❶

میں (کسی بھی شرعی مسئلہ کا حل) کتاب اللہ (قرآن مجید) سے لیتا ہوں۔ اگر اس میں نہیں پاتا تو پھر سنت رسول ﷺ کو لیتا ہوں، اور اگر مجھے اس مسئلہ کا حل کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ دونوں میں سے نہیں ملتا تو پھر میں رسول ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار کو لیتا ہوں۔ ان میں سے جس کا قول (مجھے رائج معلوم ہوتا ہے) لے لیتا ہوں، اور جس کا قول (مرجوح معلوم ہو) اس کو میں چھوڑ دیتا ہوں، البتہ ان کے آثار کی موجودگی میں کسی غیر صحابی کا قول میں قبول نہیں کرتا۔ اور جب معاملہ ابراہیم نخعی، شعبی، ابن سيرين، حسن بصری، عطاء بن ابی رباح، سعيد بن مسيب رحمہم اللہ اور ان جیسے دیگر تابعین تک پہنچ جائے (تو چونکہ وہ بھی میری طرح مجتہدین تھے، لہذا) جیسے انہوں نے اجتہاد کیا ہے، میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے اس سلسلے میں آپ سے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

آخذ بكتاب الله، فما لم أجد فبسنة رسول الله ﷺ، والآثار الصحاح عنه التي فشت في أيدي الثقات عن الثقات، فان لم أجد فبقول أصحابه آخذ

❶ تاریخ بغداد: ترجمۃ: النعمان بن ثابت، ما ذکر من وفور عقل أبي حنيفة، ۱۳ /

۳۶۵ / الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة:

ص ۱۴۲ / أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ما روى عن أبي حنيفة في الأصول: ص ۲۴

بقول من شئت، وأما إذا انتهى الأمر إلى إبراهيم والشعبي والحسن

وعطاء، فاجتهد كما اجتهدوا. ❶

میں (مسائل شرعیہ کا حل) کتاب اللہ سے لیتا ہوں، اگر اس میں نہ ملے تو پھر رسول اللہ ﷺ کی سنت اور آپ کی ان صحیح احادیث سے لیتا ہوں جو ثقہ راویوں کے ہاتھوں میں ثقہ راویوں کے ذریعے عام پھیل چکی ہیں، اور اگر ان دونوں (قرآن و سنت) میں مجھے کوئی حکم نہیں ملتا تو پھر میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کے قول کو لے لیتا ہوں، اور جب معاملہ ابراہیم نخعی، عامر شعبی، حسن بصری اور عطاء بن ابی رباح رحمہم اللہ جیسے مجتہدین تابعین پر آٹھرتا ہے تو جیسے انہوں نے اجتہاد کیا میں بھی اجتہاد کرتا ہوں۔

فقہ حنفی کے خصائص و امتیازات

یہ تو ایک ثابت شدہ حقیقت ہے کہ فقہ حنفی کی تدوین شورائی طریقے پر ہوئی ہے، یہی وجہ ہے کہ اجتماعی طریق اجتہاد اور آزادانہ بحث و نقد نے فقہ حنفی میں نصوص و رائے اور مقاصد شریعت و انسانی مصالح کے درمیان ایک خاص قسم کا توازن پیدا کر دیا ہے، جو دوسرے مکاتب فقہیہ میں کم نظر آتا ہے، فقہ حنفی کے طریق اجتہاد اور اصول خاص استنباط نیز اس کی مستنبط جزئیات و فروعات پر غور کرنے کے بعد اس فقہ کا عمومی مزاج و مذاق اور خصائص و امتیازات جو سمجھ میں آتے ہیں ان کا تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ذیل میں اسی نقطہ نظر سے گفتگو کی گئی ہے۔

۱.... نصوص سے غایت اعتناء

فقہ حنفی کی سب سے بڑی خصوصیت اس فقہ میں نصوص شرعیہ سے غایت درجہ اعتناء ہے، اسی وجہ سے فقہ حنفی میں خبر واحد قیاس پر مقدم ہے، علامہ ابو بکر جصاص رحمہ اللہ (متوفی

❶ مناقب ابی حنیفہ و صاحبہ: ص ۳۴

۳۷۰ھ) فرماتے ہیں کہ خبر واحد قیاس پر مقدم ہے:

وَذَلِكَ لِأَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ مُقَدَّمٌ عَلَى الْقِيَاسِ. ①

نیز اس بات کا اظہار آپ نے ایک اور مقام پر ان الفاظ کے ساتھ کیا ہے:

أَنَّ خَبَرَ الْوَاحِدِ مُقَدَّمٌ عَلَى الْقِيَاسِ. ②

جب خبر واحد اور قیاس میں تعارض ہو جائے اس طور پر کہ ان کے درمیان تطبیق ممکن نہ ہو تو خبر واحد کو اکثر علماء کے نزدیک مطلقاً قیاس پر مقدم کیا جائے گا، ان علماء میں سرفہرست امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں، چنانچہ علامہ ابن امیر الحاج رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) لکھتے ہیں:

مَسْأَلَةٌ: إِذَا تَعَارَضَ خَبَرُ الْوَاحِدِ وَالْقِيَاسُ بِحَيْثُ لَا جَمْعَ بَيْنَهُمَا مُمَكِّنٌ قُدِّمَ الْخَبَرُ مُطْلَقًا عِنْدَ الْأَكْثَرِ مِنْهُمْ أَبُو حَنِيفَةَ وَالشَّافِعِيُّ وَأَحْمَدُ. ③

علامہ جمال الدین منہجی رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۶ھ) ایک مسئلہ کی تحقیق کے دوران فرماتے ہیں کہ یہ مسئلہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دلائل میں سب سے بڑی دلیل ہے کہ خبر واحد کو قیاس پر مقدم کیا جائے گا:

وَهَذِهِ الْمَسْأَلَةُ مِنْ أَكْبَرِ الْأَدِلَّةِ عَلَى أَنَّ أَبَا حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقْدُمُ الْخَبَرَ الْوَاحِدَ عَلَى الْقِيَاسِ. ④

اسی طرح حدیث مرسل یعنی وہ حدیث جس کو تابعی براہ راست آپ ﷺ سے نقل کرے اور درمیانی واسطہ یعنی صحابی کا ذکر نہ کرے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ

① الفصول في الأصول: باب العام، القول في تخصيص العموم بالقياس، ج ۱ ص ۲۱۱

② الفصول في الأصول: فصل في الدلالة على الصحيح مما قسمنا عليه أخبار الآحاد،

ج ۳ ص ۱۲۱ ③ التقرير والتحجير: الباب الثالث: السنة، مسألة: إذا تعارض خبر

الواحد القياس، ج ۲ ص ۳۹۸ ④ الباب في الجمع بين السنة والكتاب: كتاب

البيوع، باب ما لا يجوز شراء ما باقلاً مما باع، ج ۲ ص ۴۹۳

کے نزدیک حدیث مرسل حجت ہے، جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک یہ حجت نہیں، پھر بھی دعویٰ ہے کہ ہم اہل حدیث ہیں۔

علامہ ابن صلاح رحمہ اللہ (متوفی ۶۴۳ھ) فرماتے ہیں:

وَالْاُحْتِجَاجُ بِهِ مَذْهَبُ مَالِكٍ وَابِي حَنِيفَةَ وَأَصْحَابِهِمَا. ❶

اور مرسل روایت سے دلیل پکڑنا امام مالک اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب کا مذہب ہے۔

محقق علی الاطلاق علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ (متوفی ۸۶۱ھ) فرماتے ہیں:

وَالْمُرْسَلُ عِنْدَنَا وَعِنْدَ جُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ حُجَّةٌ. ❷

حدیث مرسل ہمارے نزدیک اور جمہور علماء کے نزدیک حجت ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن عبدالبر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَّا أَبُو حَنِيفَةَ وَأَصْحَابُهُ فَإِنَّهُمْ يَقْبَلُونَ الْمُرْسَلَ وَلَا يَرُدُّونَهُ. ❸

بہر حال امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب حدیث مرسل کو قبول کرتے ہیں اور اس کو رد نہیں کرتے۔

مجدد قرنِ عاشر محدث کبیر ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

لَكِنَّ الْمُرْسَلَ حُجَّةٌ عِنْدَنَا وَعِنْدَ الْجُمْهُورِ. ❹

لیکن مرسل حدیث ہمارے اور جمہور علماء کے نزدیک حجت ہے۔

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۴ھ) فرماتے ہیں:

❶ مقدمة ابن الصلاح: النوع التاسع، معرفة المرسل، ج ۱ ص ۵۵

❷ فتح القدير: كتاب الطهارة، فصل في نواقض الوضوء، ج ۱ ص ۴۰

❸ التمهيد لمافي الموطا من المعاني والأسانيد: مقدمة، ج ۱ ص ۵

❹ مرقاة المفاتيح: كتاب الطهارة، باب ما يوجب الوضوء، ج ۱ ص ۳۶۸

أما أهل القرون الثلاثة فمرسلهم مقبول عندنا مطلقاً. ❶
بہر حال قرون ثلاثہ کی مرسل روایت تو ہمارے نزدیک مطلقاً قبول ہے۔
اسی طرح احناف کے ہاں ضعیف احادیث بھی قیاس پر مقدم ہیں۔
ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

إن مذهبهم القوي تقديم الحديث الضعيف على القياس. ❷
علمائے احناف کا قوی مذہب یہ ہے کہ حدیث ضعیف قیاس پر مقدم ہے۔
غیر مقلدین کے مقتدا علامہ ابن حزم ظاہری رحمہ اللہ (متوفی ۴۵۶ھ) فرماتے ہیں:
قال ابن حزم جميع الحنفية مجموعون على أن مذهب أبي حنيفة أن
ضعيف الحديث أولى من الرأي. ❸

علامہ ابن حزم فرماتے ہیں کہ تمام حنفیوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ ضعیف حدیث پر
عمل کرنا قیاس کرنے سے اولیٰ ہے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے علوم و افکار کے ترجمان علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ)
فرماتے ہیں:

أَبُو حَنِيفَةَ يُقَدِّمُ الْحَدِيثَ الضَّعِيفَ عَلَى الرَّأْيِ وَأَصْحَابُ أَبِي حَنِيفَةَ
رَحِمَهُ اللَّهُ مُجْمِعُونَ عَلَى أَنَّ مَذْهَبَ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّ ضَعِيفَ الْحَدِيثِ عِنْدَهُ
أَوْلَى مِنَ الْقِيَاسِ وَالرَّأْيِ.

امام ابو حنیفہ حدیث ضعیف کو قیاس پر مقدم کرتے ہیں، امام ابو حنیفہ کے اصحاب کا اس
بات پر اجماع ہے کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ حدیث ضعیف پر عمل کرنا ان کے نزدیک

❶ قواعد في علوم الحديث: الفصل الخامس في أحكام المرسل، ص ۱۳۹

❷ مرقاة المفاتيح: مقدمة، ج ۱ ص ۴۱

❸ قواعد في علوم الحديث: الفصل الثالث في حكم العمل بالضعيف، ص ۹۵

قیاس اور رائے پر عمل کرنے سے اولیٰ ہے۔ ❶

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ یہ بات جھوٹ ہے، اللہ کی قسم! ہمارے خلاف یہ بات گھڑی گئی ہے کہ ہم قیاس کو نص پر مقدم کرتے ہیں، بھلا نص کی موجودگی میں قیاس کی کوئی ضرورت ہے؟ یعنی نص کے ہوتے ہوئے ہمیں قیاس کرنے کی کیا ضرورت ہے، قیاس کی ضرورت تو وہاں پیش آتی ہے جبکہ اس مسئلہ میں صراحۃً نص موجود نہ ہو:

كذب والله افتري علينا من يقول إننا نقدم القياس على النص وهل

يحتاج بعد النص إلى القياس. ❷

علمائے احناف کے نزدیک اگر کوئی شخص نماز میں قہقہہ لگائے تو اس کا وضو بھی ٹوٹ جائے گا اور نماز بھی، اب قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ نماز تو ٹوٹ جائے لیکن وضو نہ ٹوٹے، کیونکہ نواقض وضو میں سے کسی کا صدور نہیں ہوا، اگر کوئی خارج صلاۃ دن بھر بھی قہقہہ لگاتا رہے تو وضو برقرار رہے گا۔ اب احناف نے نماز میں قہقہہ کی صورت میں وضو اور نماز دونوں کے اعادے کا حکم دیا، اب یہ محض اس وجہ سے کہ آپ ﷺ کے دور میں بعض حضرات نے نماز کے دوران قہقہہ لگایا تو آپ نے وضو اور نماز دونوں کے اعادے کا حکم دیا، اب یہ حدیث سند کے اعتبار سے کافی کمزور ہے لیکن اس کے باوجود احناف نے قیاس کو ترک کر کے حدیث پر عمل کیا ہے، تو معلوم ہوا کہ احناف کے ہاں ضعیف حدیث بھی قیاس پر مقدم ہے، اندازہ کیجئے اس کے باوجود احناف کے خلاف یہ غلط پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے یہ حدیث پر عمل نہیں کرتے:

كُنَّا نَصَلِّيْ خَلْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ رَجُلٌ ضَرِيْرٌ

❶ إعلام الموقعين عن رب العالمين: الرأى الباطل وأنواعه، ج ۱ ص ۶۱

❷ الميزان الكبرى: الفصل الأول في شهادة الأئمة له بغزارة العلم، ج ۱ ص ۶۳

الْبَصْرِ فَرَدَى فِي حُفْرَةٍ كَانَتْ فِي الْمَسْجِدِ، فَضَحِكَ نَاسٌ مِنْ خَلْفِهِ، فَأَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ ضَحِكَ أَنْ يُعِيدَ الْوُضُوءَ وَالصَّلَاةَ. ❶

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے بھی اس روایت کی سند پر کلام کیا ہے، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں کہ حدیث قہقہہ باوجود یہ کہ یہ ضعیف ہے لیکن پھر بھی احناف کے نزدیک یہ قیاس اور رائے پر مقدم ہے:

كَمَا قَدَّمَ حَدِيثَ الْقَهْقَهَةِ مَعَ ضَعْفِهِ عَلَى الْقِيَاسِ وَالرَّأْيِ. ❷

اسی طرح احناف کے نزدیک مہر کی اقل مقدار دس دراہم ہے، حالانکہ اس بارے میں جو روایت ہے ”لامہر لأقل من عشرة دراهم“ یہ روایت محدثین کے نزدیک ضعیف ہے، اس کے باوجود احناف نے اس روایت پر عمل کرتے ہوئے قیاس کو ترک کیا ہے۔ اسی طرح دس دراہم سے کم میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا، حالانکہ اس بارے میں جو روایت ہے وہ ضعیف ہے۔ اسی طرح احناف کے نزدیک حیض کی اکثر مدت دس دن ہے حالانکہ اس بارے میں جو روایت وہ ضعیف ہے۔ اسی طرح احناف کے نزدیک قیام جمعہ کے لئے مصر شرط ہے، حالانکہ اس کے متعلق روایت ضعیف ہے:

وَمَنْعَ قَطْعِ السَّارِقِ بِسَرِقَةٍ أَقَلَّ مِنْ عَشْرَةِ دَرَاهِمٍ وَالْحَدِيثُ فِيهِ ضَعِيفٌ، وَجَعَلَ أَكْثَرَ الْحَيْضِ عَشْرَةَ أَيَّامٍ وَالْحَدِيثُ فِيهِ ضَعِيفٌ، وَشَرَطَ فِي إِقَامَةِ الْجُمُعَةِ الْمَصْرَ وَالْحَدِيثُ فِيهِ كَذَلِكَ. ❸

اس طرح کی بیسیوں مثالیں موجود ہیں کہ احناف نے قیاس کو ترک کر کے ضعیف روایت پر عمل کیا ہے، جبکہ غیر مقلدین کے نزدیک ضعیف روایت پر عمل کرنا ہی جائز نہیں۔

❶ سنن الدارقطنی: کتاب الطہارۃ، باب أحادیث القہقہۃ فی الصلوۃ، ج ۱، ص ۲۹۸،

رقم الحدیث: ۶۰۲ ❷ إعلام الموقعین: الرأی الباطل وأنواعه، ج ۱، ص ۶۱

❸ إعلام الموقعین: الرأی الباطل وأنواعه، ج ۱، ص ۶۱

اسی طرح آثار صحابہ بھی فقہ حنفی میں حجت ہیں، اس سلسلے میں فقہائے احناف کا نقطہ نظر یہ ہے کہ جن مسائل میں قیاس واجتہاد کی گنجائش نہیں ہے ان میں صحابہ کی رائے حدیث رسول کے درجے میں ہوگی، کیونکہ ان حضرات نے یہ رائے آپ ﷺ سے سن کر یا آپ کو کرتے ہوئے دیکھ کر ہی قائم کی ہوگی، مثلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو سال ہے:

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَا يَكُونُ الْحَمْلُ أَكْثَرَ مِنْ سَنَتَيْنِ. ①

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے:

عَنْ أَنَسٍ قَالَ: أَذْنَى الْحَيْضِ ثَلَاثَةٌ وَأَقْصَاهُ عَشْرَةٌ. ②

جبکہ نام نہاد اہلحدیث کے نزدیک نہ حدیث مرسل حجت ہے، نہ حدیث ضعیف، اور نہ اقوال صحابہ، پھر بھی یہ دعویٰ ہے کہ ہم اہلحدیث ہیں، جب کہ احناف کے نزدیک خبر واحد حجت ہے اور قیاس پر مقدم ہے، اسی طرح حدیث مرسل اور حدیث ضعیف، اور اقوال صحابہ بھی حجت ہیں، پھر بھی یہ دن رات پروپیگنڈہ کرتے ہیں کہ احناف حدیث پر عمل نہیں کرتے۔

۲.... مصادر شرعیہ کے مدارج کی رعایت

مختلف دلائل کے درجات و مراتب کی رعایت اور ان میں غایت درجے توازن واعتدال فقہ حنفی کا نمایاں وصف ہے، یہی وجہ ہے کہ کتاب اللہ کی اولیت اور اس کی برتری کا اس میں ہر جگہ لحاظ رکھا گیا ہے، مثلاً قرآن کریم میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

① سنن الدار قطنی: کتاب النکاح، باب المہر، ج ۴ ص ۴۹۹، رقم الحدیث:

۳۸۷۵ ② سنن الدار قطنی: کتاب الحيض، ج ۱ ص ۳۸۹، رقم الحدیث: ۸۰۸

﴿وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ﴾ ❶

جب قرآن کریم کی تلاوت کی جائے تو خوب غور سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

جبکہ حدیث مبارکہ میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ❷

قرآن کریم کی آیت سے معلوم ہوا کہ جب قراءت ہو تو غور سے سنو اور خاموشی اختیار کرو، جبکہ حدیث سے معلوم ہوا کہ جو شخص سورۃ فاتحہ نہ پڑھے تو اس کی نماز نہیں ہوتی، اب حنفیہ نے ان دونوں مصادر شرعیہ کو اپنے مقام پر رکھا، چنانچہ سورہ فاتحہ کی تلاوت کو واجب قرار دیا امام اور منفرد کے لئے، اور مقتدی کو حکم ہے وہ خاموش رہے تا کہ قرآن کریم کے حکم پر عمل ہو جائے، اور ان احادیث پر بھی جن میں آپ نے امام کی قراءت کو مقتدی کی قراءت قرار دیا۔ احناف یہ کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث میں کوئی تعارض نہیں ہے بلکہ قرآن کریم کے حکم یعنی استماع اور انصات کا تعلق مقتدی کے ساتھ ہے اور حدیث میں قراءت کا حکم امام اور منفرد کو ہے، امام کی قراءت اصلاً اپنی طرف سے ہوتی ہے نیابتہ مقتدی کی طرف سے ہوتی ہے، تو مقتدی کو قراءت کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اب حنفیہ نے ہر ایک کو اپنے مقام پر رکھتے ہوئے دونوں پر عمل کیا۔

اسی طرح قرآن کریم نے چار ارکان وضو کا ذکر کیا، چہرے کا دھونا، دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک دھونا، سر کا مسح کرنا، دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔ ❸

❶ الأعراف: ۲۰۴ ❷ صحیح بخاری: کتاب الاذان، باب فی وجوب القراءة للامام

والماموم، ج ۱ ص ۱۵۱، رقم الحدیث: ۷۵۶ ❸ المائدة: ۶

اب قرآن کریم نے ارکان وضو میں تسمیہ کا تذکرہ نہیں کیا، تسمیہ کا ذکر جناب رسول اللہ

ﷺ کے ارشاد گرامی میں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ. ❶

اس حدیث سے وضو کی ابتداء میں بسم اللہ پڑھنے کی نہایت تاکید معلوم ہوتی ہے، اب احناف نے قرآن و حدیث دونوں پر عمل کیا، وضو کے انہی افعال کو رکن قرار دیا جن کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے، اور حدیث سے جو تسمیہ کی تاکید معلوم ہوتی ہے اسے مسنون کہا تا کہ دونوں پر عمل ہو جائے۔

اسی طرح احادیث مبارکہ میں آمین کا ثبوت ہے، آپ ﷺ نے آمین کہنے کی فضیلت بھی بیان فرمائی، آپ نے فرمایا جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، جس شخص کی آمین ملائکہ کی آمین کے ساتھ موافق ہوگئی تو اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جائیں گے:

إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمَّنُوا، فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينِ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ

مِنْ ذَنْبِهِ. ❷

ذخیرہ احادیث میں کوئی قولی حدیث ایسی نہیں ہے کہ جس میں آپ ﷺ نے امت کو جہرایا سرا آمین کہنے کا حکم دیا ہو، آپ نے فضیلت بیان فرمائی ہے، لیکن یہ آمین جہرا کہی جائے یا سرا کہی جائے اس بارے میں آپ نے امت کو کوئی حکم قولاً نہیں دیا، البتہ فعلی روایات دونوں قسم کی ہیں، بعض روایات میں ہے کہ آپ نے آمین سرا کہی:

سمعت حجراً أبا العنيس، يحدث عن علقمة بن وائل، عن أبيه، أنه

❶ سنن الترمذی: أبواب الطهارة، باب في التسمية عند الوضوء، ج ۱، ص ۷۳، رقم

الحديث: ۲۵ ❷ صحيح بخاری: كتاب الأذان، باب جهر الإمام بالتأمين، ج ۱

ص ۱۵۶، رقم الحديث: ۷۸۰

صلی مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم حین قال: ﴿غیر المغضوب علیہم ولا الضالین﴾ قال: آمین یخفض بہا صوتہ. ❶

امام حاکم رحمہ اللہ (متوفی ۴۰۵ھ) اور امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) دونوں نے فرمایا کہ یہ روایت شیخین کی شرائط کے مطابق ہے، اب اس حدیث میں آپ کا فعلی عمل یہ نقل کیا کہ آپ ﷺ نے آمین سرا کہی، جبکہ امام بیہقی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۸ھ) نے جو روایت نقل کی ہے اس میں ہے آپ نے آمین جہرا کہی:

کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم إذا قال: آمین رفع بہا صوتہ. ❷
اب چونکہ آپ سے فعلا دونوں قسم کا عمل منقول ہے تو حنفیہ نے سرا والی روایات کو اولی قرار دیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ آمین دعا ہے اور قرآن کریم نے دعا کا جواب بتلایا وہ یہ ہے کہ کیفیت میں خشوع اور تضرع ہو اور آواز پست ہو:

﴿ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ﴾ ❸

اب حنفیہ نے دونوں کی رعایت کی، آمین چونکہ دعا ہے تو ہدایت قرآنی کے مطابق آہستہ کہی جائے اور جہر کی احادیث کو ابتدائے اسلام یا تعلیم و تربیت کے نقطہ نظر سے آپ ﷺ کا وقتی عمل سمجھا جائے تاکہ کسی کو انکار کرنے کی نوبت نہ آئے۔

۳.... نقد حدیث میں اصولِ درایت سے استفادہ

احناف کی اصل سے دوسرے فقہاء و محدثین نے بھی فائدہ اٹھایا، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح مروی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب کو چھ

❶ المستدرک علی الصحیحین: کتاب التفسیر، تفسیر سورة الفاتحة، ج ۲، ص ۲۵۳، رقم الحدیث: ۲۹۱۳ ❷ السنن الکبری للبیہقی: کتاب الصلوٰۃ، باب جہر الامام بالتامین، ج ۲ ص ۸۳، رقم الحدیث: ۲۴۴۵ ❸ الأعراف: ۵۵

سال کے بعد حضرت ابو العاص کی زوجیت میں نکاح جدید کے بغیر سابقہ نکاح ہی کی بناء پر دے دیا تھا:

رَدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ
بَعْدَ سِتِّ سِنِينَ بِالنِّكَاحِ الْأَوَّلِ، وَلَمْ يُحْدِثْ نِكَاحًا. ❶

حالانکہ درمیان میں چھ سال کا وقفہ ہوا جس میں ابو العاص مشرک تھے، گویا آپ نے شرک کے باوجود رشتہ نکاح کو باقی رکھا اور از سر نو نیا نکاح نہیں کروایا، اب یہ روایت سند کے اعتبار سے بالکل صحیح ہے، اور اس میں کوئی کلام نہیں ہے، اس لئے امام ترمذی رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۹ھ) نے فرمایا اس روایت کی سند میں کوئی گفتگو نہیں لیکن ہم اس حدیث کی وجہ نہیں جانتے:

هَذَا حَدِيثٌ لَيْسَ بِإِسْنَادِهِ بَأْسٌ، وَلَكِنْ لَا نَعْرِفُ وَجْهَ هَذَا الْحَدِيثِ. ❷
اس کے برخلاف عمرو بن شعیب کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے دوبارہ نئے مہر کے ساتھ دونوں کا نکاح کیا، یعنی نکاح جدید اور مہر جدید کے ساتھ حضرت زینب کو حضرت ابو العاص کے نکاح میں دیا:

أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدَّ ابْنَتَهُ زَيْنَبَ عَلَى أَبِي الْعَاصِ بْنِ
الرَّبِيعِ بِمَهْرٍ جَدِيدٍ وَنِكَاحٍ جَدِيدٍ. ❸

اس روایت کے متعلق امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں کلام ہے:

❶ سنن الترمذی: أبواب النکاح، باب ما جاء في الزوجين المشركين يسلم أحدهما،

ج ۳ ص ۴۴۰، رقم الحديث: ۱۱۴۳ ❷ سنن الترمذی: أبواب النکاح، باب ما جاء

في الزوجين المشركين يسلم أحدهما، ج ۳ ص ۴۴۰، رقم الحديث: ۱۱۴۳

❸ سنن الترمذی: أبواب النکاح، باب ما جاء في الزوجين المشركين يسلم أحدهما،

ج ۳ ص ۴۴۰، رقم الحديث: ۱۱۴۳

هَذَا حَدِيثٌ فِي إِسْنَادِهِ مَقَالٌ ①

مگر ساتھ ہی امام ترمذی رحمہ اللہ نے یہ بھی صراحت کی کہ اہل علم کا عمل اسی روایت پر ہے:

وَالْعَمَلُ عَلَى هَذَا الْحَدِيثِ عِنْدَ أَهْلِ الْعِلْمِ ②

امام ترمذی رحمہ اللہ یزید بن ہارون رحمہ اللہ کا قول نقل کرتے ہیں:

حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ أَجْوَدُ إِسْنَادًا، وَالْعَمَلُ عَلَى حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ ③

نیز دیگر فقہاء اور محدثین نے بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہی کے مزاج کے مطابق روایت کے رد و قبول میں درایت سے کام لیا ہے، تاہم اس بات کی وضاحت مناسب ہوگی کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ اصول کوئی خود ساختہ نہیں تھا بلکہ خلفائے راشدین کے دور میں بھی ہمیں اس کی مثالیں ملتی ہیں، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مطلقہ بائنہ کے سکنی اور نفقہ کے متعلق حضرت فاطمہ بنت قیس کی روایت کو یہی کہہ کر رد کر دیا تھا کہ ایک ایسی عورت کی بات پر اعتماد کر کے ہم کس طرح کتاب و سنت کو نظر انداز کر دیں جس کے بارے میں ہمیں معلوم نہیں کہ اس نے بات کو یاد رکھایا بھول گئی:

قَالَ عُمَرُ: لَا نَدْعُ كِتَابَ اللَّهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّنَا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِ

امْرَأَةٍ لَا نَدْرِي أَحْفِظَتْ أَمْ نَسِيَتْ ④

اسی طرح ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہیں کہ بعض فقہاء صحابہ رضی اللہ عنہم کی تنہا روایت قبول

① سنن الترمذی: أبواب النکاح، باب ماجاء في الزوجين المشرکین یسلم أحدهما،

ج ۳ ص ۴۴۰، رقم الحديث: ۱۱۴۳ ② سنن الترمذی: أبواب النکاح، باب ماجاء

في الزوجين المشرکین یسلم أحدهما، ج ۳ ص ۴۴۰، رقم الحديث: ۱۱۴۳

③ سنن الترمذی: أبواب النکاح، باب ماجاء في الزوجين المشرکین یسلم أحدهما،

ج ۳ ص ۴۴۰، رقم الحديث: ۱۱۴۳ ④ سنن الترمذی: أبواب الطلاق، باب ماجاء

في المطلقة ثلاثا، ج ۳ ص ۴۷۶، رقم الحديث: ۱۱۸۰

کر لیتے ہیں، اور بعض صحابہ کی روایت کسی اور صحابی کی تائید کے بغیر قبول نہیں کرتے، مثلاً حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے روایت نقل کی کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

الْأَسْتِئْذَانُ ثَلَاثٌ، فَإِنْ أُذِنَ لَكَ وَإِلَّا فَارْجِعْ. ❶

اجازت تین مرتبہ طلب کرنا پس اگر آپ کو اجازت دے دی جائے تو ٹھیک ہے ورنہ

لوٹ جاؤ۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ یہ روایت آپ ﷺ سے کسی اور نے بھی سنی ہے؟ تو حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ صحابہ کی مجلس میں تشریف لائے اور استفسار کیا، تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جی ہاں میں نے بھی یہ فرمان آپ ﷺ سے براہ راست سنا ہے، تفصیلاً دیکھئے: ❷

یہی طریقہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے طریقہ استنباط میں اختیار کیا۔

۴.... حقوق اللہ میں احتیاط

فقہ حنفی کی ایک اہم خصوصیت حقوق اللہ اور حلال و حرام میں احتیاط کی راہ اختیار کرنا ہے، امام کرخی رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۰ھ) اپنی مشہور کتاب ”أصول الكرخی“ میں فرماتے ہیں:

إِنَّ الْاِحْتِيَاظَ فِي حَقُوقِ اللَّهِ جَائِزٌ وَفِي حَقُوقِ الْعِبَادِ لَا يَجُوزُ.... إِذَا

دَارَتِ الصَّلَاةُ بَيْنَ الْجَوَازِ وَالْفَسَادِ فَالْاِحْتِيَاظُ أَنْ يَعِيدَ الْأَدَاءَ.

حقوق اللہ میں احتیاط جائز ہے، حقوق العباد میں جائز نہیں، چنانچہ جب نماز میں جواز

و فساد کے دو پہلو پیدا ہو جائیں تو احتیاط نماز کے اعادہ میں ہے۔

❶ صحیح مسلم: کتاب الآداب، باب الاستئذان، ج ۳ ص ۱۶۹۴، رقم الحدیث:

۲۱۵۳ ❷ صحیح مسلم: کتاب الآداب، باب الاستئذان، ج ۳ ص ۱۶۹۴، رقم

الحدیث: ۲۱۵۳

چنانچہ غور کیا جائے تو عبادات میں امام صاحب کے یہاں احتیاط کے پہلو کو خاص طور پر پیش نظر رکھا گیا ہے، چنانچہ نماز میں گفتگو کو مطلقاً مفسد قرار دیا گیا، چاہے یہ گفتگو بھول کر ہو یا جان بوجھ کر، خطاء ہو یا قصداً، چاہے یہ کلام کم ہو یا زیادہ، یا اصلاح نماز کی غرض سے کیوں نہ گفتگو کی گئی ہو تب بھی نماز فاسد ہے:

إِذَا تَكَلَّمَ فِي صَلَاتِهِ نَاسِيًا أَوْ غَامِدًا خَاطِئًا أَوْ قَاصِدًا قَلِيلًا أَوْ كَثِيرًا تَكَلَّمَ لِإِصْلَاحِ صَلَاتِهِ. ❶

اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اگر کوئی شخص مصحف دیکھ کر نماز میں قراءت کرے تو اسکی نماز فاسد ہوگی:

وَيُفْسِدُهَا قِرَاءَتُهُ مِنْ مُصْحَفٍ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى. ❷

اسی طرح احناف کے نزدیک اگر کسی شخص نے نماز میں فقہیہ لگایا تو اس کی نماز اور وضو دونوں ٹوٹ جائیں گے:

الْفَهْقَهَةُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ فِيهَا رُكُوعٌ وَسُجُودٌ تَنْقُضُ الصَّلَاةَ وَالْوُضُوءَ عِنْدَنَا. ❸

جبکہ دیگر ائمہ کے نزدیک نماز میں فقہیہ لگانے سے صرف نماز فاسد ہوتی ہے وضو نہیں ٹوٹتا۔ چوہا، بلی یا انس طرح کا دیگر کوئی جانور اگر کنویں میں گر جائے تو اگر وہ پھولا پھٹا نہیں ہے تو ایک دن کی نمازوں کا اعادہ ہوگا، اور پھولنے پھٹنے کی صورت میں تین دن رات کی نمازوں کا اعادہ ہوگا، امام صاحب نے عبادات میں احتیاط کے پیش نظر تین دن کا حکم دیا:

- ❶ الفتاویٰ الہندیۃ: کتاب الصلوٰۃ، الفصل الأول فیما یفسدہا، ج ۱ ص ۹۸
- ❷ الفتاویٰ الہندیۃ: کتاب الصلوٰۃ، الفصل الأول فیما یفسدہا، ج ۱ ص ۱۰۱
- ❸ الفتاویٰ الہندیۃ: کتاب الطہارۃ، الفصل الخامس فی نواقض الوضوء، ج ۱ ص ۱۲

فَقَدْ رَجَّحُوا قَوْلَ الْإِمَامِ بِحُكْمِهِ بِالنَّجَاسَةِ مِنْ يَوْمٍ أَوْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَإِنَّهُ

الاحتياط في أمر العبادۃ. ①

اسی طرح احناف کے نزدیک روزہ خواہ کسی بھی طور پر توڑا جائے، خواہ خور و نوش کے ذریعے سے ہو یا جماع کے ذریعے سے، اس کو موجب کفارہ قرار دیا:

مَنْ جَامَعَ عَمْدًا فِي أَحَدِ السَّبِيلَيْنِ فَعَلَيْهِ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ، إِذَا أَكَلَ

مُتَعَمِّدًا مَا يُتَغَذَّى بِهِ أَوْ يُتَدَاوَى بِهِ يَلْزَمُهُ الْكَفَّارَةُ. ②

اسی طرح حرمت مصاہرت میں بھی سختی برتی گئی، زنا بلکہ دواعی زنا کو بھی حرمت کے

ثبوت کے لئے کافی سمجھا گیا۔ ③

اسی طرح حرمت رضاعت کے معاملے میں بھی دودھ کی کسی خاص مقدار کے پینے کی

قید نہیں رکھی گئی بلکہ ایک قطرہ دودھ کو بھی حرمت رضاعت کا باعث قرار دیا گیا ہے۔

۵..... یسر و سہولت کا لحاظ

فقہ حنفی میں انسانی ضروریات اور مجبوریوں کا خیال اور شریعت کے اصل مزاج یسر اور

رفع حرج کی رعایت قدم قدم پر نظر آتی ہے، مثلاً اکثر فقہاء نے نجاست کو مطلقاً نماز کے

منافی قرار دیا ہے، اور ادنی درجے کی نجاست کو بھی عفو نہیں مانا، لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے

اول تو نصوص کے لب و لہجہ، فقہاء کے اتفاق و اختلاف، اور ان کے حالات اور مجبوریوں کو

سامنے رکھتے ہوئے نجاست کی تقسیم کی اور غلیظہ و خفیفہ دو قسمیں قرار دیں، نیز نجاست غلیظہ

میں ایک درہم اور نجاست خفیفہ میں ایک چوتھائی تک معاف قرار دیا:

① رد المحتار علی الدر المختار: کتاب الطہارۃ، فصل فی البئر، ج ۱ ص ۲۱۹

② الفتاویٰ الہندیۃ: کتاب الصوم، النوع الثانی ما یوجب القضاء و الکفارة، ج ۱ ص ۲۰۵

③ رد المحتار علی الدر المختار: کتاب النکاح، فصل فی المحرمات، ج ۳ ص ۳۱

النَّجَاسَةُ إِنْ كَانَتْ غَلِيظَةً وَهِيَ أَكْثَرُ مِنْ قَدْرِ الدَّرْهِمِ فَعَسَلُهَا فَرِيضَةٌ
وَالصَّلَاةُ بِهَا بَاطِلَةٌ وَإِنْ كَانَتْ مِقْدَارَ دِرْهِمٍ فَعَسَلُهَا وَاجِبٌ وَالصَّلَاةُ مَعَهَا
جَائِزَةٌ وَإِنْ كَانَتْ أَقَلَّ مِنَ الدَّرْهِمِ فَعَسَلُهَا سُنَّةٌ وَإِنْ كَانَتْ خَفِيفَةً فَإِنَّهَا لَا
تَمْنَعُ جَوَازَ الصَّلَاةِ حَتَّى تَفُحَّشَ. ❶

نجاست اگر غلیظہ ہو اور ایک درہم سے زائد ہو تو اس کا دھونا فرض ہے، اور اس نجاست
کے ساتھ نماز پڑھنا باطل ہے، اور اگر نجاست ایک درہم کی مقدار ہو تو اس کا دھونا واجب
ہے، اور اس نجاست کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے، اور ایک درہم سے کم ہو تو اس کا دھونا
سنت ہے، اور اگر نجاست خفیفہ ہو تو یہ نماز کے جواز کو نہیں روکتی یہاں تک کہ (ربع
سے) زائد ہو۔ آگے نجاست خفیفہ کی حد یعنی ربع مقدار کا تذکرہ کیا ہے۔

اسی طرح پانی کی کثیر و قلیل مقدار کے لئے کوئی تحدید نہیں کی اور اس کو لوگوں کی رائے پر
رکھا جو خود پاکی یا ناپاکی کے مسائل سے دوچار ہوں، اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی عادت
یہ ہے کہ جس کسی مسئلے میں احتیاج ہو کسی متعین عدد کے اندازہ لگانے کے ساتھ یا مخصوص
مقدار مقرر کرنے کے ساتھ تو اگر اس بارے میں کوئی نص وارد نہ ہو تو اپنی رائے سے عدد
یا مقدار مقرر نہیں کرتے، بلکہ اسے مبتلی بہ کی رائے کے حوالے کرتے، پس اسی وجہ سے یہ
قول رائج ہے:

أَنَّ عَادَةَ الْإِمَامِ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّ مَا كَانَ مُحْتَاجًا إِلَى تَقْدِيرٍ بَعْدَ أَوْ
مِقْدَارٍ مَخْصُوصٍ وَلَمْ يَرِدْ فِيهِ نَصٌّ لَا يُقَدَّرُهُ بِالرَّأْيِ، وَإِنَّمَا يُفَوَّضُهُ إِلَى رَأْيِ
الْمُبْتَلَى فَلِذَا كَانَ هَذَا الْقَوْلُ أَرْجَحَ. ❷

❶ الفتاویٰ الہندیہ: کتاب الصلوٰۃ، الفصل الأول فی الطہارۃ وستر العورۃ، ج ۱ ص ۵۸

❷ رد المحتار علی الدر المختار: کتاب الطہارۃ، فصل فی البس، ج ۱ ص ۲۲۱

حقیقت یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کمال ذہانت اور غایت درجہ فراست کی بات ہے جو انہوں نے اس سلسلے میں اختیار کی ہے، ایسا ہو سکتا ہے کہ ایک ہی مقدار کسی علاقے کیلئے کثیر اور کسی علاقے کے لئے قلیل قرار پائے، مثلاً ہندوستان پاکستان کے نشیبی خطے جہاں جگہ جگہ پانی کے بڑے بڑے تالاب ہیں، اور پانی کی سطح ۶۰/۵۰ فٹ پر ہے، اور بعض صحراء ایسے ہیں جہاں پانی کی شدید قلت ہے اور پانی کی سطح نہایت نیچے ہے، اس وجہ سے قلیل و کثیر کے معاملے میں لوگوں کو ایک ہی پیمانے کے تحت رکھنا لوگوں کے لئے نہایت تنگی اور دشواری کا باعث ہوگا، اس رائے کی روشنی میں ایسے مختلف حالات میں تنگی و دشواری سے بچا جاسکے گا۔

اسی طرح ظہر کی نماز موسم گرما میں تاخیر کے ساتھ، یعنی نسبتاً ٹھنڈا ہونے کے بعد اور سردیوں میں اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے:

وَفِي الظَّهْرِ الْمُسْتَحَبُّ هُوَ آخِرُ الْوَقْتِ فِي الصَّيْفِ وَأَوَّلُهُ فِي الشِّتَاءِ. ①
اس میں لوگوں کی آسانی اور یسر کی رعایت رکھی گئی ہے تاکہ نماز کے لئے آنے والوں کو موسم گرما میں دشواری نہ ہو۔

اسی طرح فجر کی نماز روشنی میں پڑھنا اندھیرے میں پڑھنے سے افضل ہے، چاہے سفر میں ہوں یا حضر میں، موسم گرما کا ہو یا سرما کا، تمام لوگوں کے لئے یہی حکم ہے، سوائے حجاج کرام کے ان کے لئے مزدلفہ میں اندھیرے میں نماز پڑھنا افضل ہے:

وَيَكُونُ الْإِسْفَارُ بِصَلَاةِ الْفَجْرِ أَفْضَلُ مِنَ التَّغْلِيسِ فِي السَّفَرِ وَالْحَضَرِ
وَالصَّيْفِ وَالشِّتَاءِ وَفِي حَقِّ جَمِيعِ النَّاسِ إِلَّا فِي حَقِّ الْحَاجِّ بِمُزْدَلِفَةٍ فَإِنْ
التَّغْلِيسُ بِهَا أَفْضَلُ فِي حَقِّهِمْ. ②

① تحفة الفقهاء: کتاب الصلوٰۃ، باب مواقیت الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۱۰۲

② تحفة الفقهاء: کتاب الصلوٰۃ، باب مواقیت الصلوٰۃ، ج ۱ ص ۱۰۲

زکوٰۃ کی ادائیگی میں شوائع کے یہاں ضروری ہے کہ قرآن کریم میں بیان کردہ آٹھوں مصارف، اور ہر مصرف کے کم سے کم تین مستحقین کو زکوٰۃ دی جائے، اسی طرح ہر صاحب انصاب شخص اپنی زکوٰۃ کو چوبیس حقداروں پر تقسیم کرے تو تب جا کر زکوٰۃ ادا ہوگی، اس میں جس قدر دقت و پریشانی ہے وہ محتاج اظہار نہیں۔ احناف نے کہا کسی ایک مصرف اور اس کے کسی ایک فرد کو بھی زکوٰۃ دی جاسکتی ہے، اس میں جس قدر یسر و سہولت ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ تاہم ایسا نہ سمجھنا چاہئے کہ احناف یسر و سہولت کے لئے اور حرج و مشقت کے ازالے کی غرض سے نصوص اور حدیث کی صراحتوں کو بھی نظر انداز کر دیتے ہیں، علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۷ھ) فرماتے ہیں:

الْمَشَقَّةُ وَالْحَرْجُ إِنَّمَا يُعْتَبَرَانِ فِي مَوْضِعٍ لَا نَصَّ فِيهِ. ①

مشقت اور حرج کا اعتبار ایسی جگہ ہونا چاہئے جہاں نص موجود نہ ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ احناف نے اس باب میں جس درجہ توازن برتا ہے اور شریعت الہی اور ضرورت انسانی کو جس طرح دوش بدوش رکھا ہے وہ شریعت کے اوامر و نواہی اور شریعت کے مقاصد و مصالح دونوں میں گہری بصیرت اور عمیق فہم کا ثبوت ہے۔

۶..... مذہبی رواداری

مذہبی آزادی اور غیر مسلموں کے ساتھ رواداری اور مذہبی و انسانی حقوق کا لحاظ جس درجہ حنفی میں رکھا گیا ہے وہ غالباً اس کا امتیاز ہے، غیر مسلموں کو اپنے اعتقادات کے بارے میں اور ان اعتقادات پر مبنی معاملات کے بارے میں احناف کے یہاں خاص فراخ دلی اور وسیع النظری پائی جاتی ہے، قاضی ابو زید دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۳ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اس ذوق و مزاج پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

① الأشباه والنظائر: الفائدة الثالثة، ص ۸۵

الأصل عند أبي حنيفة أن ما يعتقده أهل الذمة ويدينونه يتركون عليه. ①
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اصل یہ ہے کہ اہل ذمہ جو عقیدہ رکھتے ہوں اور جس دین پر چلتے ہوں ان کو اس پر چھوڑ دیا جائے۔

چنانچہ جن غیر مسلموں کے یہاں محرم رشتہ داروں سے نکاح جائز ہو، امام صاحب کے نزدیک ان کے لئے اپنے ایسے رشتہ داروں سے نکاح کرنے پر روک نہیں لگائی جائے گی، چنانچہ امام حنفی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۸ھ) ”باب نکاح الکافر“ کے تحت تین اصول نقل کرتے ہیں، پہلا اصول یہ ہے کہ ہر وہ نکاح جو مسلمانوں کے درمیان صحیح ہے وہ اہل کفر کے درمیان بھی صحیح ہوگا:

كُلُّ نِكَاحٍ صَحِيحٍ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ فَهُوَ صَحِيحٌ بَيْنَ أَهْلِ الْكُفْرِ.
دوسرا اصول یہ ہے کہ ہر وہ نکاح جو حرام ہو مسلمانوں کے درمیان کسی شرط کے فوت ہونے کی وجہ سے مثلاً گواہوں کے نہ ہونے کی وجہ سے، تو ایسا نکاح انکے حق میں جائز ہے، جبکہ ایسا نکاح ان کے مذہب کے مطابق جائز ہو:

كُلُّ نِكَاحٍ حَرَمٌ بَيْنَ الْمُسْلِمِينَ لِفَقْدِ شَرْطِهِ لِعَدَمِ شُهُودٍ يَجُوزُ فِي حَقِّهِمْ إِذَا اعْتَقَدُوهُ.

تیسرا اصول یہ ہے کہ ہر وہ نکاح جو حرام ہو محل کی حرمت کی وجہ سے جیسے محارم سے نکاح کرنا تو یہ نکاح جائز ہوگا:

كُلُّ نِكَاحٍ حَرَمٌ لِحُرْمَةِ الْمَحَلِّ كَمَحَارِمٍ يَقَعُ جَائِزًا. ②
چونکہ یہ نکاح ان کی شریعت میں جائز ہے، جبکہ وہ اسلام قبول نہ کریں۔ شریعت نے انہیں فروعات کا مکلف نہیں کیا۔

① تاسیس النظر: ص ۱۳

② الدر المختار: کتاب النکاح، باب نکاح الکافر، ج ۳ ص ۱۸۳، ۱۸۵

اسی طرح غیر مسلم زوجین میں سے ایک فریق مسلمان قاضی کی طرف رجوع کرنے اور شریعت اسلامیہ کے مطابق فیصلے کا طلب گار ہو تو قاضی اس معاملہ میں دخل نہیں دے گا، جب تک کہ دونوں فریق اس کے خواہش مند نہ ہوں، اسی طرح اگر مسلم ملک کا غیر مسلم شہری کسی مسلمان کو قتل کرنے کے جرم میں قصاصاً قتل کیا جائے گا، تو ویسے وہی مسلمان سے بھی غیر مسلم شہری کے قتل پر قصاص لیا جائے گا، یہی حال دیت اور خون بہا کا بھی ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے انسانی خون میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھا، مسلمانوں اور غیر مسلموں کی دیت کی مقدار برابر رکھی جبکہ دیگر فقہاء کی رائے اس سے مختلف ہے۔ یہ چند مثالیں ہیں، ورنہ ان کے علاوہ بھی بہت سی ایسی جزئیات موجود ہیں جن سے فقہ حنفی کے اس مزاج کی نشاندہی ہوتی ہے۔ ❶

۷.... نقد حدیث میں اصول درایت سے استفادہ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے حدیث کو پرکھنے کے لیے درایت سے فائدہ اٹھانے کی طرح ڈالی اور اس کے لیے دو صورتیں اختیار کیں، اول تو روایت کے متن اور اس کے مضمون پر نظر ڈالی کہ آیا یہ دین کے مجموعی مزاج سے مطابقت رکھتا ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو ایسی اخبار آحاد کی کوئی مناسب تاویل کی اور اس پر رائے کی بنیاد نہیں رکھی، دوسرے راوی پر بھی غور کیا کہ خود راوی میں حدیث کے مضمون کو پوری طرح سمجھنے اور منشا نبوی تک پہنچنے کی صلاحیت ہے یا نہیں کہ کبھی راوی معتبر ہوتا ہے مگر غلط فہمی سے بات کچھ کی کچھ ہو جاتی ہے، یا کبھی دو روایتیں متعارض نظر آتی ہیں اور تاویل و توجیہ کے ذریعہ ان میں تطبیق کی گنجائش بھی نہیں رہتی تو جس مضمون کی روایت زیادہ فقیہ راویوں سے مروی ہو اس کو ترجیح دی جائے گی، اس سلسلہ میں

❶ کتاب الأم للشافعی: کتاب الرد علی محمد بن الحسن، باب دية أهل الذمة،

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا وہ واقعہ بہت ہی مشہور ہے جو امام اوزاعی رحمہ اللہ سے ملاقات کے وقت پیش آیا تھا، امام اوزاعی رحمہ اللہ نے دریافت کیا کہ آپ رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کیوں نہیں کرتے؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صحیح طور پر اس کا ثبوت نہیں ہے، امام اوزاعی رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ مجھ سے امام زہری رحمہ اللہ نے اور امام زہری رحمہ اللہ نے حضرت سالم رحمہ اللہ سے اور حضرت سالم رحمہ اللہ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے آپ رضی اللہ عنہ کا رفع یدین کرنا نقل کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھ سے امام حماد رحمہ اللہ نے، ان سے امام ابراہیم رحمہ اللہ نے، امام ابراہیم رحمہ اللہ سے حضرت علقمہ واسود رضی اللہ عنہما نے اور ان دونوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ صرف آغاز نماز ہی میں رفع یدین فرمایا کرتے تھے، امام اوزاعی رحمہ اللہ کے پیش نظر یہ بات تھی کہ ان کے اور رسول اللہ رضی اللہ عنہ کے درمیان تین ہی واسطے ہیں اور وہ بھی ایسے کہ اپنے اعتبار و ثقاہت کے لحاظ سے حدیث اور روایت کی دنیا کے آفتاب و ماہتاب ہیں لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے اپنے نقطہ نظر کی ترجمانی اس طرح کی کہ حماد زہری سے اور ابراہیم سالم سے زیادہ فقیہ ہیں اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا شرف صحبت ملحوظ نہ ہوتا تو میں کہتا کہ علقمہ ان سے زیادہ فقیہ ہیں اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تو عبد اللہ بن مسعود ہی ہیں، یہ سن کر امام اوزاعی رحمہ اللہ خاموش ہو گئے۔ ❶

۸.... قانون تجارت میں دقیقہ سنجی

عبادات کے باب میں نصوص وافر مقدار میں منقول ہیں، نکاح کے متعلق بھی جزئیات اور تفصیلات کا ایک قابل لحاظ حصہ کتاب و سنت میں موجود ہے، لیکن تجارت کے باب میں کتاب و سنت میں صرف ضروری اصول اور بنیادی قواعد کی نشاندہی کردی گئی ہے، جن سے شریعت کے مقاصد کی وضاحت ہو جاتی ہے، جزوی تفصیلات بہت کم مذکور ہیں اور ایسا ہونا

❶ البحر الرائق: کتاب الصلاة، آداب الصلاة، ج ۱ ص ۳۴۱

مصلحت کے عین مناسب ہے کیونکہ اگر معاملات میں عبادات کی طرح حد بندی کر دی جاتی تو تغیر پذیر حالات اور متعین قدروں میں ان پر عمل مشکل ہو جاتا، اس لیے تجارت کی جزوی تفصیلات قیاس و رائے اور اجتہاد و استنباط ہی کی رہن منت ہیں اور ان تفصیلات کی تنقیح میں شروح و بسط اور دقت نظر مجتہد کی بصیرت اور فہم کا اصل مظہر ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بڑے تاجروں میں تھے اور کوفہ میں سب سے بڑی دوکان آپ ہی کی تھی، اس لیے طبعی بات ہے کہ تجارت کے احکام جس تفصیل اور وسعت و عمق اور دقت نظری کے ساتھ آپ کے یہاں ملتے ہیں دوسرے فقہاء کے یہاں نہیں ملتے، مثلاً: حدیث میں قبضہ سے پہلے کسی سامان کو فروخت کرنے سے منع کیا گیا ہے، لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے زمین کو منقولہ جائداد کے حکم سے مستثنیٰ رکھا کہ شریعت کا اصل منشا دھوکہ اور غرر سے تحفظ ہے، منقولہ اشیاء میں اس کا امکان موجود ہے کہ شاید قبضہ میں آنے سے پہلے ہی یہ شے ہلاک ہو جائے اور غیر منقولہ جائداد میں بظاہر یہ امکان نہیں ہے۔ ❶

حدیث میں بعض مواقع پر کسی تفصیل کے بغیر ذخیرہ اندوزی (احتکار) کو منع کیا گیا ہے۔ ❷ بعض مواقع پر خصوصیت سے اشیاء خوردنی میں ذخیرہ اندوزی کی مذمت آئی ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ لوگوں کی ضروریات سے بخوبی واقف تھے اور اس بات سے بھی آگاہ تھے کہ بعض اشیاء کی سال بھر ان کی رسد برقرار رکھنے کے لیے ایک گونہ ذخیرہ اندوزی ضروری ہے اور اس میں شارع کا اصل منشا فروخت کے ذخیرہ کی ممانعت نہیں ہے، بلکہ گاہکوں کے استحصال سے روکنا اور روزمرہ کی زندگی میں ان دشواریوں سے بچانا ہے، ان تمام پہلوؤں کو سامنے رکھتے ہوئے امام صاحب نے یہ رائے قائم کی کہ نہ ہر شے میں احتکار ممنوع ہے اور

❶ البحر الرائق: کتاب البیع، فصل فی بیان التصرف فی المبیع والتمن قبل قبضہ،

ج ۶ ص ۱۲۶ ❷ صحیح مسلم: باب تحریم الاحتکار فی الأقوات، ج ۳ ص ۱۲۷،

رقم الحدیث: ۱۶۰۵

نہ یہ ممانعت غذائی اشیاء تک محدود ہے، بلکہ عام انسانی ضرورت بھی اس ممانعت میں داخل ہے کہ ان میں احتکار اسی درجہ لوگوں کے لیے مشکلات اور دقتوں کا باعث ہے جتنا کہ اشیاء خوردنی میں۔^①

بیع سلم میں معاملہ کے وقت بیع موجود نہیں ہوتی، بعد میں ادا کی جاتی ہے، فقہ حنفی میں اس کی بڑی تفصیل ملتی ہے، چنانچہ امام صاحب رحمہ اللہ نے ضروری قرار دیا کہ اس شیء کی جنس، نوعیت، مقدار، صفت، ادائیگی کی مدت، بیع کی حوالگی کے مقام کے علاوہ کس شہر کی صنعت ہے؟ اور اس کی صراحت بھی کر دیا جائے کہ مختلف شہروں اور علاقوں کی صنعتوں اور ان کی قیمتوں میں قابل لحاظ فرق ہوتا ہے، اسی طرح امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے گوشت میں بیع سلم کی اجازت نہیں دی اور وجہ یہ بیان کی کہ گوشت کبھی فریبہ ہوتا ہے اور کبھی اس کے برعکس۔ بہر حال تجارتی قوانین میں اس کی بہت سی جزئیات موجود ہیں جو امام صاحب کی دقت نظر، مقاصد شریعت، فہم صحیح، انسانی ضروریات سے آگہی، تاجروں کے مزاج سے واقفیت اور احتیاطی پیش بندی کا مظہر ہیں۔^②

۹.... فقہ تقدیری

فقہ حنفی کا ایک امتیاز فقہ تقدیری بھی ہے، فقہ تقدیری کا مطلب یہ ہے کہ مسائل کے پیش آنے سے پہلے ہی ممکن الوقوع مسائل کے حل کی طرف توجہ دی جائے، فقہاء حجاز جو عقلی امکانات کے تفحص اور قیل و قال سے دور اور سادہ طور پر مسائل کو سمجھنے اور رائے قائم کرنے کے خوگر تھے، وہ اس طرح کے مسائل کے احکام بتانے سے گریز کرتے تھے، لیکن فقہاء عراق جن کے یہاں دقیقہ سنجی، دور بینی، طلب و تفحص اور شریعت کی روح اور مقاصد میں غواصی کا رنگ غالب تھا۔ فقہ تقدیری ان کے مزاج میں داخل تھی اور وہ اس پر مجبور بھی تھے

① بدائع الصنائع: کتاب الاستحسان، ج ۵ ص ۱۲۹

② الدر المختار: باب السلم، ج ۵ ص ۲۱۲، ۲۱۳

کہ مشرق کے علاقہ میں نئی نئی قوموں اور علاقوں کے مملکت اسلامی میں شمولیت کی وجہ سے وہ نوپید مسائل سے بمقابلہ فقہاء حجاز کے زیادہ دو چار تھے، اسی لیے فقہاء احناف کے یہاں فقہ تقدیری کا حصہ زیادہ ہے، اور افسوس کہ نصوص کے ظاہر پر جمود اور اس کے دقیق مطالعہ اور روح و مقصد تک رسائی سے مناسبت نہ ہونے کی وجہ سے بعض محدثین نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اس ہنر کو عیب سمجھ لیا، حالانکہ خود حدیث میں موجود ہے کہ جب آپ ﷺ نے فتنہ و جال کے ظہور اور اس زمانہ میں دن اور رات کے اوقات کی غیر معمولی وسعت کا ذکر فرمایا تو صحابہ نے استفسار کیا کہ اس وقت نماز پنجگانہ کیوں کر ادا کی جاسکے گی۔ ❶

غور کیجئے کہ یہ مسئلہ قبل از وقوع حل کرنا نہیں ہے تو اور کیا ہے؟

فقہ تقدیری کے بارے میں فقہاء عراق اور فقہاء حجاز کے نقطہ نظر کا فرق اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے جسے خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے نقل کیا ہے کہ حضرت قتادہ رحمہ اللہ جب کوفہ تشریف لائے تو غائب شخص کی بیوی اور اس کے مہر کے بارے میں امام ابو حنیفہ اور قتادہ رحمہ اللہ کے درمیان گفتگو ہوئی، امام قتادہ رحمہ اللہ نے دریافت کیا کہ کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہے؟ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے نفی میں جواب دیا، امام قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: جب یہ واقعہ پیش نہیں آیا تو اس کے بارے میں دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ہم مسائل کے پیش آنے سے پہلے اس کی تیاری کرتے ہیں تاکہ مسائل جب پیش آجائیں تو ہم باسانی اس سے عہدہ برآ ہو سکیں:

إِنَّا نَسْتَعِدُّ لِّلْبَلَاءِ فَإِذَا مَا وَقَعَ عَرَفْنَا الدُّخُولَ فِيهِ وَالْخُرُوجَ مِنْهُ. ❷

ان تفصیلات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فقہ حنفی کی مقبولیت اور اس کے شیوع کی

❶ صحیح مسلم: کتاب الفتن وأشراط الساعة، باب ذکر الدجال وصفته، ج ۴

ص ۲۵۵۰، رقم الحدیث: ۲۹۳۷

❷ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۲۸

اصل وجہ اس کی یہی خصوصیات ہیں یعنی توازن و اعتدال، ضرورتِ انسانی کی رعایت، نصوص و مصالح کی باہم تطبیق، شریعت کی روح اور مقصد کی رعایت اور ظاہر پر جمود بے جا سے گریز، اقلیت کے ساتھ منصفانہ رویہ، شخصی آزادی کا احترام اور تقاضائے تمدن سے زیادہ مطابقت اور بالخصوص ایک ترقی یافتہ تمدن کا ساتھ دینے کی صلاحیت ایسی بات ہے جس نے بجا طور پر خطہ مشرق کو جو بمقابلہ دوسرے علاقوں کے زیادہ متمدن اور تہذیب آشنا تھا، فقہ حنفی پر فریفتہ کر دیا۔

۱۰..... مسلمانوں کی طرف گناہ کی نسبت سے احتراز

فقہ حنفی کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ فعل مسلم کو حتی المقدور حرمت کی نسبت سے بچائے اور حلال جہت پر محمول کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، امام کرخی رحمہ اللہ (متوفی ۳۴۰ھ) لکھتے ہیں:

إن أمور المؤمنین محمولة علی السداد والصلاح حتی ینظر غیرہ،
مثال من باع درهما و دینارا بدرہمین و دینارین جاز البیع و صرف الجنس
إلی خلاف جنسہ. ①

مسلمانوں کے معاملات صلاح و درستگی پر محمول کئے جائیں گے، یہاں تک کہ اس کے برخلاف ظاہر ہو جائے، مثلاً کوئی شخص ایک درہم اور ایک دینار، دو درہم اور دو دینار کے بدلے فروخت کرے تو معاملہ جائز ہوگا، اور ایک درہم کو دو دینار اور ایک دینار کو دو درہم کے مقابل سمجھا جائے گا، یعنی خلاف جنس کی طرف نسبت کی جائے گی تاکہ معاملہ درست ہو جائے۔

اسی طرح ثبوت نسب کے معاملے میں حنفیہ نے ممکن حد تک احتیاط اور زنا کی طرف انتساب سے بچانے کی کوشش کی ہے، چنانچہ قاضی ابوزید بوسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۰ھ) لکھتے ہیں:

① أصول الكرخي: ص ۱۲۰

الأصل عندنا أن العبرة في ثبوت النسب صحة الفراش و كون الزوج من أهله لا بالتمكن بالوطي. ❶

ہمارے یہاں اصل یہ ہے کہ ثبوت نسب کیلئے (نکاح کے ذریعے) فراش کا صحیح ہونا اور شوہر کا اس کا اہل ہونا کافی ہے، فی الواقع وطی پر قادر ہونا ضروری نہیں ہے۔

اسی طرح نکاح سے ٹھیک چھ ماہ پر ولادت ہو تب بھی حنفیہ کے یہاں نسب ثابت ہو جائے گا۔ ❷

اسی طرح زوجین میں مشرق و مغرب کا فرق ہو اور بظاہر زوجین کی ملاقات ثابت نہ ہو اس کے باوجود نسب ثابت ہو جائے گا، تاکہ کسی مسلمان کی طرف فعل زنا کی نسبت نہ ہو، اور حتی الا یمان اس کو اس فتیح نسبت سے بچایا جاسکے۔ (یہاں عادتاً لقاء کا انکار ہے نہ کہ کرامتاً) اسی طرح کسی مسلمان پر کفر کا فتویٰ لگائے جانے اور دائرہ اسلام سے خارج کئے جانے میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کس درجہ محتاط تھے اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگائیے، امام صاحب سے ایک ایسے شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو کہتا تھا کہ مجھے جنت کی امید نہیں، جہنم کا اندیشہ نہیں، خدا سے ڈرتا نہیں ہوں، رکوع سجدہ کے بغیر نماز پڑھ لیتا ہوں، اور ایسی چیز کی شہادت دیتا ہوں جسے دیکھا تک نہیں، حق کو ناپسند کرتا ہوں اور فتنہ کو پسند کرتا ہوں، امام صاحب نے ان تمام باتوں کی توجیہ کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ مسلمان ہے، فرمایا کہ جنت کے امیدوار نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی رضا کا امیدوار ہوں، اور جہنم سے نہ ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں، بغیر رکوع و سجدہ کی نماز سے مراد نماز جنازہ ہے، بن دیکھے گواہی سے مراد توحید کی گواہی ہے کہ ہم نے اللہ کو دیکھا نہیں ہے

❶ تاسیس النظر: ص ۵۹

❷ ردالمحتار علی الدر المختار: کتاب الطلاق، فصل فی ثبوت النسب، ج ۳ ص ۵۴۰

لیکن اللہ کے وجود اور توحید کی گواہی دیتے ہیں، حق سے بغض رکھنے سے مراد موت کو ناپسند کرنا ہے، موت ایک حقیقت ہے لیکن اس کے باوجود کوئی موت کو پسند نہیں کرتا اور اس حق سے بغض رکھتا ہے، فتنہ سے محبت کے معنی اولاد سے محبت ہے کیونکہ اولاد کو اور مال کو قرآن میں فتنہ قرار دیا گیا ہے، لیکن اس کے باوجود عموماً ہر شخص کو مال اور اولاد سے محبت ہوتی ہے، چنانچہ استفسار کرنے والا کھڑا ہوا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی جبین فراست کو بوسہ دیا اور عرض کیا کہ آپ ظرف علم ہیں۔^①

اس واقعہ سے اندازہ لگائیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ حتی الامکان کسی مسلمان کی طرف کفر کی نسبت نہیں کرتے اور ان کے کلام کا ایک درست محمل مراد لے کر ان کو کفر کی نسبت سے بچاتے ہیں، یاد رہے کہ اگر ایک شخص خود ضروریات دین میں سے کسی چیز کا انکار کر دے یا قائل خود ہی کفر کا اعتراف کرے تو پھر کسی تاویل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

۱۱.... حیلہ شرعی

حیلہ کے اصل معنی معاملات کی تدبیر میں مہارت کے ہیں، علامہ ابن نجیم رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۰ھ) فرماتے ہیں:

وَهِيَ الْحِدْقُ فِي تَدْبِيرِ الْأُمُورِ.^②

شریعت کی اصطلاح میں حرمت و معصیت سے بچنے کے لئے ایسی خلاصی کی راہ اختیار کرنے کا نام ہے جس کی شریعت نے اجازت دی ہو۔ حیلہ کے تعلق سے احناف کے نقطہ نظر کا انصاف اور حقیقت پسندی کے ساتھ مطالعہ کیا جائے اور صرف حیلہ کی تعبیر پر توجہ مرکوز

① أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر المسائل المستحسنة، ص ۳۸ / الجواهر المضية

في طبقات الحنفية، فصل في مقام علمه، ج ۲ ص ۴۷۵

② الأشباه والنظائر: الفن الخامس، الحيل ص ۳۵۰

نہ رکھی جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ فن احناف کے ہاں کمالِ ذکاوت، امت کو حرام سے بچانے کی سعی اور شریعت کی حدودِ اربعہ میں رہتے ہوئے انسانیت کو حرج سے بچانے کے محمود جذبات کا عکاسی ہے۔

علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۷۸۳ھ) لکھتے ہیں:

فَالْحَاصِلُ: أَنَّ مَا يَتَخَلَّصُ بِهِ الرَّجُلُ مِنَ الْحَرَامِ أَوْ يَتَوَصَّلُ بِهِ إِلَى الْحَلَالِ مِنَ الْحِيلِ فَهُوَ حَسَنٌ، وَإِنَّمَا يُكْرَهُ ذَلِكَ أَنْ يَحْتَالَ فِي حَقِّ لِرَجُلٍ حَتَّى يُبْطِلَهُ أَوْ فِي بَاطِلٍ حَتَّى يُمَوِّهَهُ. ❶

حاصل یہ ہے کہ وہ حیل جن کے ذریعے انسان حرام سے خلاصی یا حلال تک رسائی کا خواہاں ہو تو بہتر ہے، ہاں کسی کے حق کا ابطال یا باطل کی ملمع سازی مقصود ہو تو ناپسندیدہ ہے۔ غرض یہ ہے کہ یہ صورت درست نہیں ہے اور پہلے ذکر کی گئی صورت درست ہے، اس وضاحت کے بعد کسی صاحب انصاف کے لئے احناف کے نقطہ نظر سے انکار کی گنجائش باقی نہیں رہتی، اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ہمارے فقہاء کرام نے عام طور پر عبادات میں حیلے سے گریز کیا ہے، عبادات میں ان کی تعداد نہایت ہی محدود ہے۔

مثلاً کسی شخص کا انتقال ہو گیا اور اس نے اتنا مال بھی نہیں چھوڑا کہ اسکی تجہیز و تکفین ہو سکے، اور ورثہ میں بھی کوئی صاحب حیثیت بھی نہیں ہے، اب اگر کوئی اپنی زکوٰۃ کسی فقیر کو دے دے، اور وہ اپنی رضامندی کے ساتھ اس رقم کو میت کی تجہیز و تکفین میں خرچ کر دے تو یہ درست ہے، اب زکوٰۃ اس لئے ادا ہوگئی کہ زکوٰۃ ایک مستحق کو دی گئی اور تملیک بھی ہوگئی۔

اسی طرح کسی علاقے میں تعمیر مسجد کی اشد ضرورت ہے، اور اہل محلہ میں کوئی ایسے

صاحب حیثیت نہیں ہیں جو اس مد میں تعاون کر سکیں، تو اس صورت میں اگر کسی نے اپنی زکوٰۃ کسی مستحق شخص کو دی اور اس نے تملیک کے بعد اپنی خوشی سے اگر اس رقم کو تعمیر مسجد میں خرچ کرے تو یہ درست ہے، اسی طرح اور بھی کئی مثالیں ہیں۔^①

اندازہ کریں کہ ان صورتوں میں کہیں بھی تحریم حلال یا فرائض و واجبات سے پہلو تہی کا کوئی جذبہ نظر آتا ہے؟ خود امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے طلاق وغیرہ کے مسائل میں جو حیلے منقول ہیں، وہ ان کی حیرت انگیز اور تعجب خیز ذکاوت کا ثبوت ہیں۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) نے بھی ”المشال الخامس و الثمانون من لطائف حیل ابي حنيفة“ میں امام صاحب کے اسی طرح کے ذکاوت کے حیلے نقل کر کے فرمایا:

وهذا من أحسن الحيل.^②

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ جو حیلہ کے ناقدین میں سے ہیں، انہوں نے ”إعلام الموقعين“ میں حیلہ کی تین قسمیں بیان کیں ہیں، ایک وہ ہے جس کا مقصد ظلم کو قبل از وقت روکنا ہو، دوسرے یہ کہ جو ظلم ہو چکا ہو اس کو دفع کیا جائے، تیسرے جس ظلم کو دفع کرنا ممکن نہ ہو اس کے مقابلے میں اس طرح عمل کیا جائے، خود حضرت فرماتے ہیں کہ پہلی دونوں صورتیں جائز ہیں، اور تیسری صورت میں تفصیل ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ حیلہ کا مقصد اگر تحریم حلال ہو یا فرائض و واجبات کی ادائیگی سے پہلو تہی کرنا ہو تو یہ بالاتفاق ناجائز ہے۔

حیلہ شرعی کا ثبوت قرآن و سنت اور آثار سے

جس حیلے کا مقصد حرام کو حلال کرنا نہ ہو، بلکہ حرام سے بچنا ہو اس کا ثبوت قرآن سے بھی

① الفتاویٰ الہندیۃ: کتاب الحیل، ج ۶ ص ۳۹۲، ۳۹۳

② إعلام الموقعين، القسم الثالث من أنواع الحيل، ج ۲ ص ۱۳

ہے اور صحابہ کے آثار سے بھی۔

ایک خاص واقعہ کے ضمن میں (جس کی تفصیل تفسیر کی کتابوں میں مذکور ہے) حضرت ایوب علیہ السلام نے اپنی اطاعت گزار اور قناعت شعار بیوی کے بارے میں قسم کھائی تھی کہ وہ انہیں سوچھڑی ماریں گے، اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ تدبیر بتائی کہ آپ تنکوں کا گٹھا ہاتھ میں لیں اور اس سے ایک مرتبہ ماردیں، تاکہ قسم بھی پوری ہو جائے اور اس نیک صالح کو ایذا بھی نہ ہو، ظاہر ہے کہ یہ صورت حیلہ ہی کی تھی۔

علامہ جلال اللہ زمخشری رحمہ اللہ (متوفی ۵۳۸ھ) سورہ ص آیت نمبر ۴۴ کی تفسیر میں حضرت ایوب علیہ السلام کے واقعے کے تحت فرماتے ہیں: گویا اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کو قسم پوری کرنے کا حیلہ بتلایا کہ ﴿خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا﴾ اپنے ہاتھ میں تنکوں کا ایک گٹھا لیں ﴿فَاضْرِبْ بِهِ﴾ اور ایک دفعہ اپنی بیوی کو ماریں اور قسم میں جھوٹے نہ ہوں یعنی اس طرح اپنی قسم پوری کر لیں، علامہ زمخشری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حیلہ کی یہ رخصت اب بھی باقی ہے:

وهذه الرخصة باقية. ❶

حضرت یوسف علیہ السلام کے دربار میں ایک عرصہ دراز کی فرقت کے بعد ان کے چھوٹے بھائی بنیامین اپنے سوتیلے بھائیوں کے ساتھ پہنچے، حضرت یوسف علیہ السلام اپنی شخصیت کو ان بھائیوں سے چھپانا بھی چاہتے تھے اور بنیامین کو روکنا بھی، لیکن اس روکنے کے لیے کوئی قانونی جواز بھی ہونا چاہئے تھا، چنانچہ انہوں نے بنیامین کے تھیلے میں پیمانہ شاہی رکھوا دیا اور قانون ملکی کے مطابق اعلان فرما دیا کہ جس کے پاس یہ پیمانہ پایا جائے گا اسے روکے رکھا جائے گا۔ اس حسن تدبیر کے متعلق قرآن مجید کا بیان ہے کہ یہ تدبیر اللہ ہی نے آپ کو بتلائی تھی: كَذٰلِكَ كٰدٰنَا لِيُوسُفَ . (یوسف: ۷۶) غور کیا جائے کہ اس ”کید“ سے بجز حیلہ کے اور کیا مراد ہے۔

❶ الکشاف: سورہ ص آیت نمبر: ۴۴ کی تفسیر میں، ج ۲، ص ۹۸

قرآن مجید نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کی رفاقت کا ایک خاص دلچسپ واقعہ نقل کیا ہے، اس میں یہ بات بھی آئی ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے قانون تکوین کے تحت ایسے عمل کیے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے حیرت و استعجاب کا باعث ثابت ہوئے، اور آپ ﷺ اس پر ٹو کے بغیر نہ رہ سکے، یہاں تک کہ حضرت خضر علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عہد لینا پڑا کہ آئندہ وہ اس طرح ٹوکنے سے گریز کریں گے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بظاہر عہد کرتے ہوئے ”ان شاء اللہ“ کا اضافہ کر دیا، ان شاء اللہ ایسا کلمہ ہے جو وعدہ کو بے اثر کر دیتا ہے، تاکہ اگر وہ آئندہ بھی اپنی بات پر قائم نہ رہ سکیں اور بے ساختہ سوال کر ہی بیٹھیں تو عہد خلائی کا ارتکاب نہ ہو، چنانچہ فرمایا: سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ صَابِرًا ۝۱

حدیث میں وارد ہے کہ ایک شخص نے دو صاع معمولی کھجور کے بدلے ایک صاع عمدہ کھجور خریدی، آپ ﷺ نے اس کو سود (ربا) قرار دیا، اور فرمایا کہ تم نے دو صاع اس کھجور سے کوئی اور سامان خرید لیا ہوتا اور اس سامان کے عوض یہ ایک صاع کھجور خرید کر لیتے تو یہ معاملہ جائز ہو جاتا۔ ۱۲

گویا آپ ﷺ نے سود سے بچنے کے لئے اس معاملہ کی ایک تدبیر بتائی۔ ۱۳ علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۷۸۳ھ) نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ اس نے بیوی کو مشروط طور پر تین طلاقیں دے دیں ہیں کہ اگر اس (شوہر) نے اپنے بھائی سے گفتگو کی تو اس کی بیوی پر تین طلاق، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بیوی کو ایک طلاق دے دو، عدت گزر جانے دو، اس کے بعد اپنے بھائی سے گفتگو کر

۱ الميسوط للسرخسي: كتاب الحيل، ج ۳۰ ص ۲۰۹

۲ صحيح مسلم: باب بيع الطعام مثلاً بمثل، ج ۳ ص ۱۲۱، رقم الحديث: ۱۵۹۴

۳ الأشباه والنظائر: الفن الخامس: الحيل، ص ۳۵۰

لو، پھر دوبارہ اس مطلقہ عورت سے نکاح کر لو، اس طرح بیوی پر تین طلاق واقع ہوئے بغیر بھائی سے گفتگو ہو جائے گی۔ ❶

اس طرح حقیقت یہ ہے کہ اگر کسی کے ساتھ حق تلفی اور زیادتی کے بغیر حیلہ شرعی اختیار کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، چنانچہ بعض فقہاء نے اپنی کتابوں میں ایسے مسائل کو کتاب الحیل یا کتاب المخارج کے عنوان سے جمع کیا ہے، اس سلسلہ میں بعض لوگوں نے فقہاء حنفیہ کو ہدف ملامت بھی بنایا ہے، اس طعن و تشنیع کا سبب یا تو غلط فہمی ہے، چوں کہ ائمہ احناف سے اس زمانے کے فرق باطلہ معتزلہ اور روافض وغیرہ کو کدورت تھی اور وہ ان کو بدنام کرنے کے لیے اپنی طرف سے بعض تحریریں لکھ کر انہیں اس حضرات ائمہ کی طرف منسوب کر دیتے تھے تاکہ لوگ ان سے بدگمان ہوں، غالباً اسی طرح کی ایک تحریر وہ ہے جسے بعض لوگوں نے کتاب الحیل کے نام سے امام محمد رحمہ اللہ کی طرف منسوب کیا ہے، چنانچہ امام سرخسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اختلف الناس في كتاب الحيل أنه من تصنيف محمد أم لا، كان أبو سليمان الجوزجاني ينكر ذلك ويقول من قال ان محمدا صنف كتابا سماه الحيل فلا تصدقه وما في أيدي الناس فانما جمعه وراقوا بغداد وقال: إن الجهنال ينسبون علمائنا رحمهم الله إلى ذلك على سبيل التغيير فكيف يظن بمحمد رحمه الله انه سمى شيئا من تصانيفه بهذا الاسم ليكون ذلك عوناً للجهال على ما يتقولون. ❷

کتاب الحیل کے سلسلہ میں لوگوں کا اختلاف ہے کہ یہ امام محمد کی تصنیف ہے یا نہیں؟

❶ المبسوط للسرخسي: كتاب الحيل، ج ۳۰ ص ۲۰۹

❷ المبسوط: كتاب الحيل، ج ۳۰ ص ۲۰۹

ابوسلیمان جوزجانی اس کا انکار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ جو شخص یہ کہے کہ امام محمد نے حیل کے نام سے کتاب تصنیف کی ہے تو تم اس کی تصدیق نہ کرو، اور لوگوں کے ہاتھ میں اس نام سے جو کتاب ہے اسے دراصل بغداد کے کاتبوں نے جمع کیا ہے، علامہ جوزجانی نے کہا کہ جاہل لوگ عار دینے کی غرض سے ہمارے علماء کی نسبت اس کی طرف کرتے ہیں، تو امام محمد کے بارے میں کیسے گمان کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے کوئی کتاب اس نام سے لکھی ہوگی، تاکہ جاہلوں کے لیے ان کی من گھڑت بات میں معاون ہو جائے۔

ایسا لگتا ہے کہ اسی غیر مستند اور الحاقی تحریف کی وجہ سے بعض اہل علم کو غلط فہمی پیدا ہوئی، اور انہوں نے احناف کو طعن و تنقید کا ہدف بنایا، یا پھر کوتاہ نظری کی وجہ سے فقہ حنفی کے اسباب پر ظاہریت پسند علماء نے ہدف ملامت بنایا، فقہاء نے حیل اور مخارج کے تحت جو مسائل ذکر کیے ہیں اگر بنظر غائر ان کا مطالعہ کیا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ حرام کو حلال کرنے کی کوشش نہیں ہے، بلکہ شریعت کے دائرہ میں رہتے ہوئے حرام سے بچنے اور سہولت پیدا کرنے کی ایک کوشش ہے، ہاں ممکن ہے کہ متاخرین سے بعض حیلوں کی تعبیر میں لغزش ہوئی ہو جس کی وجہ سے بظاہر وہ بات شریعت کے مزاج کے خلاف محسوس ہوتی ہے، حالانکہ مجتہدین کا اصل مقصد کچھ اور ہو۔

مثال کے طور پر علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۰ھ) بلند پایہ فقہاء میں سے ہیں، انہوں نے اپنی کتاب ”الأشباہ والنظائر“ میں پانچواں فن حیل کا رکھا ہے، اس میں اسلام کے رکن اعظم نماز کی بابت صرف ایک حیلہ ذکر کرتے ہیں کہ ایک شخص ظہر کی چہارگانہ فرض ادا کر رہا ہے کہ مسجد میں جماعت کھڑی ہوتی ہے، اب سوال یہ ہے کہ فرض ایک سے زیادہ دفعہ بلا کسی نقص کے ادا نہیں کی جاسکتی اور اس نماز کو یوں ہی پوری کر لے تو جماعت سے محروم ہو جاتا ہے، ان حالات میں اسے کیا کرنا چاہئے؟ اس کا حیلہ بتایا گیا کہ چوتھی

رکعت کے اخیر میں بیٹھے بغیر اٹھ کھڑا ہوتا کہ یہ نفل ہو جائے اور اب امام کے ساتھ شریک نماز ہو کر جماعت کے ثواب سے محروم بھی نہ رہے۔ ①

اسی انداز کے حیلے ہیں جو عبادات کے سلسلے میں ذکر کیے گئے ہیں۔

عبادات میں ایک حیلہ ایسا ضرور ہے جو درست نہیں اور وہ ہے سال گزرنے سے پہلے اموالِ زکاۃ کی ملکیت میں نام نہاد تبدیلی تاکہ زکاۃ سے بچا جاسکے، لیکن امام محمد رحمہ اللہ نے اس حیلہ پر نکیر کی ہے اور اسے مکروہ قرار دیا ہے، اور علمائے احناف نے انہی کی رائے پر فتویٰ دیا ہے۔ قاضی ابو یوسف رحمہ اللہ کی طرف اس حیلہ کی نسبت کی گئی ہے، لیکن ظاہر روایت میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی طرف کہیں اس رائے کی نسبت نہیں کی گئی ہے، اور امام موصوف کے ورع و احتیاط سے یوں بھی یہ بات بعید محسوس ہوتی ہے، اس لیے نوادر کی اس روایت کو مشکوک قرار دینے میں یقیناً ہم حق بجانب ہی قرار دیئے جائیں گے۔ زکاۃ کے باب میں حنفیہ کے یہاں فقراء کے نفع کی جہت کو جس طرح ہر جگہ مقدم رکھا ہے وہ اہل علم کے لیے محتاج اظہار نہیں، اس کے باوجود ان کی طرف اس طرح کے مسائل کی نسبت کو آخر کس منطق کے تحت صحیح باور کیا جاسکتا ہے۔

علامہ محمود آلوسی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں کہ بہت سارے لوگوں نے اس آیت سے حیلہ کے جواز پر استدلال کیا اور حیلہ کی صحت کے لئے اس آیت کو اصل قرار دیا ہے، میرے نزدیک ہر وہ حیلہ جو حکمت شرعیہ کو باطل کرے اسے قبول نہیں کیا جائے گا، جیسے زکوٰۃ اور استبراء ساقط کرنے کا حیلہ، یہ اس مسئلے میں اعتدال کا راستہ ہے، بعض علماء نے حیلہ کو مطلقاً جائز قرار دیا ہے، اور بعض نے مطلقاً ناجائز قرار دیا ہے:

و کثیر من الناس استدلل بها علی جواز الحیل وجعلها أصلاً لصحتها،

① الأشباه والنظائر: کتاب الحیل، ص ۳۵۰

وعندي أن كل حيلة أوجبت إبطال حكمة شرعية لا تقبل كحيلة سقوط الزكاة وحيلة سقوط الاستبراء وهذا كالتوسط في المسألة فإن من العلماء من يجوز الحيلة مطلقاً ومنهم من لا يجوزها مطلقاً. ❶

معلوم ہوا کہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی ہر وہ حیلہ جس کے ذریعے سے شرعی حکم کو باطل کیا جائے اسے قبول نہیں کیا جائے گا، اس کے علاوہ جو حیلے ہیں وہ درست ہیں انہیں قبول کیا جائے گا، اور یہی اعتدال کا راستہ ہے، نہ مطلقاً ہر قسم کے حیلے کو جائز قرار دیا جائے گا اور نہ مطلقاً عدم جواز کا حکم لگایا ہے بلکہ درمیان کا راستہ جو اعتدال کا اسے اختیار کیا جائے گا۔ ہمارے علماء کا مذہب یہ ہے کہ ہر وہ حیلہ جس کے ذریعے سے آدمی غیر کے حق کو باطل کرے یا اس میں کوئی شبہ داخل کرے یا باطل کی ملمع سازی کے لئے ہو تو یہ مکروہ ہے، ہر وہ حیلہ کہ جس کے ذریعے سے آدمی حرام سے چھٹکارا پائے یا اس کے ذریعے کسی حلال تک پہنچے تو یہ حیلہ بہتر اور پسندیدہ ہے:

أَنَّ كُلَّ حِيلَةٍ يَحْتَالُ بِهَا الرَّجُلُ لِإِبْطَالِ حَقِّ الْغَيْرِ أَوْ لِإِدْخَالِ شُبْهَةٍ فِيهِ أَوْ لِمُسْوِيَةِ بَاطِلٍ فَهِيَ مَكْرُوهَةٌ وَكُلُّ حِيلَةٍ يَحْتَالُ بِهَا الرَّجُلُ لِيَتَخَلَّصَ بِهَا عَنْ حَرَامٍ أَوْ لِيَتَوَصَّلَ بِهَا إِلَى حَلَالٍ فَهِيَ حَسَنَةٌ. ❷

حیلے کے ناقد علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کی تنقیدات پر ایک نظر

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ حیلہ کے شدید ناقدین میں سے ہیں، بلکہ اس گروہ کے سرخیل ہیں، لیکن حیل کے موضوع پر ان کی مبسوط تحریر کا مطالعہ کرنے سے جس بات کا اندازہ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جس نوع کے حیل کو غلط ثابت کرنے کے لیے انہوں نے اپنی پوری قوت صرف کی ہے

❶ روح المعانی: سورہ ص آیت نمبر ۴۴ کے تحت، ج ۲۳ ص ۲۷۷

❷ الفتاویٰ الہندیۃ: کتاب الحیل، ج ۶ ص ۳۹۰

وہ یہ ہے کہ پہلے ہی سے فقہاء ان کی کراہت و ممانعت پر متفق ہیں، اختلاف زیادہ سے زیادہ بعض جزئیات کے انطباق میں ہو سکتا ہے کہ وہ اصولی طور پر حیلے کی کسی نوع میں داخل ہے۔ علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کے نزدیک بنیادی طور پر حیلہ کی تین قسمیں ہیں، اول وہ جس کا مقصد کسی حرام کا ارتکاب ہو، لیکن بظاہر اس پر شریعت کا غلاف چڑھا دیا گیا ہو اور اس کو ایسی شکل دے دی گئی ہو کہ گویا وہ مطابق شریعت ہے، مثلاً عورت فسخ نکاح کے لیے جھوٹا دعویٰ کرے کہ وہ نکاح کے وقت بالغہ تھی، لیکن اس سے اجازت حاصل نہ کی گئی، یا فروخت کنندہ جھوٹا عذر کرے کہ فروخت کرتے وقت وہ چیز اس کی ملکیت میں نہ تھی اور اصل مالک نے اس کی اجازت بھی نہ دی، اس لیے یہ معاملہ خرید و فروخت منسوخ کر دیا جائے وغیرہ، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اس کو بدترین گناہ اور دین کے ساتھ تلاعب قرار دیتے ہیں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ حیلہ خود بھی مشروع ہو اور جس مقصد کے لیے اس کا استعمال ہو رہا ہو وہ بھی مشروع ہو، نیز بظاہر شریعت میں اس حیلے کو اسی مقصد کا ذریعہ بنایا گیا ہو، جیسے کسب حلال وغیرہ کی تدبیریں، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ کا خیال ہے کہ یہ ہے تو حلال لیکن فقہاء کے ہاں حیلے کی جو تعریف ہے یہ حیلے اس زمرہ میں نہیں آتے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ حیلہ کے طور پر جو عمل کیا گیا ہے وہ بھی مشروع ہو، حیلہ کا مقصد حق کا حاصل کرنا، یا بطریق مباح ظلم کا دفع کرنا ہو، لیکن جس جائز عمل کو اس جائز مقصد کے لیے ذریعہ و وسیلہ بنایا گیا ہے، شریعت میں بظاہر وہ اس مقصد کے لیے وسیلہ نہیں بنایا گیا ہے، یا اگر بنایا گیا ہے تو یہ جہت اس درجہ دقیق ہے کہ عام لوگوں کی نگاہ نارسا کی رسائی سے باہر ہے، علامہ ابن قیم رحمہ اللہ اس کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔

جہاں تک میرا حقیر مطالعہ ہے، حنفیہ کے یہاں جن حیلوں کا ذکر ہے اور ان پر فتویٰ ہے وہ اسی دوسری اور تیسری قسم کا ہے، نہ کہ پہلی قسم کا کہ اس کی حرمت کا تذکرہ اوپر کیا جا چکا ہے،

احناف کے ہاں بھی یہ ناجائز اور حرام ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف یہ بات منسوب ہے کہ آپ آزاد آدمی پر حجر کی اجازت دینے میں بڑے محتاط تھے، اور تین لوگوں کے منجملہ ”فقیہ ماجن“ (آزاد مزاج مفتی) کو حجر کا صحیح حمل قرار دیتے تھے ”لا یجزی الحجر إلا علی ثلاثة: الجاهل والمکاری والمفلس“

احناف نے فقیہ ماجن یعنی آوارہ خیال مفتی پر پابندی عائد کرنے کی جو وجہ لکھی ہے وہ یہ ہے کہ یہ مسلمانوں کے دین میں بگاڑ پیدا کرتے ہیں، علامہ کاسانی رحمہ اللہ کے الفاظ میں: لأن المفتی الماجن یفسد أديان المسلمين. اس سے ظاہر ہے کہ حنفیہ کے نزدیک ایسی باتیں جو دین میں بگاڑ پیدا کرنے اور اسے کھلونا بنا لینے کا سبب بنے کس قدر ناقابل قبول ہیں، اس لیے یہ بات کیوں کر سوچی جاسکتی ہے کہ وہ ایسے حیلوں کی رہنمائی کریں جن کا مقصود حرام کو حلال کرنا یا کسی شخص پر ظلم اور اسے حق سے محروم کرنا ہو۔ ❶

تالیفات امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تصانیف سے مراد وہ املائی تصانیف ہیں جن کو ان کے لائق اور قابل قدر تلامذہ مثلاً امام ابو یوسف رحمہ اللہ، امام محمد رحمہ اللہ وغیرہ نے امام صاحب کی تعلیم اور تدریس کے وقت قید تحریر میں لائے تھے، جب کسی مسئلے پر اچھی طرح غور و خوض ہو جاتا تو آپ فرماتے کہ ”اثبتوها“ اب اس مسئلہ کو لکھ لو اور بجائے سینہ کے سفینہ میں محفوظ کر لو، اسی طرح آپ سے عقائد اور فقہ کے متعلق سوالات کئے جاتے آپ جو جواب ارشاد فرماتے تو تلامذہ اسے اپنے پاس محفوظ کر لیتے اسی طرح اسی فن پر ایک دستاویز تیار ہو جاتی، اہل علم میں تصنیف کے دو ہی طریقے شروع سے اب تک رائج رہے ہیں یا تو مصنف خود کوئی کتاب

❶ قاموس الفقہ: ج ۳ ص ۳۱۰ تا ۳۱۳

تصنیف کرے یا املاء کروائے، اور تلامذہ اسے نوٹ کریں، آج کل بھی درس کے دوران طلبہ اگر استاذ کے افادات نقل کریں تو استاذ ہی کی طرف نسبت کرتے ہوئے وہ کتاب اہل علم کے دوران متداول ہوتی ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن دقیق العید رحمہ اللہ (متوفی ۷۰۲ھ) کی شہرہ آفاق کتاب ”احکام الأحکام شرح عمدة الأحکام“ آپ کی تصنیف نہیں ہے بلکہ آپ املاء کرواتے اور آپ کے لائق و فائق شاگرد اسے لکھتے تھے۔^①

اسی طرح علامہ سرخسی رحمہ اللہ (متوفی ۴۸۳ھ) کی مشہور و معروف کتاب ”المبسوط“ جو تیس ضخیم جلدوں میں یہ کتاب آپ نے کنویں کے اندر سے املاء کروائیں اور آپ کے تلامذہ منڈیر پر بیٹھے اسے لکھا کرتے تھے، چنانچہ علامہ سرخسی رحمہ اللہ کتاب کے مقدمے میں فرماتے ہیں:

فَرَأَيْتُ الصَّوَابَ فِي تَأْلِيفِ شَرْحِ الْمُخْتَصَرِ لَا أَزِيدُ عَلَى الْمَعْنَى الْمُؤَثَّرِ فِي بَيَانِ كُلِّ مَسْأَلَةٍ اكْتِفَاءً بِمَا هُوَ الْمُعْتَمَدُ فِي كُلِّ بَابٍ، وَقَدْ انْضَمَّ إِلَى ذَلِكَ سُؤَالُ بَعْضِ الْخَوَاصِّ مِنْ زَمَنِ حَبَسِي، حِينَ سَاعَدُونِي لِأُنْسِي، أَنْ أُمْلِيَ عَلَيْهِمْ ذَلِكَ فَأَجَبْتَهُمْ إِلَيْهِ.^②

میں نے یہ مناسب سمجھا کہ مختصر (حاکم) کی ایک شرح لکھوں، جس میں ہر مسئلے کے بارے میں رائج بات پر کوئی اضافہ نہ کروں اور ہر باب میں صرف وہ حکم بیان کروں، جو قابل اعتماد ہو، اس پر مزید اضافہ یہ ہوا اگر میرے ساتھیوں میں سے کچھ خاص لوگوں نے میری قید کے زمانے میں مجھ سے اس کی فرمائش بھی کی، اور میری انیسیت کی خاطر میری یہ مدد کی کہ میں انہیں یہ شرح املاء کرواؤں، چنانچہ میں نے ان کی فرمائش کو قبول کیا۔

① طبقات الشافعية الكبرى: ترجمہ: محمد بن علي بن وهب بن مطيع، ج ۹ ص ۲۱۲

② المبسوط للسرخسي: خطبة الكتاب، ج ۱ ص ۴

چنانچہ جن شاگردوں نے شرح لکھنی شروع کی، ان کا یہ جملہ کتاب کے بالکل شروع میں موجود ہے کہ امام اجل شمس الائمہ سرخسی رحمہ اللہ نے اوز جند میں قید ہونے کی حالت میں ہمیں املاء کرواتے ہوئے فرمایا:

قَالَ الشَّيْخُ الْإِمَامُ الْأَجَلُّ الزَّاهِدُ شَمْسُ الْأَيْمَةِ أَبُو بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي سَهْلٍ السَّرْخُوسِيُّ رَحِمَهُ اللَّهُ وَنَوَّرَ ضَرْيَحَهُ وَهُوَ فِي الْحَبْسِ بِأُوزْ جَنْدَ إِمْلَاءً.

اسی طرح کی سینکڑوں کتابیں اس وقت موجود ہیں جو املاء کروائی گئی اور بعد میں انہیں کی طرف نسبت کرتے ہوئے ان کتابوں کی شہرت ہوئی، اس طرح کی کتابوں کے متعلق اگر دیکھنا ہو تو ان کتابوں کی طرف مراجعت فرمائیں:

الفهرست لابن النديم، كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون، معجم الكتب، صلة الخلف بموصول السلف، إيضاح المكنون، هدية العارفين، الرسالة المستطرفة، وغير ذلك.

بعض لوگوں نے بوجہ عدم تحقیق یہ دعویٰ کر دیا کہ امام صاحب کی کوئی تصنیف نہیں ہے، حالانکہ یہ دعویٰ حقائق کے سراسر منافی اور محض غلط فہمی پر مبنی ہے کیونکہ متعدد جلیل المرتبت ائمہ نے ”کتب أبي حنيفة“ کہہ کر آپ کی تصانیف کا تذکرہ کیا ہے، ان میں سے چند ایک کی تصریحات ان شاء اللہ آگے آئیں گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ امام صاحب کی تصانیف سے مراد وہ املائی تصانیف ہیں جو آپ کے سامنے آپ کے حکم سے آپ کے قابل فخر تلامذہ قید تحریر میں لاتے تھے، چنانچہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) اپنی سند کے ساتھ اسحاق بن ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

كان أصحاب أبي حنيفة الذين يذاكرونه، أبو يوسف وزفر وداود الطائي

وأسد بن عمرو وعافية الأودي والقاسم بن معن وعلي بن مسهر ومندل وحبان ابنا علي، وكانوا يخوضون في المسألة، فإن لم يحضر عافية قال أبو حنيفة: لا ترفعوا المسألة حتى يحضر عافية، فإذا حضر عافية فإن وافقهم قال أبو حنيفة أثبتوها، وإن لم يوافقهم قال أبو حنيفة: لا تثبتوها. ❶

اصحاب ابی حنیفہ جو ان کے ساتھ مسائل میں مذاکرہ کیا کرتے تھے یہ تھے امام ابو یوسف، زفر داؤد طائی، اسد بن عمرو، عافیہ الاودی، قاسم بن معن، علی بن مسہر، مندل بن علی، حبان بن علی، اور جب وہ کسی مسئلے میں بحث و تمحیص شروع کرتے تو اگر عافیہ ان میں شریک نہ ہوتے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے کہ اس مسئلہ میں بحث عافیہ کے آنے تک ختم نہ کرو، جب عافیہ آجائے اور ان کی رائے سے وہ متفق ہو جاتے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے اب اس مسئلہ کو لکھ لو، اور اگر عافیہ اتفاق نہ کرتے تو امام صاحب فرماتے یہ مسئلہ مت لکھو۔ امام صدر الائمہ موفق مکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں:

فوضع أبو حنيفة رحمه الله مذهبه شوري بينهم لم يستبد فيه بنفسه دونهم اجتهاد منه في الدين ومبالغة في النصيحة لله ورسوله والمؤمنين فكان يلقي مسئلة مسئلة ويسمع ما عندهم ويقول ما عنده وينظرهم شهرا أو أكثر من ذلك حتى يستقر أحد الأقوال فيها ثم يثبتها أبو يوسف في الأصول حتى أثبت الأصول كلها. ❷

امام ابو حنیفہ نے اپنا مذہب ان میں بطور شوری رکھا تھا، اور اپنے اصحاب کے بغیر محض اپنی رائے پر وہ مصر نہ رہتے تھے، اور یہ سب کچھ انہوں نے دین میں احتیاط اور اللہ تعالیٰ اور

❶ تاریخ بغداد: ترجمة، عافية بن يزيد بن قيس بن عافية، ج ۱۲ ص ۳۰۴

❷ مناقب أبي حنيفة، ج ۲ ص ۱۲۳

اس کے رسول برحق اور مسلمانوں کے حق میں خیر خواہی کے جذبہ کے تحت کیا ہے، چنانچہ وہ ان کے سامنے ایک ایک مسئلہ پیش کرتے، ان کی رائے سنتے اور اپنا نظریہ بیان فرماتے، اور ایک ایک مہینہ بلکہ ضرورت پڑتی تو اس سے بھی زیادہ عرصہ تک اس مسئلہ میں مناظرہ اور مباحثہ کرتے رہتے حتیٰ کہ جب کسی ایک قول پر سب کی رائے جم جاتی تو اس کے بعد امام ابو یوسف رحمہ اللہ اس کو اصول میں درج کر دیتے یہاں تک کہ سب اصول انہوں نے منضبط کر دیئے۔

تالیفات امام اعظم کے متعلق اٹھارہ (۱۸) اکابر اہل علم کی تصریحات..... شیخ الاسلام علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے بالسند نقل کیا ہے کہ امام اعمش رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۸ھ) جو جلیل القدر محدث اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مشائخ حدیث میں شمار ہوتے ہیں، ایک دفعہ فریضہ حج ادا کرنے کے لئے جا رہے تھے، جب مقام ”خیرہ“ پر پہنچے تو اپنے شاگرد علی بن مسہر رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۹ھ) سے فرمایا:

اَذْهَبْ اِلَى أَبِي حَنِيفَةَ حَتَّى يَكْتُبَ لَنَا الْمَنَاسِكَ. ❶

امام ابو حنیفہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ ہمارے لئے حج کے مسائل پر کتاب لکھیں۔

۲..... امیر المؤمنین فی الحدیث عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں کہ

میں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کتابوں کو کئی مرتبہ لکھا:

کُتِبَتْ كُتُبُ أَبِي حَنِيفَةَ غَيْرَ مَرَّةٍ. ❷

۳..... امیر المؤمنین فی الحدیث عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ (متوفی ۱۸۱ھ) فرماتے ہیں

کہ میں شام گیا تو امام اوزاعی رحمہ اللہ (متوفی ۱۵۷ھ) سے میری ملاقات ہوئی، تو انہوں نے

دوران ملاقات مجھ سے پوچھا اے خراسانی یہ کوفہ میں ابو حنیفہ رحمہ اللہ بدعتی کون پیدا ہوا

❶ الانتقاء: ترجمة: نعمان بن ثابت، الأعمش ص ۱۲۶

❷ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: أخبار عبد الله بن المبارك، ص ۱۴۱

ہے؟ عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے ان کو کوئی جواب دیئے بغیر اپنے گھر آ گیا:

فأقبلت على كتب أبي حنيفة، فأخرجت منها مسائل من جواد المسائل، وبقيت في ذلك ثلاثة أيام، فجئت يوم الثالث، وهو مؤذن مسجدهم وإمامهم، والكتاب في يدي، فقال: أي شيء هذا الكتاب؟ فناولته فنظر في مسألة منها وقعت عليها قال النعمان: فما زال قائما بعد ما أذن حتى قرأ صدرا من الكتاب. ثم وضع الكتاب في كفه، ثم أقام وصلى، ثم أخرج الكتاب حتى أتى عليها. فقال لي: يا خراساني من النعمان بن ثابت هذا؟ قلت: شيخ لقيته بالعراق. فقال: هذا نبيل من المشايخ، اذهب فاستكثر منه. قلت: هذا أبو حنيفة الذي نهيت عنه. ❶

اور تین دن امام ابو حنیفہ کی کتابیں دیکھتا رہا اور ان سے اچھے اچھے مسائل نکال کر جمع کر لئے، اور تیسرے دن امام اوزاعی کی مسجد میں جہاں وہ مؤذن اور امام تھے ان سے ملنے چلا گیا، انہوں نے جب میرے ہاتھ میں کتاب دیکھی تو فرمانے لگے یہ کتاب کونسی ہے؟ میں نے وہ کتاب ان کو پکڑا دی انہوں نے اس کو پڑھنا شروع کیا، دوران مطالعہ ان کی نظر ایک مسئلہ پر پڑی جس پر میں نے لکھا ہوا تھا: قال النعمان: وہ اذان کے بعد کھڑے کھڑے ہی اس کتاب کو پڑھتے رہے، یہاں تک کہ اس کا ابتدائی حصہ پڑھ لیا، پھر کتاب اپنی آستین میں رکھ لی اور نماز پڑھائی، نماز سے فارغ ہو کر کتاب کا بقیہ حصہ پڑھنا شروع کیا، یہاں تک کہ پوری کتاب پڑھ لی، پھر مجھ سے فرمایا: اے خراسانی! یہ نعمان بن ثابت کون شخص ہے؟ میں نے جواب دیا یہ ایک شیخ ہیں جن سے میں عراق میں ملا تھا، تو فرمانے لگے یہ شخص تو کوئی بڑا معزز شیخ معلوم ہوتا ہے، تم جاؤ اور ان سے زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرو، اس پر میں نے کہا یہ وہی ابو حنیفہ ہیں جن سے آپ نے مجھے منع فرمایا تھا۔

❶ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۳۸

اس کے بعد حج کے موقع پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام اوزاعی رحمہ اللہ کی مکہ مکرمہ میں ملاقات ہوئی اور پھر ان کے آپس میں متعدد اجتماعات ہوئے، میں نے دیکھا کہ امام اوزاعی رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ان مسائل میں بحث کر رہے تھے جو میری تحریر میں انہوں نے پڑھے تھے، اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ میری تحریر سے بھی اچھی طرح ان مسائل کی وضاحت کر رہے تھے، جب دونوں جدا ہوئے تو اس کے بعد میں امام اوزاعی رحمہ اللہ سے ملا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا:

غبطت الرجل بكثر علمه ووفور عقله واستغفر الله لقد كنت في غلط ظاهر، الزم الرجل فانه يخالف ما بلغني عنه. ①
مجھے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر ان کی کثرت علم اور وفور عقل پر رشک آیا ہے، میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتا ہوں کہ میں کھلی غلطی میں تھا، تم ان کو لازم پکڑو، مجھے ان کے بارے میں جو خبر ملی تھی وہ اصل حقیقت کے بالکل خلاف تھی۔

۴..... امام عبد اللہ بن غانم افریقی مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۰ھ) ان کے علمی مقام و مرتبہ کا اظہار قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۲ھ) ان الفاظ میں کرتے ہیں:

كان من أهل العلم والدين والفضل والورع والتواضع والفصاحة والجزالة.

امام معمر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابن غانم رحمہ اللہ ہر جمعہ کے دن ہمیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کتابیں پڑھ کر سنااتے تھے:

كان ابن غانم يقرئنا كتب أبي حنيفة في الجمعة يوماً. ②

۵..... امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) فرماتے ہیں:

① عقود الجمان: الباب العاشر، ص ۱۹۲

② ترتيب المدارك: ترجمة: عبد الله بن غانم، ج ۳ ص ۶۷

من لم ينظر في كتب أبي حنيفة لم يتبحر في الفقه. ①

جو شخص امام ابو حنیفہ کی کتابیں نہیں دیکھے گا اس کو فقہ میں تبحر حاصل نہیں ہوگا۔

۶..... حافظ الحدیث امام یزید بن ہارون رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۶ھ) سے ان کے شاگرد مستملی نے پوچھا کہ آپ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کی کتابوں کو دیکھنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا:

انظروا فيها ان كنتم تريدون أن تفقهوا فاني ما رأيت أحدا من الفقهاء

يكره النظر في قوله، ولقد احتال الثوري في كتاب الرهن حتى نسخه. ②

اگر تم لوگ فقیہ بننا چاہتے ہو تو پھر امام ابو حنیفہ کی کتب کو اپنے مد نظر رکھو، اس لئے کہ میں

نے فقہاء میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو ان کے قول کو دیکھنا ناپسند کرتا ہو، امام سفیان ثوری نے

توحیلے سے ان کی کتاب الرهن لے کر نقل کی ہے۔

۷..... امام المغازی امام واقدی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۷ھ) فرماتے ہیں:

كتبت كتب أبي حنيفة رضي الله عنه عن حاتم بن إسماعيل عنه. ③

میں نے امام ابو حنیفہ کی کتابیں حاتم بن اسماعیل سے اور انہوں نے خود امام ابو حنیفہ سے

لکھی تھیں۔

۸..... امام عبد اللہ بن داؤد رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) فرماتے ہیں:

من أراد أن يجد لذة الفقه فلينظر في كتب أبي حنيفة. ④

① أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ما روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي

حنيفة، ص ۸۷ ② تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۲۲ ③ الجواهر

المضية في طبقات الحنفية: ترجمة: حاتم بن اسماعيل، ج ۱ ص ۱۸۱ ④ أخبار أبي

حنيفة وأصحابه: ذكر ما روي عن أعلام المسلمين وأئمتهم في فضل أبي حنيفة، ص ۸۵

جو شخص چاہتا ہے کہ وہ فقہ کی لذت کو پائے تو اسے چاہیئے کہ وہ امام ابو حنیفہ کی کتابوں میں غور و فکر کرے۔

۹..... علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) امام اسد بن فرات رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) کے ترجمہ میں لکھتے ہیں:

إنه لما قدم مصر من الكوفة جاء إلى ابن وهب فقال له: هذه كتب أبي

حنيفة. ❶

اسد بن فرات جب کوفہ سے مصر آئے تو ابن وهب کے پاس گئے اور ان سے کہا یہ امام ابو حنیفہ کی کتابیں ہیں۔

۱۰..... مشہور محدث امام ابو نعیم فضل بن دکین رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۹ھ) فرماتے ہیں:

أول من كتب كتب أبي حنيفة أسد بن عمرو. ❷

سب سے پہلے امام ابو حنیفہ کی کتابیں امام اسد بن عمرو نے لکھی تھیں۔

۱۱..... امام الجرح والتعديل امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) فرماتے ہیں کہ

مجھے ایک ثقہ آدمی نے اس بات کی خبر دی ہے کہ وہ کرخ مقام پر اترے تو دیکھا کہ ایک شیخ طلبہ حدیث کو (احادیث اور فقہی مسائل) املاء کروا رہے تھے، تو جب میں ان کے قریب گیا تو دیکھا کہ ان کی گود میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کتابوں میں سے ایک کتاب ہے جس سے وہ انہیں املاء کروا رہے تھے:

فإذا في حجره كتاب من كتب أبي حنيفة، وهو يملئ عليهم. ❸

❶ تاریخ الإسلام: ترجمة: أسد بن فرات، ج ۵ ص ۳۹

❷ الجواهر المضية: ترجمة: أسد بن عمرو بن عامر، ج ۱ ص ۱۲۰

❸ تاریخ بغداد: ترجمة: سليمان بن عمرو بن عبد الله، ج ۹ ص ۲۰

۱۲..... سید الحفاظ امام ابو زرہ رازی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۲ھ) علامہ عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) ان کے متعلق نقل کرتے ہیں کہ انہیں سات لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں:
کان یحفظ سبع مائۃ ألف حدیث.

انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کتابیں چالیس دن میں حفظ کیں:

حفظ کتب ابي حنيفة في أربعين يوما. ①

۱۳..... امام ابو یعلیٰ خلیلی رحمہ اللہ (متوفی ۴۴۶ھ) نے امام طحاوی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۱ھ) کے بارے میں لکھا کہ محمد بن احمد شروطی رحمہ اللہ نے امام طحاوی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ آپ نے اپنے ماموں امام مزنی رحمہ اللہ (متوفی ۲۶۲ھ) جو امام شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۲۰۴ھ) کے خاص شاگرد ہیں، ان کا مذہب چھوڑ کر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب کیوں اختیار کیا؟ تو انہوں نے جواب میں فرمایا:

لَأَنِّي كُنْتُ أَرَى خَالِي يُدِيمُ النَّظَرَ فِي كُتُبِ أَبِي حَنِيفَةَ، فَلِذَلِكَ انْتَقَلْتُ إِلَيْهِ. ②

اس کی وجہ یہ ہوئی کہ میں اپنے ماموں کو ہمیشہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہوئے دیکھتا تھا، اس لئے میں نے بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب اختیار کر لیا۔
امام ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۱ھ) نے بھی امام طحاوی رحمہ اللہ کے ترجمہ میں یہ بات نقل کی ہے۔ ③

علامہ یافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۸ھ) نے بھی تین سواکیس ہجری (۳۲۱ھ) کے حالات

① مغانی الأخیار: ترجمة: عبید اللہ بن عبد الکرم أبو زرعة الرازي، ج ۲ ص ۲۷۸

② الإرشاد في معرفة علماء الحديث: ترجمة: أبو إبراهيم إسماعيل بن يحيى

المزني، ج ۱ ص ۴۳۱ ③ وفيات الأعيان: ترجمة: الطحاوي، ج ۱ ص ۷۱

کے تحت امام طحاوی رحمہ اللہ کے ترجمہ میں اس بات کو نقل کیا ہے۔ ①

۱۳..... قاضی امام ابو عاصم محمد بن احمد عامری رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۵ھ) فرماتے ہیں:

لو فقدت كتب أبي حنيفة رحمه الله لأمليتها من نفسي حفظاً. ②
اگر امام ابو حنیفہ کی کتابیں نایاب بھی ہو جائیں تو میں ان کو اپنے حافظے سے لکھوا
سکتا ہوں۔

۱۵..... امام امیر ابن ماکولا رحمہ اللہ (متوفی ۴۷۵ھ) احمد بن اسماعیل ابو احمد مقرئ الصرام
کے ترجمے میں لکھتے ہیں:

وسمع كتب أبي حنيفة وأبي يوسف من أحمد بن نصر عن أبي سليمان
الجوز جاني عن محمد. ③

انہوں نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کی کتابوں کو امام احمد بن نصر سے، انہوں نے
امام ابو سلیمان جوز جانی سے، اور انہوں نے امام محمد بن حسن سے سنا تھا۔

۱۶... امام ابو الحسن یحییٰ بن سالم یمنی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۵۵۸ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ
کی کتب کا تذکرہ کیا ہے:

يجوز أن تباع منهم كتب أبي حنيفة. ④

۱۷..... اسی طرح فرائض اور شروط جیسے موضوعات پر بھی آپ ہی نے سب سے پہلے قلم
اٹھایا، جیسا کہ امام احمد بن ابراہیم المعروف سبط ابن الجوزی اور امام محمد بن یوسف صاکی

① مرآة الجنان: سنة إحدى وعشرين وثلاث مائة، ج ۲ ص ۲۱۱ ② الأنساب
للسمعاني: باب العين والألف، العامري، ج ۹ ص ۱۵۹ ③ الإكمال في رفع الارتباب:
ترجمة: أحمد بن إسماعيل الصرام، باب فيل وقيل وقتل، ج ۷ ص ۲۱ ④ البيان في
مذهب الإمام الشافعي: كتاب البيوع، باب من نهي عنه من بيع الغرر، ج ۵ ص ۱۲۲

شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے لکھا ہے:

النعمان بن ثابت الإمام أبو حنيفة أول من وضع كتاب الفرائض

وكتاب الشروط. ❶

امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت نے ہی سب سے پہلے کتاب الفرائض اور کتاب الشروط تصنیف کیں۔

۱۸.... امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے فقہ میں کتب تصنیف کرنے کا شرف حاصل کیا، چنانچہ امام محمد بن عبدالرحمن ابن الغزالی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۷ھ) آپ کے تذکرے میں فرماتے ہیں:

وهو أول من صنف في الفقه والرأى. ❷

امام ابو حنیفہ پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے فقہ اور رائے میں کتب تصنیف کیں۔

بیس (۲۰) اکابر اہل علم کی تصریحات کہ فقہ اکبر امام اعظم کی

تصنیف ہے

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے عقائد پر اپنی شہرہ آفاق کتاب ”الفقه الأكبر“ تصنیف کی،

آپ سے اس کتاب کو روایت کرنے والے ابو مطیع بلخی رحمہ اللہ (متوفی ۱۹۹ھ) ہیں۔

۱.... مشہور مورخ علامہ ابن ندیم (متوفی ۴۳۸ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تصانیف

میں درج ذیل کتابیں ذکر کی ہیں:

❶ كنوز الذهب في تاريخ حلب: حرف النون، النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۹۱ /

عقود الجمان: الباب التاسع، ص ۱۸۴

❷ ديوان الإسلام: حرف الحاء، الفصل الثالث في الكنى، ج ۲ ص ۱۵۲

۱... الفقه الأكبر، ۲... رسالة إلى البتي، ۳... العالم والمتعلم،

۴... الرد على القدريّة.

اور ساتھ یہ بھی لکھا:

العلم برا وبحرا شرقا وغربا بعدا وقربا تدوينه رضي الله عنه. ①
برو بحر (خشکی اور تری) مشرق و مغرب اور دور نزدیک میں جو علم ہے وہ امام ابو حنیفہ کا

مدون کردہ ہے۔

۲.... علامہ ابو المظہر اسفراکینی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۱ھ) نے بھی قابل اعتماد اور صحیح

سند کے ساتھ فقہ اکبر کی نسبت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف کی ہے:

الْفَقْهُ الْأَكْبَرُ الَّذِي أَخْبَرَنَا بِهِ الثَّقَّةُ بِطَرِيقٍ مُعْتَمَدٍ وَإِسْنَادٍ صَحِيحٍ عَنْ

نَصِيرِ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِي مُطِيعٍ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ. ②

۳.... شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) بڑے وثوق کے ساتھ فقہ اکبر

کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تصنیف قرار دیا ہے:

فَإِنَّ أَبَا حَنِيفَةَ مِنَ الْمُقَرَّرِينَ بِالْقَدَرِ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ بِهِ وَبِمَذْهَبِهِ،

وَكَلَامُهُ فِي الرَّدِّ عَلَى الْقَدَرِيَّةِ مَعْرُوفٌ فِي الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ. ③

نیز علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی مشہور کتاب ”مجموع الفتاوى“ میں بھی صراحتاً فقہ

اکبر کی نسبت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف کرتے ہیں، دیکھئے: ④

① الفهرست: الفن الثاني في أخبار أبي حنيفة وأصحابه، ج ۱ ص ۲۵۱ ② التبصير في

الدين وتمييز الفرقة الناجية عن الفرق الهالكة: الفرقة السابعة عشرة، ج ۱ ص ۱۸۳

③ منهاج السنة النبوية: الفصل الثاني، فصل من كلام الرافضي على مقالة أهل السنة

في القدر، ج ۳ ص ۱۳۹ ④ مجموع الفتاوى: الأسماء والصفات، رد ابن الماجشون

على الجهمية، ج ۵ ص ۴۶

اسی طرح علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ اپنی کتاب ”درء تعارض العقل والنقل“ میں بھی صریح الفاظ کے ساتھ فقہ اکبر کا انتساب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف کرتے ہیں:

قال أبو حنيفة في كتاب الفقه الأكبر. ①

۴..... امام ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم کنانی حموی رحمہ اللہ (شافعی ۷۳۳ھ) فرماتے ہیں کہ

جليل القدر تابعي امام ابو حنيفة رحمہ اللہ فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

وَقَالَ التَّابِعِيُّ الْجَلِيلُ الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ. ②

۵..... علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے بھی فقہ اکبر کو امام صاحب کی

تصنيف قرار دیتے ہوئے کہا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تقدیر کا اقرار کرنے والے ہیں، اور آپ نے فقہ اکبر میں منکرین تقدیر کی تردید کی ہے:

فَإِنْ أَبَا حَنِيفَةَ مَقَرَّ بِالْقَدَرِ وَقَدْ رَدَّ عَلَى الْقَدَرِيَّةِ فِي الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ. ③

۶..... علامہ عبد القادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) ابو مطیع بلخی رحمہ اللہ کے ترجمے میں

فرماتے ہیں کہ انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے ”الفقه الأكبر“ کی روایت کی ہے:

أَبُو مُطِيعِ الْبُلْخِيِّ رَاوَى كِتَابَ الْفِقْهِ الْأَكْبَرِ عَنِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ. ④

۷..... علامہ ابن ابی العزدمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۷۹۲ھ) اپنی معروف کتاب ”شرح

العقيدة الطحاوية“ میں متعدد مقامات پر صراحت کے ساتھ فقہ اکبر کی نسبت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف کرتے ہیں:

① درء تعارض العقل والنقل: الوجه الثالث والأربعون، كلام أبي حنيفة في كتاب الفقه

الأكبر، ج ۶ ص ۲۶۳ ② إيضاح الدليل في قطع حجج أهل التعطيل: قول السلف في

الصفات، ج ۱ ص ۳۱ ③ المنتقى من منهاج الاعتدال: الفصل الثاني في المذهب الواجب

الاتباع، ج ۱ ص ۱۳۷ ④ الجواهر المضية: ترجمة: أبو مطيع البلخي، ج ۲ ص ۲۶۵

فَمِنْ كَلَامِ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ فِي الْفَقْهِ الْأَكْبَرِ. ①

وَكَذَلِكَ ظَاهِرُ كَلَامِ الْإِمَامِ أَبِي حَنِيفَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي الْفَقْهِ الْأَكْبَرِ. ②

كَمَا قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ فِي الْفَقْهِ الْأَكْبَرِ. ③

چونکہ علامہ ابن ابی العزیز رحمہ اللہ کی یہ شرح غیر مقلدین کے ہاں بھی معروف و مشہور ہے، جامعہ ستاریہ اسلامیہ کراچی نے بھی اس شرح کے تین ایڈیشن چھاپ دیے ہیں، تیسرا ایڈیشن ۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸ء میں چھپا ہے، علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) نے اس شرح کی احادیث کی تخریج کی، اس کا ذکر ان کے شاگرد زہیر الشاویش نے ان الفاظ میں کیا ہے:

قد قام أستاذنا الجليل المحدث الشيخ محمد ناصر الدين الألباني

بتخريج ما فيها من الأحاديث. ④

زہیر الشاویش نے اس شرح کی تعریف ان الفاظ میں کی:

وكان أحسن شروحا المعروفة هذا الشرح، وهو يمثل عقيدة السلف

أحسن تمثيل، والمؤلف يكثّر من النقل عن كتب شيخ الإسلام ابن تيمية

وتلميذه ابن القيم من غير إحالة عليها. ⑤

۸..... امام کردری رحمہ اللہ (متوفی ۸۲۷ھ) فرماتے ہیں کہ اگر آپ یہ کہو کہ امام ابوحنیفہ

رحمہ اللہ کی کوئی تصنیف نہیں ہے، تو میں کہتا ہوں کہ یہ بات معتزلہ نے کہی ہے، اور ان کا دعویٰ

ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی علم کلام میں کوئی تصنیف نہیں ہے، اور اس سے معتزلہ کی غرض یہ

ہے کہ تاکہ ”الفقه الأكبر“ اور ”العالم والمتعلم“ کی امام صاحب سے نفی کی جائے،

① شرح العقيدة الطحاوية: الرد على المشبه، ص ۸۵ ② شرح العقيدة الطحاوية:

اتفاق أهل السنة والجماعة أن كلام الله غير مخلوق، ص ۱۸۶ ③ شرح العقيدة

الطحاوية: كلام الله محفوظ في الصدور، ص ۱۹۰ ④ شرح العقيدة الطحاوية:

مقدمة الناشر، ص ۹ ⑤ شرح العقيدة الطحاوية: مقدمة الناشر، ص ۹

اسلئے اس کتاب میں اہل سنت والجماعت کے اکثر قواعد ذکر کئے ہیں، تو اب معتزلہ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ کتاب ابو حنیفہ بخاری کی تصنیف ہے، یہ بات صریح طور پر غلط ہے، میں نے دین اور ملت کی روشنی و چراغ علامہ کردری عمادی رحمہ اللہ کی ان دونوں (الفقہ الاکبر، العالم والمتعلم) کتابوں پر انکے ہاتھ کا لکھا ہوا خط دیکھا جس پر انہوں نے لکھا تھا کہ یہ دونوں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی ہیں، اور کہا کہ مشائخ میں سے ایک بڑی جماعت نے اس بات کی موافقت کی ہے:

قَالَ الْكَرْدَرِي: فَإِنْ قُلْتَ لَيْسَ لِأَبِي حَنِيفَةَ كِتَابٌ مُصَنَّفٌ قُلْتَ هَذَا كَلَامَ الْمُعْتَزَلَةِ وَدَعَوَاهُمْ أَنَّهُ لَيْسَ لَهُ فِي عِلْمِ الْكَلَامِ تَصْنِيفٌ وَغَرَضُهُمْ بِذَلِكَ نَفْيُ أَنْ يَكُونَ الْفَقْهُ الْأَكْبَرُ وَكِتَابَ الْعَالَمِ وَالْمُتَعَلِّمِ لَهُ لِأَنَّهُ صَرَّحَ فِيهِ بِأَكْثَرِ قَوَاعِدِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ وَدَعَوَاهُمْ أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُعْتَزَلَةِ وَذَلِكَ الْكِتَابُ لِأَبِي حَنِيفَةَ الْبُخَارِيِّ وَهَذَا غُلَطٌ صَرِيحٌ فَإِنِّي رَأَيْتُ بِحَظِّ الْعَلَامَةِ مَوْلَانَا شَمْسِ الْمِلَّةِ وَالَّذِينَ الْكَرْدَرِي الْبَزَاتِقْنِي الْعِمَادِي هَذَيْنِ الْكِتَابَيْنِ وَكُتِبَ فِيهِمَا أَنََّّهُمَا لِأَبِي حَنِيفَةَ وَقَالَ تَوَاطَأَ عَلَى ذَلِكَ جَمَاعَةٌ كَثِيرٌ مِنَ الْمَشَائِخِ. ①

اس واضح حوالے سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ اس کتاب کی امام صاحب سے نفی کرنے والے معتزلہ ہیں، چونکہ اس کتاب میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اہل سنت والجماعت کے عقائد ذکر کئے تھے، اور فرق باطلہ خصوصاً معتزلہ اور دیگر فرقوں کی تردید کی تھی تو اس بنیاد پر باطل فرقوں نے اس بات کا پرہ پیگنڈا کہ یہ امام صاحب کی تصنیف نہیں ہے۔

۹.... حافظ ابن ناصر الدین دمشقی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۸۴۲ھ) نے ابو مالک نصران بن نصر الختلی کے ترجمے میں تصریح کی ہے:

① الجواهر المضیة: ترجمة: أبو حنیفة النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۲۶۱

روى الفقه الأكبر لأبي حنيفة عن علي بن الحسن الغزال وعنه أبو عبد

الله الحسين الكاشغري. ①

انہوں نے ”الفقه الأكبر“ جو امام ابو حنیفہ کی تصنیف ہے، اس کو علی بن الحسن الغزال سے روایت کیا، اور انہوں نے یہ کتاب ابو عبد اللہ الحسین الكاشغري سے روایت کی۔

۱۰..... حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) ابو مالک نصران بن نصر الختلی رحمہ اللہ

کے ترجمے میں فرماتے ہیں کہ:

روى الفقه الأكبر لأبي حنيفة، عن علي بن الحسن الغزال، وعنه أبو

عبد الله الحسين الكاشغري. ②

انہوں نے فقہ اکبر جو امام ابو حنیفہ کی تصنیف ہے، اس کو علی بن الحسن الغزالی سے روایت کیا ہے، اور ان سے یہ کتاب ابو عبد اللہ الحسین الكاشغري روایت کرتے ہیں۔

۱۱..... علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ (متوفی ۸۷۹ھ) فرماتے ہیں:

أبو مطيع البلخي راوى كتاب الفقه الأكبر عن أبي حنيفة. ③

۱۲..... محدث کبیر ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۳ھ) بڑے وثوق کے ساتھ دو ٹوک

الفاظ میں فقہ اکبر کو امام صاحب کی تصنیف قرار دیتے ہیں:

قد قال الإمام الأعظم والهمام الأقدم في كتابه الْمُعْتَبَرُ الْمُعْبَرُ بِالْفَقْهِ

الأكبر. ④

۱۳..... علامہ مرعی بن یوسف بن ابی بکر المقدسی حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۳۳ھ) نے بڑی

① توضیح المشتبه: حرف الجیم، ج ۲ ص ۲۰۷ ② تبصیر المنتبه بتحرير المشتبه:

حرف الجیم، ج ۱ ص ۲۹۸ ③ تاج التراجم: ذکر من اشتهر بالكنية، ج ۲ ص ۱۳۹

④ أدلة معتقد أبي حنيفة في أبوى الرسول: ص ۲۲

صراحت کے ساتھ فرمایا کہ فقہ اکبر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تصنیف ہے:

الفقه الأكبر في العقائد تصنيف الإمام أبي حنيفة. ①

۱۴..... علامہ نجم الدین الغزی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۱ھ) نے محمد بن بہاء الدین رحمہ اللہ کے ترجمہ میں ذکر کیا کہ انہوں نے ”الفقه الأكبر“ جو امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی اس کی شرح لکھی ہے:

وشرح الفقه الأكبر للإمام الأعظم أبي حنيفة. ②

۱۵..... علامہ شمس الدین ابو المعالی محمد بن عبدالرحمن الغزی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۶۷ھ) نے

ابن البیاض احمد بن حسن رومی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۹۸ھ) کے حالات میں انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فقہ اکبر کی شرح کا بھی تذکرہ کیا ہے:

شرح على الفقه الأكبر لأبي حنيفة رضي الله عنه. ③

۱۶..... علامہ شمس الدین سفار بنی حبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۸۸ھ) صراحتاً فقہ اکبر کو امام

ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تصنیف قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

قال أبو حنيفة رضي الله عنه في كتاب الفقه الأكبر. ④

۱۷..... امام ابو الفضل محمد خلیل بن علی الحسینی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۶ھ) الیاس کروری رحمہ اللہ

(متوفی ۱۲۰۰ھ) کے ترجمہ میں ان کی تصانیف کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ انہوں

نے فقہ اکبر جو امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تصنیف ہے اس پر حاشیہ لکھا:

① أقاويل الثقات في تاويل الأسماء والصفات: مقدمة: ج ۱ ص ۶۳ ② الكواكب السائرة

بأعيان المائة العاشرة: ترجمة: محمد بن بهاء الدين، ج ۲ ص ۲۹ ③ ديوان الإسلام:

حرف الباء، الفصل الخامس في الأبناء، ج ۱ ص ۳۵۱ ④ لوامع الأنوار البهية: الباب

الاول في معرفة الله تعالى وتعداد الصفات، صفات الله تعالى قديمة، ج ۱ ص ۲۶۲

حاشیہ علی الفقہ الاکبر للامام الاعظم ابي حنيفة النعمان رضي الله

عنه. ①

اسی طرح انہوں نے امام علی العمري رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۴ھ) کے ترجمہ میں ذکر کیا کہ انہوں نے ”الفقہ الاکبر“ جو امام اعظم رحمہ اللہ کی تصنیف ہے اس کی شرح لکھی ہے:

وشرح الفقہ الاکبر للامام الاعظم. ②

۱۸.... علامہ آلوسی رحمہ اللہ کے صاحبزادے علامہ نعمان بن محمود بن عبد اللہ آلوسی رحمہ اللہ

(متوفی ۱۳۱۷ھ) فرماتے ہیں کہ ہمارے امام اعظم رحمہ اللہ نے فقہ اکبر میں فرمایا:

وقال إمامنا الأعظم في الفقہ الاکبر. ③

۱۹.... امام محمد بن حسین بن سلیمان بن ابراہیم رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۵۵ھ) فرماتے ہیں کہ

میں کہتا ہوں کہ فقہ اکبر جو مشہور معروف کتاب ہے، اس کی نسبت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف درست ہے، اس بات پر امام صاحب کے اصحاب میں سے متقدمین اور متاخرین کی شہادتیں موجود ہیں، متقدمین میں سے اس کتاب کی شرح امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ، اور متاخرین میں ملا علی قاری رحمہ اللہ نے اس کی شرح لکھی ہے، اور یہ دونوں شرحیں ہندوستان میں چھپ چکی ہیں:

قلت: وهذا كتاب الفقہ الاکبر معروف مشهور، صحت نسبته لأبي

حنيفة بشهادة المتقدمين والمتأخرين من أصحابه، فممن شرحه من

المتقدمين: الإمام أبو منصور الماتريدي، ومن المتأخرين: الشيخ علي بن

① سلك الدرر في أعيان القرن الثاني عشر: ترجمة: إلياس كردري، ج ۱ ص ۲۷۳

② سلك الدرر: ترجمہ: علي العمري، ج ۳ ص ۲۳۱ ③ جلاء العينين في محاكمة

الأحمدین، الفصل الرابع، التقليد في أصول الدين، ج ۱ ص ۲۱۲

سلطان القاری، والشرحان مطبوعان بالہند۔ ①

۲۰.... عمر رضا کمالہ دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۰۸ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمہ میں آپ کی تصانیف میں سب سے پہلے فقہ اکبر کا ذکر کیا:

آثارہ: الفقه الأكبر في الكلام۔ ②

مشہور غیر مقلدین علماء نے فقہ اکبر کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تصنیف قرار دیا مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ”فقہ اکبر“ کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تصنیف قرار دیتے ہیں اور اسی سے آں جناب کو قائلین تقدیر میں شمار کرتے ہیں۔ ③

نیز سیالکوٹی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ ”منہاج السنۃ“ میں ”فقہ اکبر“ کو حضرت امام صاحب رحمہ اللہ کی کتاب قرار دیتے ہیں۔ پس مولانا شبلی مرحوم کے انکار کی بنا پر اسے معرض بحث میں لانے کی ضرورت نہیں۔ ④

غیر مقلدین کے شیخ الكل مولانا نذیر حسین دہلوی رحمہ اللہ بھی ”فقہ اکبر“ کو بالجزم امام اعظم رحمہ اللہ کی تصنیف قرار دیتے ہیں۔ ⑤

مولانا وحید الزمان غیر مقلد مترجم صحاح ستہ نے بھی ”فقہ اکبر“ کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تصنیف تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ وہ لفظ ”وجہ“ کی تعریف کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بھی ”فقہ اکبر“ میں فرماتے ہیں کہ وجہ کے معنی ذات کے نہ لیے

جائیں۔ ⑥

① الکشف المبدی تمویہ أبي الحسن السبكي: الأسماء والصفات، قول أبي حنيفة،

ج ۱ ص ۱۹۴ معجم المؤلفين: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۱۰۴ ② تاریخ اہل

حدیث: ص ۷۴ ③ تاریخ اہل حدیث: ص ۸۹ ④ فتاویٰ نذیریہ: ج ۱ ص ۳۲۳ ⑤ لغات الحدیث: ج ۴، ص ۲۲

مولانا عبد اللہ معمار امرتسری رحمہ اللہ غیر مقلد نے بھی ”فقہ اکبر“ کو امام اعظم رحمہ اللہ کی

تصنیف قرار دیا ہے۔^①

ملحوظ رہے کہ جس طرح فقہ حنفی میں درج شدہ مسائل کا اصل مأخذ امام اعظم رحمہ اللہ کی فقہی تصانیف ہیں، اسی طرح عقائد و کلام کے نامور امام علامہ ابو منصور محمد ماتریدی رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۳ھ) کی عقائد میں لکھی ہوئی تصانیف کا اصل مأخذ امام اعظم رحمہ اللہ کی عقائد سے متعلق لکھی ہوئی کتب ”فقہ اکبر“ وغیرہ ہیں، جیسا کہ مشہور غیر مقلد عالم وادیب مولانا محمد حنیف ندوی رحمہ اللہ نے ”ماتریدیہ“ کے تعارف میں لکھا ہے:

بات یہ ہے کہ جہاں تک حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فقہی ژرف نگاہیوں کا تعلق ہے، ان کو تو فقہائے عراق و شام نے خوب نکھارا اور تفریع و مسائل کے ذریعے اچھی طرح مالا مال کیا، مگر ان کے ان متکلمانہ رجحانات کی تشریح کرنا اور ان پر ایک مستقل متکلمانہ مدرسہ فکر کی بنیاد رکھنا بھی باقی تھا جو ”رسائل ابی حنیفہ“ (فقہ اکبر وغیرہ۔ ناقل) میں مذکور تھے۔ اس کام کو فقہائے ماوراء النہر نے خوش اسلوبی سے انجام دیا۔^②

بیس (۲۰) اکابر اہل علم جنہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب میں جرح کا کوئی جملہ نقل نہیں کیا

بیس اکابر اہل علم جنہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ترجمہ نقل کیا ہے، سب نے آپ کے مناقب و محامد، آپ کے اساتذہ و تلامذہ، حالات زندگی، ذریعہ معاش، آپ کی جود و سخاوت، اخلاص و للہیت، خوف آخرت و تقویٰ، کثرت عبادت، آپ کی فقہی مہارت، خدا داد صلاحیتوں کا تذکرہ، اکابر اہل علم کے آپ کے متعلق تو شیعہ و توسیعی اقوال، آپ کے ملفوظات، اور آپ کے متعلق گراں قدر معلومات، مندرجہ ذیل حضرات میں سے کسی نے بھی

① محمدیہ پاکٹ بک: ص ۵۷۰ ② عقلیات ابن تیمیہ: ص ۱۱۲

امام صاحب کے مناقب میں کوئی ایک جملہ بھی جرح کا نقل نہیں کیا، کسی نے مختصر اور کسی نے تفصیلی آپ کی سوانح ذکر کی ہے۔

۱..... امام ابو الحسن احمد بن عبد اللہ عجل بن عبد اللہ (متوفی ۲۶۱ھ) نے آپ کا تذکرہ اپنی کتاب ”الثقات“ میں کیا، دیکھئے: ①

۲..... علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے فقہاء ثلاثہ یعنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ، امام مالک رحمہ اللہ، امام شافعی رحمہ اللہ کے مناقب پر مستقل ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام ”الانتقاء فی فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء“ یہ کتاب ”دارالکتب العلمیہ“ سے اور پاکستان میں ”المکتبۃ الغفوریۃ العاصمیہ“ سے چھپی ہے، اس پاکستانی نسخہ پر محقق العصر شیخ عبدالفتاح ابو غدہ رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) کے گراں قدر علمی و تحقیقی حواشی ہیں جس سے کتاب کی افادیت مزید بڑھ گئی، علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے سرٹھ (۶۷) اکابر محدثین، فقہاء اور اہل علم کے اسماء گرامی ذکر کئے ہیں کہ یہ سب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مدح بیان کرتے ہیں:

كُلُّ هَؤُلَاءِ أَثْنَوْا عَلَيْهِ وَمَدَحُوهُ بِالْفَاطِ مُخْتَلِفَةً.

شیخ عبدالفتاح رحمہ اللہ حاشیہ میں فرماتے ہیں کہ یہ سب وہ لوگ تھے جو اپنے وقت کے محدث، حفاظ حدیث، چوٹی کے علماء تھے، بعض وہ بھی ہیں جو ائمہ صحاح ستہ کے شیوخ ہیں، امام بخاری، امام مسلم رحمہ اللہ کے شیوخ نے بھی آپ کی مدح کی ہے، اور ان میں وقت کے بڑے اتقیا، ناقدین فن بھی شامل ہیں، اور ان میں فقہاء، صلحاء، عابدین اور عقلاء کی بھی ایک بڑی جماعت ہے، انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی عبادت گزاری، تقویٰ، فقہات، علم و فراست، جلالت شان، آپ کی امامت و ثقاہت، جود و سخاوت، اخلاص و للہیت اور خوف آخرت کی سب نے گواہی دی ہے۔

① الثقات: ترجمة: النعمان بن ثابت ص ۴۵۰، رقم الترجمة: ۱۶۹۴

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی ثقاہت وعدالت پر ستر (۷۰) اہل علم کی شہادتیں موجود ہیں، اگر ان میں کوئی ایک بھی کسی کی توثیق ذکر کر دے تو وہ حجت ہے لیکن تعصب کا اندازہ کریں کہ اتنی بڑی جماعت کی گواہی کو رد کر دیا جاتا ہے، تو اتر کے لئے زیادہ سے زیادہ جو تعداد ذکر کی گئی ہے وہ ستر ہے، امام اعظم رحمہ اللہ کی مدح کرنے والوں کی تعداد تو اتر کو پہنچتی ہے، اس لئے شیخ عبدالفتاح رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أكثر ما حدد به العلماء التواتر عددا سبعون، فقد بلغ الشاء على الإمام

أبي حنيفة حد التواتر. ①

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ صحابہ کے سامنے ایک جنازہ گزرا تو صحابہ کرام نے اس میت کی تعریف کی اور بھلائی کے ساتھ اس کا ذکر خیر کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا: وجبت، وجبت، وجبت، اتنے میں ایک اور جنازہ گزرا تو حاضرین مجلس نے اس کا تذکرہ برے الفاظ میں کیا کہ اچھا ہے کہ یہ شخص دنیا سے چلا گیا کہ ایک برا شخص تھا جس سے لوگوں کی جان چھوٹی، آپ نے پھر تین مرتبہ فرمایا: وجبت، وجبت، وجبت، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، جب پہلا جنازہ گزرا اور اس کی مدح و ثنا کی گئی تو آپ نے فرمایا: وجبت، اور ایک برے آدمی کا جنازہ گزرا تب بھی آپ نے وجبت فرمایا: تو آپ نے فرمایا: جس شخص کا ذکر خیر تم بھلائی کے ساتھ کرو تو اس پر جنت واجب ہوگئی، اور جس کا ذکر تم برائی کے ساتھ کرو تو اس پر جہنم واجب ہوگئی، پھر آپ نے تین مرتبہ فرمایا تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو:

مَرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثِنِّيَ عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَجِبَتْ، وَجِبَتْ، وَجِبَتْ، وَمَرَّ بِجَنَازَةٍ فَأُثِنِّيَ عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَجَبْتُ، وَجَبْتُ، وَجَبْتُ، قَالَ عُمَرُ: فِدَى لَكَ أَبِي وَأُمِّي،
مَرَّ بِجَنَازَةٍ، فَأُتِنِي عَلَيْهَا خَيْرٌ، فَقُلْتُ: وَجَبْتُ، وَجَبْتُ، وَجَبْتُ، وَمَرَّ بِجَنَازَةٍ،
فَأُتِنِي عَلَيْهَا شَرٌّ، فَقُلْتُ: وَجَبْتُ، وَجَبْتُ، وَجَبْتُ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ أَتَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبْتُ لَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ أَتَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا
وَجَبْتُ لَهُ النَّارَ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ،
أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ. ❶

اسی طرح علماء زمین میں اللہ کے گواہ ہیں، امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے (۶۷) اسماء
ذکر کئے، شیخ عبدالفتاح رحمہ اللہ تین کا اضافہ کر کے (۷۰) ذکر کئے اور بندہ نے (۱۰۰) علماء
کے امام صاحب کے متعلق توصیفی اقوال نقل کئے:

فهؤلاء العلماء شهداء الله في الأرض.

ایک معتدل مزاج شخص کے لئے اس قدر شہادتیں کافی ہیں۔

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ حسد کیا جاتا تھا، اور
آپ کی طرف ایسی باتوں کی نسبت کی جاتی ہے جو آپ میں نہیں تھیں، اور ناشائستہ امور کی
تہمت آپ پر لگائی جاتی، حالانکہ آپ کی تعریف و ستائش علماء کی ایک جماعت نے کی ہے
اور وہ آپ کی فضیلت کے قائل ہوئے ہیں:

أَيْضًا مَعَ هَذَا يُحْسَدُ وَيُنْسَبُ إِلَيْهِ مَا لَيْسَ فِيهِ وَيُخْتَلَقُ عَلَيْهِ مَا لَا يَلِيقُ بِهِ
وَقَدْ أَتَنَى عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَفَضَّلُوهُ. ❷

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ اپنی اس مذکورہ کتاب میں ص ۱۰۸۲ کے تحت امام بخاری رحمہ اللہ کے

❶ صحیح مسلم: کتاب الکسوف، باب فیمن یشنی علیہ خیرا أو شرا من الموتی، ج ۲

ص ۶۵۵، رقم الحدیث: ۹۳۹ ❷ جامع البیان وفضله: باب ماجاء فی ذم القول فی

دین اللہ، ج ۲ ص ۱۰۸۰، رقم: ۲۱۰۵

استاذ امام علی بن مدینیؒ (متوفی ۲۳۴ھ) امام ابوحنیفہؒ کے متعلق فرماتے ہیں:

وَهُوَ ثِقَّةٌ لَا بَأْسَ بِهِ.

۳.... علامہ ابواسحاق شیرازیؒ (متوفی ۴۷۶ھ) نے ”طبقات الفقهاء“ میں

آپ کا ترجمہ لکھا، آپ کی فقاہت کے متعلق اہل علم کے گراں قدر اقوال نقل کئے، دیکھئے: ❶

۴.... امام ابوسعید عبدالکریم معانیؒ (متوفی ۵۶۲ھ) نے ”الخرزاز“ کے تحت

امام ابوحنیفہؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ انہیں علم میں تبحر حاصل تھا، معانی کی گہرائیوں میں غوطہ زن تھے، آپ ریشم کا کاروبار کرتے تھے، اور اس سے اپنے لئے رزق حلال تلاش کرتے تھے:

فأما من أهل الكوفة أبو حنيفة النعمان بن ثابت الكوفي مع تبحره في

العلم وغوصه على دقائق المعاني وخفيها كان يبيع الخبز ويأكل منه طلبا

للحلال. ❷

انہوں نے کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا۔

۵.... شارح مسلم امام نوویؒ (متوفی ۶۷۶ھ) نے سات صفحات پر مشتمل آپ کا

مبسوط تذکرہ کیا، اور کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا۔ دیکھئے: ❸

۶... علامہ ابن خلکانؒ (متوفی ۶۸۱ھ) نے دس صفحات پر مشتمل آپ کا تفصیلی

ترجمہ لکھا، اور کوئی بات جس میں آپ کے ضعف کی طرف ادنیٰ اشارہ ہو وہ بھی نقل نہیں

کی، دیکھئے: ❹

❶ طبقات الفقهاء: ذکر فقهاء التابعين بالكوفة، ترجمة: أبو حنيفة، ج ۱ ص ۸۶، ۸۷

❷ الأنساب: باب الخاء والزاي، الخزاز، ج ۵ ص ۱۱۱

❸ تهذيب الأسماء واللغات: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۲۱۶ تا ۲۲۳

❹ وفيات الأعيان: ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج ۵ ص ۳۰۵ تا ۳۱۵

۷..... امام محمد بن یوسف جندی یمنی رحمہ اللہ (متوفی ۷۳۲ھ) نے آپ کا مختصر ترجمہ نقل کیا، اور اہل علم کی آپ کے متعلق آراء نقل کیں، دیکھئے: ❶

۸..... امام محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) آپ کی تصانیف میں زیادہ مشہور ”مشکوۃ المصابیح“ ہے، جو کہ حدیث کی نہایت مقبول و متداول کتاب ہے، اور درس نظامی کے نصاب میں شامل ہے، انہوں نے رجال مشکوۃ پر ایک کتاب تصنیف کی، جس کا نام ”الإکمال فی أسماء الرجال“ جو کہ مشکوۃ کے آخر میں طبع ہے، اس کتاب میں انہوں نے امام صاحب کا ترجمہ لکھا، حالانکہ مشکوۃ میں آپ سے کوئی حدیث مروی نہیں، لیکن آپ کے تذکرے میں فضائل و مناقب بیان کرنے کے بعد آخر میں لکھتے ہیں:

فانه كان عالما، عاملا، ورعا، زاهدا، عابدا، إماما في علوم الشريعة، والغرض بايراد ذكره في هذا الكتاب، وان لم نرو عنه حديثا في المشكاة للتبرك به للعلو مرتبته ووفور علمه. ❷

امام ابوحنیفہ عالم، باعمل، پرہیزگار، زاہد، عابد اور علوم شریعت کے امام تھے، اگرچہ ہم نے مشکوۃ میں آپ کی کوئی حدیث نقل نہیں کی، لیکن اس کتاب میں ہم آپ کا تذکرہ اس لئے کر رہے ہیں تاکہ آپ سے تبرک حاصل کیا جائے، کیونکہ آپ عالی المرتبت اور کثیر علم والے تھے۔

۹..... امام محمد بن احمد بن عبد الہادی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۴ھ) نے ائمہ اربعہ کے مناقب میں ایک عمدہ کتاب تصنیف کی، جس کا نام ”مناقب الأئمة الأربعة“ ہے اس کتاب میں

❶ السلوك في طبقات العلماء والملوك: جماعة من أعيان العلماء، ج ۱ ص ۱۳۱، ۱۳۲ ❷ الإکمال فی أسماء الرجال: الباب الثاني في ذكر أئمة أصحاب الأصول، ص ۶۲۳، الناشر: قدیمی کتب خانہ

انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب کو سب سے پہلے لکھا اور آپ کے تعارف کا آغاز ان القابات کے ساتھ کیا:

أحد الأئمة الأعلام، فقيه العراق، پھر تفصیل کے ساتھ آپ کے مناقب بیان کئے، لیکن کوئی جملہ بھی جرح کا نقل نہیں کیا۔ نیز انہوں نے محدثین و حفاظ حدیث کے حالات پر مشتمل ایک کتاب ”طبقات علماء الحديث“ کے نام سے تصنیف کی، اور اس میں بھی آپ کا بہترین ترجمہ لکھا، نیز آپ کے متعلق لکھا:

كان إماماً، ورعاً، عالماً، عاملاً، متعبداً، كبير الشان، لا يقبل جوائز

السلطان بل يتجر ويكتسب. ❶

آپ امام، پارسا، عالم، عامل، عبادت گزار، اور بڑی شان والے تھے، آپ بادشاہوں کے انعامات قبول نہیں کرتے تھے بلکہ اپنی تجارت کر کے روزی کماتے تھے۔

۱۰..... علامہ صلاح الدین صفدی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۴ھ) نے پانچ صفحات پر مشتمل آپ کا مفصل تذکرہ کیا ہے، اہل علم کی توثیقی اقوال نقل کئے، کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا، بلکہ آپ پر ”ولو قتله بابا قیس“ کے اعتبار سے جو نحوی اشکال ہے اس کا بھی عمدہ جواب دیا، اور آپ کا مکمل دفاع کیا ہے: دیکھئے: ❷

۱۱..... مشہور مؤرخ علامہ یافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۸ھ) نے ”سنة خمسين مائة“

کے ماتحت آپ کا ذکر خیر کیا، اور کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا، دیکھئے: ❸

۱۲... حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۴ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان الفاظ سے کیا:

هُوَ الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ وَاسْمُهُ التُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتِ التِّمِّيِّ مَوْلَاهُمُ الْكُوفِيُّ

❶ طبقات علماء الحديث: ج ۱ ص ۲۶۰

❷ الوافي بالوفيات: ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج ۲ ص ۸۹ تا ۹۵

❸ مرآة الجنان وعبرة اليقظان: سنة خمسين ومائة، ج ۱ ص ۲۳۲ تا ۲۳۵

فَقِيَهُ الْعِرَاقِ، وَأَحَدُ أَيْمَةِ الْإِسْلَامِ، وَالسَّادَةِ الْأَعْلَامِ، وَأَحَدُ أَرْكَانِ الْعُلَمَاءِ،
وَأَحَدُ الْأَيْمَةِ الْأَرْبَعَةِ أَصْحَابِ الْمَذَاهِبِ الْمَتَّبِعَةِ، وَهُوَ أَقْدَمُهُمْ وَفَاةً، لِأَنَّهُ
أَدْرَكَ عَصْرَ الصَّحَابَةِ، وَرَأَى أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ. ❶

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے آپ کے مناقب میں ایک جملہ بھی جرح کا نقل نہیں کیا۔
۱۳.... علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۵ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان
القابات کے ساتھ کیا:

الإمام الأعظم والهمام الأقدم تاج الأئمة وسراج الأمة أبو حنيفة نعيمان
ابن ثابت.

آپ کی زندگی کے تمام مخفی گوشوں کا تذکرہ کیا، اور آپ کی مفصل سوانح ذکر کی، دیکھئے: ❷
۱۴.... علامہ ابن جزری رحمہ اللہ (متوفی ۸۳۳ھ) نے آپ کے ترجمے کا آغاز ان
القابات سے کیا:

الإمام أبو حنيفة الكوفي فقيه العراق والمعظم في الآفاق.

مختصر الفاظ میں آپ کی جامع سوانح ذکر کی، دیکھئے: ❸

۱۵.... علامہ بدرالدین عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) نے آپ کی سوانح کا تفصیلی تذکرہ
کرتے ہوئے دس فصلیں قائم کیں: الفصل الأول في ميلاده ونسبه، الفصل
الثاني في صفته، الفصل الثالث فيمن رأى أبو حنيفة من الصحابة، الفصل
الرابع في ذكر بعض مشايخه، الفصل الخامس في ذكر من روى عنه
الحديث، الفصل السادس فيمن اتنى عليه واعترف بفضله، الفصل السابع

❶ البداية والنهاية: سنة خمسين ومائة، ج ۱۰ ص ۱۱۲

❷ الجواهر المضية: ترجمة: الإمام الأعظم أبو حنيفة، ج ۲ ص ۲۵۱ تا ۲۵۶

❸ غاية النهاية في طبقات القراء: باب النون، النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۳۲۲

فی فطنتہ وورعہ، الفصل الثامن أن مذهبه أحق بالتقديم، الفصل التاسع في الخبر الذي ورد حقه من طرق عديدة، الفصل العاشر في وفاته.

آپ کے حالات و مناقب دیکھئے تفصیلاً: ❶

۱۶.... علامہ جمال الدین یوسف بن تغری بے (متوفی ۸۷۴ھ) نے ”ما وقع من الحوادث سنة خمسين ومائة“ کے تحت آپ کا مبسوط ترجمہ لکھا، آخر میں لکھتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ امام ابو حنیفہ بے کے مناقب بہت زیادہ ہیں، اگر میں آپ کے کثرت علوم اور مناقب کو جمع کرنا شروع کروں تو کئی جلدیں تیار ہو جائیں، دیکھئے: ❷

۱۷.... علامہ جلال الدین سیوطی بے (متوفی ۹۱۱ھ) نے اپنی کتاب ”طبقات الحفاظ“ جو امام ذہبی بے کی ”تذكرة الحفاظ“ کا اختصار ہے اور مزید کچھ اضافات ہیں، یہ کتاب محدثین کرام کے طبقات پر لکھی گئی ہے، امام سیوطی بے نے آپ کا ذکر محدثین میں کرتے ہوئے اس کتاب میں آپ کا ترجمہ ذکر کیا، اور امام یحییٰ بن معین بے کا قول بھی نقل کیا کہ امام ابو حنیفہ بے ثقہ ہیں:

وَقَالَ ابْنُ مَعِينٍ: كَانَ ثِقَةً.

آپ کے متعلق مزید اہل علم کی آراء بھی نقل کیں لیکن ایک لفظ بھی جرح کا ذکر نہیں کیا۔ ❸

۱۸.... علامہ محمد بن یوسف صالحی شافعی بے (متوفی ۹۴۲ھ) نے اپنی معروف کتاب ”سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد“ میں آپ رضی اللہ عنہ کے معجزات کا تذکرہ کرتے ہوئے ترین (۵۳) نمبر باب میں عرض کیا کہ آپ کے معجزات میں سے ہے کہ آپ نے احادیث میں امام ابو حنیفہ، امام مالک، اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کے وجود کی طرف اشارہ

❶ مغاني الأخيار: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۳ ص ۱۲۰ تا ۱۲۲ ❷ النجوم

الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة: ما وقع من الحوادث سنة خمسين ومائة، ج ۲

ص ۱۲، ۱۳ ❸ طبقات الحفاظ: الطبقة الخامسة، ترجمة: النعمان بن ثابت، ص ۸۰

کیا، پھر اس کے بعد انہوں نے وہ روایات اسناد کے ساتھ نقل بھی کیں ہیں:

الباب الثالث والخمسون في إشارته صلى الله عليه وسلم إلى وجود الإمام أبي حنيفة والإمام مالك والإمام الشافعي رحمهم الله تعالى.

پھر آگے ”لو كان الإيمان عند الثريا“ والی روایت کے مصداق کے متعلق فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ (علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ) یقین کے ساتھ یہ بات فرماتے تھے کہ اس سے مراد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہیں، اور اس بات میں کوئی شک نہیں، اس لئے کہ ابناء فارس میں سے کوئی بھی آپ کے مبلغ علم تک نہیں پہنچ سکا:

وما جزم به شيخنا من أن الإمام أبا حنيفة رضي الله عنه هو المراد من هذا الحديث السابق ظاهر لا شك فيه، لأنه لم يبلغ من أبناء فارس العلم مبلغه. ①

انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی سوانح پر مکمل ایک کتاب تصنیف کی، جس کا نام ”عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان“ حالانکہ یہ مسلک کوئی حنفی نہیں بلکہ شافعی ہیں، اور کتاب کے نام میں بھی آپ کے اسم گرامی کے ساتھ امام اعظم کا لقب ذکر کیا، اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ ایک مرتبہ اس کتاب کا ضرور مطالعہ کریں۔ اس مکمل ترجمہ میں کوئی ایک جملہ بھی جرح کا نہیں ہے۔

۱۹.... علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) نے تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مفصل کئی صفحات میں آپ کا دفاع کیا ہے، اور آپ پر کئے گئے اعتراضات کے مدلل جوابات دیئے، آپ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے دل میں نور ہوگا وہ کبھی بھی اس بات کی جرات نہیں کرے گا کہ وہ ائمہ کا تذکرہ برائی کے ساتھ کرے:

مَنْ كَانَ فِي قَلْبِهِ نُورٌ لَا يَتَجَرَّأُ أَنْ يَذْكُرَ أَحَدًا مِنَ الْأَئِمَّةِ بِسُوءٍ.

① سبل الہدی: أبو اب معجزاته، الباب الثالث والخمسون، ج ۱۰ ص ۱۱۶

آپ فرماتے ہیں کہ ائمہ زمین میں اس طرح ہیں جس طرح آسمان میں ستارے:

إِذِ الْأَئِمَّةُ كَالنُّجُومِ فِي السَّمَاءِ.

نیز آپ فرماتے ہیں کہ کسی شخص کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ ائمہ اربعہ کو برا بھلا کہے، خصوصاً امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو، کسی شخص کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ ان پر اعتراض کرے اس لئے کہ وہ تمام ائمہ میں جلیل القدر ہیں، اور ان کا مذہب تدوین کے اعتبار سے سب سے مقدم ہے، اور ان کی سند نبی کریم ﷺ کے سب سے زیادہ قریب ہے، آپ اکابر تابعین کے افعال کا مشاہدہ کرنے والے ہیں:

لَا سِوَا الْإِمَامِ أَبُو حَنِيفَةَ فَلَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ الْإِعْتِرَاضَ عَلَيْهِ، لَكُونَهُ مِنْ أَجْلِ الْأَئِمَّةِ، وَأَقْدَمَهُمْ تَدْوِينًا لِلْمَذْهَبِ، وَأَقْرَبَهُمْ سِنْدًا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَشَاهِدِ الْفِعْلِ أَكْبَرِ التَّابِعِينَ مِنَ الْأَئِمَّةِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَجْمَعِينَ. ①

نیز علامہ شعرانی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور کتاب ”الميزان الكبرى“ میں کئی فصلیں قائم کی ہیں اور امام صاحب پر کئے گئے مطاعن کے مفصل جوابات دیئے ہیں، آپ نے جو سب سے پہلی فصل قائم کی ہے اس کا عنوان یہ ہے ”الفصل الأول في شهادة الأئمة له بغزارة العلم وبيان أن جميع أقواله وأفعاله وعقائده مشيدة بالكتاب والسنة“ نیز آپ فرماتے ہیں کہ جب میں مذاہب کے ادلہ پر اپنی کتاب تالیف کر رہا تھا تو میں نے خوب غور و خوض اور تتبع سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور آپ کے اصحاب کے اقوال کو دیکھا، میں نے نہیں پایا آپ کے اقوال کو اور نہ ہی آپ کے تبعین کے اقوال کو مگر یہ کہ ان کے پاس اپنے قول پر دلیل موجود ہوتی تھی، قرآنی آیت کی صورت میں، یا حدیث کی

صورت میں، یا اثر یا ایسی ضعیف حدیث جس کے کثرت طرق موجود ہوں یا قیاس صحیح جو اصل صحیح پر مبنی ہو اس کی صورت میں دلیل موجود ہوتی تھی، پس جو ان دلائل پر مطلع ہونا چاہے تو اسے چاہئے کہ میری مذکورہ کتاب کا مطالعہ کرے:

وقد تتبعنا بحمد الله أقواله وأقوال أصحابه لما ألفت كتاب أدلة المذاهب فلم أجد قولاً من أقواله أو أقوال أتباعه إلا وهو مستند إلى آية أو حديث أو أثر أو إلى مفهوم ذلك أو حديث ضعيف كثر طرقه أو إلى قياس صحيح على أصل صحيح فمن أراد الوقوف على ذلك فليطالع كتابي المذكور. ①

نیز اس فصل کے آخر میں فرماتے ہیں کہ ائمہ کرام اور ان کے متبوعین کے بارے میں اپنی زبانوں کو بند رکھو یہ سب صراط مستقیم پر گامزن تھے:

فاعلم ذلك واحفظ لسانك مع الأئمة وأتباعهم فانهم على هدى مستقيم. ②

پھر دوسری فصل قائم کی جس کا عنوان یہ ہے ”فصل في بيان ضعف قول من نسب الإمام أبا حنيفة إلى أنه يقدم القياس على حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم“۔

اس فصل میں انہوں نے دلائل سے ثابت کیا ہے کہ یہ بات غلط ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ قیاس کو حدیث پر مقدم کرتے تھے، اور خود امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول بھی نقل کیا، آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! یہ ہم پر افتراء باندھا گیا ہے ہم قیاس کو نص پر مقدم کرتے ہیں، بھلا نص

① الميزان الكبرى: الفصل الأول، ج ۱ ص ۶۲ ② الميزان الكبرى: الفصل الأول،

کے ہوتے ہوئے بھی قیاس کی کوئی ضرورت ہے؟ یعنی قیاس کی ضرورت تو وہاں پیش آتی ہے جہاں نص موجود نہ ہو، نص کے ہوتے ہوئے قیاس کی ضرورت نہیں:

كذب والله! افتري علينا من يقول عنا إننا نقدم القياس على النص وهل يحتاج بعد النص إلى القياس.

پھر آگے تیسری فصل قائم کی ہے جس کا عنوان یہ ہے ”فصل في تضعيف قول من قال إن أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة ضعيفة غالبا“ اس کے تحت انہوں نے تفصیلاً نقل کیا کہ میں نے ائمہ حنفیہ کی کتابوں کا مطالعہ کیا میں نے ان کے دلائل کو ہر جگہ قوی پایا۔ اور میں نے بڑی تلاش و جستجو کے بعد ان کے اقوال و دلائل کو اپنی اس کتاب میں جمع کر دیا ”المنهج المبين في بيان أدلة مذاهب المجتهدين“۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ انہوں نے امام اعظم رحمہ اللہ کا مفصل اور مدلل دفاع کیا ہے، اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ ان مباحث کا ایک دفعہ ضرور مطالعہ کریں۔

یاد رہے کہ یہ کسی حنفی نہیں بلکہ شافعی المسلک معتدل مزاج امام کی شہادت ہے۔

۲۰..... علامہ ابن العمامہ حنبلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۸۹ھ) ”سنة خمسين ومائة“

کے تحت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مفصل تذکرہ کیا، آپ کی ذہانت اور تبحر علمی کے چند واقعات بھی نقل کئے، لیکن کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا، دیکھئے۔ ❶

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صحاح ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتابیں، اور مذکورہ بالا بیس اکابر اہل تصانیف جن کا اوپر تذکرہ ہوا کسی نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب میں کوئی ایک جملہ بھی جرح کا نقل نہیں کیا، اگر کتاب کی طوالت اور قارئین کی اکتاہٹ اور وقت کی نزاکت کا خیال نہ ہوتا تو بندہ بفضل اللہ تعالیٰ مزید بیس حوالے اور بھی نقل کر سکتا تھا، لیکن ”خیر الکلام ما قل ودل“

❶ شذرات الذهب في أخبار من ذهب: سنة خمسين ومائة، ج ۲ ص ۲۲۹ تا ۲۳۴

صحاب ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتب میں امام اعظم رحمہ اللہ پر کوئی جرح نہیں

صحاب ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتابوں میں کسی ایک کتاب میں بھی امام اعظم رحمہ اللہ پر کوئی جرح نہیں کی گئی ہے، بلکہ ان تمام کبار محدثین نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب اور آپ کے متعلق کبار اہل علم کے توثیقی اقوال اور آپ کی رفعت شان سے متعلق مدحیہ اقوال نقل کئے ہیں، آپ کے ترجمے کو ہر ایک نے بسط کے ساتھ لکھا، اور آپ کی گراں قدر علمی، فقہی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔

..... امام جمال الدین ابوالحجاج یوسف بن زکی مزی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے ان کا تذکرہ اپنی شہرہ آفاق ”تذکرۃ الحفاظ“ میں کیا، اور ان کے متعلق فرمایا کہ علم لغت کی طرف متوجہ ہوئے تو اس میں مہارت حاصل کی، پھر علم صرف اور علم ادب میں کمال پیدا کیا، اسماء الرجال میں تو آپ کا جواب نہیں تھا، اور نہ اس فن میں آنکھوں نے آپ جیسا کوئی دوسرا آدمی دیکھا:

ونظر في اللغة ومهر فيها وفي التصريف وقرأ العربية، وأما معرفة

الرجال فهو حامل لوائها والقائم بأعبائها لم تر العيون مثله. ❶

امام مزی رحمہ اللہ نے رجال حدیث پر ”تہذیب الکمال فی اسماء الرجال“ کے

نام سے پینتیس (۳۵) جلدوں میں کتاب تصنیف کی، اس کتاب میں امام مزی رحمہ اللہ نے

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ترجمہ انتیس نمبر جلد میں نقل کیا ہے، اور صفحہ نمبر ۴۱۷ سے ۴۴۵ تک،

❶ تذکرۃ الحفاظ: ترجمة المزي جمال الدين أبو الحجاج يوسف بن الزكي،

ج ۴ ص ۱۹۳

تقریباً اٹھائیس صفحات میں آپ کے مبسوط حالات، آپ کے اساتذہ وتلامذہ کا تذکرہ، اکابر اہل علم کی آراء، آپ کے تقویٰ وطہارت، اخلاص وللہیت، عبادت گزاری و شب بیداری، نیز فقاہت میں آپ کی جلالت شان کے متعلق بھی ماہرین فن کی آراء نقل کیں ہیں، لیکن ان اٹھائیس صفحات میں ایک جملہ بھی آپ کے متعلق جرح کا نقل نہیں کیا، یہ کسی حنفی نہیں بلکہ شافع المسلك اور فن رجال کے ماہر شہسوار کی آپ کے متعلق شہادت ہے، صرف یہی نہیں بلکہ آپ کی توثیق میں فن اسماء الرجال کے ماہرین محدثین کی آراء صیغہ جزم کے ساتھ نقل کیں ہیں، امام الجرح والتعديل حافظ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۳ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ثقہ ہیں، آپ وہی حدیث بیان کرتے تھے جو آپ کو حفظ ہوتی تھی، جو حدیث آپ کو حفظ نہ ہو آپ اسے بیان نہیں کرتے تھے:

كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ ثَقَّةً لَا يَحْدُثُ بِالْحَدِيثِ إِلَّا بِمَا يَحْفَظُهُ وَلَا يَحْدُثُ بِمَا

لَا يَحْفَظُ. ①

یہی امام ابن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علم حدیث میں ثقہ ہیں:

كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ ثَقَّةً فِي الْحَدِيثِ. ②

نیز امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ ہی فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہمارے نزدیک اہل صدق میں سے ہیں، اور آپ پر جھوٹ کی تہمت نہیں لگائی گئی، ابن ہبیرہ رحمہ اللہ نے آپ کو عہدہ قضاء قبول کرنے کے لئے زد و کوب بھی کیا، لیکن آپ نے پھر بھی قاضی بننے سے انکار کیا:

كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ عِنْدَنَا مِنْ أَهْلِ الصَّدَقِ، وَلَمْ يَتَّهَمْ بِالْكَذِبِ، وَلَقَدْ ضَرَبَهُ

ابن هبيرة عَلَى الْقَضَاءِ فَأَبَى أَنْ يَكُونَ قَاضِيًا. ③

① تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت: ج ۲۹ ص ۲۲۲

② تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت: ج ۲۹ ص ۲۲۲

③ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: ترجمة: النعمان بن ثابت: ج ۲۹ ص ۲۲۲

ان تینوں اقوال کو امام مزنی رحمہ اللہ نے صیغہ جزم کے ساتھ نقل کیا ہے، اور آپ نے خود اس کتاب کے مقدمے میں فرمایا کہ ہم جس بات کو صیغہ جزم کے ساتھ نقل کریں تو اس کے قائل اور محکی عنہ کے درمیان سند ہمارے علم کے مطابق بالکل درست ہے، یعنی فنی اعتبار سے وہ بات بالکل درست ہے، اور ہم بھی اس کی صحت کے قائل ہیں اسی وجہ سے صیغہ جزم کے ساتھ نقل کیا، البتہ اگر ہم صیغہ تمریض کے ساتھ نقل کریں تو اس بات میں نظر ہے:

وما لم نذكر إسناداً فيما بيننا وبين قائله: فما كان من ذلك بصيغة الجزم، فهو مما لا نعلم بإسناده عن قائله المحكي ذلك عنه بأساً، وما كان منه بصيغة التمریض، فربما كان في إسناده إلى قائله ذلك نظر. ❶

اس سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی توثیق امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے صیغہ جزم کے ساتھ اور الفاظ ثقاہت میں سے بھی ”ثقة“ کے صریح اور واضح لفظ سے ثابت ہے۔
۲.... امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فن اسماء الرجال کے مسلم امام، جن کے متعلق حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

هو من أهل الاستقراء التام في نقد الرجال.

انہوں نے امام مزنی رحمہ اللہ کی کتاب ”تہذیب الکمال“ کا اختصار کیا ”تہذیب تہذیب الکمال“ کے نام سے، اس کتاب کا مخطوطہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے مکتبہ میں موجود ہے، اور اب یہ کتاب الحمد للہ چھپ چکی ہے، اس کتاب میں آپ کا ترجمہ آٹھ (۸) صفحات پر مشتمل ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کے پندرہ (۱۵) اساتذہ اور اٹھارہ (۱۸) تلامذہ کے اسماء نقل

❶ تہذیب الکمال: مقدمة المؤلف، ج ۱ ص ۱۵۳

کئے، اور آپ کی توثیق و توصیف میں اکابر اہل علم کی تصریحات نقل کیں، اور ایک جملہ بھی آپ کے متعلق جرح کا نقل نہیں کیا، آخر میں فرماتے ہیں:

قلت: قد أحسن شيخنا أبو الحجاج حيث لم يورد شيئاً يلزم منه

التضعيف. ❶

میں (امام ذہبی) کہتا ہوں ہمارے شیخ ابو الحجاج مزی نے یہ بہت اچھا کیا کہ آپ کے متعلق کوئی ایسی بات نقل نہیں کی جس سے آپ کا ضعف ثابت ہو۔

نیز امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی مشہور تصنیف ’تاریخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام‘ جو دار الکتاب العربی سے باون (۵۲) جلدوں میں چھپی ہے، اس کتاب کی نویں جلد میں ’سنة خمسين ومائة‘ کے تحت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا (۹) صفحات میں مبسوط ترجمہ نقل کیا ہے، اس میں ایک لفظ بھی جرح پر مشتمل نہیں ہے بلکہ آپ کی توثیق و توصیف میں متعدد کبار اہل علم کے اقوال نقل کئے ہیں، دیکھئے تفصیلاً: ❷

اسی طرح امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ’سير أعلام النبلاء‘ میں پندرہ (۱۵) صفحات میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ترجمہ لکھا ہے، لیکن اس میں کوئی ایک جملہ بھی ایسا نہیں ہے جس میں امام صاحب پر جرح ہو، پورا مبسوط ترجمہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب پر مشتمل ہے، دیکھئے تفصیلاً: ❸

اسی طرح امام ذہبی رحمہ اللہ نے آپ کا تذکرہ متعدد کتب میں کیا مثلاً ’تذكرة الحفاظ، العبر في تاريخ من غير، المعين في طبقات المحدثين، ذکر من يعتمد قوله

❶ تذهيب تهذيب الكمال: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۹ ص ۲۱۸ تا ۲۲۶

❷ تاريخ الإسلام: سنة خمسين ومائة، ج ۹ ص ۳۰۵ تا ۳۱۳

❸ سير أعلام النبلاء: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۰ تا ۳۰۵

فی الجرح والتعديل، مناقب أبي حنيفة وصاحبيه، دول الإسلام “ان تمام کتابوں میں امام صاحب کے متعلق کوئی جملہ جرح کا موجود نہیں، بلکہ ان تمام میں آپ کے مناقب اور آپ کی توثیق و توصیف میں گراں قدر محدثین و فقہاء کی آراء ہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے صحاح ستہ کے رجال پر ”الکاشف فی معرفة من له رواية في الكتب الستة“ لکھی اس کتاب میں آپ کا ذکر خیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ میں نے آپ کی سیرت پر مستقل ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ اس ترجمہ میں امام صاحب پر کوئی جملہ جرح کا نقل نہیں کیا، دیکھئے: ①

امام ذہبی رحمہ اللہ کی تصانیف میں صرف ”میزان الاعتدال فی نقد الرجال“ میں امام صاحب پر جرح نقل ہے حالانکہ وہ جرح امام ذہبی رحمہ اللہ نے نہیں کی بلکہ متعصبین نے اس جرح کو اپنی طرف سے اس کتاب میں شامل کیا ہے، قدیم نسخوں میں اس جرح کا کوئی ذکر نہیں ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ نے خود اس کتاب کے مقدمے میں فرمایا کہ میں اپنی اس کتاب میں ائمہ متبوعین میں سے کسی کا ذکر نہیں کروں گا، اہل اسلام میں ان کی جلالت شان اور لوگوں کے دلوں میں ان کی عزت و احترام کی وجہ سے، پھر آپ نے سب سے پہلے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا نام ذکر کیا:

وكذا لا أذكر في كتابي من الأئمة المتبوعين في الفروع أحدا لجلالتهم في الإسلام وعظمتهم في النفوس، مثل أبي حنيفة والشافعي والبخاري. ②

اب یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ جرح اس کتاب میں کس نے داخل کی؟ اور متعدد علماء کی تصریحات کہ یہ جرح اس کتاب میں متعصبین نے داخل کی، اس کتاب کے آخر میں اس عنوان

① الکاشف: ترجمة: نعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۳۲۲ ② ميزان الاعتدال: مقدمة، ج ۱ ص ۲

کے تحت دیکھیں ”میزان الاعتدال کے نسخے میں امام ابو حنیفہ پر جرح اور اس کا جواب“
 ۳..... امام محمد بن حسن بن حمزہ المعروف ابوالحسن حسینی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۵ھ) کی
 تصنیف ”التذکرۃ بمعرفة رجال الكتب العشرة“ اس کتاب میں آپ نے صحاح
 ستہ اور مسند ابی حنیفہ، موطا مالک، مسند شافعی، مسند احمد، ان دس کتابوں کے رجال کے حالات
 لکھیں، یہ کتاب پہلے مطبوعہ نہیں تھی، اس کتاب کا مخطوطہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں رقم
 ۱۲۳ کے تحت موجود ہے، اب الحمد للہ یہ کتاب چھپ چکی ہے، اس میں علامہ حسینی رحمہ اللہ نے
 امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نو (۹) اساتذہ اور آٹھ (۸) تلامذہ کا ذکر کیا ہے، پھر آپ کے متعلق
 اکابر اہل علم کے توصیفی اور توثیقی اقوال نقل کیے، علامہ حسینی رحمہ اللہ نے اپنی اس تصنیف میں
 امام صاحب کے ترجمے میں آپ کے متعلق جرح کا کوئی قول نقل نہیں کیا، اور آپ کی توثیق
 میں امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے وہ اقوال نقل کئے جن کا تذکرہ ماقبل میں ہوا۔ ❶

۴..... امام برہان الدین ابوالفضل ابراہیم بن محمد بن خلیل طرابلسی حلبی شافعی رحمہ اللہ
 (متوفی ۸۴۱ھ) نے صحاح ستہ کے رجال پر ”نہایۃ السؤل فی رجال الستہ
 الأصول“ لکھی ان کے تفصیلی حالات ”لحظ الألفاظ بذیل تذکرۃ الحفاظ“ ج ۱
 ص ۲۰۱ تا ۲۰۶ میں ملاحظہ فرمائیں، انہوں نے ان کی اس تصنیف کا نام ”غایۃ السؤل فی
 رجال الستہ الأصول“ ذکر کیا ہے، یہ کتاب مطبوعہ نہیں ہے، اس کتاب کے مخطوطے
 کا عکس جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں موجود ہے، محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ نے
 اس کتاب سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ترجمہ نقل کیا ہے، اس میں کوئی ایک جملہ بھی جرح کا
 موجود نہیں ہے۔ ❷

❶ التذکرۃ بمعرفة رجال الكتب العشرة: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۲ ص ۷۷۲، ۷۷۳،

۷۷۴، رقم الترجمة: ۷۱۸ ❷ مکانة الإمام أبي حنيفة في الحديث: ص ۱۰۰، ۱۰۱

۵.... شیخ الاسلام حافظ الدین شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے اپنی تصنیف ”تہذیب التہذیب“ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا عمدہ ترجمہ لکھا، اور ایک قول بھی ایسا نقل نہیں کیا جس میں ادنیٰ اشارہ بھی آپ کے ضعف کی طرف ہو، بلکہ آپ کی توثیق میں امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے اقوال نقل کئے:

سمعت ابن معین يقول كان أبو حنيفة ثقة لا يحدث بالحديث إلا بما يحفظه ولا يحدث بما لا يحفظ. عن ابن معين كان أبو حنيفة ثقة في الحديث. ①

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے نزدیک امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو فن جرح و تعديل میں بھی دسترس حاصل تھی، اسی وجہ سے جابر جعفی کے متعلق آپ کی جرح اور امام عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ کے متعلق آپ کا توثیقی قول بھی نقل کیا:

ما رأيت أكذب من جابر الجعفي ولا أفضل من عطاء بن أبي رباح. اور آخر میں فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب بہت زیادہ ہیں، پس اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو، اور جنت الفردوس میں انہیں جگہ عطاء فرمائے:

مناقب الإمام أبي حنيفة كثيرة جدا فرضي الله تعالى عنه وأسكنه الفردوس. بندہ نے آپ کے سامنے امام مزنی، امام ذہبی اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے حوالے سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مناقب نقل کئے، اور تینوں حضرات نے امام صاحب کے ترجمے میں آپ پر کوئی جرح نقل نہیں کی، علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ محدثین رجال حدیث اور دیگر فنون حدیث میں اس وقت چار حفاظ حدیث کے عیال ہیں، امام مزنی، امام ذہبی، علامہ عراقی، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ:

① تہذیب التہذیب: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۰ ص ۲۵۲، ۲۵۳

وَالَّذِي أَقُولُهُ إِنَّ الْمُحَدِّثِينَ عِيَالٌ فِي الرِّجَالِ وَغَيْرَهَا مِنْ فَنُونِ

الْحَدِيثِ عَلَى أَرْبَعَةِ الْمَزْيِ وَالذَّهَبِيِّ وَالْعِرَاقِيِّ وَابْنِ حَبَرٍ. ①

۶.... امام احمد بن عبد اللہ خزرجی انصاری رحمہ اللہ (متوفی ۹۲۳ھ) نے اپنی کتاب

”خلاصۃ تہذیب تہذیب الکمال فی أسماء الرجال“ یہ کتاب امام ذہبی رحمہ اللہ

کی ”تہذیب تہذیب الکمال“ کا بہترین خلاصہ ہے، یہ کتاب بھی صحاح ستہ کے

رجال پر لکھی گئی ہے، انہوں نے نہایت اختصار کے ساتھ راویان حدیث کے حالات نقل

کئے ہیں، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمہ میں آپ کے متعلق محدثین کے توصیفی اقوال نقل کئے،

اور کوئی جرح نقل نہیں کی بلکہ آپ کے متعلق فرمایا کہ امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے آپ کی

توثیق کی ہے:

وَتَقَّهٖ ابْنُ مَعِينٍ. ②

خلاصہ کلام یہ ہے کہ صحاح ستہ کے رجال پر لکھی گئی کتابوں میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر کوئی

جرح نہیں بلکہ سب نے آپ کے مناقب اور توثیق و توصیف نقل کی ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر نقد و جرح اور اسکے جوابات

امام ابوحنیفہ اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ

حافظ ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ رحمہ اللہ (متوفی ۲۳۵ھ) آپ نے مصنف ابن

ابی شیبہ کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی ہے، جس کے متعلق ملا چلی رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۶۷ھ)

فرماتے ہیں یہ مصنف بڑی عمدہ کتاب ہے، جن میں فتاویٰ تابعین، اقوال صحابہ اور احادیث

① طبقات الحفاظ: ترجمة: شمس الدين أبو عبد الله محمد بن أحمد الذهبي،

ص ۵۲۲، رقم الترجمة: ۱۱۴۴

② خلاصۃ تہذیب تہذیب الکمال: حرف النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، ص ۲۰۲

رسول ﷺ کو محدثین کے طریقہ پر اسانید کے ساتھ جمع کیا ہے، اور ترتیب فقہی پر اس کی کتب و ابواب کو مرتب کیا ہے:

وہو: کتاب کبیر جدا، جمع فیہ فتاوی التابعین، وأقوال الصحابة، وأحادیث الرسول علی طريقة المحدثین بالأسانید مرتبا علی الكتب والأبواب علی ترتیب الفقہ. ①

امام ابو بکر ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ امام صاحب رحمہ اللہ کے ناقدین میں شامل ہیں مگر ان کی تنقید بعض فقہی مسائل تک محدود ہے، آپ نے اس کتاب میں مستقل ایک فصل قائم کی ہے جس کا عنوان ہے:

کتاب الرد علی ابي حنيفة هذا ما خالف به أبو حنيفة الأثر الذي جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم.

اس عنوان کے تحت انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ امام صاحب نے (۱۲۵) مسائل میں احادیث و آثار کی مخالفت کی ہے۔

محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) نے اپنی کتاب ”النکت الطریفة فی التحدث عن ردود ابن ابي شيبه علی ابي حنيفة“ کے آغاز میں ان اعتراضات کے متعلق فرماتے ہیں:

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کے ان (۱۲۵) اعتراضات میں سے نصف وہ ہیں جن میں دونوں جانب قوی آثار و احادیث موجود ہیں لہذا اختلاف صرف وجوہ ترجیح کا رہ جاتا ہے، باقی نصف کے پانچ حصوں میں سے پہلا حصہ وہ ہے جس میں امام صاحب نے کسی خبر واحد کو کتاب اللہ کی وجہ سے چھوڑا ہے، دوسرے حصے میں خبر مشہور کی وجہ سے کم درجے کی حدیث پر عمل نہیں کیا، اور تیسرے حصے میں مدارک اجتہاد اور فہم معانی حدیث کے

① کشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون: باب المیم، المصنف، ج ۲ ص ۱۷۱

فرق کی وجہ سے الگ راہ اختیار کی ہے، چوتھے حصے میں مولف نے حنفی مذہب سے ناواقفیت کی بناء پر اعتراض کیا ہے، اور پانچویں حصے میں جو بارہ تیرہ مسائل پر مشتمل ہیں علی سبیل التزل یہ کہا جاسکتا ہے کہ امام صاحب کے مدونہ مسائل کی کثرت کے اعتبار سے صفر کے قریب ہوتی ہے کیونکہ ان کی تعداد بارہ لاکھ ستر ہزار تک (۱۰۰۰۰۰) ہے، گویا ایک لاکھ (۱۰۰۰۰۰) مسائل میں ایک مسئلہ ہے اور یہ کون کہتا ہے کہ امام صاحب معصوم تھے؟ ❶

علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ نے نہایت تفصیل کے ساتھ ہر ایک اعتراض کا بڑا مفصل اور مدلل جواب دیا، کتاب کا تحقیقی معیار نہایت بلند ہے، تحقیق و تدقیق کا ایک گنجینہ ہے بنظر انصاف اس کتاب کے مطالعہ کے بعد کوئی اشکال باقی نہیں رہتا، اہل علم حضرات اس کتاب کا ایک مرتبہ ضرور مطالعہ کریں۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کے اعتراضات کے جوابات پر لکھی گئی کتابیں امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کے ان اعتراضات کے جوابات میں بہت سے اہل علم نے کتابیں لکھیں ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

۱... الدر المنیفة فی الرد علی ابن ابی شیبہ فی ما أوردہ علی ابی حنیفہ.
(علامہ عبدالقادر قرشی رحمہ اللہ متوفی ۵۷۷ھ)

۲... الأجوبة المنیفة عن اعتراضات ابن ابی شیبہ علی ابی حنیفہ.
(علامہ قاسم بن قطلوبغا رحمہ اللہ متوفی ۸۷۹ھ)

۳... النکت الطریفة فی التحدث عن ردود ابن ابی شیبہ علی ابی حنیفہ.
(علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ متوفی ۱۳۷۱ھ)

۴... علامہ محمد بن یوسف صاکی دمشقی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) ”صاحب

❶ النکت الطریفة فی التحدث عن ردود ابن ابی شیبہ علی ابی حنیفہ: ص ۵

سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد “ نے ” عقود الجمان فی مناقب الإمام أبی حنیفۃ النعمان “ میں لکھا ہے کہ خود انہوں نے بھی ابن ابی شیبہ کے رد میں ایک مستقل تالیف شروع کی تھی اور دس حدیثوں تک جوابات بھی لکھ لئے تھے مگر بعد میں یہ اندازہ ہوا کہ جس پیمانہ پر انہوں نے جواب لکھنا شروع کیا ہے وہ دو جلدوں میں آئے گا تو قلم روک لیا کیونکہ اس زمانے میں یہ سبل الہدی کی تکمیل میں مصروف تھے۔

۵.... ملا چلی رحمہ اللہ نے ایک اور تصنیف کا بھی ذکر کیا جس کا نام ” الرد علی من رد علی أبی حنیفۃ “ ہے:

الرد علی من رد علی أبی حنیفۃ وافتخر به، وجعله بابا فی کتابہ وهو الحافظ: أبو بکر بن أبی شیبۃ فشرع الراد فی تحریر مسائلہ أولا مع أدلتہ، ثم تقریر أصل المسألة مع أجوبتہ فی مختصر أولہ: الحمد لله الذی هدانا إلی الصراط المستقیم... الخ. ①

مولانا احمد حسن سنہلی رحمہ اللہ کی یہ کتاب مکتبہ فاروقیہ ہند سے شائع ہو چکی ہے۔

۶.... مکانۃ الإمام أبی حنیفۃ بین المحدثین، علامہ محمد بن قاسم حارثی کی ہے انہوں نے نہایت تفصیل و تحقیق کے ساتھ مکمل (۱۲۵) اعتراضات کے جوابات دیئے ہیں، ابتداء میں امام صاحب رحمہ اللہ کے تفصیلی حالات، آپ کے شیوخ و تلامذہ، علم حدیث میں آپ کا مقام، حدیث ضعیف کے متعلق امام صاحب کا موقف، حدیث مرسل کے متعلق ائمہ احناف کی آراء، اپنے موضوع سے متعلق نہایت عمدہ کتاب ہے۔

نعیم بن حماد رحمہ اللہ اور ان کی تنقید

امام بخاری رحمہ اللہ نے نعیم بن حماد رحمہ اللہ کے طریق سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت

① کشف الظنون عن أسامی الكتب والفنون: باب الرءاء، الرد، ج ۱ ص ۸۴۰

سفیان ثوری رحمہ اللہ کو جب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی وفات کی خبر پہنچی تو فرمانے لگے:

الحمد لله كان ينقض الإسلام عروة عروة ما ولد في الإسلام أشأم منه. ①
الحمد لله کہ وہ مر گیا وہ تو اسلام کی کڑیوں کو ایک ایک حلقہ کر کے توڑتا تھا، اسلام
میں اس سے بڑا بد بخت کوئی پیدا ہی نہیں ہوا۔

جواب: امام صاحب رحمہ اللہ کی مدح میں حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے بہت سے
اقوال منقول ہیں جن کا ذکر ماقبل میں تفصیلاً ہوا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو شخص امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی مخالفت کرے
وہ اس بات کا محتاج ہے کہ وہ ان سے اونچے درجے کا ہو اور ان سے زیادہ علم والا ہو لیکن اس
کا پایا جانا مستبعد ہے:

سمعت سفیان الثوري يقول: إن الذي يخالف أبا حنيفة يحتاج أن

يكون أعلى منه قدراً وأوفر علماً وبعيداً ما يوجد ذلك. ②

محمد بن بشر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں سفیان ثوری اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پاس
آتا جاتا تھا، جب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پاس آتا ہے تو وہ پوچھتے کہاں سے آئے ہو؟ تو میں
عرض کرتا کہ سفیان ثوری کے پاس سے، تو فرماتے تم ایسے شخص کے پاس سے آئے ہو کہ اگر
علم اور اسود رحمہ اللہ آجائیں تو ان کے علم کا محتاج ہوتے، پھر میں سفیان ثوری رحمہ اللہ کے پاس
آتا تو وہ پوچھتے کہاں سے آئے ہو؟ تو میں عرض کرتا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پاس سے، تو وہ
فرماتے بلاشبہ آپ روئے زمین پر سب سے بڑے فقیہ کے پاس سے آئے ہو۔

حدثني محمد بن بشر قال: كنت أختلف إلى أبي حنيفة وإلى سفیان

① الضعفاء الصغير: باب النون، ترجمة: النعمان بن ثابت، ص ۱۳۲

② عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۱۹۰

فأتى أبا حنيفة فيقول لى من أين جئت؟ فأقول من عند سفیان. فيقول لقد جئت من عند رجل لو أن علقمة والأسود حضرا لاحتاجا إلى مثله، فأتى سفیان فيقول لى من أين؟ فأقول من عند أبي حنيفة، فيقول: لقد جئت من عند أئفه أهل الأرض. ❶

اندازہ کیجئے یہ وہی سفیان ثوری رحمہ اللہ ہیں جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق فرما رہے ہیں کہ روئے زمین کے سب بڑے فقیہ ہیں، وہ امام صاحب پر کیسے جرح کر سکتے ہیں؟ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کو ابتداء میں آپ سے اس غلط فہمی کی بناء پر کچھ تکدر تھا کہ آپ قیاس کو نصوص پر مقدم رکھتے ہیں، چنانچہ ایک موقع پر حضرت سفیان ثوری، امام مقاتل بن حیان، حماد بن سلمہ اور امام جعفر صادق رحمہ اللہ امام صاحب کے پاس آئے اور بہت سے مسائل پر صبح سے ظہر تک گفتگو رہی، جس میں امام صاحب نے اپنے مذہب پر دلائل پیش کیئے اور ان کے اعتراضات کے جوابات دیئے، تو آخر میں سب حضرات نے امام صاحب کے ہاتھوں اور پیشانی کو بوسہ دیا اور ان سے کہا:

أنت سيد العلماء فاعف عنا فيما مضى منا من وقعتنا فيك بغير علم. ❷
سفیان ثوری رحمہ اللہ تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! علم کے اخذ میں سخت مستعد اور منہیات کا انسداد کرنے والے تھے، وہی حدیث لیتے تھے جو پایہ صحت کو پہنچ چکی ہو، ناسخ و منسوخ کی پہچان میں قوی طاقت رکھتے تھے، ثقہ اصحاب کی احادیث اور آخری فعل رسول مقبول کے متلاشی رہتے تھے، حق کی پیروی میں جس بات پر جمہور علماء کوفہ کو متفق پاتے تھے اس سے تمسک پکڑتے تھے، اور اسی کو اپنا دین و مذہب قرار دیتے تھے، قوم

❶ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ماقيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۴

❷ الميزان الكبرى: فصل في بيان ضعف قول من نسب الإمام أبا حنيفة إلى أنه يقدم القياس على حديث رسول الله صلى الله عليه وسلم، ص ۶۵، ۶۶

نے آپ پر بے جا طعن و تشنیع کی اور ہم نے بھی خاموشی اختیار کی، جس کی نسبت ہم خدا سے استغفار کرتے ہیں بلکہ ہم سے بھی آپ کے حق میں بعض غلط الفاظ نکلے:

كان والله شديد الأخذ للعلم، ذابا عن المحارم، متبعا لأهل بلده، لا يستحل أن يأخذ إلا ماصح، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، شديد المعرفة بناسخ الحديث ومنسوخه، وكان يطلب أحاديث الثقات والأخذ من فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم، وما أدرك عليه علماء أهل الكوفة في اتباع الحق أخذ به وجعله دينه، وقد شنع عليه قوم فسكتنا عنهم بما نستغفر الله تعالى عنه. ①

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فضیلت، ثقاہت، فقاہت، اجتہاد اور تبصر فی الحدیث ہونے کے قائل تھے۔ اب رہی یہ بات کہ نعیم بن حماد نے جو جرح نقل کی ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ وہ شخص تھا جو تقویت سنت کیلئے جعلی حدیثیں بنایا کرتا تھا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی توہین میں جھوٹے قصے گھڑ کر پیش کرتا تھا، اور یہ بات بھی اس نے اپنی طرف سے گھڑ کر حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر دی۔

علامہ ابن عدی رحمہ اللہ (متوفی ۳۶۵ھ) نقل کرتے ہیں:

كان يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات عن العلماء في ثلب أبي

حنيفة مزورة كذب. ②

علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ) فرماتے ہیں:

① الخيرات الحسان: الفصل الثالث عشر، ثناء الأئمة عليه، ص ۴۵، ۴۶ ② الكامل فی

ضعفاء الرجال: ترجمة: نعیم بن حماد المروزی، رقم: ۱۹۵۹، ج ۸ ص ۲۵۱

كان يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات عن العلماء في ثلب أبي حنيفة مزورة كذب. ①

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) نقل کرتے ہیں:

كان يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات مزورة في ثلب أبي حنيفة كلها كذب. ②

علامہ ابوالحجاج مزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۲ھ) نقل کرتے ہیں:

كان يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات عن العلماء في ثلب أبي حنيفة كذب. ③

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں:

كان نعيم ممن يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات مزورة في ثلب النعمان كلها كذب. ④

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نقل کرتے ہیں:

كان يضع الحديث في تقوية السنة وحكايات في ثلب أبي حنيفة كلها كذب. ⑤

ان تمام ٹھوس حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ نعیم بن حماد کو امام صاحب رحمہ اللہ

① تاریخ مدینہ دمشق: ترجمہ: نعیم بن حماد بن معاویہ المروزی، رقم: ۷۹۰۹،

ج ۲۲ ص ۱۶۸ ② الضعفاء والمتروکون: حرف النون، ترجمہ: نعیم بن حماد،

رقم: ۱۹۰۲، ج ۲۲ ص ۱۶۳ ③ تهذيب الكمال في أسماء الرجال: باب النون،

ترجمة: نعیم بن حماد بن معاویہ، ج ۲۹ ص ۴۷۶ ④ میزان الاعتدال في نقد

الرجال: حرف النون، ترجمہ: نعیم بن حماد، رقم: ۹۱۰۲، ج ۴ ص ۲۶۹

⑤ تهذيب التهذيب: حرف النون، ترجمہ: نعیم بن حماد، ج ۱۰ ص ۴۶۳

سے بہت تعصب تھا جس کی بناء پر وہ جھوٹی باتیں اور قصے گھڑ کر امام صاحب رحمہ اللہ کی طرف منسوب کرتا تھا۔

امام ابو داود رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ نعیم بن حماد کے پاس بیس احادیث ایسی تھیں جن کی کوئی اصل نہیں تھی:

قال أبو داود: كان عند نعیم بن حماد نحو عشرين حديثاً عن النبي،

ليس لها أصل. ❶

اسماء الرجال کی کتابوں میں ان کے متعلق اچھی خاصی جرح موجود ہے، اہل علم حضرات اصل کتابوں کی طرف مراجعت فرمائیں۔

مشہور غیر مقلد عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نعیم کی شخصیت ایسی نہیں ہے کہ اس کی روایت کی بناء پر حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جیسے بزرگ امام کے حق میں بدگوئی کریں، جن کو حافظ شمس الدین رحمہ اللہ جیسے ناقد الرجال ”امام اعظم“ کے معزز لقب سے یاد کرتے ہیں، حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ”البدایۃ والنہایۃ“ میں آپ کی نہایت تعریف کرتے ہیں اور آپ کے حق میں لکھتے ہیں:

أحد أئمة الإسلام والسادة الأعلام وأحد الأركان العلماء وأحد الأئمة

الأربعة أصحاب المذاهب المتبوعة. ❷

امام بخاری رحمہ اللہ جو امام صاحب سے کچھ نالاں ہیں اس کی وجہ شاید یہی ہے کہ انہوں نے نعیم بن حماد کی شاگردی اختیار کی، اور یہ شخص امام صاحب کے بارے میں جھوٹی باتیں گھڑتا تھا، یہی بات سبب بنی امام بخاری رحمہ اللہ کے امام صاحب سے انحراف کی۔

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۴ھ) فرماتے ہیں:

❶ میزان الاعتدال فی نقد الرجال: حرف النون، ترجمة: نعیم بن حماد، رقم: ۹۱۰۲،

ج ۲ ص ۲۶۸ ❷ تاریخ اہل حدیث، ص: ۶۳

صحب البخاری أيضا نعيم بن حماد الذي اتهمه الدولابي بوضع
حكايات في مشالب أبي حنيفة كلها زور كما جاء ذكره في التهذيب
والميزان فلعل ذلك هو منشأ انحراف البخاري عن الإمام أبي حنيفة. ①
یادر ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری کے علاوہ دیگر کتب میں اس قدر صحت کا
التزام نہیں کیا ہے، چنانچہ مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی فرماتے ہیں:
اور یہ بھی یاد رہے کہ بخاری نے اپنی صحیح کی طرح دیگر کتب میں صحت کا التزام نہیں
کیا۔ ②

امام نسائی رحمہ اللہ کی جرح اور اس کا جواب

امام نسائی رحمہ اللہ نے لکھا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ حدیث میں قوی نہیں ہیں:
النعمان بن ثابت أبو حنيفة. قال النسائي ليس بالقوى في الحديث. ③
جواب: ۱..... امام نسائی رحمہ اللہ سے اس جرح کے ناقل حسن بن رشيق ہیں جن پر حافظ
عبد الغنی اور امام دارقطنی رحمہ اللہ نے جرح کی ہے:
الحسن بن رشيق تكلم فيه عبد الغني الحافظ وأنكر عليه الدارقطني
أنه كان يقبل ممن يقول له فيغير كتابه. ④

۲..... جرح کے باب میں امام نسائی رحمہ اللہ خاصے متشدد ہیں اور جارحین متشددین کے
بارے میں فیصلہ یہ ہے کہ ان کی جرح قبول نہیں جب تک کسی منصف و معتبر امام سے اس کی

① قواعد في علوم الحديث: سبب انحراف البخاري عن أبي حنيفة، ص: ۳۸۰

② تاريخ اهل حديث، ص: ۶۱، الضعفاء والمتروكون: باب النون، ترجمة: نعمان بن

ثابت، رقم: ۵۸۶، الضعفاء والمتروكون: حرف الحاء، ترجمة: الحسن بن

رشيق، رقم: ۸۱۹، ص: ۲۵۲/ميزان الاعتدال: حرف الحاء، ترجمة: الحسن

رشيق، ج ۱ ص ۴۹۵، رقم: ۱۸۳۷

تصدیق موجود نہ ہو۔

جارج اگر متعنت ہو یا متشدد ہو تو اس کی جرح کا کوئی اعتبار نہیں ہے جب تک کہ کوئی مُنصف اور معتدل مزاج ان کی موافقت نہ کرے۔ جارجین میں متعنتین اور متشددین جیسے امام ابو حاتم، امام نسائی، یحییٰ بن معین، یحییٰ بن سعید القطان، ابن حبان وغیرہم رحمہم اللہ یہ حضرات جرح میں خاصے متعنت ہیں، اسلئے محض انہی کی جرح اس وقت تک معتبر نہیں جب تک کوئی معتدل مزاج ان کی موافقت نہ کرے:

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۲ھ) فرماتے ہیں:

أن يكون الجارح من المتعنتين المشددين في الجرح فإن هناك جمعا من أئمة الجرح والتعديل لهم تشدد في هذا الباب فيجرحون الراوي بأدنى جرح ويطلقون عليه ما لا ينبغي إطلاقه فمثل هذا توثيقه معتبرة وجرحه لا يعتبر ما لم يوافق غيرهم ممن ينصف ويعتبر فن المتعنتين المشددين: أبو حاتم والنسائي وابن معين ويحيى بن سعيد القطان وابن حبان وغيرهم فإنهم معروفون بالإسراف في الجرح والتعنت فيه. ①

۳.... امام نسائی رحمہ اللہ نے تو صحیح بخاری کے روات جن سے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایات نقل کیں ہیں بوجہ تشدد و تعنت کے ان کی بھی تضعیف کی ہے۔

چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

الحسن بن الصباح البزار تعنت فيه النسائي.

حبیب المعلم متفق علی توثيقه لكن تعنت فيه النسائي. ②

① قواعد في علوم الحديث: لا يؤخذ بقول كل جرح ولو كان الجارح من الأئمة،

ص ۱۷۸، ۱۷۹ ② فتح الباری شرح صحیح البخاری: الفصل التاسع في سياق أسماء

من طعن فيه من رجال، ج ۱ ص ۲۶۱

اندازہ کیجئے کہ حبیب المعلم وہ راوی ہیں جن کی توثیق پر سب کا اتفاق ہے لیکن امام نسائی رحمہ اللہ نے ان پر بھی کلام کیا ہے۔

۴..... محمد بن بکر البرسانی لینہ النسائي بلا حجة.

۵..... هذبة بن خالد ضعفه النسائي بلا حجة. ❶

فن اسماء الرجال کے ماہر حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرما رہے ہیں کہ امام نسائی رحمہ اللہ میں تعنت ہے، نیز رجال کی تضعیف بغیر کسی دلیل کے کر رہے ہیں، یہ چاروں راوی ایسے ثقہ ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان سے روایت نقل کی ہے لیکن امام نسائی رحمہ اللہ نے بوجہ تعنت و تشدد کے ان کی تضعیف کر دی ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ حارث بن عبد اللہ الاعور اُممدا نی رحمہ اللہ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

والنسائي مع تعنته في الرجال قد احتج به. ❷

امام نسائی رحمہ اللہ نے روایت کے سلسلہ میں تعنت کے باوجود ان کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ کے بارے میں یہ فیصلہ کسی حنفی عالم کا نہیں بلکہ شافعی المسلک حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کا ہے جو غیر مقلدین کے ہاں بھی مسلم امام ہیں۔

۶..... امام نسائی رحمہ اللہ کی یہ جرح مبہم ہے، امام صاحب رحمہ اللہ حدیث میں کیوں ضعیف ہیں؟ وجہ ضعف امام نسائی رحمہ اللہ نے نقل نہیں کی، جیسا کہ امام نسائی رحمہ اللہ نے بخاری کے روایات کی تضعیف کی تھی بغیر کسی دلیل کے۔

شارح مسلم امام نووی رحمہ اللہ (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ جرح کو قبول نہیں

❶ فتح الباری شرح صحيح البخاری: الفصل التاسع في سياق أسماء من طعن فيه من رجال، ج ۱ ص ۴۶۳

❷ تهذيب التهذيب: باب الحاء، ترجمة: حارث بن عبد الله الأعور، ج ۲ ص ۱۳۷

کیا جائے گا مگر یہ کہ مفسر ہو:

❶ لا يقبل الجرح إلا مفسرا.

اکثر فقہاء کرام، ائمہ احناف، محدثین کرام رحمہم اللہ جن میں امام بخاری و مسلم رحمہم اللہ بھی شامل ہیں فرماتے ہیں کہ جرح اس وقت قابل قبول ہوگی جب سبب جرح بیان کیا جائے جیسا کہ جرح کہے کہ فلاں شخص شراب پیتا ہے یا سود کھاتا ہے تو اب جرح قبول ہوگی:

أكثر الفقهاء ومنهم الحنفية و أكثر المحدثين ومنهم البخاري و مسلم لا يقبل الجرح إلا مبينا سبه كأن يقول الجارح فلان شارب خمر أو أكل ربا. ❷

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہم اللہ (متوفی ۱۳۰۲ھ) نہایت تفصیل کے ساتھ تمام اقوال نقل کرنے کے بعد آخر میں فیصلہ فرماتے ہیں کہ اکثر محدثین کرام جن میں شیخین، اصحاب سنن اربعہ، ائمہ احناف اور جمہور اہل علم کے ہاں جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں:

إن عدم قبول الجرح المبهم هو الصحيح النجیح وهو مذهب الحنفية وأكثر المحدثين منهم الشيخان واصحاب السنن الأربعة، وانه مذهب الجمهور، وهو القول المنصور. ❸

..... ممکن ہے کہ امام نسائی رحمہم اللہ نے پہلے امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ کو غیر قوی خیال کیا ہو مگر بعد تتبع و تحقیق کے معلوم ہوا ہو کہ امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ ثقہ ہیں تو اپنے پہلے خیالات سے رجوع کر لیا ہو، جس کی واضح دلیل یہ ہے کہ امام نسائی رحمہم اللہ نے اپنی کتاب میں امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ

❶ المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج: مقدمة: باب بيان أن الاسناد من الدين، ج ۱ ص ۹۱ ❷ التقرير والتحجير: الباب الثالث، مسألة: لا يقبل الجرح إلا مبينا سبه، ج ۲ ص ۲۵۸ ❸ الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: المرصد الأول فيما يقبل من الجرح والتعديل وما لا يقبل منهما، ص ۱۰۵

سے روایت نقل کی ہے:

حدثنا علي بن حجر ثنا عيسى هو ابن يونس عن النعمان يعني أبا حنيفة عن عاصم عن أبي رزين عن ابن عباس قال ليس علي من أتي بهيمة حد. ①
یہ روایت ابن السنی رحمہ اللہ کی اختصار میں نہیں ہے لیکن ابن الاحر، ابو علی سیوطی اور مغاربہ کے نسخوں میں موجود ہے۔

۸.... امام نسائی رحمہ اللہ کی جب مصر میں امام طحاوی رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی تو وہاں امام طحاوی رحمہ اللہ سے مذاکرہ ہوا، اور اصل حقائق کے معلوم ہونے کے بعد اپنے سابقہ اقوال سے رجوع کر لیا۔

محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں:

قلت: فلعله رجع عما قاله في حق الإمام ولعل ذلك حينما لقي بمصر الطحاوي وجالسه. ②

۹.... علامہ صفی الدین خزر جی رحمہ اللہ (متوفی بعد ۹۲۳ھ) نے اپنی کتاب میں ہر راوی کے نام کے ساتھ اپنی مخصوص علامات کا ذکر کیا ہے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس راوی سے فلاں فلاں کتاب میں روایت مروی ہے، چنانچہ کتاب کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ اگر میں حرف ”ز“ کے ذریعے اشارہ کروں تو مراد یہ ہے کہ بخاری کی جزء القراءة، اور اگر لفظ ”تم“ کے ذریعے اشارہ کروں تو مراد شمال ترمذی اور حرف ”س“ علامت ہے سنن النسائی کی، اسی طرح دیگر کتابوں کی بھی علامات انہوں نے ذکر کیں ہیں، تو اب بتلانا یہ چاہتا ہوں کہ انہوں نے امام صاحب کے تذکرہ میں ان تین علامات کا ذکر کیا ہے، یعنی

① دیکھئے تفصیلاً: تہذیب التہذیب: حرف النون، ترجمۃ: النعمان بن ثابت، ج ۱۰ ص ۴۵۱

② ماتمس إليه الحاجة لمن يطالع سنن ابن ماجه: ص ۲۸

”ز، س، تم“ جس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب جزء القراءة، سنن النسائی اور شمائل ترمذی کے راوی ہیں، تو اس سے معلوم ہوا کہ امام صاحب امام نسائی کے نزدیک مجروح نہیں ہیں ورنہ وہ اپنی کتاب میں ان سے روایت نقل نہ کرتے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ انہوں نے روایت نقل کی ہے اسلئے تو بعد کے محدثین نے آپ کے نام کے ساتھ ”ز، س، ت“ کی علامت کا ذکر کیا:

(تم ز س) النعمان بن ثابت الفارسی أبو حنیفة إمام العراق وفقیه الأمة
عن عطاء و نافع والأعرج و طائفة و عنه ابنه حماد و زفر و أبو یوسف
و محمد و جماعة و ثقہ ابن معین و قال ابن المبارک: ما رأیت فی الفقہ مثل
أبی حنیفة و قال مکی أبو حنیفة: أعلم أهل زمانه و قال القطان: لا نكذب
الله ما سمعنا أحسن من رأى أبی حنیفة قال ابن المبارک: ما رأیت أورع
منه، مات سنة خمسین و مائة: ①

۱۰..... علامہ سید احمد رضا صاحب بخوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کتاب الضعفاء والمتر و کین امام نسائی رحمہ اللہ کی مشہور کتاب ہے اس میں آپ نے بہت سے ثقہ آئمہ حدیث وفقہ کو بھی ضعیف کہہ دیا ہے، کچھ تو امام نسائی رحمہ اللہ کے مزاج میں تشدد بھی زیادہ تھا جس کی وجہ سے رواۃ حدیث پر کڑی نظر رکھتے ہیں، اور روایت حدیث کی شرائط ان کے یہاں امام بخاری رحمہ اللہ سے بھی زیادہ سخت ہیں مگر اس کے ساتھ تعصب کا بھی رنگ موجود ہے، ان کی سخت مزاجی اور کڑی تنقید کی عادت سے فائدہ اٹھا کر لوگوں نے ان کی کتاب میں الحاقی عبارتوں کا اضافہ کر دیا ہے اور ایسا مستبعد نہیں، کیونکہ ان کی سنن نسائی

① خلاصة تذهيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال: حرف النون، ترجمة: النعمان

بن ثابت، ص ۲۰۲

میں حسب تصریح حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ امام صاحب سے روایت موجود تھی جو موجودہ مطبوعہ نسخوں میں اب نہیں۔ ●

امام ابن عدی کی رحمۃ اللہ علیہ جرح اور اس کا جواب

قال الشيخ: وإسماعيل بن حماد بن أبي حنيفة ليس له من الروايات شيء ليس هو، ولا أبوه حماد، ولا جده أبو حنيفة من أهل الروايات، وثلاثتهم قد ذكرتهم في كتابي هذا في جملة الضعفاء. ❶

جواب: ۱..... امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ جرح مبہم ہے اور ماقبل میں یہ بات باحوالہ گزر چکی ہے کہ جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے، نیز یہاں سبب ضعف بیان نہیں کیا گیا ہے جب کہ امام صاحب کے متعلق تعدیل مفسر موجود ہے۔

۲..... امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں ہر متکلم فیہ راوی کا تذکرہ کیا ہے اگرچہ وہ ثقہ کیوں نہ ہو، چنانچہ صحیح کے بہت سے راویوں کا بھی تذکرہ کیا ہے، صحیح بخاری کے راوی ہیں امام ابوسلیمان البصری رحمۃ اللہ علیہ جن کے متعلق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ثقہ ہے، یحییٰ بن معین، امام نسائی اور امام ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ثقہ ہے، یہ چوٹی کے علماء باوجودیکہ متشدد بھی ہیں لیکن یہ توثیق کرتے ہیں اور امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ ہے انکا تذکرہ اپنی کتاب ”الکامل فی ضعف الرجال“ میں کیا ہے:

أبو سليمان البصري قال أحمد بن حنبل: ثقة ثقة ووثقه بن معين والنسائي

وأبو حاتم وابن سعد وغيرهم، وأما ابن عدی فذكره في الضعفاء. ❷

❶ انوار الباری شرح صحیح البخاری، ج ۱ ص ۲۶۰ ❷ الکامل فی ضعف الرجال: ترجمة: اسماعيل

بن حماد بن أبي حنيفة كوفي، ج ۱ ص ۵۱۰ ❸ فتح الباری شرح صحیح البخاری:

الفصل التاسع في سياق أسماء من طعن فيه من رجال، ج ۱ ص ۴۳۴

۳..... امام ابن عدی رحمہ اللہ نے تو حضرت اویس قرنی رحمہ اللہ کا ذکر بھی اپنی اس کتاب

میں کیا ہے، دیکھئے تفصیلاً: ❶

حالانکہ ان کے فضائل تو صحیح مسلم کی حدیث سے ثابت ہیں، آپ ﷺ نے تو حضرت

عمر رضی اللہ عنہ جیسے شخص سے فرمایا تھا کہ ان سے اپنے لئے دعا کروانا:

عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ، أَنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ وَقَدُوا إِلَى عُمَرَ، وَفِيهِمْ رَجُلٌ مِمَّنْ كَانَ يَسْخَرُ بِأُوَيْسٍ، فَقَالَ عُمَرُ: هَلْ هَاهُنَا أَحَدٌ مِنَ الْقَرْنِيِّينَ؟ فَجَاءَ ذَلِكَ الرَّجُلُ فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ: إِنَّ رَجُلًا يَأْتِيكُمْ مِنَ الْيَمَنِ يُقَالُ لَهُ أُوَيْسٌ، لَا يَدْعُ بِالْيَمَنِ غَيْرَ أُمِّ لَهْ، قَدْ كَانَ بِهِ بَيَاضٌ، فَدَعَا اللَّهَ فَأَذْهَبَهُ عَنْهُ، إِلَّا مَوْضِعَ الدِّينَارِ أَوْ الدَّرْهَمِ، فَمَنْ لَقِيَهِ مِنْكُمْ فَلْيَسْتَغْفِرْ لَكُمْ. ❷

علامہ ابن عدی رحمہ اللہ نے احمد بن صالح المصری رحمہ اللہ کا ذکر اپنی اس کتاب میں کیا،

پھر فرماتے ہیں کہ میں نے اگر یہ شرط نہ لگائی ہوتی کہ میں ہر اس شخص کا ذکر کروں گا جس پر

کلام ہوا ہو تو میں کبھی ان کا تذکرہ نہ کرتا:

لولا أنني شرطت في كتابي هذا أن أذكر فيه كل من تكلم فيه متكلم،

لكنت أجل أحمد بن صالح أن أذكره. ❸

اسی طرح علامہ ابن عدی رحمہ اللہ، احمد بن محمد بن سعید ابو العباس رحمہ اللہ کا ذکر اپنی اس

کتاب میں کیا اور جرحین کی جرح بھی نقل کی، پھر آخر میں خود فرماتے ہیں ان کے علم و فضل

❶ الکامل فی ضعفاء الرجال: ترجمة: أويس القرني وهو أويس بن عامر، ج ۲

ص ۱۰۹ ❷ صحيح مسلم: كتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل أويس

القرني، رقم الحديث: ۲۵۴۲، ج ۴ ص ۱۹۶۸ ❸ الکامل فی ضعفاء الرجال:

ترجمة: أحمد بن صالح أبو جعفر المصري، ج ۱ ص ۳۰۲

وثقاہت کی وجہ سے کبھی ان کا ذکر نہ کرتا اگر میں نے یہ شرط نہ لگائی ہوتی کہ میں ہر متکلم فیہ روای کا ذکر کرونگا:

أنی شرطت فی أول کتابی هذا أن أذكر فیہ کل من تکلم فیہ متکلم ولا أحابی، ولولا ذاک لم أذكره للذی کان فیہ من الفضل والمعرفة. ①
اسی طرح امام عبداللہ بن سلیمان بن الاشعث رحمہ اللہ کا تذکرہ بھی اپنی اسی کتاب میں کر کے آخر میں فرماتے ہیں:

لولا شرطنا أول فی الكتاب أن کل من تکلم فیہ متکلم ذکرته فی کتابی أذكره. ②

ان حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی بہت سے روای خود امام ابن عدی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی ثقہ ہیں صرف ان کا تذکرہ اس لئے کیا کہ کسی نے ان پر کلام کیا ہے اور انہوں نے شرط لگائی تھی کہ ہر متکلم فیہ روای کا ذکر کرونگا اگرچہ وہ ثقہ کیوں نہ ہو، آخر ایسا کونسا شخص ہے جس پر کسی نے کلام نہ کیا ہو، امام بخاری، امام مالک، امام شافعی، امام ترمذی رحمہ اللہ وغیرہ جتنے بھی کبار ائمہ ہیں کوئی جرح سے بچ نہ سکا ہر ایک پر کچھ نہ کچھ ضرور کلام ہوا ہے پھر تو کوئی محفوظ نہیں رہا، قطع نظر اس سے کہ وہ کلام درست ہے یا نہیں۔

۳..... علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں :

اس کتاب میں ان راویوں کا بھی ذکر ہے جن کی ثقاہت و جاہت ثابت ہے، صرف معمولی کمزوری کی بناء پر جرح کی گئی ہے، اگر ابن عدی رحمہ اللہ یا دوسرے مؤلفین کتب جرح نے ان کا ذکر نہ کیا ہوتا تو میں بھی (ان کی ثقاہت کی وجہ سے) ہرگز ان کا ذکر نہ کرتا:

① الکامل فی ضعفاء الرجال: ترجمة: أحمد بن محمد بن سعيد، ج ۱ ص ۳۳۸

② الکامل فی ضعفاء الرجال: ترجمة: عبد الله بن سليمان بن الأشعث، ج ۵ ص ۲۳۷

وفیه من تکلم فیہ مع ثقته وجلالته بأدنی لین، وبأقل تجریح، فلو لا أن ابن عدی أو غیره من مؤلفی کتب الجرح ذکرُوا ذلک الشخص لما ذکرته لثقتہ. ❶

امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابن عدی رحمہ اللہ کی کتاب ”الکامل“ کا اصل موضوع ضعفاء ہیں اگرچہ انہوں نے اسمیں بہت سے ثقات کا بھی ذکر کیا ہے:

فأصله وموضوعه في الضعفاء وفيه خلق كما قدمنا في الخطبة من

الثقات. ❷

امام ذہبی رحمہ اللہ جعفر بن ایاس رحمہ اللہ کے ترجمے میں فرماتے ہیں کہ یہ ثقہ راویوں میں سے ہیں، امام ابن عدی رحمہ اللہ نے کامل میں ان کا ذکر کر کے بہت برا کیا ہے:

جعفر بن ایاس: أبو بشر الواسطي، أحد الثقات أورده ابن عدی في

کامله فأساء. ❸

امام ذہبی رحمہ اللہ حمید بن ہلال رحمہ اللہ جو کہ تابعین میں سے ہیں اور ثقہ راوی ہیں، ان سے صحیح مسلم میں روایت موجود ہے، چونکہ ابن عدی کی کامل میں ان کا تذکرہ ہے تو اس لئے میں نے بھی ان کا ذکر کیا ورنہ یہ راوی قابل حجت ہے:

حمید بن ہلال: من جلة التابعين وثقاتهم بالبصرة. قلت: روايته عنه

في مسلم، وهو في كامل ابن عدی مذکور فلهذا ذکرته وإلا فالرجل

حجة. ❹

❶ میزان الاعتدال في نقد الرجال: مقدمہ: ج ۱ ص ۲ ❷ میزان الاعتدال في نقد

الرجال: فصل في النسوة المجہولات، ج ۲ ص ۶۱۶ ❸ میزان الاعتدال في نقد

الرجال: حرف الجیم، ترجمة: جعفر بن ایاس، ج ۱ ص ۴۰۲ ❹ میزان الاعتدال في

نقد الرجال: حرف الحاء، ترجمة: حمید بن ہلال، ج ۱ ص ۶۱۶

امام ذہبی رحمہ اللہ نے ”میزان الاعتدال فی نقد الرجال“ میں کثرت کے ساتھ ایسے راویوں کا ذکر کیا ہے جو ثقہ ہیں لیکن اس کے باوجود ابن عدی رحمہ اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے، اگر ابن عدی کے نفس ذکر کرنے سے کوئی راوی ضعیف ہو جاتا ہے تو یہ تمام ثقہ راوی مجروح ہو جائیں گے، خصوصاً صحیحین کے رجال بھی نہیں بچ سکیں گے، معلوم ہوا کہ ابن عدی رحمہ اللہ نے ہر اس راوی کا ذکر کر دیا جس پر کسی نے کلام کیا قطع نظر کہ وہ کلام صحیح ہے یا نہیں۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے استاد علامہ زین الدین عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”الکامل“ میں ہر متکلم فیہ راوی کا تذکرہ کیا ہے اگرچہ وہ ثقہ ہو:

وابن عدی ولكنه ذكر في كتابه الكامل كل من تكلم فيه وإن كان ثقة. ❶
حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں:

لیکن امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اپنے کلام کو وسعت دے کر ہر متکلم فیہ کا تذکرہ کیا اگرچہ وہ ثقہ ہو اس لئے یہ کہنا درست نہیں ہے کہ الکامل میں صرف ناقصین کا تذکرہ ہے:

ولكنه توسع لذكر كل من تكلم فيه وإن كان ثقة ولذا لا يحسن أن

يقال: الكامل للناقصين. ❷

ہم... امام ابن عدی رحمہ اللہ کی جب امام طحاوی رحمہ اللہ سے ملاقات ہوئی تو ان کے تمام اشکالات رفع ہو گئے، اور امام صاحب رحمہ اللہ کے متعلق اپنی سابقہ باتوں سے رجوع کر لیا تھا، اور پھر باقاعدہ انہوں نے امام صاحب کی مسند روایات کو جمع کیا، شاید اسی کے کفارہ میں

❶ التبصرة والتذكرة ألفية العراقي: معرفة الثقات والضعفاء، ج ۲ ص ۳۲۴

❷ فتح المغيث بشرح الفية الحديث: معرفة الثقات والضعفاء، ج ۴ ص ۳۲۸

انہوں نے ”مسند أبي حنيفة“ تصنیف کی، اور امام صاحب کی مسند روایات کو یکجا کیا، معلوم ہوا کہ امام طحاوی رحمہ اللہ سے ملاقات کے بعد ان کے خیالات تبدیل ہو گئے تھے۔

محقق العصر علامہ زاہر الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں:

وكان ابن عدي على بعده عن الفقه والنظر والعلوم العربية، طويل اللسان في أبي حنيفة وأصحابه، ثم لما اتصل برأبي جعفر الطحاوي وأخذ عنه تعنت حالته يسيرا حتى ألف مسندا في أحاديث أبي حنيفة.

یادر ہے کہ اس بات کو شیخ عبدالفتاح رحمہ اللہ نے علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ کے حوالے سے حاشیہ میں نقل کیا ہے، دیکھئے تفصیلاً: ❶

ملک معظم عیسیٰ بن عادل رحمہ اللہ نے امام ابن عدی رحمہ اللہ کی مسند ابی حنیفہ کا ذکر کیا ہے: ذکر ابن عدی صاحب کتاب الجرح والتعديل في مسند أبي حنيفة في صدر الكتاب في مناقب أبي حنيفة بإسناد له. ❷

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

جب تک اسماعیل اور حماد کے بارے میں سبب ضعف بیان نہ کیا جائے تو اس وقت تک ابن عدی کی جرح مقبول نہیں، کیوں کہ جرح مبہم مردود ہوا کرتی ہے، لیکن ابن عدی کی جرح امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں قطعی اور یقینی طور پر غیر مقبول ہے:

قلت: قول ابن عدي إن كان مقبولا في إسماعيل وحماد إذا بين سبب الضعف لعدم اعتبار الجرح المبهم فهو غير مقبول قطعاً في أبي حنيفة. ❸

❹ الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: إيقاظ: في بيان خطة ابن عدی في كتابه

الکامل، ص ۳۴۰، ۳۴۱ ❺ السهم المصیب في الرد علی الخطیب: ص ۱۰۵

❻ الفوائد البهية في تراجم الحنفية: ترجمة: اسماعيل بن حماد ابن الإمام أبي

حنيفة، ص ۸۱

امام دارقطنی رحمہ اللہ کی جرح اور اس کا جواب

امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) فرماتے ہیں:

ابن ابی عائشہ رحمہ اللہ سے سوائے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور حسن بن عمارہ رحمہ اللہ کے کسی نے روایت نہیں کی اور یہ دونوں ضعیف ہیں:

لم یسندہ عن موسی بن أبی عائشة غیر أبی حنیفة والحسن بن عمارۃ
وہما ضعیفان. ①

..... یہ جرح مبہم ہے جب کہ کبار ائمہ حدیث و فقہاء سے آپ کی تعدیل مفسر منقول ہے اور یہ بات ماقبل میں باحوالہ گزر چکی ہے کہ جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔
علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۲ھ) فرماتے ہیں:

لعدم اعتبار الجرح المبہم فہو غیر مقبول قطعاً فی أبی حنیفة و کذا
کلام غیرہ ممن ضعفہ کالدارقطنی وابن القطان کما حققہ العینی فی
مواضع من البناية شرح الهدایة وابن الہمام فی فتح القدیر وغیرہما من
المحققین. ②

علامہ لکھنوی رحمہ اللہ کے اس حوالہ سے بھی یہ بات واضح ہو گئی کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ کی جرح مبہم ہے، امام دارقطنی رحمہ اللہ نے وجہ ضعف بیان نہیں کی آخر امام صاحب رحمہ اللہ کیوں ضعیف ہیں؟

۲..... امام دارقطنی رحمہ اللہ متعصب تھے، شافعی مذہب میں ان کو غیر معمولی غلو تھا، اور اس

① سنن الدارقطنی: کتاب الصلوٰۃ، باب ذکر قوله ﷺ: من کان له امام... الخ، رقم
الحديث: ۱۲۳۳، ج ۲ ص ۱۰۷ ② الفوائد البہیة فی تراجم الحنفیة: ترجمۃ:

اسماعیل بن حماد ابن الامام أبی حنیفة، ص ۸۱

کے برعکس وہ حنفی مذہب سے سخت عناد رکھتے تھے اس کی تائید اس واقعے سے بھی ہوتی ہے، علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ایک رسالہ تحریر کیا اور اس میں انہوں نے جہری نمازوں میں بآواز بلند بسم اللہ پڑھنے کے متعلق حدیثیں جمع کیں، لیکن جب ان سے ان حدیثوں کی صحت کے بارے میں پوچھا گیا تو امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اعتراف کیا کہ جہر اُتسمیہ پڑھنے کے متعلق نبی کریم ﷺ سے کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں ہے، البتہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کے متعلق صحیح اور ضعیف دونوں قسم کی روایتیں ملتی ہیں:

لما صنف الدارقطني مصنفًا في ذلك قيل له: هل في ذلك شيء صحيح؟ فقال: أما عن النبي فلا وأما عن الصحابة فمنه صحيح ومنه ضعيف. ①

اسی واقعے کو قدرے تفصیل کے ساتھ علامہ جمال الدین زیلیعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۶۲ھ) نے نقل کیا ہے:

وقد حكى لنا مشايخنا أن الدارقطني لما ورد مصر سأله بعض أهلها تصنيف شيء في الجهر، فصنف فيه جزءاً، فأثابه بعض المالكية، فأقسم عليه أن يخبره بالصحيح من ذلك، فقال: كل ما روى عن النبي في الجهر فليس بصحيح، وأما عن الصحابة: فمنه صحيح. وضعيف. ②

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے محض مسلک کی تائید کیلئے غیر مستند احادیث کو جمع کیا، امام صاحب پر بھی انہوں نے کلام مذہبی تعصب کی بناء پر کیا ہے، کیونکہ قراءت خلف الامام کے مسئلے میں اس روایت سے ائمہ احناف رحمہم نے استدلال کیا تو روایت کو محض کمزور ظاہر

① مجموع الفتاوى: باب صفة الصلوة، ما ثبت أن بعضه أفضل من بعض، ج ۲۲

ص ۲۷۶ ② نصب الراية: كتاب الصلوة، باب صفة الصلوة، ج ۱ ص ۳۵۹



کرنے کیلئے اس پر کلام کر دیا۔ علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۲ھ) نے بھی ان کو متعصبین میں شمار کیا ہے:

وبعض الجروح صدر من المتأخرين المتعصبين كالدارقطني، وابن عدي، وغيرهما، ممن تشهد القرائن الجليلة بأنه في هذا الجرح من المتعصبين، والتعصب أمر لا يخلو منه البشر إلا من حفظه خالق القوى والقدر، وقد تقرر أن مثل ذلك غير مقبول من قائله، بل هو موجب لجرح نفسه. ❶

بعض جرحیں متاخرین متعصبین سے صادر ہوئی ہیں جیسے دارقطنی، ابن عدی رحمہ اللہ وغیرہ، جن پر قرائن جلیلہ شاہد ہیں کہ ان سے یہ جرح تعصب کی بناء پر صادر ہوئی ہے، اور بات بھی یہ ہے کہ تعصب سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جس کو خدا محفوظ رکھے ورنہ کوئی انسان اس سے خالی نہیں ہے، اور یہ بات متحقق ہے کہ متعصب کی جرح مقبول نہیں بلکہ اس جیسی جرح سے وہ خود مجروح ہو جاتا ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) نقل کرتے ہیں:

ومن المتعصبين على أبي حنيفة الدارقطني وأبو نعيم. ❷

۳..... اسحاق بن محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ سے روایت صحیح بخاری، نسائی، ابوداؤد تینوں

میں موجود ہے، لیکن امام دارقطنی رحمہ اللہ نے امام بخاری رحمہ اللہ پر عیب لگایا ہے ان سے روایت نقل کرنے پر، چنانچہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

إسحاق بن محمد بن إسماعيل بن عبد الله بن أبي فروة الفروي، قال

أبو حاتم: كان صدوقاً ولكن ذهب بصره فربما لقن وكتبه صحيحة ورواه

❶ التعليق الممجد على موطأ محمد: مقدمة: الفائدة العاشرة، ج ۱ ص ۱۲۶

❷ رد المختار على الدر المختار: مقدمة: ج ۱ ص ۵۴

ابو داود والنسائی، والمعتمد فیہ ما قالہ أبو حاتم وقال الدارقطنی

والحاکم عیب علی البخاری إخراج حدیثہ. ❶

امام دارقطنی رحمہ اللہ کے کلام سے تو امام بخاری بھی معیوب ٹھہرے، معلوم ہوا کہ جس طرح اسحاق بن محمد رحمہ اللہ کے متعلق انکا کلام درست نہیں اسی طرح امام صاحب کے متعلق بھی ان کا کلام قابل التفات نہیں۔

۴..... امام دارقطنی رحمہ اللہ نے بہت سے رواۃ کی توثیق کی ہے حالانکہ وہ مجروح ہیں اور

کئی ایک کی تضعیف کی ہے حالانکہ وہ ثقہ ہیں:

الْحُسَيْنُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِدْرِيسُ بْنُ الْحَكَمِ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ غُرَابٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ أَسْلَمَ مَوْلَى عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يُسَخِّنُ لَهُ مَاءً فِي قُمُقْمَةٍ وَيَغْتَسِلُ بِهِ. هَذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ. ❷

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اس کی سند بالکل صحیح ہے حالانکہ اس میں دو مجروح راوی

موجود ہیں، دیکھئے تفصیلاً: ❸

معلوم ہوا کہ انکی توثیق و تضعیف پر بالکل اعتماد نہیں کیا جاسکتا ہے۔ علامہ بدرالدین

عینی رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۵ھ) امام دارقطنی رحمہ اللہ کی اس جرح کے متعلق فرماتے ہیں:

اگر دارقطنی کو کچھ حیا اور ادب ہوتا تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی شان میں اپنی زبان سے اس لفظ کونہ نکالتا، کیوں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ایسے امام ہیں جن کا علم مشرق و مغرب کو محیط ہو رہا ہے، جس وقت ابن معین رحمہ اللہ سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا ثقہ اور مامون ہیں، میں نے کسی کو یہ کہتے نہیں سنا کہ اس نے ابو حنیفہ کی

❶ فتح الباری شرح صحیح البخاری: الفصل التاسع فی سیاق أسماء من طعن فیہ من

رجال، ج ۱ ص ۳۸۹ ❷ سنن الدارقطنی: کتاب الطہارۃ، باب الماء المسخن، رقم

الحدیث: ۸۵، ج ۱ ص ۵۰ ❸ الجوہر النقی علی سنن البیہقی: ج ۱ ص ۵

تضعیف کی ہو، یہ شعبہ بن حجاج ہیں جو امام صاحب کو فرمائش کیا کرتے تھے کہ حدیث بیان کریں اور ان سے روایت کرتے تھے، اور شعبہ کس قدر زبردست محدث ہیں اس کو کون نہیں جانتا، اور یہ بھی انکا قول ہے کہ امام ابو حنیفہ ثقہ اور اہل دین اور اہل صدق میں سے ہیں، کذب کے ساتھ مستہم نہیں ہیں، دین پر مامون ہیں، حدیث میں صادق ہیں اور بڑے بڑے کبار ائمہ نے ان کی تعریف و ثناء کی ہے، جیسے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کہ یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردوں میں بھی شمار ہوتے ہیں، سفیان بن عیینہ، سفیان ثوری، حماد بن زید، عبد الرزاق، امام وکیع رحمہ اللہ جو امام صاحب کے قول پر فتویٰ دیتے تھے، امام مالک، امام شافعی امام احمد رحمہ اللہ اور بہت سے بڑے بڑے ائمہ نے بھی امام صاحب کی مدح کی ہے، اس سے دارقطنی کا تعصب فاسد ظاہر ہو گیا ہے، ان کا کوئی مقام نہیں ان ائمہ کبار کے مقابلے میں جنہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تعریف کی ہے، تاکہ ایسے امام کی شان میں کلام کرے جو ان ائمہ پر دین و تقویٰ اور علم کے اعتبار سے مقدم ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تضعیف کرنے کی وجہ سے خود دارقطنی تضعیف کے مستحق ہیں، کیا امام صاحب کے اصحاب کے سکوت پر راضی نہیں؟ اور پھر خود اپنی سنن میں سقیم حدیثیں اور معلول، منکر، غریب، موضوع روایات تک نقل کیں ہیں، نیز اپنی کتاب میں احادیث ضعیفہ باوجودیکہ ان کو ان روایات کے ضعیف ہونے کا علم تھا روایت کیں، اور اپنے مذہب پر ان سے استدلال کیا حتیٰ کہ بعض علماء نے انہیں قسم دی تو انہوں نے اقرار کیا کہ اس کتاب میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے:

قلت: لو تأدب الدارقطنی واستحیی لما تلفظ بهذه اللفظة في حق أبي حنيفة فإنه إمام طبق علمه الشرق والغرب، ولما سئل ابن معين عنه فقال: ثقة مأمون ما سمعت أحدا ضعفه، هذا شعب بن الحجاج يكتب إليه أن يحدث وشعبة شعبة. وقال أيضا: كان أبو حنيفة ثقة من أهل الدين

والصدق ولم يتهم بالكذب، وكان مأمونا على دين الله تعالى، صدوقا في الحديث، وأثنى عليه جماعة من الأئمة الكبار مثل عبد الله بن المبارك، ويعبد من أصحابه، وسفيان بن عيينة وسفيان الثوري وحماد بن زيد وعبد الرزاق ووکیع، وكان يفتي برأيه والأئمة الثلاثة: مالک والشافعي وأحمد وآخرون كثيرون، وقد ظهر لك من هذا تحامل الدارقطني عليه وتعصبه الفاسد، وليس له مقدار بالنسبة إلى هؤلاء حتى يتكلم في إمام متقدم على هؤلاء في الدين والتقوى والعلم، وبتضعيفه إياه يستحق هو التضعيف، أفلا يرضى بسكوت أصحابه عنه وقد روى في (سننه) أحاديث سقيمة ومعلولة ومنكرة وغريبة وموضوعة؟ ولقد روى أحاديث ضعيفة في كتابه (الجهر بالبسملة) واحتج بها مع علمه بذلك، حتى إن بعضهم استحلفه على ذلك فقال: ليس فيه حديث صحيح. ولقد صدق القائل: حسدوا الفتى إذ لم ينالوا سعيه. فالقوم أعداء له وخصوم. ①

علامہ عینی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تضعیف کا دارقطنی کو کیا حق ہے بلکہ وہ خود تضعیف کے مستحق ہیں، کیوں کہ انہوں نے اپنی سنن میں منکر، معلول، سقیم، موضوع روایات نقل کی ہیں، قائل نے بالکل بجا فرمایا کہ جب وہ لوگ آپ کی شان اور وقار و مرتبہ کو نہ پاسکے تو وہ آپ کے مخالف اور دشمن ہو گئے، اس کے مثل ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

مکھیوں کے گرنے سے سمندر کا پانی گدلا نہیں ہوتا، اور نہ ہی کتوں کے منہ مارنے سے سمندر کا پانی نجس ہوتا ہے:

① عمدة القاری شرح صحيح البخاری: کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب وجوب القراءة

للامام والماموم في الصلوات کلها، ج ۶ ص ۱۲

فقد ظهر لنا من هذا تحامل الدارقطني عليه وتعصبه الفاسد، فمن أين له تضعيف أبي حنيفة وهو مستحق التضعيف، وقد روى في مسنده أحاديث سقيمة ومعلولة ومنكرة وغريبة وموضوعة، ولقد صدق القائل في قوله حينئذ والمعنى: إذا لم ينالوا شأنه ووقاره. فالقوم أعداء له وخصوم وفي المثل السائر: البحر لا يكدره وقوع الذباب ولا ينجسه ولوغ الكلاب. ❶

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب جرح اور اس کا جواب

قال ابن المبارك: كان أبو حنيفة رحمه الله يتيما في الحديث. ❷
جواب: ا..... یتیم کے معنی محاورہ میں یکتا اور بینظیر کے آتے ہیں۔

علامہ اسماعیل بن محمد الجوهري رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۳۹۳ھ) فرماتے ہیں کہ ہر وہ چیز جس کی نظیر نادر ہو وہ یتیم ہے اس لئے کہا جاتا ہے ”درة یتیمہ“ نادر الوجود موتی۔

وكل شيء مفرد يعز نظيره فهو یتیم يقال درة یتیمہ. ❸

معلوم ہوا کہ یتیم اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کا وجود نادر ہو اور بہت کم پائی جاتی ہو اور بے مثال اور یکتا ہو۔

امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یتیم ریت کے اکیلے ذرے کو کہتے ہیں اور عرب کے ہاں اکیلی اور منفرد چیز کو یتیم کہتے ہیں:

وكل مفرد ومنفردة عند العرب یتیم ویتیمہ. ❹

❶ البناية شرح الهداية: كتاب الصلاة، قراءة المؤتمر خلف الامام، ج ۲ ص ۳۱۷

❷ تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ذكر مقاله العلماء في ذم رأيه، ج ۱۳

ص ۳۱۷ ❸ الصحاح: فصل الياء، یتیم، ج ۵ ص ۲۰۶۲

❹ لسان العرب: فصل الياء، یتیم، ج ۱۲ ص ۶۲۶

علامہ مجد الدین فیروز آبادی رحمہ اللہ (متوفی ۸۱۷ھ) فرماتے ہیں کہ یتیم ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جس کی نظیر بہت کم پائی جاتی ہو:

والیتیم: الفرد، وکل شیء یعز نظیرہ. ①
ہر وہ قیمتی اور مہنگی چیز جس کی نظیر نہ ہو اسے یتیم کہتے ہیں:

الشمینۃ التي لا نظیر لها. ②

پس عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ حدیث میں یکتا اور بے نظیر تھے، اس کی تائید خود عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے دوسرے اقوال سے ہوتی ہے۔
سوید بن نصر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ یہ نہ کہو کہ یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی رائے ہے بلکہ یوں کہو یہ حدیث کی تفسیر ہے:

سمعت ابن المبارک یقول: لا تقولوا رأی ابي حنیفة ولكن قولوا

تفسیر الحدیث. ③

متعصبین نے ابن مبارک رحمہ اللہ کے اس قول کو غلط معنی پہنا دیا جیسے ان کے سامنے ایک شخص نے ان کے ایک قول سے غلط معنی مراد لینا چاہا۔

ابراہیم بن عبداللہ خلال رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے سنا وہ فرما رہے تھے کہ ”کان أبو حنیفة آية“ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہیں، تو ایک شخص بول پڑا اے ابو عبدالرحمن (یہ عبداللہ بن مبارک کی کنیت ہے) یہ بتائیے کہ آیت کس میں تھے شر میں یا خیر میں؟ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فوراً ڈانٹ کر کہا خاموش رہو، تمہیں پتہ نہیں کہ آیت کا لفظ خیر ہی کیلئے آتا ہے شر کیلئے آیت نہیں بلکہ غایت کا لفظ آتا ہے، اور پھر قرآن کریم کی یہ آیت تلاوت کی: وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً:

① القاموس المحيط: فصل الیاء، الیتیم، ج ۱ ص ۱۱۷ ② المعجم الوسيط: فصل الیتیم،

ج ۲ ص ۱۰۶۳ ③ مناقب ابي حنیفة للموفق: الباب الثاني والعشرون، ص ۳۰۷

ابن المبارک يقول: كان أبو حنيفة آية فقال له قائل: في الشري يا أبا عبد الرحمن أو في الخير؟ فقال: اسكت يا هذا فإنه يقال: غاية في الشر، وآية في الخير، ثم تلا هذه الآية: وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً. ①

جیسے اس شخص نے عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے سامنے آپ کے مدحیہ کلام کو جس میں آپ امام اعظم رحمہ اللہ کو اللہ سبحانہ کی نشانی بتا رہے تھے عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے سامنے غلط معنی پہنا دیا ٹھیک اسی طرح مذکورہ جملے کو متعصبین نے غلط معنی میں لیا ہے۔

۲.... عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد تھے اور آپ نے امام اعظم رحمہ اللہ کی بہت زیادہ مدح کی، آپ امام صاحب کے متعلق ایسے کلمات کیسے کہہ سکتے ہیں، بطور نمونہ آپ کے چند مدحیہ اقوال ذکر کیئے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوگا کہ عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی نظر میں امام صاحب کا کس قدر مقام ہے۔

عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ لوگوں میں سب سے بڑے فقیہ امام ابو حنیفہ ہیں، میں نے فقہ میں ان کے مثل کسی کو نہیں دیکھا:

وأما أفقه الناس فأبو حنيفة، ثم قال: ما رأيت في الفقه مثل. ②
عبد اللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اگر کسی کو اپنی رائے سے دین کی بابت کچھ کہنا مناسب ہوتا تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس مرتبے کے ہیں کہ ان کو اپنی رائے سے کہنا مناسب ہونا چاہئے تھا:

ابن المبارک يقول: إن كان أحد ينبغي له أن يقول برأيه، فأبو حنيفة ينبغي له أن يقول برأيه. ③

① تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، مناقب أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۳۶

② تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، مناقب أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۲

③ تاریخ بغداد: ترجمه: النعمان بن ثابت، مناقب أبي حنيفة، ج ۱۳ ص ۳۴۳

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اگر اللہ تعالیٰ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور سفیان ثوری رحمہ اللہ سے میری دستگیری نہ کی ہوتی تو میں بھی عام لوگوں کی طرح ہوتا:

لو لا أن الله أعانني بأبي حنيفة وسفيان لكنت كسائر الناس. ①

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی مدح میں فرماتے ہیں:

سعيد المروزي قال سمعت ابن المبارك يقول:

لقد زان البلاد ومن عليها إمام المسلمين أبو حنيفة

بآثار وفقه في حديث كآثار الزبور على الصحيفة

فما في المشرقين له نظير ولا بالمغربين ولا بالكوفة

رأيت العائنين له سفاها خلاف الحق مع حجج ضعيفة ②

ان واضح اور مستند حوالہ جات سے معلوم ہوا ہے کہ ابن مبارک رحمہ اللہ کی نظر میں امام صاحب کا کس قدر مقام ہے۔

۳..... بالفرض والمحال اگر تسلیم کر لیا جائے تو عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے یہ بات اس وقت کہی ہوگی جب امام صاحب کا ابتداء میں علم کلام کی طرف زیادہ میلان تھا اور علم حدیث وفقہ کی طرف زیادہ اشتغال نہ تھا، اور امام صاحب سے متعلق ان کے مدحیہ اقوال اور ان کی تعدیل و توثیق اس وقت کی ہو جب کہ امام صاحب محدث وفقہ ہو چکے تھے، لہذا عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کے دونوں اقوال صحیح ہو سکتے ہیں اور امام صاحب پر بھی کوئی حرف نہیں آتا۔

۴..... علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ یتیم سے مراد یہ ہے

① عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان: الباب العاشر، ص ۱۸۸

② أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر ماروي من الشعر في مدح أبي حنيفة، ص ۹۰

کہ وہ حدیث کی روایت میں سندوں کی زیادہ تلاش کرنے کی پرواہ نہ کرتے تھے جیسا کہ ان لوگوں کی عادت تھی جو صرف روایت کی جانب ہی توجہ کرنے والے تھے، بخلاف مجتہدین کے کہ اگر ان کو چند اسناد کے ساتھ یا ایک ہی صحیح یا حسن درجے کی سند کے ساتھ روایت مل جائے تو وہ اس میں سے احکام استنباط کرنے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور کثرت طرق کے متلاشی نہیں ہوتے ہیں، ابراہیم بن سعید الجوهری رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ ہر ایسی حدیث جو میرے پاس سو سندوں کے ساتھ نہ ہو تو میں اس حدیث میں یتیم ہوں:

کل حدیث لا یکون عندی من مائة وجه فانا فیہ یتیم. ①

امام اعظم رحمہ اللہ پر مرجیہ کے الزام کی حقیقت

امام بخاری رحمہ اللہ نے امام اعظم رحمہ اللہ کے بارے میں ان کے ترجمہ میں لکھا:

کان مرجئا سکتوا عنہ وعن رأیہ وعن حدیثہ. ②

وہ مرجیہ تھے، محدثین نے ان سے روایت کرنے میں، ان کی رائے لینے سے اور ان کی حدیث لینے میں سکوت اختیار کیا ہے۔

امام اعظم پر مرجیہ کا الزام لگانے کی ابتداء خوارج، قدریہ اور معتزلہ جیسے باطل فرقوں نے کی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ امام اعظم رحمہ اللہ نے دور اول میں پھوٹنے والے ان باطل فرقوں کی شدید مخالفت کی، کیونکہ یہ تمام فرقے ایسے باطل عقائد و نظریات عوام الناس میں پھیلانے میں کوشاں تھے جن کا اسلام میں سرے سے ہی کوئی وجود نہ تھا۔

عقیدہ قدریہ کے حامل انسان کے فعل کو مکمل طور پر انسان کے ارادہ کے تحت سمجھتے تھے اور اس میں ارادہ الہی کے دخل کو جائز نہ سمجھتے تھے، اور وہ اپنے اس عقیدہ کا پرچار بھی کرتے

① تذکرۃ الحفاظ: ترجمۃ: ابراہیم بن سعید الجوهری، ج ۲ ص ۷۶

② التاریخ الکبیر: ترجمۃ: النعمان بن ثابت، ج ۸ ص ۸۱، رقم الترجمۃ: ۲۲۵۳

جس کی وجہ سے امام اعظم نے ان کی شدید مخالفت کی۔

معتزلہ کا عقیدہ تھا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب غیر مؤمن ہے لہذا وہ مرنے کے بعد ہمیشہ جہنم میں رہے گا، جو شخص بھی ان کے اس نظریہ کی مخالفت کرتا وہ اس پر مرجیہ کا اطلاق کرتے۔
خوارج کا عقیدہ تھا کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب کافر ہے اور اس کا خون و اموال دوسروں پر حلال ہیں ان کے نزدیک بھی ایسا شخص جہنم میں رہے گا۔

چوتھا باطل فرقہ مرجیہ کا تھا جنہوں نے خوارج کے بالکل برعکس عقیدہ اپنایا، انہوں نے یہ عقیدہ اختیار کیا کہ ایمان کامل اقرار لسانی اور تصدیق قلبی کا نام ہے، لہذا عمل کی اس میں ضرورت ہی نہیں، اور بعض نے ان میں سے یہاں تک کہا کہ ایمان صرف قلبی اعتقاد کا نام ہے اگرچہ اعلانیہ زبان سے کفر کا اقرار کرتا پھرے، بتوں کو پوجتا رہے یا دارالاسلام میں یہودیوں اور عیسائیوں سے ملا رہے اور صلیب و تثلیث کو پوجے، اس کے اعمال جیسے بھی ہوں وہ مرتے وقت کامل حالت ایمان میں ہی مرے گا۔ ان کا عقیدہ تھا کہ حالت ایمان میں سرزد ہونے والا گناہ نقصان نہیں پہنچاتے جیسا کہ کفر کی حالت میں اطاعت الہی کافروں کو کوئی نفع نہیں دیتی۔ ①

امام اعظم رحمہ اللہ ان سب باطل عقائد سے جدا تھے، انہوں نے کبھی بھی ان عقائد باطلہ سے تعلق نہیں رکھا بلکہ ہمیشہ ان کی سرکوبی کے لیے کام کرتے رہے۔ امام صاحب کے الفاظ میں ان کا عقیدہ ملاحظہ کریں، آپ نے فرمایا:

لا نقول: إن المؤمن لا تضره الذنوب، ولا نقول: إنه لا يدخل النار،
ولا نقول: إنه يدخل فيها، وإن كان فاسقا بعد أن يخرج من الدنيا مؤمناً،
ولا نقول: إن حسناتنا مقبولة وسيئاتنا مغفورة كقول المرجئة. ولكن

① الفصل في الملل والنحل: ذكر شنع المرجئة، ج ۴ ص ۱۵۴، ۱۵۵

نقول: من عمل حسنة بجميع شرائطها خالية عن العيوب المفسده والمعاني المبطله ولم يبطلها (بالكفر والردة) حتى خرج من الدنيا مؤمناً فإن الله تعالى لا يضيعها، بل يقبلها منه ويثيبه عليها. وما كان من السيئات دون الشرك والكفر ولم يتب عنها صاحبها حتى مات فإنه في مشيئة الله تعالى إن شاء عذبه، وإن شاء عفا عنه ولم يعذبه بالنار أبداً. ❶

ہم یہ نہیں کہتے کہ مؤمن کو اس کے گناہ نقصان نہیں پہنچائیں گے، نہ یہ کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں نہیں جائے گا (جس طرح باطل فرقے مرجیہ اور ملاحدہ وغیرہما کہتے ہیں) اور نہ ہی (معتزلہ اور خوارج کی طرح) یہ کہتے ہیں کہ وہ دوزخ میں ہمیشہ رہے گا اگرچہ وہ فاسق ہی ہو اور دنیا سے حالت ایمان میں رخصت ہوا ہو، اور نہ ہم مرجیہ کی طرح یہ کہتے ہیں کہ ہماری نیکیاں مقبول ہیں اور گناہ معاف۔

بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ جس شخص نے نیکی کو اس کی تمام شرائط کے ساتھ کیا جو عیوب مفسدہ (ظاہری گناہ مثلاً شراب نوشی، بدکاری، جھوٹ) اور معانی مبطلہ (باطنی گناہ مثلاً تکبر اور ریاکاری) سے محفوظ ہوئی، اور اس شخص نے اسے کفر اور ارتداد سے ضائع نہ کیا یہاں تک کہ دنیا سے مؤمن چلا گیا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی نیکی کو ضائع نہیں کرے گا، بلکہ اس شخص سے اس نیکی کو قبول فرمائے گا اور اسے اس کا ثواب عنایت کرے گا۔ کفر و شرک کے علاوہ جتنے بھی گناہ ہوں گے جس پر اس کا عامل توبہ کیے بغیر ہی حالت ایمان میں مر گیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تابع ہوگا چاہے وہ اسے (عدل کے باعث) جہنم میں عذاب دے اور چاہے (فضل و کرم اور شفاعت کے باعث) معاف فرمادے، اور وہ اسے اصلاً عذاب کا مستحق نہیں ٹھہرائے گا (بلکہ جنت میں داخل کر دے گا جہاں وہ ہمیشہ رہے گا)۔

❶ شرح الفقہ الاکبر: المعاصی تضر مرتکبها خلافا لبعض الطوائف، ص ۷۶، ۷۷

اتنے صریح الفاظ میں امام اعظم رحمہ اللہ کا عقیدہ جان لینے کے بعد اب کسی صفائی کی ضرورت نہیں رہی۔ انہوں نے اپنے الفاظ میں وضاحت کے ساتھ اہل سنت و جماعت حنفی مذہب کا عقیدہ بیان کر دیا ہے کہ ہمارا عقیدہ باطل فرقوں خوارج، معتزلہ اور مرجیہ کے برعکس قرآن و سنت پر قائم ہے۔ ہم نہ کسی مؤمن کو گناہ کبیرہ کے باعث ہمیشہ جہنم کا مستحق ٹھہراتے ہیں اور نہ کافر، اور نہ ہی ہم اسے گناہوں کے مضر اور دخول جہنم سے بے خوف کرتے ہیں۔ بلکہ گناہوں کی وجہ سے مؤمن کی گرفت بھی ہو سکتی ہے، وہ جہنم میں داخل بھی ہو سکتا ہے اور اس کی معافی بھی ہو سکتی ہے، لیکن حالت ایمان میں مرنے والے گناہگار مؤمن کو کافر کا ٹائٹل اور ہمیشگی کا پروانہ نہیں تھمایا جاسکتا۔

ہماری نگاہ میں امام اعظم کو مرجیہ کہنے کی یہی وجہ سمجھ آتی ہے کہ انہوں نے ان سب باطل فرقوں کی اتنی شد و مد سے مخالفت کی جتنی اس دور میں اور کوئی امام نہ کر سکا، آپ نے اپنی خدا داد صلاحیتوں سے ان کی جڑیں اکھیڑ کر رکھ دیں، جس کے نتیجہ میں ان باطل فرقوں نے بدلہ اس انداز میں لیا کہ امام صاحب پر اور آپ کے ہم خیال دوسرے ائمہ پر مرجیہ ہونے کا الزام لگا دیا۔

اسی لیے امام اعظم نے بصرہ کے ایک عالم عثمان البتی رحمہ اللہ کو اپنی طرف منسوب مرجیہ کے نام کی حقیقت کو واضح کرتے ہوئے لکھا تھا:

فما ذنب قوم تکلموا بعدل، و سماهم أهل البدع بهذا الاسم، ولكنهم
أهل العدل وأهل السنة، وإنما هذا اسم سماهم به أهل شأن. ①

حق پر بولنے والی قوم کا یہی تو گناہ ہوتا ہے کہ اہل بدعت انہیں اس (مرجیہ کے) نام سے موسوم کر دیتے ہیں، حالانکہ وہ اہل انصاف اور اہل سنت ہوتے ہیں، انہیں اس نام سے

① العقيدة وعلم الكلام: رسالة أبي حنيفة إلى عثمان البتي، ص ۶۳۲، الناشر: دار

صرف کم ظرف لوگ ہی منسوب کرتے ہیں۔

امام صاحب کے اسی قول کی تائید امام شہرستانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۸ھ) نے اپنی شہرہ آفاق تصنیف ”الملل والنحل“ میں کی ہے، وہ لکھتے ہیں:

لعمری کان یقال لأبی حنیفة وأصحابہ مرجئة السنة، وعدہ کثیر من أصحاب المقالات من جملة المرجئة، ولعل السبب فیہ أنه لما کان یقول: الإیمان هو التصدیق بالقلب وهو لا یزید ولا ینقص، ظنوا أنه یؤخر العمل عن الإیمان، والرجل مع تخریجه فی العمل کیف یفتی بترک العمل، وله سبب آخر وهو أنه کان یخالف القدریة والمعتزلة الذین ظهروا فی الصدر الأول، والمعتزلة کانوا یلقبون کل من خالفهم فی القدر مرجئاً وكذلك الوعیديّة من الخوارج، فلا یبعد أن اللقب إنما لزمه من فریق: المعتزلة والخوارج، واللہ أعلم. ❶

مجھے اپنی عمر (عطا کرنے والے) کی قسم! امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کو مرجئة السنة کہا جاتا تھا، اور بہت سے کہنے والوں نے جمیع مرجیہ میں ان کو بھی شامل کیا ہے، اور اس کا سبب یہ ہو سکتا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے: ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے اور یہ گھٹنا بڑھتا نہیں، ان پر الزام لگانے والوں نے گمان کیا کہ وہ عمل کو مؤخر کرتے ہیں، حالانکہ ایسا شخص جو شریعت پر عمل پیرا ہو کیسے ترک عمل کا فتویٰ دے سکتا ہے۔ ہاں (ان کو مرجیہ کہنے کا) ایک دوسرا سبب یہ ہو سکتا ہے چونکہ وہ دورِ اوّل میں نمودار ہونے والے فتنوں قدریہ اور معتزلہ کی مخالفت کیا کرتے تھے اور معتزلہ تقدیر میں اپنے ہر مخالف شخص کو مرجئہ کا لقب دیتے تھے اور یہی رویہ خوارج کا تھا، پس اس صورت حال میں یہ امر بعید نہیں کہ انہیں یہ مرجئہ کا لقب

❶ الملل والنحل: الفصل الخامسة: المرجئة، الغسانیة، ج ۱ ص ۱۴۱

فریقین معتزلہ اور خوارج کی طرف سے بد نیتی اور حسد کی وجہ سے دیا گیا ہو، واللہ اعلم۔
گزشتہ صفحات میں بیان کیا جا چکا ہے کہ امام صاحب کا عقیدہ مرجہ کے بالکل برعکس
اور اس حقیقت کا غماز تھا کہ عمل فی نفسہ ایمان کی تعریف میں شامل نہیں لیکن اس کے بغیر
ایمان ناقص اور ادھورا ہے۔ اس کے باوجود بعض حضرات نے امام اعظم رحمہ اللہ کے خلاف
پھیلائے ہوئے باطل قوتوں کے اس جال میں پھنس کر انہوں نے اپنی کتابوں میں امام
اعظم کو مرجہ لکھ ڈالا۔

امام اعظم کے علاوہ کئی اکابر تابعین اور تبع تابعین کو بھی انہیں فتنوں کے سبب مرجہ
میں شمار کیا گیا ہے۔ جن میں سے چند نام درج ذیل ہیں:

۱..... حضرت حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب رحمہ اللہ

۲..... حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ ۳..... عمرو بن مرہ رحمہ اللہ

۴..... محارب بن دثار رحمہ اللہ ۵..... مقاتل بن سلیمان رحمہ اللہ

۶..... حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ ۷..... قدید بن جعفر رحمہ اللہ وغیرہم۔

ان میں سے ہر امام کو صرف اس جرم کی پاداش میں مرجہ کہا گیا کہ انہوں نے خوارج
کے برعکس اصحاب کبار کو مؤمن قرار دیا اور معتزلہ کی طرف سے ان پر ہمیشہ جہنم میں رہنے
کے دعویٰ باطل کی دلائل بتین کے ساتھ تردید کی۔ جب کہ امام اعظم رحمہ اللہ اور یہ سب ائمہ نہ
صرف مرجہ ہونے کے اس الزام سے بری تھے بلکہ وہ سب تقویٰ و طہارت اور اطاعت
و اتباع شریعت کے بلند ترین مقام پر فائز تھے۔

علامہ سید محمد مرتضیٰ الزبیدی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۰۵ھ) نے امام اعظم کا ارجاء کے الزام سے

بری الذمہ ہونے پر یوں تبصرہ کیا ہے:

‘وأما نسبة الإرجاء إليه فغير صحيح فإن أصحاب الإمام كلهم على

خلاف رأي الإرجاء. فلو كان أبو حنيفة مرجئاً لكان أصحابه على رأيه وهم الآن موجودون على خلاف ذلك، وإذا أجمع الناس على أمر وخالفهم واحد أو اثنان لم يلتفت إلى قوله ولم يصدق في دعواه حتى إن الصلاة عند أبي حنيفة خلف المرجئة لا تجوز. ومن أجمع الأمة على أنه أحد الأئمة الأربعة المجمع عليهم لا يقدح فيه قول من لا يعرفه إلا بعض المحدثين. ①

امام اعظم کی طرف ارجاء کی نسبت صحیح نہیں کیونکہ امام صاحب کے تمام اصحاب ارجاء کے اصحاب کی رائے کے خلاف ہیں۔ اگر امام ابو حنیفہ مرجئہ ہوتے تو ان کے شاگرد بھی ان ہی کی رائے پر ہوتے حالانکہ وہ ابھی تک اس کے خلاف موجود ہیں، جب سب لوگ کسی امر پر متفق ہوں اور کوئی ایک یا دو اشخاص ان کی مخالفت کریں تو اس کے قول کی طرف دھیان نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی اس کے دعویٰ کی تصدیق کی جائے گی، (یہ مرجئہ کے ساتھ اختلاف ہی کی وجہ سے ہے کہ) امام ابو حنیفہ کے نزدیک مرجئہ کے پیچھے نماز تک بھی جائز نہیں ہے۔ امت کا اس پر اجماع ہے کہ امام صاحب ان چار ائمہ میں سے ہیں جن پر سب کا اتفاق ہے، لہذا آپ کے بارے میں اس شخص کا قول قاذح نہیں ہوگا جس کو صرف بعض محدثین جانتے ہوں۔

امام اعظم رحمہ اللہ کو سب سے زیادہ طعن و تشنیع کا اس لیے بھی نشانہ بنایا گیا کیونکہ آپ معتزلی، خوارجی اور قدریوں سے مناظروں کے دوران اپنی خداداد صلاحیتوں سے نہ صرف ان کے دلائل و عقائد کی دھجیاں بکھیر دیتے تھے بلکہ انہیں لا جواب بھی کر دیتے تھے۔ اس کا جواب انہوں نے یوں دیا کہ آپ پر مرجئہ کا الزام لگا دیا۔

① عقود الجواهر المنيفة: مقدمة، ج ۱ ص ۱۵

امام بخاری رحمہ اللہ پر خلقِ قرآن کا الزام لگایا گیا

مسلمہ نے امام بخاری رحمہ اللہ کے بارے میں ایک قول نقل کیا۔ ہے جسے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ (متوفی ۸۵۲ھ) نے امام بخاری رحمہ اللہ کے ترجمہ میں درج کیا ہے:

كان ثقة، جليل القدر، عالماً بالحديث، وكان يقول بخلق القرآن،

فأنكر ذلك عليه علماء خراسان فهرب ومات وهو مستخف. ①

بخاری ثقہ، جلیل القدر اور حدیث کے عالم تھے۔ وہ قرآن کے مخلوق ہونے کا کہا کرتے

تھے جس پر علماء خراسان نے ان کا انکار کیا تو وہ وہاں سے نکل کھڑے ہوئے اور روپوشی میں ہی ان کا وصال ہو گیا۔

جب کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے خود امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرح اس بات سے انکار کیا۔ امام

محمد بن نصر مروزی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسماعیل بخاری رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا:

من قال عني أني قلت: لفظي بالقرآن مخلوق فقد كذب. ②

جس شخص نے میری طرف سے یہ کہا کہ میں نے کہا ہے: قرآن کے الفاظ مخلوق ہیں تو

اس نے جھوٹ بولا۔

جس طرح امام بخاری رحمہ اللہ پر الفاظِ قرآنی کے مخلوق ہونے کا بے بنیاد الزام لگنے کے

باوجود ان کی روایتِ حدیث اور علمِ حدیث میں جلالتِ شان پر کوئی اثر نہیں پڑتا تو اسی طرح امام

اعظم رحمہ اللہ پر ارجاء کا بے سرو پا الزام لگنے سے ان کی عدالت و ثقاہت پر بھی کوئی اثر نہیں پڑتا۔

ارجاء ابو حنیفہ اور غنیۃ الطالبین کی عبارت

أما الحنفية فهم بعض أصحاب أبي حنيفة النعمان بن ثابت زعموا أن

① تہذیب التہذیب: ترجمہ: محمد بن اسماعیل بن ابراہیم، ج ۹ ص ۵۴

② تہذیب التہذیب: ترجمہ: محمد بن اسماعیل بن ابراہیم، ج ۹ ص ۵۴

الإيمان هو المعرفة والإقرار بالله ورسوله وبما جاء من عنده جملة على ما

ذكره البرهوتى فى كتاب الشجرة. ①

جواب: مرجعہ ارعاء سے مشتق ہے، جو باب افعال کا مصدر ہے، لغت میں اس کے معنی تاخیر کرنا اور اصطلاح میں ارعاء کا معنی اعمال کو ایمان سے علیحدہ رکھنا۔ مرجعہ ضالۃ اس فرقے کو کہتے ہیں جو صرف اقرار لسانی اور معرفت کا نام ایمان رکھتا ہے اور ساتھ یہ بھی اعتقاد رکھتا ہے کہ معصیت اور گناہ ایمان کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکتے اور گناہ گار کو گناہ پر سزا نہیں دی جائے گی بلکہ معاصی پر سزا ہو ہی نہیں سکتی، عذاب و ثواب گناہوں اور نیکیوں پر مرتب ہی نہیں ہوتا، اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ فرقہ گمراہ ہے۔

علامہ عبدالکریم شہرستانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ ارعاء کے دو معنی ہیں۔

۱.... تاخیر کرنا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: قَالُوا ارْجِهْ وَأَخَاهُ ② انہوں نے کہا کہ موسیٰ اور ان کے بھائی کو مہلت دے یعنی ان کے بارے میں فیصلہ کرنے میں تاخیر سے کام لینا چاہیے اور ان کو مہلت دینی چاہئے۔

۲.... اعطاء الرجاء یعنی امید دلانا یعنی محض ایمان پر کلی نجات کی امید دلانا اور یہ کہنا کہ ایمان کے ہوتے ہوئے گناہ و معاصی کچھ مضر نہیں ہیں۔

۳.... بعض کے نزدیک ارعاء یہ بھی ہے کہ کبیرہ گناہ کے مرتکب کا فیصلہ قیامت پر چھوڑ دیا جائے اور دنیا میں اس پر جنتی یا جہنمی ہونے کا حکم نہ لگایا جائے۔

۴.... بعض کے نزدیک ارعاء یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پہلے خلیفہ کے بجائے چوتھا خلیفہ قرار دیا جائے:

الإرجاء على معنيين: أحدهما: بمعنى التأخير كما في قوله تعالى: قَالُوا

أَرْجَاهُ وَأَخَاهُ، أَيْ أَمْهَلَهُ وَأَخَّرَهُ. وَالثَّانِي: إعطاء الرجاء. أما إطلاق اسم المرجئة على الجماعة بالمعنى الأول فصحيح، لأنهم كانوا يؤخرون العمل عن النية والعقد. وأما بالمعنى الثاني فظاهر، فإنهم كانوا يقولون: لا تضر مع الإيمان معصية، كما لا تنفع مع الكفر طاعة. وقيل الإرجاء تأخير حكم صاحب الكبيرة إلى يوم القيامة، فلا يقضى عليه بحكم ما في الدنيا، من كون من أهل الجنة، أو من أهل النار. فعلى هذا: المرجئة، والوعيدية فرقتان متقابلتان. وقيل الإرجاء: تأخير على رضى الله عليه عن الدرجة الأولى إلى الرابعة. ①

ارجاء کے معنی و مفہوم میں چونکہ تاخیر بھی شامل ہے اس لئے حضرات ائمہ جو گناہ گار کے بارے میں توقف اور خاموشی سے کام لیتے ہیں اور دنیا میں اس کے جنتی اور جہنمی ہونے کا کوئی فیصلہ نہیں کرتے بلکہ اس کا معاملہ آخرت پر چھوڑتے ہیں کہ حق تعالیٰ شانہ اس کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کرے خواہ اس کو معاف کرے اور جنت میں داخل کرے یا سزا بھگتنے کیلئے جہنم میں ڈال دے یہ سب مرجہ ہیں اور اسی معنی کے اعتبار سے امام اعظم اور دیگر محدثین کو مرجہ کہا گیا ہے۔

ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۴ھ) نے بھی یہی بات نقل کی ہے:

ثم اعلم أن القونوی ذکر أن أبا حنیفة کان یسمی مرجئاً لتأخیرہ أمر صاحب الكبيرة إلى مشیة الله تعالیٰ، والإرجاء التأخیر. ②

جانتا چاہئے کہ علامہ قونوی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو بھی مرجئہ کہا

① الملل والنحل: الفصل الخامس، المرجئة، ج ۱ ص ۱۳۹

② شرح الفقہ الأكبر: ص: ۷۴، الناشر: قدیمی کتب خانہ

جاتا تھا کیونکہ امام ابو حنیفہ مرتکب کبیرہ کا معاملہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف رکھتے تھے اور ارجاء کا معنی و مفہوم موخر کرنے کے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ عقیدہ قرآن و سنت کے خلاف ہے؟ یا صریح نصوص آیات و احادیث سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اس عقیدے کی تائید و تصدیق ہوتی ہے اور تمام اہل سنت کا بھی یہی مذہب ہے۔

مرجہ فرق ضالۃ کا عقیدہ

ملا علی قاری رحمہ اللہ (متوفی ۱۰۱۲ھ) فرماتے ہیں کہ مرجہ مذمومہ بدعتی فرقہ، قدریہ سے جدا ایک فرقہ ہے، جن کا عقیدہ ہے کہ ایمان کے آنے کے بعد انسان کے لئے کوئی گناہ مضر نہیں ہے جیسا کہ کفر کے بعد کوئی نیکی مفید نہیں ہے، اور مرجہ کا نظریہ ہے کہ مسلمان جیسا بھی ہو کسی کبیرہ گناہ پر اس کو کوئی عذاب نہیں دیا جائیگا، پس اس مرجہ اہل بدعت کا ارجاء اور امام اعظم اور دیگر ائمہ کے ارجاء میں کیا نسبت؟

ثم المرجئة المذمومة من المبتدعة ليسوا من القدرية، بل هم طائفة قالوا: لا يضر مع الإيمان ذنب كما لا ينفع مع الكفر طاعة فزعموا أن أحدا من المسلمين لا يعاقب على شيء من الكبائر فأين هذا الإرجاء عن ذلك الإرجاء؟ ①

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ خود ”الفقه الأكبر“ میں مرجہ کا رد کر رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں:
لا نقول أن المؤمن لا تضره الذنوب وأنه لا يدخل النار ولا إنه يخلد فيها وإن كان فاسقا بعد أن يخرج من الدنيا مؤمنا ولا نقول: إن حسناتنا مقبولة وسيئاتنا مغفورة كقول المرجئة ولكن نقول: المسئلة مبينة مفصلة

① شرح الفقه الأكبر: ص ۷۵

من عمل حسنة بشرائطها خالية عن العيوب المفسدة والمعاني المبطله
ولم يطلها حتى خرج من الدنيا فإن الله لا يضيعها بل يقبلها منه ويشبه

عليها. ①

ہم یہ نہیں کہتے کہ مومن کیلئے گناہ مضر نہیں اور نہ ہم اس کے قائل ہیں کہ مومن جہنم میں بالکل داخل نہیں ہوگا، اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ ہی جہنم میں رہے گا اگرچہ فاسق ہو جب کہ وہ دنیا سے ایمان کی حالت میں نکلا، اور نہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہماری تمام نیکیاں مقبول ہیں اور تمام گناہ معاف ہیں جیسا مرجعہ کا عقیدہ ہے، بلکہ ہمارے اعتقاد ہے کہ جو شخص کوئی نیک کام اسی کی شرطوں کے ساتھ کرے اور وہ کام تمام مفاسد سے خالی ہو اور اس کو باطل نہ کیا ہو اور دنیا سے ایمان کی حالت میں رخصت ہو تو اللہ تعالیٰ اس عمل کو ضائع نہیں کرے گا بلکہ اس کو قبول کر کے اس پر ثواب عطا فرمائے گا۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تو خود مرجعہ کا رد فرما رہے ہیں اگر خود مرجعہ میں سے ہوتے تو ان کے عقیدے کا رد کرنے کا کیا مطلب؟ اور اپنے عقیدہ کا اظہار کیوں کرتے جو مرجعہ کے خلاف اور اہل سنت کے موافق ہے۔ معلوم ہوا کہ مرجعہ گمراہ فرقے کا جو عقیدہ ہے امام صاحب کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے، امام صاحب تو اپنی اس تصنیف میں اس پر مفصل رد فرما رہے ہیں، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب امام صاحب کا یہ عقیدہ نہیں ہے تو پھر امام صاحب کی طرف اس کی نسبت کیسے ہوگئی؟ جواب یہ ہے کہ غسان بن مرئی جو فرقہ غسانہ کا پیشوا ہے اس نے اپنے مذہب کو رواج دینے کیلئے امام صاحب کی طرف ارجا کی نسبت کی تاکہ اس کے مذہب کو شہرت ہو جائے کہ اتنے بڑے امام کا بھی یہ مذہب ہے، اور مرجعہ کے مسائل امام صاحب کی طرف منسوب کرتا تھا حالانکہ امام صاحب کا دامن اس سے بالکل بری ہے۔

① شرح الفقہ الأكبر: ص ۷۷، ۷۸

علامہ عبد الکریم شہرستانی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۸ھ) فرماتے ہیں کہ تعجب خیز بات ہے غسان (جو فرقہ غسانیہ کا پیشوا ہے) اپنے مذہب کو امام ابو حنیفہ کی طرح ظاہر کرتا اور شمار کرتا تھا، اور امام ابو حنیفہ کو بھی مرجئہ میں شمار کرتا تھا۔ غالباً یہ جھوٹ ہے، مجھے زندگی عطا کرنے والے کی قسم! امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کو تو مرجئہ السنۃ کہا جاتا تھا:

ومن العجیب أن غسان کان یحکی عن أبی حنیفۃ رحمہ اللہ مثل مذہبہ، ویعدہ من المرجئة، ولعلہ کذب کذلک علیہ، لعمری! کان یقال لأبی حنیفۃ وأصحابہ مرجئة السنۃ. ❶

اندازہ کیجئے علامہ عبد الکریم شہرستانی رحمہ اللہ جو شافعی المسلک ہونے کے باوجود قسم کھا کر کہہ رہے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے۔

معلوم ہوا کہ امام صاحب کا یہ اعتقاد نہیں تھا بلکہ غسان فرقے کا پیشوا امام صاحب کی طرف اپنے باطل نظریے کو منسوب کرتا تھا تا کہ اس کے مذہب کی شہرت ہو جائے۔

علامہ ابن اثیر جرزی رحمہ اللہ (متوفی ۶۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ بہت سے اقوال مختلفہ ان (یعنی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ) کی طرف منسوب کئے گئے ہیں جن سے ان کا مرتبہ بالاتر ہے اور وہ ان سے بالکل منزہ اور پاک ہیں، چنانچہ خلق قرآن، تقدیر، ارجاء وغیرہ کا قول جو ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اس کی ضرورت نہیں کہ اقوال اور ان کے قائلین کا ذکر کیا جائے کیونکہ بدیہی بات یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ان تمام امور سے بری اور پاک تھے:

وقد نسب إلیہ وقیل عنہ من الأقاویل المختلفة التي نجل قدرہ عنہا ویتنزہ منہا، من القول بخلق القرآن، والقول بالقدر، والقول بالارجاء، وغیر ذلک مما نسب إلیہ. ولا حاجة إلی ذکرہا ولا إلی ذکر قائلیہا،

والظاهر أنه كان منزلها عنها. ⑪

اس واضح تصریح سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ یہ جملہ امور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ پر بہتان اور افتراء ہیں امام صاحب کا دامن اس سے بالکل پاک و صاف ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ مرجعہ کی دو قسمیں ہیں:

ثم المرجئة على نوعين: مرجئة مرحومة وهم أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، ومرجئة ملعونة وهم الذين يقولون بأن المعصية لا تضر

والعاصي لا يعاقب. ⑫

پھر مرجعہ کی دو قسمیں ہیں ایک مرجعہ مرحومہ جو صحابہ کرام کی جماعت ہے اور دوسری نوع مرجعہ ملعونہ ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ معصیت ایمان کو کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچاتی اور عاصی کو عذاب و عتاب نہیں ہوگا۔

حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی مرجعہ کہلاتے ہیں لیکن وہ اس گمراہ فرقے سے علیحدہ ہیں اگر بالفرض کسی نے امام صاحب پر مرجعہ کا اطلاق کیا بھی ہے تو اس کا وہی مطلب ہے جو صحابہ کرام پر اس لفظ کو اطلاق کرنے میں لیا جاتا، اور ظاہر ہے کہ امام صاحب کے اقوال و اعمال اور ان کا عقیدہ و مذہب مرجعہ ضالہ کے برخلاف ہے تو پھر کسی طرح ان پر اس کو منطبق کیا جاتا ہے۔ ⑬

عثمان البتی رحمہ اللہ نے امام صاحب رحمہ اللہ کی طرف خط لکھا اور پوچھا کیا آپ مرجعہ میں

① جامع الاصول في أحاديث الرسول: الفرع الثاني في التابعين ومن بعدهم،

ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۱۲ ص ۹۵۲ ② الرفع والتكميل في الجرح

والتعديل: إيقاظ: في بيان معنى الإرجاء السني والإرجاء البدعي، ص ۳۶۳

③ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور معتزین، ص ۸۴

سے ہو؟ تو امام صاحب نے فرمایا کہ مرجعہ کی دو قسمیں ہیں ایک مرجعہ ملعونہ ہے میں اس سے بری ہوں، اور ایک مرجعہ مرحومہ ہے میں اس میں سے ہوں اور انبیاء علیہم السلام کا بھی یہی اعتقاد ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ. ①

روی عن عثمان البتي أنه كتب إلى أبي حنيفة وقال انتم مرجئة فأجابہ بأن المرجئة على ضربين: مرجئة ملعونة وانا برئ منهم ومرجئة مرحومة وأنا منهم، وكتب فيهم أن الأنبياء كانوا كذلك الا ترى إلى قول عيسى قال: إِنْ تُعَذِّبُهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ. ②

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

مرجعہ نام سے موسوم دو فرقے ہیں ایک مرجعہ ضلالت، دوسرا مرجعہ اہل سنت، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ آپ کے تلامذہ اور شیوخ اور دیگر روایات کو انہیں مرجعہ اہل سنت میں سے شمار کیا گیا ہے نہ کہ مرجعہ ضلالت میں سے:

إن المرجئة فرقان مرجئة الضلالة و مرجئة أهل السنة وأبو حنيفة وتلاميذاته وشيوخه وغيرهم من الرواة الأثبات إنما عدوا من مرجئة أهل السنة لا من مرجئة الضلالة. ③

اہل حدیث مکتبہ فکر کے عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

① المائدة: ۱۱۸ ② الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: إيقاظ: في بيان معنى الإرجاء السني والارجاء البدعي، ص ۳۶۵، ۳۶۶ ③ الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: إيقاظ: في بيان معنى الإرجاء السني والارجاء البدعي، ص ۳۶۱

اس موقع پر اس شبہ کا حل بھی نہایت ضروری ہے کہ بعض مصنفین نے سیدنا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو بھی رجال مرجہ میں شمار کیا ہے حالانکہ آپ اہل سنت کے بزرگ امام ہیں اور آپ کی زندگی اعلیٰ درجے کے تقویٰ پر گزری ہے، جس سے کسی کو بھی انکار نہیں بیشک بعض مصنفین نے خدا ان پر رحم کرے امام ابو حنیفہ اور آپ کے شاگردوں امام ابو یوسف، امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیاد رحمہم اللہ کو رجال مرجہ میں شمار کیا ہے جس کی حقیقت کو نہ سمجھ کر اور حضرت امام صاحب ممدوح کے طرز زندگی پر نظر نہ رکھتے ہوئے بعض لوگوں نے اسے خوب اچھالا ہے لیکن حقیقت رس علماء نے اس کا جواب کئی طریق پر دیا ہے۔ ❶

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) فرماتے ہیں:

بعض لوگوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر ارجاء کا الزام لگایا ہے حالانکہ اہل علم میں تو ایسے لوگ کثرت سے موجود ہیں جن کو مرجہ کہا گیا ہے لیکن جس طرح امام ابو حنیفہ کی امامت کی وجہ سے ان میں برا پہلو نمایاں کیا گیا ہے دوسروں کے بارے میں ایسا نہیں کیا گیا، اس کے علاوہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بعض لوگ امام ابو حنیفہ سے حسد و بغض رکھتے تھے اور انکی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے تھے جن سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا دامن بالکل پاک تھا، اور ان کے بارے میں نامناسب اور بے بنیاد باتیں گھڑی جاتی تھیں حالانکہ علماء کی ایک بڑی جماعت نے امام ابو حنیفہ کی تعریف کی اور ان کی فضیلت کا اقرار کیا ہے:

ونقموا أيضا على أبي حنيفة الإرجاء، ومن أهل العلم من ينسب إلى الإرجاء كثير لم يعن أحد بنقل قبيح ما قيل فيه كما عنوا بذلك في أبي حنيفة لإمامته، وكان أيضا مع هذا يحسد وينسب إليه ما ليس فيه ويختلق عليه ما لا يليق به وقد أثنى عليه جماعة من العلماء وفضلوه. ❷

❶ تاریخ اہل حدیث، ص ۵۶ جامع بیان العلم وفضله: باب ماجاء فی ذم القول فی دین

اللہ تعالیٰ بالرأی والظن، ج ۲ ص ۱۰۸۰

ان ٹھوس حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ مرجعہ ضلالہ سے امام صاحب کا کوئی تعلق نہیں ہے امام صاحب نے تو خود اس پر رد کیا ہے جیسا بحوالہ بات گزر گئی ہے، منصف مزاج شخص کیلئے اس قدر تحقیق کافی ہے، باقی رہی بات ”غنیۃ الطالبین“ کی عبارت کی تو اس کی بنیاد ایک مجہول شخص برہوتی کی مجہول کتاب ”کتاب الشجرة“ پر ہے، اب سوال یہ ہے کہ یہ برہوتی کون شخص ہے؟ اور اس کی کتاب ”کتاب الشجرة“ کوئی مستند کتاب ہے؟ حقیقت میں یہ دونوں مجہول ہیں، نام نہاد اہل حدیث کا بقول ان کے یہ اصول ہے کہ ہم ہر بات صحیح و ثابت سند کے ساتھ قبول کرتے ہیں، ضعیف اور مجہول بات کا ہمارے نزدیک کوئی اعتبار نہیں ہے، لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی کے خلاف جو بات جہاں سے جس کسی سے بھی مل جائے تو وہ سر آنکھوں پر ہے اس کیلئے کسی دلیل، ثبوت، صحت سند، غرض کسی چیز کی کوئی ضرورت نہیں۔

اگر ”کتاب الشجرة“ اور مصنف برہوتی واقعی معروف و معتمد شخص ہے تو ”کتاب الشجرة“ سے اصل عبارت مع السند ذکر کی جائے۔

نیز غنیۃ الطالبین کی مذکورہ بالا عبارت کو دیکھیں اس میں ”بعض أصحاب أبي حنيفة“ کا ذکر ہے جس کا مطلب کچھ حنفی اس عقیدہ کے حامل تھے، لیکن یوسف جے پوری کی امانت و دیانت کو داد دیں کہ اس نے بعض کا لفظ اڑا کر تمام احناف کو اس میں شامل کر دیا اور اس کو امام ابو حنیفہ کا مذہب بنا دیا۔

جناب یوسف جے پوری صاحب لکھتے ہیں:

ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کو فی مقتداء ہیں فرقہ حنفیہ کے، اکثر اہل علم نے ان کو مرجعہ

فرقے میں شمار کیا ہے۔ ①

① حقیقت الفقہ، ص ۲۷

جے پوری صاحب کی یہ بات کہ اکثر اہل علم نے ان کو مرجعہ فرقہ میں شمار کیا ہے یہ محض دھوکہ ہے اس لئے کہ اگر اکثر اہل علم نے امام صاحب کو مرجعہ کہا ہے تو جے پوری صاحب نے ان اکثر اہل علم کی فہرست اور ان کے نام ذکر کرنے کی تکلیف کیوں نہیں کی؟ بالفرض والجمال اگر تسلیم کر بھی لیا جائے کہ مصنف برہوتی اور ”کتاب الشجرة“ معتبر کتاب ہے تو بھی عبارت میں ”بعض اصحاب أبي حنيفة“ کا ذکر ہے کہ وہ مرجعہ میں سے ہیں، تو اس سے یہ کیسے معلوم ہوا کہ امام صاحب بھی مرجعہ میں سے ہیں۔ نیز شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے ”غنیۃ الطالبین“ میں کئی جگہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اقوال بھی نقل کئے ہیں اور ان کو ”الإمام“ کے لقب سے یاد کیا مثلاً ایک مقام پر تارکِ صلاۃ کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وقال الامام أبو حنيفة: لا يقتل.

اگر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے نزدیک امام ابو حنیفہ ”مرجعہ ضالہ“ میں سے ہوتے تو پھر ان کو ”الإمام“ کے لقب سے کیوں ذکر کرتے؟ اور مسائل شرعیہ میں امام صاحب کے اقوال کیوں ذکر کرتے؟

”تہذیب الکمال فی أسماء الرجال، تہذیب التہذیب، تقریب التہذیب، میزان الاعتدال فی نقد الرجال، الکاشف فی معرفۃ من له رواية فی الكتب الستة“ وغیرہ رجال کی کتابوں میں ایسے بہت سے رواۃ کے حق میں ارجاء کا طعن والزام لگایا گیا ہے مثلاً اس طرح کے الفاظ استعمال کیئے گئے ہیں، رمی بالارجاء، کان مرجئاً وغیرہ۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے بخاری و مسلم کے ان راویوں کے اسماء کی پوری فہرست ذکر کی ہے جن کو مرجعہ کہا گیا ہے:

أردت أن أسرد هنا من رمى ببدعته ممن أخرج لهم البخاري ومسلم أو أحدهما وهم: إبراهيم بن طهمان، أيوب بن عائذ الطائي، ذر بن عبد الله المرهبي، شبابة بن سوار، عبد الحميد بن عبد الرحمن أبو يحيى الحماني، عبد المجيد بن عبد العزيز بن أبي رواد، عثمان بن غياث البصري، عمر بن ذر، عمرو بن مرة، محمد بن حازم، أبو معاوية الضرير، ورقاء بن عمر الشكري، يحيى بن صالح الوحاظي، يونس بن بكير. هؤلاء رموا بالإرجاء وهو تأخير القول في الحكم على مرتكب الكبائر بالنار. ❶

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ میں (امام ذہبی) کہتا ہوں کہ ارجاء تو بڑے بڑے علماء کی ایک جماعت کا مذہب ہے اور اس مذہب کے قائل پر کوئی مؤاخذہ نہیں کرنا چاہئے:

قلت: الارجاء مذهب لعدة من جلة العلماء، لا ينبغي التحامل على قائله. ❷

خلاصہ کلام یہ ہے کہ مرجعہ فرقہ مبتدعہ ضالہ کے نزدیک ارجاء کا جو معنی ہے ائمہ اہلسنت والجماعت میں سے کوئی بھی اس کا قائل نہیں ہے۔

مشہور غیر مقلد عالم مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ہم خود امام صاحب مدوح کے کلام فیض التیام سے ثابت کرتے ہیں کہ آپ ارجاء اور مرجعہ سے اور اعتزال اور اہل اعتزال سے بالکل بیزار اور بری ہیں، آگے فقہ اکبر کی عبارت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

❶ تدريب الراوى في شرح تقريب النواوى: النوع الثالث والعشرون، السابعة، عدم الاحتجاج بمن كفر ببدعته، ج ۱ ص ۳۸۸ ❷ ميزان الاعتدال في نقد الرجال: بحرف الميم، ترجمة: مسعر بن يحيى النهدي، رقم: ۸۴۶۹، ج ۴ ص ۹۹

اس عبارت میں حضرت امام صاحب موصوف نے معتزلہ اور خوارج کے مسائل سے بھی اختلاف کیا ہے اور مرجیوں کا نام لے کر ان سے بیزاری ظاہر کی، اور واضح ہے کہ جو شخص کسی فرقے میں داخل ہو وہ اس فرقے کا نام لے کر اس کی تردید نہیں کرتا، اس عبارت میں آپ نے خالص اہل سنت کے مسائل لکھے ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں اور صحابہ و تابعین ان پر کاربند تھے۔ ❶

اس عبارت میں مولانا سیالکوٹی رحمہ اللہ نے وضاحت کے ساتھ یہ بات لکھ دی ہے کہ امام صاحب کا فرقہ مرجہ سے کوئی تعلق نہیں ہے، اور آپ اس سے بالکل بیزار اور بری ہیں، مولانا ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ نے مستقل ایک عنوان باندھا ہے، ”حوالہ غنیۃ الطالبین اور اس کا جواب“ پھر آگے لکھتے ہیں: بعض لوگوں کو حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے حوالے سے ٹھوکر لگی ہے آپ نے حضرت امام صاحب کو مرجیوں میں شمار کیا ہے آگے آپ نے تفصیل کے ساتھ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ اور علامہ نواب صدیق حسن خان رحمہ اللہ کی ”دلیل الطالب“ سے جواب نقل کیا ہے، منصف مزاج حضرات اصل کتاب کی طرف مراجعت فرمائیں۔ ❷

تاریخ بغداد و نقد و جرح کا اہم ماخذ

حافظ ابو بکر احمد بن علی الخطیب البغدادی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) کی کتاب تاریخ بغداد (۱۲) چودہ جلدوں پر مشتمل ہے، اس کتاب میں فقہاء و محدثین و ارباب علوم و ائمہ دین و دیگر مشاہیر زمانہ کے تقریباً (۷۸۳۱) تراجم و سوانح و احوال بیان کئے گئے ہیں، اور یہ کتاب خطیب بغدادی کی بڑی مشہور کتاب ہے، اس کتاب میں انہوں نے محدثین کے طریقے کے مطابق یعنی اسناد کے ساتھ اہل بغداد کا تذکرہ کیا ہے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا تذکرہ انہوں نے بڑی تفصیل کے ساتھ کیا ہے، خطیب نے امام صاحب کا تذکرہ آپ کے

❶ تاریخ اہل حدیث، ص ۶۶، ۶۷ ❷ تاریخ اہل حدیث، ص ۷۰، ۷۱

مناقب و محامد سے شروع کیا ہے جو تقریباً (۴۰) صفحات پر مشتمل ہے۔^①

بعد ازاں امام صاحب کی نقد و جرح پر مبنی ساٹھ (۶۰) صفحات میں تقریباً ڈیڑھ سو مرویات جمع کر دی ہیں، اس بناء پر یہ کتاب امام صاحب کی جرح کا اہم اور بنیادی ماخذ ہے۔^② نہایت افسوس کی بات یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مطاعن میں جتنی روایات خطیب نے نقل کیں ہیں فن روایت کے لحاظ سے وہ نہایت ضعیف، کمزور اور مخدوش ہیں، ہر ایک سند میں مجروح راوی ہے۔

علامہ احمد بن حجر مکی رحمہ اللہ (متوفی ۹۷۳ھ) خطیب بغدادی کی ان مجروح روایات کے متعلق فرماتے ہیں:

ومما يدل على ذلك أيضا أن الأسانيد التي ذكرها للقدح لا يخلو غالبها من متكلم فيه أو مجهول، ولا يجوز إجماعاً ثلث عرض مسلم بمثل ذلك فكيف بإمام من أئمة المسلمين.^③

اس پر جو چیز دلالت کرتی ہے وہ یہ ہے کہ خطیب بغدادی نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی قدح میں جو سندیں پیش کی ہیں وہ بیشتر متکلم فیہ روایات یا مجہول راویوں سے منقول ہیں، اور ایسی اسانید سے بالاتفاق کسی مسلمان کی ہتک عزت نہیں کی جاسکتی ہے چہ جائیکہ مسلمانوں کے امام کی۔

یاد رہے کہ یہ کسی حنفی نہیں بلکہ شافعی المسلک سے تعلق رکھنے والے نہایت معتبر عالم دین کی شہادت ہے۔

خطیب کا یہ طرز عمل ان کی محدثانہ اور مؤرخانہ شان کے مناسب نہیں، انہوں نے امام

① تاریخ بغداد: ج ۱ ص ۳۲۵ تا ۳۶۵ ② تاریخ بغداد: ج ۱ ص ۳۶۶ تا ۴۲۶

③ الخيرات الحسان: الفصل التاسع والعشرون، في رد ما نقله الخطيب في تاريخه، ص ۱۰۳

صاحب پر جرح ایسی اسانید کے ساتھ نقل کی ہے جن کے بیشتر راوی محققین کے نزدیک وضاع و کذاب یا مجہول ہیں ان پر خطیب نے کوئی تبصرہ نہیں کیا حالانکہ انہوں نے امام صاحب کے مناقب سے متعلق بعض جعلی روایات پر تبصرہ کرتے ہوئے انہیں موضوع قرار دیا ہے۔

علامہ ابن خلکان رحمہ اللہ (متوفی ۶۸۱ھ) خطیب کے اس طرز عمل پر نقد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ومناقبه وفضائله كثيرة، وقد ذكر الخطيب في تاريخه منها شيئاً كثيراً، ثم أعقب ذلك بذكر ما كان الأليق في تركه والإضراب عنه، فمثل هذا الإمام لا يشك في دينه، ولا في روعه وتحفظه. ❶

امام صاحب رحمہ اللہ کے مناقب اور فضائل بہت ہیں، خطیب نے اپنی تاریخ میں بھی ان میں سے کچھ فضائل نقل کیے ہیں اور اس کے بعد کچھ نامناسب باتیں بھی ذکر کر دیں جن کا ذکر نہ کرنا اور ان سے اعراض کرنا ہی بہت مناسب تھا، کیونکہ نہ تو امام صاحب جیسی شخصیت کی دیانت میں شبہ کیا جاسکتا ہے اور نہ آپ کے ورع اور حفظ پر کوئی نکتہ چینی کی جاسکتی ہے۔

علامہ محمد بن یوسف صاکی دمشقی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) فرماتے ہیں:

لا تغتر بما نقله الحافظ أبو بكر بن ثابت الخطيب البغدادي مما يخل بتعظيم الإمام أبي حنيفة فإن الخطيب وإن نقل كلام المادحين فقد أعقبه بكلام غيرهم فشان كتابه بذلك أعظم شين وصار بذلك هدفاً لكبار والصغار وأتى بقاذورة لا تغسلها البحار. ❷

❶ وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان: حرف النون، ترجمة: الامام أبو حنیفہ، ج ۵

ص ۳۱۳ ❷ عقود الجمان فی مناقب الإمام أبي حنیفہ النعمان: ص ۱۰۳، بحوالہ ما

تمس إليه الحاجة: ص ۳۲

حافظ ابو بکر خطیب نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں جو محل تعظیم باتیں نقل کی ہیں ان سے دھوکہ نہ کھانا، خطیب بغدادی نے اگرچہ پہلے مدح کرنے والوں کی باتیں نقل کی ہیں مگر اس کے بعد دوسرے لوگوں کی باتیں بھی نقل کی ہیں سو اس وجہ سے انہوں نے اپنی کتاب کو بڑا دغدار کر دیا ہے، اور بڑوں اور چھوٹوں کیلئے ایسا کرنے سے وہ ہدف ملامت بن گئے ہیں، اور انہوں نے ایسی گندگی اچھالی ہے جو سمندروں سے بھی نہ دھل سکے گی۔

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ علامہ خطیب بغدادی اور ابو نعیم اصفہانی اور بہت سے علماء متاخرین رحمہم کا گناہ میں اس سے بڑھ کر نہیں جانتا کہ وہ بے تحاشا اپنی کتابوں میں جعلی روایتیں نقل کرتے ہیں، اور یہ گناہ ہے سنت و حدیث پر ایک جنایت اور ظلم ہے، سو اللہ تعالیٰ ہمیں اور ان سب کو معاف فرمائے:

أحمد بن علي بن ثابت الحافظ أبو بكر الخطيب تكلم فيه بعضهم وهو وأبو نعيم وكثير من علماء المتأخرين لا أعلم لهم ذنبا أكبر من روايتهم الأحاديث الموضوعة في تأليفهم غير محذرين منها وهذا إثم وجناية على السنن فالله يعفو عنا وعنهم. ①

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۹ھ) لکھتے ہیں کہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مذہب پر تھے، تو جب ہمارے اصحاب یعنی حنابلہ نے دیکھا کہ اس کا میلان بدعتی فرقے کی جانب ہے تو اس پر طعن کیا گیا اور اس کو تکلیف پہنچائی، تو وہ امام شافعی رحمہ اللہ کے مسلک کی طرف منتقل ہو گیا، اور پھر حنابلہ کے خلاف اپنی تصانیف میں تعصب کا مظاہرہ کیا، اور ان کی مذمت کے اشارات کئے اور جہاں تک اس کا بس چلا صراحت سے بھی لکھا:

① الرواة الثقات المتكلم فيهم بما لا يوجب ردهم: ص ۵۱، الناشر: دار البشائر

الاسلامية، بيروت

أبو بكر الخطيب قديما على مذهب أحمد بن حنبل، فمال عليه أصحابنا لمارأوا من ميله إلى المبتدعة وآذوه، فانتقل إلى مذهب الشافعي رضي الله عنه وتعصب في تصانيفه عليهم فرمز إلى ذمهم، وصرح بقدر ما أمكنه. ① خطيب بغدادی رحمہ اللہ کے تعصب کا اندازہ اس سے لگائیے کہ ساٹھ صفحات میں بے سرو پا، من گھڑت روایات نقل کرنے کے بعد اپنے ترکش کے آخری تیر کو اس خواب پر ختم کیا: رأيت في المنام جنازة عليها ثوب أسود، وحولها قسيسين فقلت: جنازة من هذه؟ فقالوا جنازة أبي حنيفة، حدثت به أبا يوسف فقال: لا تحدث به أحدا. ②

میں (راوی بشر بن ابی الازہر) نے خواب دیکھا کہ ایک جنازہ ہے جس پر کالا کپڑا پڑا ہوا ہے، اور اس کے آس پاس نصاریٰ کے علماء ہیں، میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کس کا جنازہ ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ یہ ابو حنیفہ کا جنازہ ہے، بشر کہتے ہیں کہ میں نے یہ خواب ابو یوسف سے بیان کیا، تو انہوں نے کہا کہ اس کو کسی سے مت بیان کرو۔

محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اپنے خاتمہ کے خوف کو پیش نظر رکھے بغیر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حالات کا اختتام اس خواب کو بیان کر کے کیا، اس روایت کی سند میں عبد اللہ بن جعفر ہے جو ابن درستویہ کے نام سے معروف ہے، علامہ برقانی، اور علامہ لا لکائی رحمہ اللہ دونوں نے اس راوی کو ضعیف قرار دیا ہے، اور یہ مستہم راوی ہے جب اس کو ایک درہم دیا جاتا تو ایسی روایت بھی نقل کر دیتا جو اس نے کبھی سنی ہی نہ ہوتی (یعنی ایک درہم کی کیا حیثیت ہے اس کے حصول کے لئے بھی

① المنتظم في تاريخ الأمم والملوك: ترجمة: أحمد بن علي بن ثابت أحمد، ج ۱۶

ص ۱۳۲ ② تاريخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۲۲۶

روایت گھڑ لیتا تھا) خطیب پسند کرتا ہے کہ اس کی زبانی لوگوں کو گالیاں دے:

أقول به ختم الخطيب ترجمة أبي حنيفة بدون أن يتهيب الخاتمه، وعبد الله بن جعفر في سنده هو ابن درستويه الذي ضعفه البرقاني واللالكائي وهو متهم برواية مالم يسمعه إذا دفع إليه درهم، والخطيب يختار أن يشتم الناس على لسانه. ❶

ایسا راوی جو ایک درہم کی خاطر آپ ﷺ پر جھوٹ بول سکتا ہے اور اسے کوئی خوف آخرت نہیں تو اگر وہ ایک من گھڑت خواب نقل کر دے تو یہ محل تعجب نہیں۔

دیار عرب کے مشہور محقق عالم دکتور محمود طحان خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی اس حرکت نازیبا کے بارے میں فرماتے ہیں: کیا وہ روایتیں جن کو خطیب نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی برائی بیان کرنے میں ذکر کی ہیں جو تقریباً اس تاریخ کے ساٹھ صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں کم تھیں کہ خطیب کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مثالب کی تکمیل کے لئے شیطانی خوابوں کا سہارا لینے کے لئے مجبور ہونا پڑا، پھر فرماتے ہیں کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اچھا خواب تو ذکر کیا جائے، مگر برے خواب کا لوگوں کے سامنے تذکرہ نہ کیا جائے، اور برا خواب دیکھنے والا صرف یہ کرے کہ اللہ کے ذریعے شیطان سے پناہ مانگے اور بائیں جانب تین دفعہ تھوک دے تاکہ اس خواب کا نقصان اس کو نہ پہنچے۔

بفرض محال اگر یہ خواب سچا ہی ہے تو اگر خواب دیکھنے والے نے حدیث کی مخالفت کی تھی تو خطیب کو کیا ہوا کہ اس نے اس خواب کو عام کرنے اور پھیلانے کا کارنامہ انجام دیا۔ ❷

خطیب بغدادی رحمہ اللہ میں اگر انصاف پسندی ہوتی تو وہ اس خواب پر جس کو علامہ ابن

❶ تانیب الخطیب علی ما ساقه فی ترجمۃ أبي حنيفة من الأكاذيب: ص ۱۷۰

❷ الخطیب البغدادی وأثره فی علم الحديث: ص ۳۴۴، ۳۴۵

عبدالبر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) علامہ صیری رحمہ اللہ (متوفی ۴۳۶ھ) امام ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے نقل کیا ہے کہ اس پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ترجمہ کو ختم کرتا۔

امام ابورجاء فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد رحمہ اللہ کو خواب میں دیکھا کہ تو میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا، امام محمد رحمہ اللہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا (میری مغفرت ہوگئی) راوی کہتا ہے کہ میں نے پوچھا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا کیا ہوا؟ تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ تو مجھ سے بھی اعلیٰ درجے میں ہیں، میں نے کہا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟ تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان کا نہ پوچھو وہ تو اعلیٰ علیین (جنت کے اعلیٰ درجات) میں ہیں:

رَأَيْتُ مُحَمَّدَ بْنَ الْحَسَنِ فِي الْمَنَامِ فَقُلْتُ مَا صَنَعَ اللَّهُ بِكَ؟ قَالَ: غَفَرَ لِي، قُلْتُ: وَأَبُو يُوسُفَ، قَالَ: هُوَ أَعْلَىٰ دَرَجَةٍ مِنِّي قُلْتُ فَمَا صَنَعَ أَبُو حَنِيفَةَ قَالَ: هِيَ هَاتِ هُوَ فِي أَعْلَىٰ عِلِّيِّينَ. ①

مثالب ابی حنیفہ بیان کرنے میں خطیب بغدادی رحمہ اللہ عجیب و غریب تضاد کا شکار ہوئے، یعنی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی برائیاں بیان کرنے میں انہوں نے بیشتر جگہ انہیں راویوں کا سہارا لیا جن کی تضعیف خود انہوں نے کی ہے، اور انکو ناقابل اعتبار قرار دیا ہے، مگر یہی ناقابل اعتبار لوگ مثالب امام ابو حنیفہ بیان کرتے وقت خطیب کے نزدیک قابل اعتبار ہو گئے، اور ضعیف راویوں کی روایتیں خطیب کے نزدیک محفوظ روایتیں بن گئیں۔

دکتر محمود طحان فرماتے ہیں:

كيف يصف الخطيب المثالب بالمحفوظ وفي أسانيد تلك الروايات

① الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: ج ۱ ص ۱۲۵ / أخبار أبي حنيفة وأصحابه:

أخبار محمد بن الحسن الشيباني ص ۱۳۳ / مناقب أبي حنيفة وصاحبيه ص ۵۲

رجال تکلم الخطیب نفسه علیہم بالجرح والتضعیف فی کتاب التاریخ ذاته. ①

یعنی خطیب مثالب اور مطاعن والی روایتوں کو کس طرح محفوظ بتلاتے ہیں جبکہ ان روایتوں کو انہوں نے ایسی سندوں کے ساتھ بیان کیا ہے جن میں ایسے لوگ بھی ہیں جن پر خود خطیب نے اس کتاب میں جرح کی ہے اور ان کو ضعیف قرار دیا ہے۔
دکتور محمود طحان فرماتے ہیں:

جو شخص امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی عیب جوئی و برائی بیان کرنے میں ایسے راویوں کی روایتیں ذکر کرتا ہے جن پر وہ خود کلام کر چکا ہے، اور ان کو ضعیف قرار دے چکا ہے، اور پھر انہیں ضعیف راویوں کی روایتوں کو وہ محفوظ کہے، اور ان پر اعتماد کرے تو وہ شخص خود اپنے آپ کو ہی اعتراض کا نشانہ بناتا ہے۔ ②

خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے تعصب کا اندازہ اس سے لگائیں کہ وہ سفیان ثوری رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے دو مرتبہ کفر سے توبہ طلب کی گئی ہے:
استیب أبو حنیفة من الکفر مرتین. ③

علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نقل کرتے ہیں کہ امام عبداللہ بن داؤد خریبی رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۳ھ) (جنہیں امام ذہبی رحمہ اللہ ان القابات کے ساتھ یاد کرتے ہیں:
الامام، الحافظ، القدوة.

امام نسائی، امام ابوزر عہ رازی، امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے)۔ ④

① الخطیب البغدادی وأثره فی علم الحدیث: ص ۳۰۸ ② الخطیب البغدادی وأثره فی علم الحدیث: ص ۳۰۸ ③ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۳۸۰ ④ سیر أعلام النبلاء: ترجمة: عبد الله بن داود بن عامر، ج ۹ ص ۳۴۶

یہ فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! یہ بات جھوٹ ہے:

فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ دَاوُدَ: هَذِهِ وَاللَّهِ كَذِبٌ. ①

خطیب کی ذکر کردہ روایات کے راویوں کی فنی حیثیت اور مفصل جواب کے لئے اہل علم دیکھیں: ②

فقہ ملت، فقہاء امت کے سردار امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں مشہور مورخ محمد بن اسحاق بن ندیم رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) لکھتے ہیں:

والعلم برأ و بحرأ شرقأ و غربأ بعدأ و قربأ تدوینہ رضي الله عنه. ③
علم بر اور بحر (خشکی اور تری) مشرق و مغرب، دور اور نزدیک جتنا بھی یہ سب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ (اللہ ان سے راضی ہو) ہی کا مدون کردہ ہے۔

شافعی المسلك، مفسر، محدث، مورخ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۷ھ) فرماتے ہیں:
هُوَ الْإِمَامُ أَبُو حَنِيفَةَ وَاسْمُهُ النُّعْمَانُ بْنُ ثَابِتِ التَّيْمِيِّ، فَقِيهُ الْعِرَاقِ،
وَأَحَدُ أَيْمَةِ الْإِسْلَامِ، وَالسَّادَةِ الْأَعْلَامِ، وَأَحَدُ أَرْكَانِ الْعُلَمَاءِ، وَأَحَدُ الْأَيْمَةِ
الْأَرْبَعَةِ أَصْحَابِ الْمَذَاهِبِ الْمَتَّبُوعَةِ. ④

امام ابو حنیفہ امام تھے، عراق کے فقیہ تھے، اسلام کے اماموں میں سے ایک امام تھے،
اونچے درجے کے سرداروں میں سے ایک تھے، علماء کے ارکان میں سے ایک رکن تھے، ائمہ
اربعہ میں سے ایک تھے، اور ان میں سے تھے جن کے مذہب کی اتباع کی جاتی ہے۔

ایسے عظیم المرتبت جلیل القدر امام کے متعلق ایسے گھناؤنے الفاظ ذکر کئے گئے جنہیں کسی

① الانتقاء: ترجمة: عيسى بن يونس ص ۱۵۰ ② تانيب الخطيب: ص ۶۶، ۶۵

③ الفهرست: الفن الثاني في أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ص ۲۵۱

④ البداية والنهاية: سنة خمسين ومائة، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۰ ص ۱۱۴

معمولی شخص کے لئے بھی استعمال نہیں کیا جاتا۔

امام سفیان ثوری رحمہ اللہ کی طرف مذکورہ بالا عبارت کی غلط نسبت کی گئی، امام سفیان ثوری رحمہ اللہ تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ: كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ شَدِيدَ الْأَخْذِ لِلْعِلْمِ ذَابًّا عَنْ حَرَمِ اللَّهِ أَنْ تُسْتَحْلَ يَأْخُذُ بِمَا صَحَّ عَنْهُ مِنَ الْأَحَادِيثِ الَّتِي كَانَ يَحْمِلُهَا الثَّقَاتُ وَبِالْآخِرِ مِنْ فِعْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِمَا أَدْرَكَ عَلَيْهِ عُلَمَاءُ الْكُوفَةِ ثُمَّ شَنَّعَ عَلَيْهِ قَوْمٌ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَهُمْ. ❶

حضرت امام ابو حنیفہ بہت زیادہ علم حاصل کرنے والے تھے، اللہ کی حرمتوں کی مدافعت میں لگے رہنے والے تھے تاکہ اسے حلال نہ سمجھ لیا جائے، امام ابو حنیفہ انہیں احادیث کو اختیار کرتے تھے جو ان کے نزدیک صحیح ہوتی اور جسے ثقہ راوی روایت کرے، امام ابو حنیفہ آپ ﷺ کے آخری فعل اور علماء کوفہ کو جس طریقے پر پایا تھا اسی کو اختیار کرتے تھے، پھر بھی کچھ لوگوں نے امام پر طعن و تشنیع کی، اللہ ہم کو اور ان کو معاف کرے۔

حسد و جہل کی وجہ سے جن لوگوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر طعن و تشنیع کی وہ ان کا ایسا برا عمل ہے کہ امام سفیان ثوری رحمہ اللہ ان کے لئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ محمد بن بشر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں سفیان ثوری رحمہ اللہ کے پاس آتا تو وہ پوچھتے کہاں سے آئے ہو؟ تو میں عرض کرتا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پاس سے تو وہ فرماتے کہ بلاشبہ آپ روئے زمین پر سب سے بڑے فقیہ کے پاس سے آئے ہو:

حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَرٍ قَالَ: فَاتَى سُفْيَانَ فَيَقُولُ لِي مَنْ أَيْنَ؟ فَأَقُولُ مَنْ

عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ: فَيَقُولُ لَقَدْ جِئْتَ مِنْ عِنْدِ أَفْقِهِ أَهْلِ الْأَرْضِ. ❷

❶ الانتقاء: عیسیٰ بن یونس، ص ۱۴۲

❷ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۴۴

اسی طرح خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ایک روایت یہ نقل کی کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ابلیس کا ایمان برابر تھا، ابلیس نے یارب کہا اور ابو بکر صدیق نے بھی یارب کہا:

سَمِعْتُ أَبَا حَنِيفَةَ يَقُولُ: إِيْمَانُ أَبِي بَكْرٍ الصَّدِيقِ، وَإِيْمَانُ إِبْلِيسَ وَاحِدٌ،

قَالَ إِبْلِيسُ يَا رَبِّ، وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ الصَّدِيقُ: يَا رَبِّ. ❶

اس کی سند میں ایک راوی ابو صالح محبوب بن موسیٰ فراء ہے، امام سلمیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا وہ قوی راوی نہیں ہے یعنی ضعیف ہے:

وَسَأَلْتُهُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ مَحْبُوبِ بْنِ مُوسَى الْفَرَّاءِ فَقَالَ: ضَوْيْلُخٌ، لَيْسَ

بِالْقَوِيِّ. ❷

سند کا دوسرا راوی ابو اسحاق الفزازی ہے جس کے متعلق علامہ ابن سعد رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۰ھ) فرماتے ہیں کہ احادیث میں بہت زیادہ غلطیاں کرنے والے تھے:

كثِيرُ الْخَطَا فِي حَدِيثِهِ. ❸

امام ابن قتیبہ الدینوری رحمہ اللہ (متوفی ۲۷۶ھ) بھی فرماتے ہیں کہ احادیث میں بہت غلطیاں کیا کرتا تھا:

كَانَ كَثِيرَ الْغَلَطِ فِي حَدِيثِهِ. ❹

❶ تاریخ بغداد: ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۶۹ ❷ سؤالات السلمی

للدارقطني: باب الميم، ص ۲۷۸، رقم الترجمة: ۳۳۰/میزان الاعتدال: حرف الميم،

ترجمة: محبوب بن موسى الإنطاكي، ج ۳ ص ۴۴۲ ❸ الطبقات الكبرى: ترجمة: أبو

إسحاق الفزاري، ج ۷ ص ۳۳۹، رقم الترجمة: ۳۹۸۸

❹ المعارف: ترجمة: أبو إسحاق الفزاري، ج ۱ ص ۵۱۴

مشہور مورخ ابن ندیم رحمہ اللہ (متوفی ۳۳۸ھ) نے بھی یہی بات نقل کی ہے:

① کان کثیر الغلط فی حدیثہ.

اس میں ایک راوی عثمان بن سعید ہے جو اللہ تعالیٰ کے لئے جسمیت کا قائل تھا، علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ اس کی بے گناہ ائمہ کے ساتھ دشمنی کھلا معاملہ ہے، اور یہ اللہ تعالیٰ کے لئے اٹھنا، بیٹھنا اور حرکت کرنا، اور اس کا بوجھل ہونا اور اس کے لئے استقرار مکانی (ایک جگہ میں اس کا قرار ہے) اور اس کی حد بندی وغیرہ کھلے لفظوں میں ثابت کرتا ہے، اور اس جیسا آدمی جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں جاہل ہے، وہ اس لائق ہی نہیں کہ اس کی روایت کو قبول کیا جائے:

عثمان بن سعید فی السند ہو مجسم مکشوف الأمر یعادی أئمة التنزیہ، ویصرح باثبات القیام والقعود والحركة والثقل، والاستقرار المکانی، والحد ونحو ذلك له تعالیٰ، ومثله یكون جاهلا بالله سبحانه بعید أن تقبل روايته. ②

اندازہ کریں کہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے ضعیف روات، حدیث میں کثرت سے غلطیاں کرنے والے، اور اہلسنت والجماعت سے خارج فرقہ مجسمہ سے تعلق رکھنے والے راویوں سے ایک من گھڑت روایت نقل کر کے اس کی نسبت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف کردی، آج چودہ سو سال بعد کا ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی وہ بات نہیں کہہ سکتا ہے جو امام اعظم رحمہ اللہ کی طرف نسبت کر کے ان ضعفاء اور فرق باطلہ سے تعلق رکھنے والے راویوں کی سند سے خطیب نے نقل کی ہے۔

① الفہرست: الفن الأول، ترجمة: أبو اسحاق الفزاري ص ۱۲۱

② تانیب الخطیب علی ماساقہ فی ترجمۃ أبي حنیفۃ من الأكاذیب: ص ۱۶، ۱۷

بعض باتیں تو خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے بغیر کسی کی تحقیق کے متعصبین سے نقل کر دیں،

مثلاً انہوں نے ایک روایت نقل کی کہ سلمہ بن عمرو قاضی رحمہ اللہ نے برسر منبر کہا:

لا رحمہ اللہ ابا حنیفہ! فإنه أول من زعم أن القرآن مخلوق. ❶

اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہ پر رحم نہ کرے یہ پہلے شخص تھے جنہوں نے قرآن کو مخلوق قرار دیا۔

حالانکہ اصل میں ”مارحمہ اللہ ابا حنیفہ“ نہیں تھا بلکہ ”مارحمہ اللہ ابا فلان“ تھا،

جیسا کہ محدث کبیر علامہ ابن عساکر رحمہ اللہ (متوفی ۵۷۱ھ) نے سلمہ بن عمرو قاضی رحمہ اللہ ہی

سے نقل کیا اس میں ابا حنیفہ کے الفاظ نہیں ہیں، دیکھئے:

سلمة بن عمرو القاضي على المنبر لا رحمہ اللہ ابا فلان فإنه أول من

زعم أن القرآن مخلوق. ❷

اب یہ معلوم نہیں کہ کس دلیل و بنیاد پر ”ابا فلان کو ابا حنیفہ“ کی صورت میں تبدیل

کر دیا، نیز عقائد میں لکھی گئی تمام اہم کتابوں میں یہ بات موجود ہے کہ قرآن کو مخلوق سب

سے پہلے جعد بن درہم نے کہا پھر جہم بن صفوان نے کہا، اور اسی نے اس مذہب کو خوب

پھیلا یا اسی وجہ سے اس فرقہ کے لوگوں کو جہمیہ کہا جاتا ہے، پھر اسی کو آگے بڑھانے میں غیاث

بن بشر کا ہاتھ تھا۔

علامہ ابو القاسم لاکائی رحمہ اللہ (متوفی ۴۱۸ھ) فرماتے ہیں کہ امت کے درمیان اس

بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ قرآن کریم کو سب سے پہلے مخلوق جعد بن درہم نے کہا، پھر جہم

بن صفوان نے، پھر جعد کو خالد بن عبد اللہ قسری نے قتل کیا، اور جہم کو ہشام بن عبد الملک کی

خلافت میں مرو میں قتل کیا گیا:

❶ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۷۵

❷ تاریخ مدینہ دمشق: ترجمة: سلمة بن عمرو بن أکوع، ج ۲۲ ص ۱۰۸

وَلَا خِلَافَ بَيْنَ الْأُمَّةِ أَنَّ أَوَّلَ مَنْ قَالَ: الْقُرْآنُ مَخْلُوقٌ جَعَدُ بْنُ دِرْهَمٍ ثُمَّ جَهْمُ بْنُ صَفْوَانَ، فَأَمَّا جَعَدٌ فَقَتَلَهُ خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْقَسْرِيُّ، وَأَمَّا جَهْمٌ فَقَتِلَ بِمَرَوْ فِي خِلَافَةِ هِشَامِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ. ❶

باقی روایت کی سند میں کس قدر ضعفاء اور کذاب راوی ہیں اس کے لئے ”تانیب الخطیب“ اور ”الخطیب البغدادی وأثره في علم الحديث“ دیکھیں۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اپنی باطل روایتوں کے سہارے امام اعظم رحمہ اللہ کو اسلام سے خارج اور بدعتی قرار دیا، اور آپ کی فقہ کو قیاسات و رائے کا مجموعہ کہا۔

خطیب بغدادی رحمہ اللہ پر بڑا تعجب ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تعریف میں انہوں نے جو روایتیں ذکر کی ہیں اس کو وہ غیر محفوظ قرار دیتے ہیں، خواہ اس کی سند کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہو، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مثالب کی روایتوں کو وہ محفوظ قرار دیتے ہیں چاہے اس کے راوی کذاب ہی کیوں نہ ہوں، جب وہ امام اعظم رحمہ اللہ کی مناقب والی روایتیں ذکر کرتے ہیں تو اس کے راویوں پر بھی کلام کرتے ہیں اور جب ان کے مثالب والی روایتیں لاتے ہیں تو خاموشی سے گزر جاتے ہیں، اور یہ نہیں بتلاتے کہ ان روایتوں میں فلاں فلاں راوی ضعیف اور غیر ثقہ ہیں، مثلاً انہوں نے یہ روایت ذکر کی کہ میری امت میں ایک شخص ہوگا جس کا نام نعمان ہوگا اور اسکی کنیت ابوحنیفہ ہوگی وہ میری امت کا چراغ ہے، اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد چونکہ اس میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تعریف تھی تو خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اس پر نقد کرتے ہوئے کہا:

قُلْتُ: وَهُوَ حَدِيثٌ مَوْضُوعٌ تَفَرَّدَ بِرِوَايَتِهِ الْبُورَقِيُّ وَقَدْ شَرَحْنَا فِيْمَا تَقَدَّمَ

أَمْرُهُ وَبَيْنَا حَالَهُ. ❷

❶ شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة: جماعة من البلخين ... الخ، ج ۲

ص ۵۴۴ ❷ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۳۶

یہ موضوع روایت ہے اس کا روایت کرنے والا تنہا بورتی ہے اور ہم نے گذشتہ صفحات میں اس کا حال بیان کیا ہے (یعنی ناقابل اعتبار راوی ہے)۔

اسی طرح یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ کیا سفیان ثوری نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے روایت کی ہے، تو انہوں نے کہا کہ جی ہاں! روایت کی ہے، پھر فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ حدیث و فقہ میں بہت زیادہ سچے تھے، اور اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں بڑے امانت دار تھے، امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کی یہ تعریف خطیب بغدادی رحمہ اللہ کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے حق میں پسند نہیں آئی، تو انہوں نے اس روایت پر اس طرح جرح کی اس کی سند میں احمد بن صلت ہے اور یہی احمد بن عطیہ ہے جو غیر ثقہ ہے:

سئل یحییٰ بن معین: هل حدث سفیان عن أبي حنيفة؟ قال: نعم! كان أبو حنيفة ثقة صدوقا في الحديث والفقه. مأمونا على دين الله. قلت: أحمد بن الصلت هو أحمد بن عطية وكان غير ثقة. ①

مگر جب خطیب بغدادی رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی معائب و مثالب والی روایتیں ذکر کرتے ہیں خواہ وہ کتنی ہی جھوٹی روایتیں ہوں اس کے کذب اور دروغ گوئی کی طرف ادنیٰ اشارہ بھی نہیں کرتے، کیا اسی کا نام امانت و دیانت ہے؟ یہاں یہ بات یاد رہے کہ ائمہ حدیث اور کبار اہل علم کا یہ فیصلہ ہے کہ جس کی امامت و تقویٰ مشہور زمانہ ہو، جس سے کذب و دروغ گوئی کا کبھی کوئی ثبوت بھی نہ پایا گیا ہو تو اس پر کسی کی بھی جرح خواہ وہ اپنے وقت کا امام المحدثین ہی کیوں نہ ہو مقبول نہیں ہوگی، اور اس جرح کا کوئی اعتبار نہیں ہوگا، علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) اس بات کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

وَالصَّحِيحُ فِي هَذَا الْبَابِ أَنَّ مَنْ صَحَّتْ عَدَالَتُهُ وَتَبَّتْ فِي الْعِلْمِ إِمَامَتُهُ

① تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۴۲۲

وَبَانَ ثِقَتُهُ وَبِالْعِلْمِ عِنَايَتُهُ لَمْ يُلْتَفَتْ فِيهِ إِلَى قَوْلِ أَحَدٍ إِلَّا أَنْ يَأْتِيَ فِي جَرِّحَتِهِ بَيِّنَةٌ عَادِلَةٌ يَصِحُّ بِهَا جَرِّحَتُهُ عَلَى طَرِيقِ الشَّهَادَاتِ ①

یعنی جرح و تعدیل کے بارے میں صحیح بات یہ ہے کہ جس کی عدالت صحیح طور پر ثابت ہو، اور اس کی امامت فی العلم ثابت ہو، اور اس کا ثقہ ہونا ظاہر ہو، اور یہ معلوم ہو کہ اس کی علم کی طرف توجہ رہی ہے تو اس کے بارے میں کسی کے قول کا اعتبار نہ ہوگا، مگر یہ کہ کوئی شخص صحیح جرح پیش کرے جس سے اس شخص کا مجروح ہونا شہادت کے طریق پر ثابت ہو جائے یعنی اس کا قول شرعی شہادت کے معیار پر پورا اترے۔

نیز علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُقْبَلُ فِيمَنْ اتَّخَذَهُ جُمُهورٌ مِنْ جَمَاهِيرِ الْمُسْلِمِينَ إِمَامًا فِي الدِّينِ قَوْلُ أَحَدٍ مِنَ الطَّاعِينَ ②

یعنی جمہور مسلمین نے جس کو دین میں اپنا امام بنایا ہو اس کے بارے میں طعنہ کرنے والوں کی کوئی بات قابل قبول نہیں ہوگی۔

الدکتور محمود طحان علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کا یہ کلام نقل کر کے لکھتے ہیں:

فأبو حنيفة الذي ثبت في الدين إمامته واشتهرت بين المسلمين عدالته وأمانته، وانتشر في أقطار المسلمين علمه ونزاهته، واتبع فقهاء أكثر المسلمين على مدى القرون إلى هذا اليوم، لا يقبل فيه قول أحد من الطاعين، ولا يلتفت إلى حسد الحاسدين ③

① جامع بيان العلم وفضله: باب حكم قول العلماء بعضهم في بعض، ج ۲ ص ۱۰۹۳،

رقم: ۲۱۲۸ ② جامع بيان العلم وفضله: باب حكم قول العلماء بعضهم في بعض، ج ۲

ص ۱۰۹۳، رقم: ۲۱۲۸ ③ الخطيب البغدادي وأثره في علم الحديث: ص ۳۴۱

امام ابو حنیفہ جن کی امامت دین میں ثابت ہے اور جن کی عدالت و امانت مسلمانوں کے درمیان مشہور ہے، اور جن کا علم دنیا میں پھیلا ہوا ہے، اور جن کی فقہ کی پیروی کرنے والے صدیوں سے آج تک مسلمانوں کا اکثریت طبقہ رہا ہے، پس اس جیسے امام کے بارے میں کسی کی بھی جرح قبول نہیں کی جائیگی اور نہ حاسدوں کے حسد کی طرف توجہ کی جائے گی۔

دکتور محمود طحان خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے بارے میں اپنی کتاب کے آخر میں لکھتے ہیں کہ خطیب نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں جن کی امامت پر مسلمانوں کا اجماع ہے، اس کے بارے میں تمام رطب و یابس کو جمع کر دیا، بیشک وہ اس بارے میں خطا کار ہیں، وہ اس بارے میں انصاف کے راستے سے ہٹے ہوئے ہیں، اور تعصب کی راہ اختیار کرنے والے ہیں، خطیب نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں ان کی عیب جوئی کے لئے جو روایتیں نقل کیں ہیں وہ سب کی سب واہی اور کمزور سندوں والی ہیں۔^①

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) نے خطیب بغدادی کے تعصب اور مسلک کی تائید کیلئے من گھڑت روایات کو باوجودیکہ اس کے موضوع ہونے کو جانتے ہیں بغیر نکیر کے ذکر کرنے پر علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ خاصے غصے کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

خطیب بغدادی نے قنوت کے بارے میں تصنیف کی گئی کتاب میں ایسی احادیث بھی پیش کیں ہیں جن میں اس کا تعصب ظاہر ہوتا ہے، پس ان میں ایک روایت اس نے اس سند سے درج کی ہے ”عن دینار بن عبد اللہ خادم أنس بن مالک“

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وفات تک ہمیشہ صبح کی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے، خطیب بغدادی کا اس روایت پر سکوت کر جانا، اور اس سے احتجاج کرنا بڑی کمینگی اور نرا تعصب اور کم دینی کی علامت ہے کیونکہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ

① الخطیب البغدادی وأثره فی علم الحدیث: ص ۴۹۱

روایت باطل ہے، ابن حبان نے کہا کہ یہ دینار حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایسے موضوع اقوال نقل کرتا تھا جن کا کتابوں میں ذکر کرنا ہی جائز نہیں ہے، مگر اس ارادہ سے کہ ان پر جرح کی جاسکے، پس خطیب پر بہت ہی تعجب ہے کیا اس نے وہ صحیح حدیث نہیں سنی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے میری جانب منسوب کر کے کوئی جھوٹی بات کی حالانکہ وہ جانتا بھی ہے کہ یہ جھوٹی بات ہے تو وہ کاذبین میں سے ہے، اور اس طرزِ عمل میں اس کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو ایک ردی قسم کا موتی خرچ کرتا ہے اور اس کا عیب چھپاتا ہے، پس بے شک لوگوں کی اکثریت تو صحیح اور کمزور کو نہیں پہچان سکتی ہے اور یہ عیب صرف پرکھنے والے حضرات کے ہاں ہی ظاہر ہوتا ہے، پس جب کوئی محدث حدیث پیش کرتا ہے اور کوئی حافظ اس کو دلیل بناتا ہے تو لوگوں کے دلوں میں یہی بات آئے گی کہ یہ حدیث صحیح ہے اور جس شخص نے قنوت کے مسئلہ میں، بسم اللہ کو جہر سے پڑھنے کے مسئلے میں، اور بادل کے دن روزہ رکھنے کے مسئلہ میں، اس کی تصنیف کی گئی کتابیں دیکھی ہیں اور اس کا ایسی احادیث سے دلیل پکڑنا جن کا بطلان واضح ہے تو وہ اس کے انتہائی تعصب اور کمزور دینی پر اطلاع پائیگا:

فایراد الخطیب له محتجا به مع السکوت عن القدح فيه وقاحة عند علماء النقل وعصبية بارزة وقلة دين لأنه يعلم أنه باطل قال أبو حاتم بن حبان دینار یروی عن أنس أشياء موضوعة لا يحل ذكره في الكتب إلا على سبيل القدح فيه فوا عجا للخطیب أما سمع فی الحدیث الصحیح عن رسول اللہ ﷺ من حدث عني حدیثا یری أنه کذب فهو أحد الکاذبین وهل مثله إلا کمثل من أنفق بهرجا ودلسه فإن أكثر الناس لا یعرفون الکذب من الصحیح فإذا أورد الحدیث محدث حافظ وقع فی النفوس أنه ما احتج به إلا وهو صحیح ولكن عصبیته معروفة ومن نظر من علماء

النقل في كتابه الذي صنفه في القنوت و كتابه الذي صنفه في الجهر
ومسألة العتم واحتجاجة بالأحاديث التي يعلم وهاها علم فرط عصبية. ①
علامہ جمال الدین زیلعی رحمہ اللہ (متوفی ۷۷۲ھ) نے بھی خطیب کے تعصب سے
متعلق علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ کی اس عبارت کو نقل کیا ہے:

وسكوتہ عن القدح في هذا الحديث، واحتجاجة به، وقاحة عظيمة،
وعصبية باردة، وقلة دين، لأنه يعلم أنه باطل، قال ابن حبان: دينار يروى
عن أنس آثاراً موضوعة، لا يحل ذكرها في الكتب، إلا على سبيل القدح
فيه، فواعجبا للخطيب، أما سمع في الصحيح: من حدث عني حديثاً، وهو
يرى أنه كذب، فهو أحد الكاذبين. ②

علامہ اسماعیل بن ابوالفضل الاصبہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میں تین حفاظ کو پسند نہیں کرتا کیونکہ وہ سخت متعصب اور قلیل الانصاف ہیں، امام
حاکم، ابونعیم اصبہانی اور خطیب بغدادی رحمہ اللہ، علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اسماعیل
نے بالکل سچ کہا ہے وہ ثقہ اور کبار حفاظ حدیث میں سے سچے راوی ہیں:

سمعت إسماعيل بن أبي الفضل القومسي و كان من أهل المعرفة
بالحديث يقول: ثلاثة من الحفاظ لا أحبهم لشدة تعصبهم وقلة إنصافهم:
الحاكم أبو عبد الله، وأبو نعيم الأصبهاني، وأبو بكر الخطيب. قال
المصنف: لقد صدق إسماعيل وقد كان من كبار الحفاظ ثقة صدوقاً له. ③

① التحقيق في أحاديث الخلاف: مسألة: لا يسن القنوت في الفجر، الحديث التاسع،

ج ۱ ص ۲۶۳ ② نصب الراية: كتاب الصلاة، باب صلوة الرب، ج ۲ ص ۱۳۶

③ المنتظم في تاريخ الامم والملوك: سنة ثلاث وستين وأربعمائة، ترجمة: أحمد

بن علي بن ثابت الخطيب، ج ۱۶ ص ۱۳۳

معلوم ہوا کہ خطیب بغدادی میں تعصب تھا اسی بناء پر انہوں نے امام صاحب کے متعلق ہر قسم کی رطب و یابس کو جمع کیا ہے۔

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ خطیب میں دو باتیں پائی جاتی تھیں ایک یہ کہ وہ جرح اور تعدیل میں عام سطحی قسم کے محدثین کی عادت کے مطابق بے باک تھے جو ایسی باتوں کو بھی جرح سمجھ لیتے ہیں جو جرح شمار نہیں ہوتی اور یہ ان کی کم فہمی کی وجہ سے ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ خطیب میں تعصب پایا جاتا ہے اور بے شک اس نے بسم اللہ کو جہر سے پڑھنے کے مسئلے پر جو کتاب لکھی ہے اس میں ایسی احادیث ذکر کیں ہیں جن کے بارے میں وہ خود جانتا ہے کہ صحیح نہیں ہیں اور یہی انداز اس نے ”کتاب القنوت“ میں بھی اختیار کیا ہے، اور بادل والے دن روزہ رکھنے کے مسئلے میں اس نے ایک ایسی حدیث ذکر کی جس کو وہ جانتا ہے کہ بے شک وہ موضوع ہے پھر بھی اس کو دلیل بنایا ہے اور اس پر کوئی جرح بھی نقل نہیں کی ہے:

وكان في الخطيب شيان أحدهما: الجري على عادة عوام المحدثين في الجرح والتعديل، فإنهم يجرحون بما ليس يجرح، وذلك لقلة فهمهم، والثاني: التعصب على مذهب أحمد وأصحابه، وقد ذكر في كتاب الجهر أحاديث نعلم أنها لا تصح، وفي كتاب القنوت أيضا، وذكر في مسألة صوم يوم الغيم حديثا يدري أنه موضوع فاحتج به ولم يذكر عليه شيئا. ①

علامہ ابن عابدین شامی رحمہ اللہ (متوفی ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں کہ بعض ان لوگوں میں سے جنہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی حمایت کی ہے ان میں علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ ہیں

① المنتظم فی تاریخ الامم والملوک: سنة ثلاث وستين وأربع مائة، ترجمة: أحمد بن علي بن ثابت الخطيب، ج ۱۶ ص ۱۳۳

جنہوں نے ”تبیض الصحيفة بمناقب أبي حنيفة“ لکھی اور علامہ ابن حجر مکی ہیں جنہوں نے ”الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان“ لکھی اور علامہ یوسف بن عبد الہادی حنبلی رحمہ اللہ ہیں جنہوں نے ایک ضخیم کتاب ”تسنویر الصحيفة في مناقب أبي حنيفة“ لکھی اور اس میں بیان کیا ہے کہ علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حق میں کوئی برا کلام نہ کیا جائے اور ان کی نسبت کسی کا برا قول سچا نہ سمجھا جائے کیونکہ خدا کی قسم میں نے کسی شخص کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے افضل نہیں دیکھا، اور نہ آپ سے زیادہ پرہیزگار اور نہ آپ سے بڑھ کر کسی کو فقیہ دیکھا، پھر کہا کہ کوئی شخص خطیب بغدادی کے کلام سے دھوکہ نہ کھائے کیونکہ اس نے ایک جماعت علماء جن میں امام ابو حنیفہ اور امام احمد رحمہ اللہ اور ان کے بعض اصحاب پر بڑا تعصب کیا ہے اور ان پر ہر قسم کے عیب لگائے ہیں جس کی تردید میں بعض نے ”سهم المصيب في كبد الخطيب“ کتاب لکھی:

وممن انتصر للإمام العلامة السيوطي في كتاب سماه تبيض الصحيفة والعلامة ابن حجر في كتاب سماه الخيرات الحسان والعلامة يوسف بن عبد الهادي الحنبلي في مجلد كبير سماه تنوير الصحيفة، وذكر فيه عن ابن عبد البر: لا تتكلم في أبي حنيفة بسوء ولا تصدقن أحدا يسيئ القول فيه، فإنني والله ما رأيت أفضل ولا أروع ولا أفقه منه ثم قال: ولا يغتر أحد بكلام الخطيب، فإن عنده العصبية الزائدة على جماعة من العلماء كأبي حنيفة والإمام أحمد وبعض أصحابه، وتحامل عليهم بكل وجه، وصنف فيه بعضهم السهم المصيب في كبد الخطيب. ①

① ردالمحتار على الدر المختار: مقدمة، ج ۱ ص ۵۴

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق جو جرحیں ہیں وہ چار باتوں سے خالی نہیں ہیں، بعض تو ان میں بالکل مبہم ہیں اور اصول ہے کہ تعدیل مفسر کے ہوتے ہوئے جرح مبہم کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اکثر محدثین، ائمہ احناف، شیخین، اصحاب السنن اور جمہور اہل علم رحمہم اللہ کا یہی مذہب ہے:

إن عدم قبول الجرح المبهم هو الصحيح النجیح وهو مذهب الحنفیة وأکثر المحدثین منهم الشیخان وأصحاب السنن الأربعة وأنه مذهب الجمهور وهو القول المنصور. ①

اور بعض جرحیں ہم عصروں سے صادر ہوئی ہیں، معاصر کی جرح معاصر کے خلاف بغیر حجت کے قبول نہیں کی جاتی اسلئے کہ معاصرت اکثر سبب بنتی ہے نفرت کی طرف پہچانے کا:

ومن ثم قالوا لا یقبل جرح المعاصر علی المعاصر ای اذا کان بلا حجة لأن المعاصرة تفضی غالباً إلى المنافرة. ②

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (متوفی ۴۶۳ھ) نے بقاعدہ ایک باب قائم کیا ہے ”باب حکم قول العلماء بعضهم فی بعض“ اس میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ علم جہاں کہیں سے بھی ملے اسے حاصل کرو، اور فقہاء و علماء کے ایک دوسرے کے خلاف اقوال کو قبول نہ کرو:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: خُذُوا الْعِلْمَ حَيْثُ وَجَدْتُمْ وَلَا تَقْبَلُوا قَوْلَ الْفُقَهَاءِ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ، فَإِنَّهُمْ يَتَغَايَرُونَ تَغَايِرَ التُّيُوسِ فِي الزَّرِّيَةِ. ③

① الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل: المرصد الأول فیما یقبل من الجرح والتعدیل وما لا یقبل منهما، ص ۱۰۵ ② الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل: إیقاظ: فی بیان حکم الجرح غیر البرئ، ص ۱۵

③ جامع بیان العلم وفضله: باب حکم قول العلماء بعضهم فی بعض، ج ۲ ص ۱۰۹۱

علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) ابو عبد اللہ بن حاتم بن میمون رحمہ اللہ کے حالات میں لکھتے ہیں:

هذا من كلام الأقران الذي لا يسمع. ①
اور بعض جرحیں تعصب یا عداوت یا نفرت کی بناء پر صادر ہوئیں اور ایسی تمام جرحیں مردود ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں:

الجرح اذا صدر من تعصب أو عداوة أو منافرة أو نحو ذلك فهو جرح مردود.

اور بعض جرحیں متشددین سے صادر ہوئیں ہیں اور اصول ہے کہ جارح اگر متعنت ہو یا متشدد ہو تو اس کی جرح کا کوئی اعتبار نہیں جب تک کہ کوئی منصف اور معتدل مزاج ان کی موافقت نہ کرے:

أن يكون الجارح من المتعنتين المتشددين في الجرح فإن هناك جمعا من أئمة الجرح والتعديل لهم تشدد في هذا الباب فيجرحون الراوى بآدنى جرح ويطلقون عليه ما لا ينبغي إطلاقه فمثل هذا توثيقه معتبر وجرحه لا يعتبر ما لم يوافق غير ممن ينصف ويعتبر. ②

امام صاحب رحمہ اللہ کے متعلق جتنی بھی جرحیں منقول ہیں وہ ان چار باتوں سے ہٹ کر نہیں ہیں لہذا ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں:

خلاصة المرام في هذا المقام أنه لا شبهة في كون أبي حنيفة ثقة وكون

① سير اعلام النبلاء: ترجمة: أبو عبد الله بن حاتم بن میمون المروزی، ج ۱

ص ۴۵۱ ② قواعد في علوم الحديث: لا يؤخذ بقول كل جارح ولو كان الجارح من

الأئمة، ص ۱۷۸، ۱۷۹

روایتہ معتبرة صحيحة والجروح الواقعة عليه بعضها مبهمة وبعضها صادرة من أقرانه وبعضهما من المتعصبين المخالفين له وبعضها من المتشددین المتساهلين فكلها غير مقبولة عند حذاق العلماء. ❶

آخر میں غیر مقلدین حضرات سے عرض ہے کہ جو خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں ہر رطب و یابس روایتوں اور قصوں کی بڑی وسعت ظرفی سے قبول کرتے ہیں اور ان جھوٹی باتوں سے اپنے ضمیر کو روشن کرتے ہیں، ان سے عرض ہے کہ خطیب بغدادی رحمہ اللہ کے قلم نے تو امام بخاری رحمہ اللہ کو بھی نہیں چھوڑا خطیب نے اپنی کتاب ”موضح أوهام الجمع والتفريق“ میں کتاب کی ابتداء ہی میں سب سے پہلے امام بخاری رحمہ اللہ کے اوہام کو جمع کیا، عنوان قائم کیا ”أوہام البخاري“ پھر ترتیب وار ”الوہم الاول، الوہم الثاني، الوہم الثالث“ اسی طرح صفحہ نمبر ۷۱ سے لیکر صفحہ نمبر ۲۰۱ تک امام بخاری رحمہ اللہ کے چوتھر (۷۴) اوہام کو تفصیلاً ذکر کیا، تو کیا کوئی غیر مقلد خطیب کے ان ذکر کردہ اوہام کو اپنے مجالس و محافل اور مواعظ میں بیان کرے گا؟ کیا کوئی اس حصے کا اردو میں بھی ترجمہ کرے گا جس طرح کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے معائب اور مثالب کو جمع کر کے شائع کیا۔

جناب محمد بن عبد اللہ ظاہری نے کتاب لکھی ”امام ابوحنیفہ کا تعارف محدثین کی نظر میں“ اس کتاب کا انداز اس قدر گھٹیا اور زبان اتنی غلیظ ہے کہ خدا کی پناہ، اس کتاب میں ائمہ حدیث کی طرف منسوب کر کے موضوع و من گھڑت روایات ذکر کیں ہیں، اس کتاب میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے خلاف جو عناوین قائم کئے ہیں وہ یہ ہیں:

۱..... امام ابوحنیفہ کے مثالب

❶ مجموعۃ رسائل اللکھنوی: إمام الکلام فیما يتعلق بالقراءة خلف الإمام، ج ۳ ص ۷۷

۲.....امام ابوحنیفہ کے فضول اور قبیح اقوال

۳.....ابوحنیفہ اور اس کا نسب

۴.....ابوحنیفہ اور ہوس جاہ

۵.....ابوحنیفہ کی رائے کی مذمت اور اس سے بچنے کے بیان میں

جس شخص کے عنادین میں اس قدر بغض و عناد کا اظہار ہو اس کتاب کے اندر تعصب

کا کیا حال ہوگا۔ ❶

امام ابن ابی حاتم رازی رحمہ اللہ (متوفی ۳۲۷ھ) نے اپنے والد امام ابو حاتم رازی اور ابو زر عہ رازی رحمہ اللہ سے نقل کر کے امام بخاری رحمہ اللہ کی ”التاریخ الکبیر“ میں جو خطائیں اور اوہام ہیں انہیں ذکر کیا ہے، یہ کتاب اب ”بیان خطأ البخاری فی تاریخہ“ کے نام سے چھپ چکی ہے، اسی طرح امام دارقطنی رحمہ اللہ (متوفی ۳۸۵ھ) کی ”الإلزامات والتبع للدارقطنی“ اہل علم کے ہاں معروف و مشہور ہے۔

مقصد یہ بتلانا ہے کہ اہل علم کا یہ اختلاف آپس میں دلائل و براہین کی بنیاد پر تھا، تعصب و حسد کی وجہ سے نہیں تھا، انہوں نے جس بات کو درست سمجھا اس کا اظہار کر دیا، اب کوئی اس کا غلط فائدہ اٹھا کر امام بخاری رحمہ اللہ پر اعتراضات کرے یا یہ کہے کہ انہیں اسماء الرجال میں مہارت نہیں تھی انہوں نے تاریخ میں اتنی غلطیاں کیں، اور ان سے اتنے اوہام ہوئے، اور اس کا اظہار عوام کے سامنے اس انداز میں کرے تاکہ لوگوں کے دلوں سے ان کی جلالتِ شان اور عظمتِ مقام گر جائے، تو ایسے شخص کو متعصب و متشدد کہا جائے گا، اور عوام کے سامنے ان باتوں کا اظہار کرنے والا دین کی خدمت نہیں کر رہا ہے، بلکہ عوام کے ذہن میں راسخ فقہاء و محدثین کی محبت گھٹا کر ان کو ایک غلط راستے کی طرف گامزن کر رہا ہے۔

❶ امام ابوحنیفہ کا تعارف محدثین کی نظر میں: جس: ۲۳، ۳۸، ۴۵، ۵۵، ۵۸، مکتبہ اسلامیہ کراچی

اللہ تعالیٰ نے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امیر المومنین فی الحدیث امام بخاری رحمہ اللہ کو ایک مقام عطاء فرمایا: یہ دونوں دین اسلام کے آفتاب و ماہتاب ہیں، دونوں سے محبت ایمان کی نشانی ہے، اور ان سے بغض و حسد رکھنے والے کے لئے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ ہم سب کی خطاؤں، لغزشوں اور تسامحات سے درگزر فرمائے اور ہم سب کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور قیامت کے دن آپ کا قرب اور آپ کے دست مبارک سے حوض کوثر کا پانی نصیب فرمائے، آمین۔

خطیب کے رد میں لکھی جانے والی کتب

علماء امت نے امام اعظم رحمہ اللہ پر طعن و جرح کرنے والوں پر مستقل کتب کی صورت میں مدلل و مفصل رد و جواب بھی لکھا، خطیب بغدادی رحمہ اللہ کی ان تمام جرحوں کی رد میں مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں، ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱..... السهم المصیب فی کبد الخطیب

الملك المعظم ابو المظفر عیسیٰ بن سیف الدین رحمہ اللہ

۲..... السهم المصیب فی الرد علی الخطیب

علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ (متوفی ۵۹۷ھ)

۳..... الانتصار لإمام أئمة الأمصار

یوسف بن قزغلی المعروف بسبط ابن جوزی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۴ھ)

۴..... مقدمة جامع المسانید

علامہ محمد بن محمود الخوارزمی رحمہ اللہ (متوفی ۶۵۵ھ)

۵..... تنویر الصحیفة بمناقب الإمام أبی حنیفة

علامہ ابن عبد الہادی الحسینی رحمہ اللہ

۶..... السهم المصیب في نحر الخطيب

علامہ جلال الدین السيوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ)

۷..... تأنيب الخطيب على ما ساقه في ترجمة أبي حنيفة من

الأكاذيب.

محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۷۱ھ)

یہ کتاب تحقیقات و تدقیقات کا ایک گنجینہ ہے، مذکورہ کتب پر فائق ہے، اس میں نہایت تحقیق و تفصیل کے ساتھ امام صاحب اور صاحبین وغیرہ کے رد و قدح سے متعلق اقوال و واقعات کا روایتی اور درایتی دونوں پہلوؤں سے جائزہ لیا ہے، ہر ہر واقعہ کی سند پر کلام کر کے اس کا موضوع ہونا دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے، سند میں موجود تمام مجروحین راویوں کی نشاندہی کی ہے۔

یہ کتاب اس لائق ہے کہ ہر طالب علم اس کا ضرور مطالعہ کرے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے، مولانا عبدالقدوس خان قارن مدظلہم کو انہوں نے اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کر کے نہایت گراں قدر علمی خدمت انجام دی ہے، جو حضرات اصل کتاب سے استفادہ میں دقت محسوس کریں تو اس نہایت مقبول و معتمد ترجمہ کی طرف مراجعت کریں۔ خطیب بغدادی کی نقل کردہ جرحوں کے رد و جواب میں مذکورہ کتابوں کے لکھنے والے سب حنفی نہیں ہیں بلکہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ شافعی المسلک ہیں، علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ حنبلی المسلک ہیں، اسی طرح علامہ ابن عبد الہادی رحمہ اللہ بھی حنبلی المسلک ہیں، ان اقوال اور جرحوں کے جھوٹ و باطل ہونے کی اس سے بڑھ کر کیا شہادت چاہئے کہ خود اپنے مسلک کے علماء نے اور اسی طرح احناف کے علاوہ دیگر مسالک کے علماء نے مستقل کتب لکھ کر خطیب بغدادی کی منقولہ جرحوں کو باطل و بے اصل قرار دیا ہے۔

اسی طرح علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ کی ”الخیرات الحسان“ علامہ محمد بن یوسف صاکی رحمہ اللہ کی ”عقود الجمان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان“ محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ کی ”مکانة الإمام أبي حنيفة في الحديث“ شیخ محمد قاسم جارثی رحمہ اللہ کی ”مکانة الإمام أبي حنيفة بين المحدثين“ میں ان تمام جرحوں کا کافی ثانی جواب موجود ہیں، بالخصوص علامہ، محدث، محقق، شیخ عبد الفتاح ابوغدة رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) کی تعلیقات ”الرفع والتکمیل فی الجرح والتعديل“ ”قواعد فی علوم الحديث“ اور ”الانتقاء فی فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء“ میں نہایت گراں قدر تعلیقات اس بارے میں لا جواب ہیں۔

۸..... علامہ محمود الطحان مدظلہم نے اپنی کتاب ”الخطیب البغدادی وأثره في علم الحديث“ اس کتاب کے صفحہ ۳۰۶ سے ۳۲۵ تک خطیب بغدادی کے ان تمام اعتراضات کے جوابات بھی دیئے ہیں اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا نہایت مفصل دفاع کیا ہے، اور اس کی بھی وضاحت کی ہے کہ یہ اعتراضات بعض متعصبین نے گھڑ کر اس کتاب میں شامل کئے ہیں، تاریخ بغداد کے تمام نسخوں کا موازنہ کر کے اس کی وضاحت کی ہے، اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ ان اعتراضات کی اصل حقیقت معلوم کرنے کیلئے ان ۴۰ صفحات کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

میزان الاعتدال کے نسخے میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر جرح اور اس کا جواب

النعمان بن ثابت بن زوطی، أبو حنيفة الكوفي إمام أهل الرأي ضعفه

النسائي من جهة حفظه، وابن عدي وآخرون. ①

جواب: ۱..... یہ جرح علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے نقل نہیں کی بلکہ

① میزان الاعتدال في نقد الرجال: حرف النون، ترجمہ: النعمان بن ثابت، ج ۷ ص ۳۸

متعصبین نے یہ جرح انکی کتاب میں داخل کی ہے جیسا کہ یہ بات عنقریب باحوالہ آجائے گی اس لئے کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے خود اس بات کی تصریح کی ہے کہ میں اپنی کتاب میں ائمہ مجتہدین میں سے کسی کا ذکر نہیں کروں گا جیسے امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام بخاری رحمہ اللہ، اہل اسلام کے ہاں ان کا بڑا مقام ہے اور لوگوں کے دلوں میں ان کی بڑی عظمت ہے:

و كذا لا أذكر في كتابي من الأئمة المتبوعين في الفروع أحدا لجلالتهم في الإسلام وعظمتهم في النفوس، مثل أبي حنيفة والشافعي

والبخاري. ①

امام ذہبی رحمہ اللہ نے صراحت کے ساتھ یہ بات ذکر کر دی کہ میں ائمہ مجتہدین میں سے کسی کا ذکر نہیں کروں گا، پھر سب سے پہلے نام بھی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ذکر کیا ہے بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مقدمہ میں خود صراحت بھی کریں اور اصل کتاب میں اس کی مخالفت کریں؟

علامہ زین الدین عراقی رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۶ھ) فرماتے ہیں کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے میزان میں نہ ہی کسی صحابی کا ذکر کیا ہے اور نہ ہی ائمہ مجتہدین میں سے کسی کا ذکر کیا ہے:

وتبعه على ذلك الذهبي في الميزان، إلا أنه لم يذكر أحدا من

الصحابة والأئمة المتبوعين. ②

علامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ (متوفی ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے میزان میں اس بات کا التزام کیا ہے کہ اپنی اس کتاب میں نہ ہی کسی صحابی کا ذکر کیا ہے اور نہ ہی ائمہ متبوعین میں سے کسی کا ذکر کیا ہے:

ولكنه التزم أن لا يذكر أحدا من الصحابة ولا الأئمة المتبوعين. ③

① میزان الاعتدال فی نقد الرجال: مقدمة، ج ۱ ص ۲

② شرح التبصرة والتذكرة الفية العراقية: معرفة الثقات والضعفاء، ج ۲ ص ۳۲۳

③ فتح المغیث بشرح الفیة الحدیث: معرفة الثقات والضعفاء، ج ۱ ص ۱۲۶، ۱۲۷

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے میزان میں کسی صحابی کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی ائمہ متبوعین میں سے کسی کا ذکر کیا ہے:

وتبعه على ذلك الذهبي في الميزان، إلا أنه لم يذكر أحدا من الصحابة، والأئمة المتبوعين. ①

ان تمام حوالہ جات سے یہ بات معلوم ہوگئی کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں ائمہ متبوعین کا ذکر نہیں کیا۔

۲..... امام ذہبی رحمہ اللہ امام صاحب پر کیسے جرح کر سکتے ہیں جب کہ انہوں نے خود امام صاحب کا تذکرہ ”تذكرة الحفاظ“ میں کیا ہے اور اس کتاب میں تمام حفاظ حدیث کا ذکر کیا گیا ہے، اگر امام صاحب حدیث میں ضعیف ہوتے تو امام ذہبی رحمہ اللہ کبھی آپ کا تذکرہ نہ کرتے اور آپ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کو ”امام اعظم“ کے لقب سے یاد نہ کرتے:

أبو حنيفة الإمام الأعظم فقيه العراق النعمان بن ثابت بن زوطا التيمي. وكان إماما ورعا عالما عاملا متعبدا كبير الشأن لا يقبل جوائز السلطان بل يتجر ويتكسب. وقال ابن المبارك: أبو حنيفة أفقه الناس. وقال الشافعي: الناس في الفقه عيال على أبي حنيفة. وقال يزيد: ما رأيت أحدا أروع ولا أعقل من أبي حنيفة. ②

امام ذہبی رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ”سير أعلام النبلاء“ میں مکمل تیرہ (۱۳) صفحات میں امام صاحب کے متعلق تو شیعہ اقوال نقل کئے ہیں، امام صاحب کا ذکر خیر شروع کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

① تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی: النوع الحادی والعشرون، بمعرفة الثقات والضعفاء، ج ۲ ص ۸۹۰ ② تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو حنيفة الإمام الأعظم النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۲۶، ۱۲۷

أبو حنيفة النعمان بن ثابت التيمي: الإمام، فقيه الملة، عالم العراق. ورأى أنس بن مالك لما قدم عليهم الكوفة، وقال يحيى بن سعيد القطان: لا نكذب الله، ما سمعنا أحسن من رأى أبي حنيفة، وقد أخذنا بأكثر أقواله. وقال علي بن عاصم: لو وزن علم الإمام أبي حنيفة بعلم أهل زمانه، لرجح عليهم. ❶

امام ذہبی رحمہ اللہ تو امام صاحب کے متعلق فرماتے ہیں کہ آپ بنو آدم کے اذکیاء میں سے تھے:

فقيه العراق الإمام أبو حنيفة النعمان ابن ثابت الكوفي و كان من أذكى بني آدم، جمع الفقه والعبادة والورع والسخاء. و كان لا يقبل جوائز الدولة بن ينفق ويؤثر من كسبه. ❷

امام ذہبی رحمہ اللہ نے تو آپ کو اپنی کتاب ”المعین فی طبقات المحدثین“ کبار محدثین میں شمار کیا ہے اور اس کتاب میں آپ کا ذکر کیا ہے جس کے متعلق خود فرماتے ہیں: فهذه مقدمة في ذكر أسماء أعلام حملة الآثار النبوية تبصر الطالب النبیه وتذكر المحدث المفيد بمن يقبح بالطلبة أن يجهلوه. ❸

اس سے اندازہ کیجئے کہ امام ذہبی رحمہ اللہ کی نظر میں امام صاحب کا کتنا مقام ہے۔ امام ذہبی رحمہ اللہ نے ایک کتاب لکھی ”ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل“ اس کتاب میں ان ائمہ جرح وتعديل کا ذکر ہے جن کا قول فن اسماء الرجال

❶ سير أعلام النبلاء: ترجمة: أبو حنيفة النعمان بن ثابت، ج ۶ ص ۳۹۰ تا ۴۰۳

❷ العبر في خبر من غير: سنة خمسين ومائة، ترجمة: النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۱۶۳

❸ المعين في طبقات المحدثين: ص: ۱، الناشر: دار الفرقان عمان

میں معتمد ہے، اس میں بڑے اہتمام کے ساتھ امام صاحب کا ذکر کیا ہے، اگر امام صاحب کو فن اسماء الرجال میں مہارت تامہ نہیں ہوتی تو امام ذہبی رحمہ اللہ آپ کا تذکرہ نہ کرتے، علم حدیث میں امام صاحب کی مہارت کی اس سے بڑی دلیل کیا ہوگی کہ آپ کا شمار ائمہ جرح و تعدیل میں ہوا، دیکھئے تفصیلاً: ①

امام ذہبی رحمہ اللہ نے تو امام صاحب اور صاحبین کے حالات میں مکمل ایک کتاب لکھی ہے اور آپ کی مدح میں محدثین کرام، فقہاء عظام اور آپ کے ہم عصر اکابر اہل علم کے اتنی کثرت کے ساتھ توثیقی اقوال نقل کیئے ہیں کہ جن کے انکار کو عقل سلیم محال سمجھتی ہے، آپ نے اپنی اس کتاب کا تذکرہ امام صاحب کے حالات کے ذیل میں کیا ہے:

قلت: مناقب هذا الإمام قد أفردتها في جزء. ②

امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے حالات ذکر کرنے کے بعد بھی اپنی اس کتاب کا حوالہ دیا:

قد أفردته وأفردت صاحبه محمد بن الحسن رحمهما الله في جزء. ③

آپ کی اس کتاب کا مکمل نام ”مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه“ ہے، اس کتاب پر تحقیق و تعلیقات محقق العصر علامہ زاہد الکوثری اور علامہ ابو الوفاء افغانی رحمہما کی ہیں اور یہ کتاب ۱۴۰۸ھ میں احیاء المعارف النعمانیہ حیدر آباد الدکن بالہند سے چھپی ہے، اہل علم حضرات سے درخواست ہے کہ اس کتاب کا ایک دفعہ ضرور مطالعہ کریں۔

۳..... اگر بالفرض والحال اس جرح کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو امام ذہبی رحمہ اللہ نے خود

جرح نہیں کی ہے بلکہ امام نسائی اور ابن عدی رحمہما کے حوالے سے نقل کی ہے، امام نسائی اور

① ذکر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل: ص ۱۷۶

② تذكرة الحفاظ: ترجمة: أبو حنيفة الإمام الأعظم النعمان بن ثابت، ج ۱ ص ۲۷

③ تذكرة الحفاظ: ترجمة: القاضي أبو يوسف يعقوب بن ابراهيم، ج ۱ ص ۱۲۵

ابن عدی کی جرح کے متعلق تفصیلات گزر چکی ہے۔

۴.... اس جرح میں ”من جهة حفظه“ کی تہید موجود ہے حالانکہ امام نسائی رحمہ اللہ کی جرح میں اس قید کا کہیں ذکر نہیں ہے، تو معلوم ہوا کہ یہ عبارت الحاقی ہے اصل ماخذ میں موجود نہیں ہے، متعصبین نے اپنی طرف سے اس جملے کا اضافہ کیا ہے۔

۵.... شیخ عبدالفتاح ابو غدة رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۱۷ھ) فرماتے ہیں:

مکتبہ انوار محمدی لکھنؤ سے (۱۳۰۱ھ) میں جو میزان الاعتدال کا نسخہ چھپا اس میں امام صاحب کا ذکر اصل کتاب میں موجود نہیں تھا، بلکہ کسی نے حاشیہ میں امام صاحب کے متعلق یہ جرح لکھ دی، ۱۳۲۵ھ میں مصر سے جب یہ نسخہ چھپا تو انہوں نے حاشیہ کی بات کو اصل کتاب میں لکھ دیا اور اس پر تنبیہ بھی نہیں کی:

والطبعة الهندية من الميزان المطبوعة في مدينة لكهنؤ سنة ۱۳۰۱ھ
بالمطبع المعروف بأنوار محمد لم تذكر فيها ترجمة للإمام أبي حنيفة في
أصل الكتاب وإنما ذكر على الحاشية كلمات في سطرين قال مثبتها لما
لم تكن هذه في نسخة وكانت في أخرى أوردتها على الحاشية فلما طبع
الكتاب بمصر سنة ۱۳۲۵ھ طبعت تلك الكلمات التي على الحاشية
في صلب الكتاب دون تنبيه. ①

شیخ عبدالفتاح ابو غدة رحمہ اللہ نے متعدد اصل نسخوں کا ذکر کیا ہے کسی نسخے میں بھی امام صاحب پر یہ جرح موجود نہیں ہے، ان تمام نسخوں کی نشان دہی بھی کی ہے کہ وہ نسخے کہاں کہاں موجود ہیں، اور فرمایا کہ میں نے ان سب کا مطالعہ کیا ہے کسی میں بھی یہ عبارت موجود نہیں ہے، ان تمام نسخوں کے متعلق معلومات کے لئے دیکھئے: ②

① الرفع والتكميل في الجرح والتعديل، ص ۱۲۲

② الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: ص ۱۲۱ تا ۱۲۳

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۹۴ھ) فرماتے ہیں کہ ”میزان الاعتدال“ کے تصحیح شدہ نسخوں میں اس جرح کا کوئی ذکر نہیں، علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے ”تذکرۃ الراشد“ اور علامہ نیموی رحمہ اللہ نے ”التعلیق الحسن“ میں یقین کے ساتھ یہ بات کہی ہے کہ یہ عبارت الحاقی ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ نے تو امام صاحب رحمہ اللہ کا ذکر ”تذکرۃ الحفاظ“ میں کیا ہے اور آپ کو امام اہل الراۃ کے ساتھ متصف نہیں کیا بلکہ ”امام اعظم“ کے لقب کے ساتھ آپ کو یاد کیا ہے، امام صاحب کی فضیلت کیلئے یہی بات کافی ہے کہ تمام مذاہب میں جب بھی ”امام اعظم“ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہی ہوتے ہیں کوئی اور مراد نہیں ہوتا:

على ما نقلوه عن ميزان الذهبى لا أثر له في بعض النسخ المصححة من الميزان كما قاله فخر الهند اللكهنوى في تذكرة الراشد ص ۲۶۷ والعلامة النيموى في التعليق ۱۸۸ وجزم بأن يكون هذه العبارة الحاقية... نعم ذكره أى أبا حنيفة في تذكرة الحفاظ ولم يصفه بإمام أهل الراۃ بل وصفه بالإمام الأعظم وهو اللقب الذى ألقاه الله في قلوب عباده لهذا الإمام النبيل وكفا بذلك فخراً وفضيلةً لأبي حنيفة أنه لا يطلق الإمام الأعظم عند أهل المذاهب كلها إلا عليه ولا يراد به غيره: ①

علامہ عبد الرشید نعمانی رحمہ اللہ (متوفی ۱۴۲۰ھ) فرماتے ہیں کہ:

میں کہتا ہوں اس بات میں کوئی شک نہیں یہ جرح اصل کتاب میں داخل کی گئی ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ کیسے جرح کر سکتے ہیں کہ جب کہ انہوں نے خود ”میزان الاعتدال“ کے مقدمے میں اس بات کی صراحت کی ہے کہ میں اپنی کتاب میں ائمہ متبوعین میں سے کسی کا

① أبو حنيفة وأصحابه المحدثون: الفصل الثامن في بقية الأجوبة عن المطاعن فيه، ص ۶۹

ذکر نہیں کروں گا کیونکہ اسلام میں ان کی جلالت اور عظمت مسلم ہے جیسے امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام بخاری رحمہم اللہ علامہ محمد بن اسماعیل یمنانی رحمہ اللہ صاحب سبل السلام نے اپنی کتاب ”توضیح الأفكار“ میں بھی اس بات کی صراحت کی ہے کہ ”میزان الاعتدال“ میں امام صاحب کا ذکر نہیں ہے، اور امام نووی رحمہ اللہ نے ”تہذیب الأسماء واللغات“ میں امام صاحب رحمہ اللہ کے تفصیلاً حالات ذکر کئے ہیں، لیکن تضعیف کا بالکل ذکر نہیں کیا ہے:

قلت: لا شك في كونها مدسوسة كيف وقد صرح الذهبي نفسه في مقدمة الميزان أنه لا يذكر فيه ترجمة الإمام حيث قال ما نصه وكذا لا أذكر في كتابي من الأئمة المتبوعين في الفروع أحدا لجلالتهم في الإسلام وعظمتهم في النفوس مثل أبي حنيفة، صاحب سبل السلام في توضيح الأفكار لمعاني تنقيح الأنظار بقوله لم يترجح لأبي حنيفة، وصرح به العلامة محمد بن اسماعيل الأمير اليماني في الميزان وترجم له النووي في التهذيب وأطال في ترجمته ولم يذكره بتضعيف. ①

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) فرماتے ہیں کہ تمام معتبر نسخے میزان الاعتدال کے جو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں ان میں کسی میں بھی یہ جرح کی عبارت موجود نہیں ہے:

إن هذه العبارة ليست لها أثر في بعض النسخ المعتبرة على ما رأيتها

بعيني. ②

ان تمام اکابر اہل علم کے حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ امام ذہبی رحمہ اللہ نے

① ماتمس اليه الحاجة لمن يطالع سنن ابن ماجه: ص ۴۷ ② مجموعة رسائل

اللكهنوي: إمام الكلام فيما يتعلق بالقراء خلف الامام، ج ۳ ص ۱۷۶

امام صاحب کے متعلق کوئی جرح نقل نہیں کی، اور میزان الاعتدال کے تمام صحیح معتبر نسخوں میں یہ عبارت موجود نہیں ہے بعض متعصبین نے اس عبارت کا اپنی طرف سے اضافہ کیا ہے جیسا کہ باحوالہ یہ بات گزر گئی۔

کیا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو صرف سترہ احادیث یاد تھیں؟

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۸ھ) نقل کرتے ہیں:

أبو حنيفة رضي الله تعالى عنه يقال: بلغت روايته إلى سبعة عشر حديثا

أو نحوها. ❶

جناب محمد یوسف جے پوری صاحب اس کا ترجمہ کرتے ہیں:

امام ابو حنیفہ کی نسبت کہا گیا ہے کہ ان کو سترہ حدیثیں پہنچی ہیں یا اس کے لگ بھگ۔ ❷
حالانکہ یہ ترجمہ بالکل غلط ہے صحیح ترجمہ یہ ہے امام ابو حنیفہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کی روایت (یعنی مرویات) سترہ تک پہنچتی ہیں۔

دونوں ترجموں میں زمین آسمان کا فرق ہے اصول حدیث سے جسے ذرا بھی مس ہوگا وہ دونوں ترجموں کے فرق کو بخوبی سمجھ لے گا، عوام کے لئے ہم تھوڑی سی وضاحت کئے دیتے ہیں، دیکھئے ایک ہوتا ہے استاذ سے حدیث حاصل کرنا اسے کہتے ہیں تحمل حدیث اور اخذ حدیث اور ایک ہوتا ہے استاذ سے پڑھی ہوئی احادیث آگے شاگردوں کو پڑھانا اسے کہتے ہیں ادائے حدیث اور روایت حدیث، علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ کے ذکر کردہ قول کا مطلب یہ ہے کہ امام صاحب نے آگے جو احادیث روایات کی ہیں وہ سترہ تک پہنچتی ہیں، یہ مطلب نہیں کہ امام صاحب نے حدیثیں کل سترہ پڑھی ہیں، روایت حدیث میں قلیل ہونا کوئی عیب

❶ مقدمة ابن خلدون: الفصل السادس في علوم الحديث، ج ۱ ص ۵۶۱

❷ حقیقت الفقہ، ص ۸۸

نہیں ہے کیونکہ اس سے علم حدیث سے ناواقفی یا واقفیت کا تھوڑا ہونا لازم نہیں آتا، اس لئے ممکن ہے کہ محدث و فور علم کے باوجود حزم و احتیاط کی بناء پر حدیث کی آگے روایت کم کرے، ورنہ تو جو اعتراض حضرت امام صاحب پر کیا جاتا ہے اس سے خلفاء راشدین بالخصوص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور دیگر اجلہ صحابہ کرام بھی نہیں بچ سکتے کیونکہ ان کی روایات بھی دیگر صحابہ کرام کے مقابلہ میں بہت کم ہیں۔ جے پوری صاحب اگر علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ کی عبارت کا ترجمہ صحیح کرتے تو اعتراض کا کوئی پہلو نہ نکلتا لیکن انہوں نے یا تو جان بوجھ کر یا عربی سے نابلد ہونے کی بناء پر غلط ترجمہ کیا اور عوام کو دھوکہ دینے کی کوشش کی (اعاذنا اللہ منہ) دوسرے جے پوری صاحب نے تاریخ ابن خلدون سے اپنے مفید مطلب عبارت نقل کی ہے اور آگے پیچھے سے ساری عبارت دیدہ و دانستہ چھوڑ دی ہے کیونکہ اس سے بنا اعتراض ہی ختم ہو جاتا ہے، ہم متعلقہ ساری عبارت ذکر کرتے ہیں تاکہ جے پوری صاحب کی خیانت کھل کر سامنے آ سکے:

واعلم أيضا أن الأئمة المجتهدين تفاوتوا في الإكثار من هذه الصناعة والإقلال فأبو حنيفة رضي الله تعالى عنه يقال: بلغت روايته إلى سبعة عشر حديثاً أو نحوها ومالك إنما صحّ عنده ما في كتاب الموطأ وغايتها ثلاثمائة حديث أو نحوها. وأحمد بن حنبل في مسندة خمسون ألف حديث ولكل ما أذاه إليه اجتهداه في ذلك. وقد تقول بعض المبغضين المتعصبين إلى أن منهم من كان قليل البضاعة في الحديث فلماذا قلت روايته. ولا سبيل إلى هذا المعتقد في كبار الأئمة لأن الشريعة إنما تؤخذ من الكتاب والسنة. والإمام أبو حنيفة إنما قلت روايته لما شدد في شروط الرواية والتحمل وضعف رواية الحديث اليقيني إذا عارضها الفعل

النفسي. وقلت من أجلها رواية فقل حديثه. لأنه ترك رواية الحديث متعمدا فحاشاه من ذلك. ويدل على أنه من كبار المجتهدين في علم الحديث اعتماد مذهبه بينهم والتعويل عليه واعتباره رداً وقبولاً. وأما غيره من المحدثين وهم الجمهور فتوسّعوا في الشروط وكثر حديثهم والكل عن اجتهاد وقد توسّع أصحابه من بعده في الشروط وكثرت روايتهم الخ.

اور یہ بھی جان لو کہ ائمہ مجتہدین حدیث کے فن میں متفاوت رہے ہیں، کسی کی مرویات قلیل اور کسی کی کثیر ہیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ان کی مرویات سترہ یا اس کے لگ بھگ پہنچتی ہیں، امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک صحیح احادیث جو موطا میں ہیں ان کی زیادہ سے زیادہ تعداد تین سو یا اس کے لگ بھگ ہے، اور امام احمد رحمہ اللہ کی مسند میں (۵۰) ہزار احادیث ہیں اور ہر ایک نے اپنے اپنے اجتہاد کے مطابق سعی کی ہے، بغض لوگ جو بغض رکھنے والے اور متعصب ہیں انہوں نے اس جھوٹ پر کمر باندھ لی ہے کہ ائمہ میں سے کچھ امام حدیث میں قلیل البصاعت ہیں اسی لئے ان سے روایت حدیث کم ہوئی ہے، لیکن اس اعتقاد کی کبار ائمہ کے حق میں کوئی سبیل نہیں کیونکہ احکام شرعیہ کتاب و سنت ہی سے ماخوذ ہے۔

اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے روایت اس لئے قلیل ہوئی کہ انہوں نے روایت اور اس کے تحمل کے بارے میں سخت شرائط لگائیں، اور وہ یہ ہے کہ حدیث میں یقینی روایت جب کہ اس کے معارضہ میں فعل نفسی واقع ہو تو ضعیف ہو جاتی ہے نہ یہ کہ انہوں نے حدیث کی روایت کو عمداً چھوڑ دیا، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے علم حدیث میں کبار مجتہدین میں سے ہونے کی بڑی دلیل یہ ہے کہ مجتہدین ان کے مذہب پر اعتماد کرتے ہیں رد و قبول کے اعتبار سے، امام

صاحب کے علاوہ جمہور محدثین نے روایت حدیث کی شرائط میں توسع اختیار کیا ہے اس لئے ان کی احادیث کثیر ہوئیں اور ہر ایک نے یہ شرائط اپنے اپنے اجتہاد سے عائد کیں، امام صاحب کے بعد ان کے اصحاب نے بھی روایت حدیث کی شرائط میں توسع اختیار کیا تو انکی روایات بھی کثیر ہو گئیں۔

محترم قارئین: آپ نے علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ کی پوری عبارت ملاحظہ فرمائی اس سے کہیں اشارہ بھی جے پوری صاحب کا مطلب ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ ساری عبارت ان کے خلاف جاتی ہے، شاید اسی لئے وہ صرف ایک فقرہ ذکر کرتے ہیں باقی سب کھا جاتے ہیں، وجہ یہ ہے کہ علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ نے پہلے یہ بتایا کہ بعض ائمہ قلیل الروایت ہیں اور بعض کثیر الروایت ہیں، پھر اس کی تمثیل میں ائمہ ثلاثہ کا ذکر کیا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انکی مرویات سترہ یا اس کے لگ بھگ پہنچتی ہیں، حضرت امام مالک رحمہ اللہ کی تین سو تک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی (۵۰) ہزار تک، اس سے معلوم ہوا کہ علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ نے امام صاحب کے متعلق جو کہا ہے وہ انکے قلیل الروایت ہونے کی تمثیل میں کہا ہے بطور طعن یا اعتراض کے نہیں کہا، بلکہ انہوں نے ان لوگوں کی پرزور مذمت کی ہے جو کسی امام کو قلیل الروایت ہونے کی وجہ سے حدیث میں قلیل البصاعت (کم علم) سمجھتے ہیں۔ ❶

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

بعض متعصب لوگ جو ائمہ کبار میں سے کسی امام کو قلیل الروایت ہونے کی وجہ سے قلیل البصاعت (حدیث میں کم علم) خیال کرتے ہیں یہ محض ان کا افتراء ہے، کبار ائمہ کے بارے میں اس کی قطعاً گنجائش نہیں کیونکہ شریعت قرآن و سنت ہی سے اخذ کی جاتی ہے:

❶ حدیث اور اہل حدیث، ص ۳۲۳ تا ۳۶۲

وقد تقول بعض المبغضين المتعصبين إلى أن منهم من كان قليل البضاعة في الحديث فلماذا قلت روايته. ولا سبيل إلى هذا المعتقد في كبار الأئمة لأن الشريعة إنما تؤخذ من الكتاب والسنة. ❶

جو شخص حدیث میں قلیل البضاعت ہو وہ کیسے احادیث سے احکام شریعت استنباط کر سکتا ہے۔

علامہ محمد بن یوسف صاکی دمشقی شافعی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) فرماتے ہیں:

امام ابو حنیفہ بڑے حفاظ حدیث اور ان کے فضلاء میں شمار ہوتے ہیں اگر وہ حدیث کا بکثرت اہتمام نہ کرتے تو فقہ کے مسائل میں استنباط کا ملکہ ان کو کہاں سے حاصل ہوتا:

كان أبو حنيفة من كبار حفاظ الحديث وأعيانهم ولولا كثرة اعتناؤه بالحديث ما تهيأ له استنباط مسائل الفقه. ❷

امام صاحب کے علم حدیث میں مقام کا اندازہ اس سے لگائیے کہ فن اسماء الرجال کے امام علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) نے آپ کا تذکرہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ”تذكرة الحفاظ“ میں کیا ہے امام ذہبی رحمہ اللہ نے اپنی اس کتاب میں کسی ایسے شخص کا تذکرہ نہیں کیا جو حافظ الحدیث نہ ہو، چنانچہ خارجہ بن زید رحمہ اللہ اگرچہ فقہاء سبعہ میں سے ہیں مگر ان کے متعلق صاف فرماتے ہیں:

أنه قليل الحديث فلماذا لم أذكره في الحفاظ. ❸

یہ قلیل الحدیث ہیں اس لئے میں نے ان کا تذکرہ حفاظ میں نہیں کیا۔

- ❶ مقدمة ابن خلدون: الفصل السادس في علوم الحديث، ج ۱ ص ۵۶۱
- ❷ عقود الجمان في مناقب الإمام أبي حنيفة النعمان، ص ۱۵۶
- ❸ تذكرة الحفاظ: ترجمة: خارجة بن زيد بن ثابت الانصاري، ج ۱ ص ۷۱

علامہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ (متوفی ۲۴۱ھ) فرماتے ہیں کہ:

امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے اور جس نے ان کے بارے میں یہ خیال کیا ہے کہ وہ حدیث میں کم شان رکھتے تھے تو اس کا یہ خیال تساہل پر مبنی ہے یا حسد پر:

ذكره الذهبي وغيره في طبقات الحفاظ من المحدثين ومن زعم قلة اعتنا به بالحديث إما لتساهله أو حسده. ①

خود علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ (متوفی ۸۰۸ھ) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق فرماتے ہیں:

ویدل علی أنه من كبار المجتهدين في علم الحديث اعتماد مذهبه بينهم والتعويل عليه واعتباره ردًا وقبولاً. ②

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے علم حدیث میں بڑے مجتہدین میں سے ہونے کی یہ دلیل ہے کہ ان کے مذہب پر رد و قبول اعتماد اور بھروسہ کیا گیا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے جو روایت حدیث قلیل وارد ہوئی ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے روایت و تحمل حدیث میں شرائط سخت لگا رکھی تھیں اور حدیث کے معاملے میں بہت احتیاط کیا کرتے تھے:

لقد وجد الورع عن أبي حنيفة في الحديث ما لم يوجد عن غيره. ③

تحقیق امام ابو حنیفہ نے حدیث میں وہ احتیاط کی ہے جو اور کسی نے نہیں کی ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

① الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثلاثون،

ص ۹۰ ② مقدمة ابن خلدون: الفصل السادس في علوم الحديث، ج ۱ ص ۵۲۲

③ مناقب أبي حنيفة: ج ۱ ص ۱۹۷

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علم کے حاصل کرنے میں بڑے سخت محتاط اور حدود الہی کی بے حرمتی پر بے حد مدافعت کرنے والے تھے، اور وہ صرف وہی حدیث لیتے تھے جو ثقہ راویوں سے مروی اور صحیح ہوتی تھی، اور آنحضرت ﷺ کے آخری فعل کو وہ لیا کرتے تھے، اور اس فعل کو جس پر انہوں نے علماء کوفہ کو عامل پایا ہوتا تھا مگر پھر بھی ایک قوم نے (بلاوجہ) ان پر طعن کیا، اللہ تعالیٰ ہماری اور ان سب کی مغفرت فرمائے:

سفيان الثوري يقول كان أبو حنيفة شديد الأخذ للعلم ذابا عن حرم الله أن تستحل يأخذ بما صح عنده من الأحاديث التي كان يحملها الثقات وبالأخر من فعل رسول الله وبما أدرك عليه علماء الكوفة ثم شنع عليه قوم يغفر الله لنا ولهم. ①

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی روایت حدیث اور تحمل حدیث میں شرائط کس قدر سخت تھیں اس کا ذکر تفصیل سے ماقبل میں ہو چکا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ (متوفی ۹۱۱ھ) فرماتے ہیں کہ امام صاحب کے نزدیک شرط یہ ہے کہ حدیث کی روایت وہ شخص کرے جو حدیث کو سننے کے دن سے بیان کرنے کے دن تک حدیث کا حافظ ہو، امام صاحب کے اس اصول کا دوسرے محدثین کے اصول کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں یہ مذہب بہت ہی سخت ہے، اگر اس معیار کے پیش نظر صحیحین کا جائزہ لیا جائے تو نصف راوی ایسے ملیں گے جو حفظ کی اس شرط پر پورے نہ اتریں گے:

هذا مذهب شديد، وقد استقر العمل على خلافه، فلعل الرواة في

① الانقضاء في فضائل الثلاثة الاثمة الفقهاء: ثناء العلماء على أبي حنيفة، عيسى بن

يونس، ص ۱۲۲

الصحيحين ممن يوصف بالحفظ لا يبلغون النصف. ①

علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ کا امام صاحب کے متعلق نقل کردہ قول عقلا ونقلًا غلط ہے جس کے بہت سے شواہد ہیں۔

ابن خلدون رحمہ اللہ نے قلیل الروایت کی تمثیل میں امام صاحب کے متعلق جو یہ کہا ہے کہ کہا جاتا ہے کہ ان کی مرویات سترہ یا اس کی لگ بھگ پہنچتی ہیں اس کا ہم کچھ تجزیہ کرنا چاہتے ہیں ہمارا نظریہ یہ ہے کہ حضرت امام صاحب کے بارے میں ابن خلدون کا نقل کردہ قول عقلا ونقلًا غلط ہے جس کے بہت سے شواہد ہیں۔

۱.... علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ نے اسے بصیغہ تمریض ذکر کیا ہے جو خود اس کے ضعف اور مرجوحیت کی دلیل ہے۔

۲.... علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ کا یہ اپنا قول نہیں بلکہ انہوں نے اسے مجہول کے صیغہ يقال سے ذکر کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ کہا جاتا ہے یہ کہنے والے کون ہیں؟ کوئی پتہ نہیں۔
۳.... انہوں نے ”أو نحوها“ کا لفظ بڑھا کر اشارہ کر دیا کہ خود انہیں صحیح پتہ نہیں کہ سترہ ہی کہا جاتا ہے یا زیادہ۔

۴.... ابن خلدون گو عظیم مؤرخ اسلام ہیں لیکن انہیں ائمہ کرام کی مرویات کا صحیح علم نہیں اسی لئے انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ کی مرویات ان کی موطا میں تین سو بتائی ہیں حالانکہ بقول حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۱۷۶) کے موطا میں (۱۷۲۰) احادیث موجود ہیں، اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی مرویات مسند احمد میں پچاس ہزار بتائی ہیں، حالانکہ مسند احمد میں کل تیس ہزار احادیث ہیں اور اگر امام احمد رحمہ اللہ کے صاحبزادے عبد اللہ کی مرویات کو بھی شامل کر لیا جائے تو پھر کل چالیس ہزار بنتی ہیں، علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ کو

① تدرب الراوی فی شرح تقریب النواوی: النوع السادس والعشرون، ج ۱ ص ۵۲۷

جب ائمہ کی مرویات کی صحیح تعداد معلوم نہیں تو حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں انکے نقل کردہ قول کا کیا اعتبار کیا جاسکتا ہے؟

۵..... حضرت امام صاحب کے قلیل الروایت ہونے کی تردید کیلئے آپ کے تلامذہ واصحاب پر نظر کر لینا ہی کافی ہے۔

علامہ محمد بن یوسف صاکی دمشقی رحمہ اللہ (متوفی ۹۴۲ھ) نے حروف تہجی کے اعتبار سے امام ابو حنیفہ کے تلامذہ کے صرف نام ذکر کیئے ہیں جو ستر (۷۰) صفحات پر مشتمل ہیں، اور جنہوں نے مندرجہ ذیل ملکوں اور شہروں سے آکر امام صاحب سے علم حاصل کیا۔

مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، دمشق، بصرہ، کوفہ، واسط، موصل، جزیرہ، رقة، نصیبین، رملہ، مصر، یمن، بحرین، بغداد، کرمان، اصفہان، استرآباد، حلوان، ہمدان، نہاوند، رے، قوس، دامغان، طبرستان، جرجان، بخارا، سمرقند، صغانیان، ترند، بلخ، ہرات، قہستان، خوارزم، مدائن، جمہص وغیرہ۔

۶..... علامہ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے محدثین و فقہاء میں سے بے شمار حضرات نے روایت کیا ہے:

روى عنه من المحدثين والفقهاء عدة لروى عنه من المحدثين

والفقهاء عدة لا يحصون. ①

آپ کے تلامذہ میں مشہور محدث حضرت عبداللہ بن یزید مرقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

میں نے امام صاحب سے نو سو احادیث سنی تھیں:

سمع من الإمام تسع مائة حديث. ②

حافظ الحدیث امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ جو زمانہ طالب علمی میں امام صاحب کے رفیق

① مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص ۲۵ ② مناقب أبي حنيفة، ج ۲ ص ۲۱۶

درس تھے، فرماتے ہیں کہ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا رفیق درس تھا وہ علم حدیث کے طالب بنے تو حدیث میں ہم سے آگے نکل گئے، یہی حال زہد و تقویٰ میں ہوا، اور فقہ کا معاملہ تو تمہارے سامنے ہے:

قال مسعر بن کدام: طلبت مع أبي حنيفة الحديث، فغلبنا وأخذنا في

الزهد، فبرع علينا وطلبنا معه الفقه، فجاء منه ما ترون. ❶

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میرے پاس حدیث کے صندوق بھرے ہوئے موجود ہیں مگر میں نے ان میں سے تھوڑی حدیثیں نکالی ہیں جن سے لوگ نفع اٹھائیں:

عندي صناديق الحديث ما أخرجت منها إلا اليسير الذي ينفع به. ❷

حضرت عبداللہ بن یزید مقرر رحمہ اللہ جب امام صاحب سے مروی روایت بیان کرتے

تو فرماتے: حدثنا شاهنشاه.

علم کے بادشاہوں کے بادشاہ نے روایت بیان کی ہے:

حدثنا أبو عبد الرحمن المقرئ وكان إذا حدثنا عن أبي حنيفة قال:

حدثنا شاهنشاه. ❸

علامہ محمد بن عبدالکریم شہرستانی رحمہ اللہ (متوفی ۵۲۸ھ) نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو ائمہ

حدیث میں شمار کیا ہے۔ دیکھئے تفصیلاً: ❹

امام ذہبی رحمہ اللہ نے فن جرح و تعدیل میں جن ائمہ کے قول پر اعتماد کیا جاتا ہے ان میں

امام صاحب کے اسم گرامی کو نمایاں ذکر کیا ہے، دیکھئے: ❺

❶ مناقب الإمام أبي حنيفة وصاحبيه، ص ۲۳ ❷ مناقب أبي حنيفة، ج ۱ ص ۹۵

❸ تاریخ بغداد: ترجمة: النعمان بن ثابت، ما قيل في فقه أبي حنيفة، ج ۱ ص ۳۴۴

❹ الملل والنحل: الفصل الخامس، المرجعة، الصالحية، ج ۱ ص ۱۲۶

❺ ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل، ص ۷۶

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ (متوفی ۷۲۸ھ) ائمہ اربعہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ یہ حدیث، تفسیر، فقہ، تصوف سب کے امام تھے:

أئمة أهل الحديث والتفسير والتصوف والفقہ، مثل الأئمة الأربعة وأتباعهم. ❶

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ (متوفی ۷۵۱ھ) امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو ائمہ حدیث میں شمار کرتے ہیں:

أما طريقة الصحابة والتابعين وأئمة الحديث كالشافعي والإمام أحمد ومالك وأبي حنيفة وأبي يوسف والبخاري. ❷

امام حفص بن غیاث رحمہ اللہ جن کے ترجمہ کا آغاز امام ذہبی رحمہ اللہ ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

حفص بن غياث الإمام، الحافظ، أبو عمر النخعي الكوفي، قاضي بغداد. ❸

یہی امام حفص بن غیاث رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے بہت سی حدیثیں سنی ہیں:

سمعت من أبي حنيفة حديثا كثيرا. ❹

امام وکیع بن جراح رحمہ اللہ جن کے ترجمہ کا آغاز امام ذہبی رحمہ اللہ ان القابات کے ساتھ کرتے ہیں:

- ❶ منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية: الوجه الخامس، وفيه الرد على التفضيلي، ج ۲ ص ۱۰۵ ❷ إعلام الموقعين عن رب العالمين: يصار إلى الاجتهاد والقياس عند الضرورة، ج ۲ ص ۲۰۹ ❸ تذكرة الحفاظ: ترجمة: حفص بن غياث النخعي، ج ۱ ص ۲۱۷ ❹ مناقب أبي حنيفة للموفق: ج ۱ ص ۴۰

وکیع بن الجراح بن ملیح الإمام، الحافظ، الثبت، محدث العراق. ①
امام الجرح والتعديل یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں
دیکھا کہ جسے امام وکیع پر مقدم کروں، اور امام وکیع امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے قول پر فتویٰ دیتے
تھے اور ان کی ساری حدیثیں انہیں حفظ تھیں اور انہوں نے امام صاحب سے بہت ساری
حدیثیں سنی تھیں:

قال یحییٰ بن معین: ما رأیت أحدا أقدمه علی وکیع وکان یفتی برأی
أبی حنیفة وکان یحفظ حدیثہ کلہ، وکان قد سمع من أبی حنیفة حدیثا
کثیرا. ②

ان ٹھوس اور مستند حوالہ جات کے بعد بھی یہ کہنا کہ ان کی مرویات سترہ تک پہنچتی ہیں،
انصاف کا خون کرنے کے مترادف نہیں تو کیا ہے؟ معمولی عقل و شعور رکھنے والا آدمی بھی
اسے تسلیم نہیں کر سکتا۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کتاب الآثار کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا:

انتخب أبو حنیفة الآثار من أربعین ألف حدیث. ③

ما قبل میں تفصیل کے ساتھ امام صاحب رحمہ اللہ کی انتیس (۲۹) مسانید اور آپ کی ”کتاب
الآثار“ کا ذکر ہوا، آپ کی وحدانیات، ثنائیات، ثلاثیات کا ذکر ہوا، صحاح ستہ کے ائمہ میں
کوئی بھی ایسا امام نہیں ہے جن کی ثنائی روایات ہوں، امام صاحب رحمہ اللہ کی تمام ثنائی
روایات کے متعلق تفصیلاً دیکھئے: الإمام الأعظم أبو حنیفة والثنائیات فی مسانیدہ.

① تذکرۃ الحفاظ: ترجمة: وکیع بن الجراح بن ملیح، ج ۱ ص ۲۲۳

② جامع بیان العلم وفضله: باب ماجاء فی ذم القول فی دین اللہ تعالیٰ بالرأی

والظن، ج ۲ ص ۱۰۸۲ ③ مناقب أبی حنیفة: ج ۱ ص ۸۴

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی ثلاثی روایات کی تعداد تقریباً ساڑھے چار سو (۴۵۰) ہے جن سندوں سے یہ روایات مروی ہیں ان کا ذکر ماقبل میں ہو چکا ہے، وہ امام اعظم جن کی وحدانی، ثنائی، ثلاثی روایات کا اس قدر ذخیرہ ہو ان کے متعلق یہ کہنا کہ انہیں (۱۷) حدیثیں آتی تھیں۔

بریں عقل و دانش ببايد گريست

مشہور محقق عالم علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے علامہ ابن خلدون رحمہ اللہ کی اس عبارت پر عقلاً، نقلاً تجزیہ کر کے اس کا مفصل رد لکھا ہے، اہل علم حضرات مراجعت فرمائیں: ❶

امام صاحب رحمہ اللہ کے متعلق جتنے مشہور اعتراضات تھے بندے نے ان تمام اعتراضات کے تفصیلی جوابات نقل کر دیئے ہیں، باقی اگر کوئی معمولی اعتراض کسی نے نقل کیا ہے تو وہ تاریخ بغداد سے نقل کیا ہے اور ان تمام کے مفصل و مدلل جوابات محقق العصر علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ نے ”تانیب الخطیب“ میں دے دیئے ہیں اہل علم حضرات اس کتاب کی طرف مراجعت فرمائیں، اردو دان طبقہ اس کتاب کا اردو ترجمہ ”امام ابو حنیفہ کا عادلانہ دفاع“ جو نہایت معتمد اور مستند ہے اس کی طرف مراجعت کریں۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی ذکاوت کے پچاس (۵۰) دلچسپ واقعات

۱..... امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مکہ کے راستہ میں میں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو دیکھا جب کہ لوگوں نے ایک جوان اونٹ کا گوشت بھون لیا تھا اور وہ چاہتے تھے کہ سرکہ کے ساتھ کھائیں مگر ایسا کوئی برتن موجود نہ تھا جس میں سرکہ ڈال کر دسترخوان پر رکھ لیا جائے اس کی کوئی صورت سمجھ میں نہیں آرہی تھی، تو

❶ مجموعۃ رسائل اللکھنوی: تذکرۃ الراشد بتبصرۃ الناقد، ج ۶ ص ۲۱۵ تا ۲۲۰

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے ریت کو کھود کر ایک گڑھا بنایا اور اس پر (چمڑے کا) دسترخوان بچھایا اور (گڑھے پر دسترخوان کو دبا کر پیالہ نما جگہ بنالی) اس پر سرکہ الٹ دیا، سب نے اطمینان کے ساتھ اپنی خواہش پوری کر لی۔ لوگوں نے ان سے کہا کہ آپ ہر ایک کام میں حسن پیدا کرتے ہیں تو فرمانے لگے کہ تمہیں اللہ کا شکر کرنا چاہئے کہ اس نے تم پر یہ فضل کیا کہ میرے دل میں اس تدبیر کا القاء کر دیا (یہ ہوتی ہیں اللہ کے خاص بندوں کی باتیں کہ وہ فضل و کمال کی نسبت اپنی طرف نہیں کرتے)۔ ❶

۲.... محمد بن حسن رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک شخص کے گھر میں چوروں نے داخل ہو کر اس کو تین طلاق کا حلف لینے پر مجبور کیا (یعنی یہ کہلوایا کہ اگر میں نے شور مچایا یا کسی کو بتایا کہ مال لینے والے کون لوگ ہیں تو میری بیوی پر تین طلاق) کہ کسی کو نہیں بتائے گا (اور اس کا سب مال و اسباب لے گئے) صبح کو وہ شخص چوروں کو دیکھتا رہا کہ وہ اس کا سامان فروخت کر رہے ہیں، مگر اس حلف کی وجہ سے بولنے کی قدرت نہیں رکھتا تھا، اس نے آکر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مشورہ کیا، آپ نے فرمایا کہ میرے پاس اپنے محلے کی مسجد کے امام اور مؤذن کو لاؤ اور اہل محلہ میں سے جو معزز اشخاص ہیں ان کو بھی۔ یہ شخص ان سب کو لے آیا، ان سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ آپ لوگ چاہتے ہیں کہ اس کا مال و اسباب اللہ تعالیٰ اس کو واپس کر دے، سب نے اثبات میں جواب دیا، تو آپ نے فرمایا کہ تم اپنے علاقے کے تمام بدچلن اور تمام متہم لوگوں کو ایک جگہ جمع کر لو پھر ایک ایک شخص کو باہر نکالتے جاؤ اور جس شخص کا سامان چوری ہوا ہے اس سے پوچھتے رہو کہ کیا یہ ہے تمہارا چور؟ اگر وہ چور نہ ہو تو یہ انکار کر دے۔ اور اگر چور ہو تو خاموش ہو جائے، جب یہ خاموش ہو جائے تو تم اس کو پکڑ لو۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی اس تدبیر پر لوگوں نے عمل کیا تو اللہ نے اس کا تمام مال مسروقہ

❶ وفیات الأعیان: ترجمة: الإمام أبو حنيفة: ج ۵ ص ۴۱۰

واپس دلوا دیا، چونکہ اس نے زبان سے کچھ نہیں کہا اس لیے طلاق واقع نہیں ہوئی۔ ①

۳..... کوفہ کے ایک نیک صالح شخص کا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف گزر ہوا، آپ نے اس سے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ تو اس نے کہا کہ امام ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کے پاس، آپ نے اس سے فرمایا کہ وہاں سے واپسی پر مجھ سے ملتے جانا۔ یہ شخص ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کی خدمت میں تین دن ٹھہر کر جب واپس ہوا تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف سے گزرا، تو آپ نے اس کو آواز دی۔ سلام دعا کے بعد آپ نے اس سے پوچھا کہ تم تین دن کے لیے امام ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کے پاس کس غرض سے گئے تھے؟ اس نے کہا کہ ایک ایسی بات ہے جس کا اظہار میں ہر شخص کے سامنے نہیں کرتا۔ میں نے یہ امید کی تھی کہ وہاں جا کر اس کا کوئی حل نکل آئے گا، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے پوچھا کہ وہ کیا ہے اس نے کہا کہ میں ایک صاحب وسعت شخص ہوں اور دنیا میں ایک بیٹے کے سوا اور کوئی میرا وارث نہیں ہے، اور اس کا حال یہ ہے کہ جب میں کسی عورت سے اس کا نکاح کرتا ہوں تو وہ اسے طلاق دے دیتا ہے، میں نے اس کو ایک باندی خرید کر دے دی تو اس کو بھی آزاد کر دیا۔ آپ نے پوچھا کہ پھر امام ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ نے اس کے بارے میں کیا کہا؟ اس نے کہا کہ انہوں نے یہ جواب دیا کہ میرے پاس اس کا کوئی حل نہیں ہے۔

امام صاحب نے فرمایا کہ ہمارے پاس بیٹھو ہم بفضل اللہ تمہیں اس پریشانی سے نکال دیں گے۔ پھر امام صاحب رحمہ اللہ نے اس کو کھانے میں اپنے ساتھ شریک کیا، جب کھانے سے فراغت ہوئی تو اس سے فرمایا کہ تم اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر بازار جاؤ پھر جو باندی اس کو پسند آجائے اور اس کی قیمت کا معاملہ بھی تمہارے حسبِ منشا ہو جائے تو اس کو اپنی ذات کے لیے خرید لو اس کے لیے نہ خریدنا، پھر اس باندی کے ساتھ اپنے بیٹے کا نکاح کر دو، پھر اگر

① أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر المسائل المتحسنة، ص ۴۰

اس نے طلاق دے دی تو وہ تمہارے پاس لوٹ آئے گی (اس لیے کہ وہ تمہاری ملکیت میں ہے) اور اگر اس نے آزاد کر دیا تو یہ آزاد نہیں ہوگی (اس لیے کہ وہ تمہاری مملوکہ ہے) اگر اس سے اولاد ہوگئی تو تمہارے بیٹے کا نسب ثابت رہے گا (اور اس شخص کو فقدان نسب کا بھی غم تھا) اس نے کہا کیا یہ جائز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بالکل جائز ہے، پھر یہ شخص امام ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کے پاس گیا اور ان سے اس تدبیر کا ذکر کیا تو انہوں نے بھی کہا کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے بالکل درست رائے دی ہے۔^①

۴..... امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ خلیفہ منصور نے ایک مرتبہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو بلایا، تو آپ تشریف لے گئے، دربار میں ربیع موجود تھا، یہ ربیع منصور کا خاص چہیتا اور لاڈلا تھا، اسے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے کافی عداوت تھی، ربیع نے کہا اے امیر المؤمنین! یہ ابو حنیفہ رحمہ اللہ آپ کے دادا (حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ) کی مخالفت کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول یہ تھا کہ کسی معاملہ پر قسم اٹھانے والا اگر ایک یا دو دن کے بعد استثناء یعنی ان شاء اللہ کہہ دے تو یہ اس کے لیے جائز ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا قول یہ ہے کہ استثناء متصل ہی جائز ہے (بعد میں معتبر نہ ہوگا) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا اے امیر المؤمنین! ربیع چاہتا ہے کہ آپ کے لشکر کی گردن کو آپ کی بیعت سے آزادی دلادے۔ منصور نے پوچھا کہ یہ کیسے؟ آپ نے فرمایا کہ لوگ آپ کے سامنے تو حلف کر جائیں گے، پھر اپنے گھروں پر واپس جا کر استثناء کر دیا کریں گے، تو جو حلفیہ عہد اطاعت لیا وہ ختم ہو جائے گا، یہ سن کر منصور ہنسنے لگا، اور اس نے کہا: اے ربیع! ابو حنیفہ کو کبھی نہ چھیڑنا (ورنہ اسی طرح منہ کی کھایا کرے گا)۔ جب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ باہر آگئے تو ربیع نے ان سے کہا کہ آج تو آپ نے مروادیا تھا، آپ نے فرمایا: یہ کام تو نے کیا تھا میں نے اپنے لیے اور تیرے لیے خلاصی کی راہ نکالی۔^②

① کتاب الأذکیاء لابن الجوزی: ص ۷۳

② تاریخ بغداد: ترجمۃ: النعمان بن ثابت، ج ۱۳ ص ۳۶۲

۵..... ایک شخص نے قسم اٹھائی اور اپنی بیوی سے کہا اگر تم نے میرے لیے ایسی ہانڈی نہ پکائی جس میں ایک پاؤ نمک ڈالا لیکن اس میں اس کا اثر بھی ظاہر نہ ہو ورنہ تجھے طلاق، پھر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اس کا حل پوچھا گیا، آپ نے فرمایا کہ وہ ہانڈی میں انڈا ابالے اس میں ایک پاؤ یا زیادہ نمک ڈال دے (کیونکہ اس سے قسم بھی پوری ہو جائے گی اور طلاق بھی نہ ہوگی اس لیے کہ نمک کا اثر ابالے ہوئے انڈے میں ظاہر نہ ہوگا)۔ ①

۶..... عبدالواحد بن غیاث رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ابوالعباس طوسی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق برے خیالات رکھتا تھا، اور اس کا علم ان کو بھی تھا۔ ایک مرتبہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ منصور کے پاس گئے اور وہاں اس وقت کثیر مجمع تھا۔ طوسی نے کہا آج مجھے ابو حنیفہ کی خبر لینی ہے، چنانچہ سامنے آیا اور کہا کہ اے ابو حنیفہ! امیر المؤمنین ہم میں سے کسی شخص کو بلا کر یہ حکم دیتے ہیں کہ فلاں شخص کی گردن اڑادی جائے اور جس کو حکم دیا جاتا ہے اس کو یہ خبر نہیں کہ گردن کاٹنے کے حکم کے لیے خلیفہ نے کیسے گنجائش نکالی (یعنی قتل کا حکم کیوں دیا، اس صورت میں قتل کرنا جائز ہو گا یا نہیں)

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اے ابوالعباس! پہلے اس کا جواب دو امیر المؤمنین کے احکام حق پر مبنی ہوتے ہیں یا باطل پر؟ اس نے کہا: حق پر۔ آپ نے فرمایا: بس تو حق کا نفاذ کرتا رہ جس طرح بھی تجھے حکم دیا جائے، اور تیرے لیے اس کی تحقیق ضروری نہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے جو لوگ ان کے پاس بیٹھے تھے ان سے فرمایا کہ یہ شخص مجھے باندھنا چاہتا تھا، مگر میں نے اسے جکڑ دیا۔ ②

۷..... یحییٰ بن جعفر رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے مجھے اپنا ایک واقعہ سنایا۔

① الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ۷۹

② الوافی بالوفیات: ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج ۲ ص ۹۱

فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ جنگل میں مجھے پانی کی بڑی ضرورت لاحق ہوئی، میرے پاس ایک اعرابی آیا، اس کے پاس پانی کا ایک مشکیزہ تھا، میں نے اس سے پانی مانگا اس نے انکار کیا اور کہا کہ پانچ درہم میں دوں گا۔ میں نے پانچ درہم دے کر وہ مشکیزہ لے لیا۔ پھر میں نے کہا: اے اعرابی! ستو کی طرف کچھ رغبت ہے؟ اس نے کہا: لاؤ۔ میں نے اس کو ستو دے دیے جوزیتون کے تیل میں بھنے ہوئے تھے، وہ خوب پیٹ بھر کر کھا گیا، اب اس کو پیاس لگی تو اس نے کہا کہ ایک پیالہ پانی دے دیجیے، میں نے کہا: پانچ درہم میں ملے گا۔ اس سے کم میں نہیں، (اب کثرت سے ستو کھانے کی وجہ سے اسے پیاس لگ گئی، اب اسے پانی کی حاجت تھی تو اس نے لے لیا اس حیلہ سے) میں نے اس سے اپنے پانچوں درہم بھی واپس لے لیے اور پانی بھی میرے پاس رہ گیا۔^①

۸.... ایک شخص ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پاس آیا اور شکایت کی کہ اس نے کسی جگہ مال دفن کیا تھا اب وہ جگہ یاد نہیں آرہی۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ کوئی فقہی مسئلہ نہیں ہے کہ جس کا میں کوئی حل نکالوں، اچھا ایسا کرو کہ جاؤ اور آج پوری رات نوافل پڑھتے رہو صبح تک ان شاء اللہ تمہیں یاد آجائے گا۔ اس شخص نے ایسا ہی کیا ابھی چوتھائی رات سے بھی کچھ کم ہی گزری تھی کہ اس کو وہ جگہ یاد آگئی (تو اس نے نوافل کو ختم کر دیا) پھر صبح آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اطلاع دی، آپ نے فرمایا کہ میں سمجھتا تھا کہ شیطان تجھے نوافل نہیں پڑھنے دے گا اور تجھے یاد دلادے گا۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ تو رات کا بقیہ حصہ بطور شکرانے کے نوافل میں گزارتا۔^②

۹.... ایک شخص مسجد سے گزرا، آپ نے فرمایا: یہ شخص مسافر ہے اور اس کے آستین میں

① کتاب الأذکیاء لابن الجوزی: ص ۷۴

② وفیات الأعیان: ترجمة: الإمام أبو حنیفة، ج ۵ ص ۱۱۴

مٹھائی ہے، اور یہ بچوں کو قرآن پڑھاتا ہے، تو ایسا ہی نکلا۔ جب آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ دائیں بائیں دیکھتا تھا اجنبی شخص ایسے ہی دیکھا کرتا ہے۔ اور اس کی آستین پر مکھیاں تھیں، اور وہ بچوں کو دیکھتا تھا میں نے جانا کہ وہ معلم ہے۔ ①

۱۰..... ایک شخص جو امام صاحب رحمہ اللہ سے بغض رکھتا تھا، اس نے سوال کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جس کی یہ صفات ہوں:

۱..... وہ جنت کا طالب نہیں۔
۲..... جہنم سے ڈرتا نہیں۔

۳..... اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں۔
۴..... مردار کھاتا ہو۔

۵..... بغیر رکوع سجدہ کے نماز پڑھتا ہے۔
۶..... بن دیکھے گواہی دیتا ہے۔

۷..... حق سے بغض رکھتا ہے۔
۸..... فتنہ سے محبت رکھتا ہے۔

۹..... اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بھاگتا ہے۔
۱۰..... یہود و نصاریٰ کی تصدیق کرتا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس سے کہا: کیا تو اس شخص کو جانتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں لیکن میں اس سے زیادہ کسی کو برا نہیں جانتا اس لیے آپ سے پوچھا ہے۔

امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنے شاگردوں سے کہا: تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ سب نے کہا: بہت برا آدمی ہے، یہ کافروں کی صفات ہیں۔ یہ سن کر امام صاحب رحمہ اللہ مسکرا دئے اور فرمایا: یہ شخص اولیاء اللہ میں ہے، پھر اس شخص سے کہا: اگر میں تجھے خبر دے دوں تو کیا مجھ پر زبان درازی سے باز آجائے گا؟ اور ان چیزوں سے بچے گا جو تجھ کو نقصان دیں؟ اس نے کہا: جی ہاں۔ فرمایا:

۱..... وہ رب جنت کا طالب ہے (جنت جو مخلوق ہے اس کی طلب نہیں)۔

① الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الحادی

والعشرون، ص ۶۳

- ۲.... اور رب جہنم سے ڈرتا ہے (جہنم جو مخلوق ہے اس کا خوف نہیں)۔
- ۳.... اس کو اللہ تعالیٰ سے (اس بات کا) خوف نہیں ہے کہ وہ اس پر ظلم کرے گا۔
- ۴.... مردار سے مراد پھلی کھاتا ہے (کیونکہ اس کو ذبح نہیں کیا جاتا)۔
- ۵.... مراد اس سے نماز جنازہ پڑھتا ہے، اور اس میں رکوع سجدہ نہیں ہوتا۔
- ۶.... بن دیکھے گواہی کا مطلب یہ گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں (اس کی گواہی دیتا ہے، حالانکہ کسی نے اللہ کو دیکھا نہیں ہے)۔

- ۷.... موت حق ہے اس سے بغض رکھتا ہے تا کہ مزید اللہ کی اطاعت کرے۔
- ۸.... فتنہ سے مراد مال اور اولاد ہے (اور اس سے ہر شخص کو فطری طور پر محبت ہوتی ہے)۔
- ۹.... بارش رحمت ہے اس سے بھاگتا ہے۔
- ۱۰.... یہود کی اس قول کی تصدیق کرتا ہے کہ نصاریٰ جھوٹے ہیں اور نصاریٰ کی اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ یہودی جھوٹے ہیں۔ وَقَالَتِ الْيَهُودُ لَيْسَتِ النَّصْرَىٰ عَلَىٰ شَيْءٍ وَقَالَتِ النَّصْرَىٰ لَيْسَتِ الْيَهُودُ عَلَىٰ شَيْءٍ۔
- سائل اپنے تمام سوالات کے تشفی بخش جوابات سننے کے بعد اٹھا اور امام اعظم رحمہ اللہ کی جبین فراست کو بوسہ دیا۔ ①

۱۱.... جب امام ابو یوسف رحمہ اللہ بیمار ہوئے تو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر یہ لڑکا فوت ہو گیا تو ساری زمین پر اس کا قائم مقام نہیں ملے گا، جب امام ابو یوسف رحمہ اللہ شفاء یاب ہوئے تو امام صاحب رحمہ اللہ کی بات سے ان میں کچھ عجب پیدا ہو گیا، انہوں نے اپنی علیحدہ

① الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثانی

والعشرون، ص ۶۳، ۶۴

مجلس شروع کر دی، لوگ ان کی طرف جانے لگے، جب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو اطلاع ہوئی تو آپ نے شاگردوں میں سے ایک شاگرد کو کہا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی مجلس میں جاؤ، اور اس سے یہ مسئلہ دریافت کرو کہ ایک شخص نے دھوبی کو کپڑا دیا دھونے کے لیے دو درہم کے بدلے میں، پھر جب کپڑا مانگا تو دھوبی نے انکار کر دیا، پھر دوبارہ آیا اور مطالبہ کیا تو اس نے کپڑا دے دیا، تو کیا وہ اجرت کا مستحق ہوگا؟ اگر ابن یعقوب (مراد امام ابو یوسف رحمہ اللہ) کہے ہاں تو کہنا غلط ہے، اگر وہ کہے نہیں تو بھی کہنا کہ غلط ہے۔ وہ شخص گیا اور مسئلہ دریافت کیا، امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا: اجرت کا مستحق ہوگا اس نے کہا کہ غلط ہے، پھر کچھ سوچ کر فرمایا اجرت کا مستحق نہ ہوگا، اس نے کہا: غلط ہے۔ اسی وقت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جب امام صاحب رحمہ اللہ نے ان کو دیکھا تو فرمایا: تجھے دھوبی والا مسئلہ لایا ہے؟ عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: سبحان اللہ جو لوگوں کو فتویٰ دینے کے لیے بیٹھا ہے اور اپنے لیے علیحدہ مجلس قائم کرتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کے دین کے بارے میں کچھ بیان کرے لیکن اس کا حال یہ ہے اجارات کے مسئلہ کا جواب بھی اچھی طرح نہیں دے سکتا، امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے کہا: آپ مجھے بتائیں۔ فرمایا: اگر اس نے انکار کے بعد دھویا ہو تو اس کو اجرت نہیں ملے گی، کیونکہ اس نے اپنے لئے دھویا تھا اگر پہلے دھو چکا تو اجرت کا مستحق ہوگا کیونکہ اس نے اسی کے لیے دھویا تھا۔ ①

۱۲..... امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ایک مرتبہ علماء شہر کے ساتھ ایک ولیمہ میں حاضر ہوئے جہاں دو بہنوں کا نکاح دو بھائیوں سے ہوا تھا۔ صاحب خانہ بہت چیختا ہوا نکلا کہ ہمیں بڑی مصیبت پہنچ گئی کیونکہ دلہنیں تبدیل ہو گئیں اور ان سے صحبت بھی ہو گئی۔ (ہر ایک نے غلط فہمی کی وجہ سے اپنی بیوی سمجھ کر صحبت بھی کر لی) اس مجلس میں حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ بھی موجود تھے انہوں نے فرمایا: کوئی بات نہیں کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے رجوع کروایا

① وفیات الأعیان: ترجمة: الإمام أبو حنيفة، ج ۵ ص ۴۰۸

تھا، فرمایا کہ عورت سے صحبت کی وجہ سے مہر لازم ہو گیا اور ہر عورت اپنے شوہر کے پاس لوٹ جائے، لوگوں نے اس جواب کو پسند فرمایا۔ اس مجلس میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ خاموش بیٹھے تھے ان سے امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ نے کہا کہ آپ بھی کچھ فرمائیں۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کے علاوہ اور کیا کہیں گے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: دونوں لڑکوں کو میرے پاس لاؤ، ان کو حاضر کیا گیا، امام صاحب رحمہ اللہ نے ہر ایک سے پوچھا کہ جس لڑکی سے تو نے صحبت کی ہے وہ تجھے پسند ہے؟ انہوں نے کہا: ہاں، پھر ہر ایک سے فرمایا کہ اس لڑکی کا نام کیا ہے جو تیرے بھائی کے پاس ہے؟ اس نے کہا: فلانی۔ فرمایا: کہو کہ میں نے اس کو طلاق دی۔ (دونوں نے کہا ہم نے طلاق دی) پھر ان لڑکیوں سے جن سے صحبت کی تھی دوبارہ نکاح کروایا۔ لوگوں نے اس جواب کو پہلے جواب سے بھی زیادہ پسند کیا۔ یہ سن کر محدث کبیر امام مسعر بن کدام رحمہ اللہ اٹھے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور لوگوں سے فرمایا تم مجھے اس کی محبت کے بارے میں ملامت کیا کرتے تھے (یعنی میری ان سے محبت ان کی کمال عقل اور کمال علم کی وجہ سے ہے)۔

فائدہ: علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جو فیصلہ حضرت سفیان رحمہ اللہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے حوالے سے دیا اور وہ فتویٰ جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے دیا ایک دوسرے کی منافی نہیں بلکہ دونوں درست ہیں۔ حضرت سفیان رحمہ اللہ کا فتویٰ اس لیے درست ہے کہ یہ وطی بالشبہ ہے اس میں مہر لازم ہوتا ہے اور نکاح باطل نہیں ہوتا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا فتویٰ اس لیے درست تھا کہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ کے فتویٰ کے مطابق بعض مرتبہ اس میں فساد کا خطرہ ہوتا ہے (مثلاً) اگر ہر ایک اپنے خاوند کے پاس لوٹ آتی حالانکہ اس سے محبت ہو چکی ہے اور اس کے خاوند کا غیر اس کے باطنی محاسن پر مطلع ہو چکا ہے، خطرہ تھا کہ کہیں وہ اس کی

قلبی محبت میں گرفتار نہ ہو گیا ہو اور جب وہ اس سے چھین کر دوسرے کو دی جائے کہیں اس کی محبت بڑھ نہ جائے اس لیے بظاہر حکمت کا تقاضا یہی تھا جو اللہ تعالیٰ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کو الہام فرمایا۔ اس مصلحت کی بناء پر کسی نے کوئی بات نہیں فرمائی، حضرت سفیان رحمۃ اللہ بھی امام صاحب رحمۃ اللہ کے فتویٰ پر خاموش رہے اور لوگوں نے اس کو پسند کیا۔ اسی لیے تو حضرت مسعر بن کدام رحمۃ اللہ نے امام صاحب رحمۃ اللہ کو پیشانی کو چوما۔ (نیز اس میں عدت گزارنے کی بھی ضرورت نہیں ہے اس لیے کہ جس نے پہلے صحبت کی اسی کے ساتھ نکاح ہو گیا۔ نیز اگر منکوحہ بیوی کو لوٹا دیا جاتا تو فطرتی غیرت کی وجہ سے عمر بھر یہ بات دل میں ہوتی ہے کہ میری اہلیہ کے ساتھ غیر نے صحبت کی ہے)۔ ❶

۱۳..... امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ ایک سید کے بیٹے کے جنازہ کے لیے تشریف لے گئے جس میں کوفہ کے بڑے بڑے لوگ اور بڑے بڑے علماء بھی تھے۔ اس لڑکے کی والدہ شدت غم کی وجہ سے ننگے سر اور چہرہ باہر آئی اور جنازے پر اپنا دوپٹہ ڈال دیا، جب اس کے خاوند نے یہ کیفیت دیکھی تو اس کو اپنی بے عزتی سمجھا، تو اس نے کہا اگر تو اسی جگہ سے نہ لوٹی تو تجھے تین طلاق، یہ سن کر عورت نے بھی قسم کھالی کہ اگر میں نماز جنازہ سے پہلے لوٹوں تو میرے سارے غلام آزاد۔ یہ سن کر لوگ نماز جنازہ پڑھنے سے رک گئے اور کسی نے اس بارے میں کوئی بات نہ کہی۔ اس شخص نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ سے اپنی بات اور بیوی کی قسم کا ذکر کیا، تو امام صاحب رحمۃ اللہ نے ان سے کہا کہ تو اپنی بات دوبارہ دہرا، اس نے دوبارہ دہرایا تو امام صاحب جہاں کھڑے تھے فرمایا: یہیں صاف درست کر لو میت کو جنازہ گاہ سے یہاں لے آؤ اور شرکاء جنازہ کو بھی یہاں بلا لو۔ پھر جنازہ پڑھانے کا حکم دیا، پھر نماز جنازہ کے بعد عورت

❶ الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الفصل الثانی

والعشرون، ص ۶۳، ۶۴

کو لوٹ جانے کا حکم دیا (کیونکہ اب نہ طلاق واقع ہوئی اس لیے کہ عورت اسی جگہ سے واپس لوٹی آگے نہیں بڑھی، اور نہ اس کے غلام آزاد ہوئے کیونکہ وہ نماز جنازہ کے بعد گئی)۔ یہ فیصلہ دیکھ کر قاضی ابن شبرمہ رحمہ اللہ چلا اٹھے کہ اے ابو حنیفہ! اب عورتیں تجھ جیسا بچہ جننے سے عاجز آگئیں، تیرے لیے علم سے مسئلہ نکالنے میں کوئی مشقت نہیں۔ ①

۱۴..... دہریوں کی ایک جماعت نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو قتل کرنا چاہا (چونکہ دہری اللہ کے وجود کے قائل نہیں ہیں وہ اس عقیدے کی بناء پر امام صاحب رحمہ اللہ کو قتل کرنا چاہتے تھے) امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: پہلے مناظرہ کرو، پھر جو تمہارا ارادہ ہو کر لینا۔ انہوں نے کہا: ٹھیک ہے، امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: کیا کہتے ہو ایک کشتی سامان سے بھری ہوئی بڑا وزن لے کر ایسے سمندر میں جس میں بڑے طوفان بڑی لہریں اٹھتی ہیں بغیر ملاح کے چلتی ہے؟ وہ کہنے لگے: یہ تو ممکن نہیں۔

امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کیا یہ بات عقلاً ممکن ہے کہ یہ دنیا جس میں تبدیلی اور اس کے احوال بدلنا اور اس کے امور کا تغیر وغیرہ یہ سب کسی صانع اور مدبر کے بغیر ہی چل رہے ہیں؟ انہوں نے توبہ کی اور اپنی تلواریں نیام میں ڈال کر چلے گئے۔ (یعنی جب کشتی بغیر ملاح کے نہیں چل سکتی تو کائنات کا اتنا بڑا نظام بغیر خالق کائنات کے کیسے چل سکتا ہے)۔ ②

۱۵..... ایک شخص امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی بد خوئی کیا کرتا تھا، ایک مرتبہ ایسی مصیبت میں پھنس گیا کہ اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا، واقعہ یہ ہوا کہ اس نے اپنی بیوی سے کہا اگر تو آج کی رات مجھ سے طلاق طلب کرے اور میں تجھے طلاق نہ دوں تو تجھے تین

① الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۶۶ ② الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة

النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۹

طلاق، عورت نے کہا: اگر میں آج کی رات طلاق طلب نہ کروں تو میرا غلام آزاد۔ یہ لایخل مسئلہ جب امام صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش ہوا تو امام صاحب رحمہ اللہ نے کہا: تو طلاق طلب کر۔ (عورت نے طلاق طلب کی) مرد سے کہا تو یہ الفاظ کہہ کہ تجھے طلاق ہے اگر تو چاہے، پھر امام صاحب رحمہ اللہ نے دونوں سے کہا: جاؤ کسی پر کچھ نہیں، (طلاق اس لیے واقع نہیں ہوئی کہ مرد نے الفاظ طلاق کو عورت کی مشیت پر موقوف کیا، طلاق نہیں دی، عورت نے بھی طلاق کا مطالبہ کیا اس لیے غلام آزاد نہیں ہوا، لیکن عورت نے طلاق کے اختیار کو اپنے اوپر نافذ نہیں کیا اور طلاق کو نہیں چاہا اس لیے طلاق واقع نہیں ہوئی) پھر اس شخص سے کسی نے کہا کہ جس نے تجھے ایسے مسئلے سے نکالا ہے اس کی بد خوئی سے توبہ کر، اس نے توبہ کی پھر وہ ہر نماز کے بعد امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے لیے دعائے خیر کرتا تھا۔ ❶

۱۶۔ ایک شخص نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ میں اپنی دیوار میں کھڑکی کھولنا چاہتا ہوں، امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: بالکل کھولو، لیکن پڑوسی کے گھر میں نہ جھانکنا۔ اس کے پڑوسی نے قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کی عدالت میں شکایت کی، تو قاضی صاحب نے صاحب خانہ کو کھڑکی کھولنے سے منع کر دیا، اس نے امام صاحب رحمہ اللہ سے آکر قاضی صاحب کی شکایت کی۔ امام صاحب نے دوبارہ کہا: جاؤ کھول لو (جب اس نے ارادہ کیا) تو اس کے پڑوسی نے پھر قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے شکایت کی، قاضی صاحب نے صاحب خانہ کو منع کر دیا۔ اس نے پھر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے آکر کہا، امام صاحب رحمہ اللہ نے کہا: تیری دیوار کی کتنی قیمت ہے؟ اس نے کہا: تین دینار، آپ نے فرمایا: اس کو گرا دے، میں تمہیں تین

❶ الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثانی

والعشرون، ص ۷۹

دینار دے دوں گا۔ (جب اس نے گرانے کا ارادہ کیا) تو اس کے پڑوسی نے پھر قاضی صاحب رحمہ اللہ سے شکایت کی، تو قاضی صاحب رحمہ اللہ نے کہا: وہ اپنی دیوار گرانا چاہتا ہے اور تو مجھے شکایت کرتا ہے کہ میں اس کو منع کر دوں؟ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے صاحب خانہ سے کہا: جو چاہو کرو تمہاری مرضی ہے، تو اس کے پڑوسی نے کہا: پھر کھڑکی نکالنا بہتر ہے۔ (دیوار گرانے سے) پڑوسی نے کہا: اس وقت آپ کھڑکی کی اجازت نہیں دیتے تھے اب دیوار گرانے کی اجازت دے رہے ہو، قاضی صاحب رحمہ اللہ نے (پریشان ہو کر) کہا: جب وہ ایسے شخص کے پاس جاتا ہے جو میری غلطی کو ظاہر کرتا ہے (یعنی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پاس) جب میری غلطی واضح ہوگئی تو اب میں کیا کروں سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں۔ ❶

۱۷..... امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اس نے کہا: مجھے مہلت دو تا کہ میں اپنی نبوت کے دلائل لاؤں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: جو اس سے دلیل یعنی نشانی طلب کرے گا وہ کافر ہو جائے گا، کیونکہ اس نے آپ ﷺ کے اس ارشاد کی تکذیب کی کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ❷

۱۸..... ایک شیعہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: آپ بتائیں صحابہ میں سب سے بڑا بہادر کون تھا؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: اہل سنت کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ بڑے بہادر تھے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ خلافت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حق ہے اس لیے ان کے سپرد کر دی تھی۔ لیکن تمہارے نزدیک (یعنی شیعہ کے نزدیک) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بڑے بہادر تھے کیونکہ تم کہتے ہو کہ خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حق تھا لیکن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جبراً چھین لی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے نہ لے سکے، یہ

❶ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر المسائل المستحسنة، ص ۳۱ ❷ الخيرات الحسان

فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثاني والعشرون، ص ۷۵

سن کروہ حیران رہ گیا۔ ①

۱۹..... ایک شخص نے رمضان کے دن میں قسم کھائی کہ اگر میں آج کے دن میں اپنی بیوی سے صحبت نہ کروں تو اس کو تین طلاق، لوگ پریشان تھے کہ اب اس مصیبت سے کس طرح نکلے گا (کیونکہ اگر صحبت کرتا ہے تو روزے کا کفارہ لازم آتا ہے، اگر نہیں کرتا تو بیوی کو طلاق ہوتی ہے) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس سے کہا کہ اہلیہ کو اپنے ساتھ سفر میں لے جاؤ اور اس دوران صحبت کر لینا (کیونکہ سفر میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اس لیے نہ اس کے ذمہ کفارہ آیا اور نہ طلاق ہوئی)۔ ②

۲۰..... ضحاک مروزی جب کوفہ میں آیا تو اس نے قتل عام کا حکم دے دیا، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس کے پاس گئے اور اس سے کہا: تو نے قتل عام کا حکم کیوں دیا؟ اس نے کہا کہ یہ لوگ مرتد ہو گئے ہیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: کیا پہلے ان کا دین کچھ اور تھا کہ اب یہ اس سے پھر گئے یا یہی دین تھا جس پر وہ اب ہیں؟ ضحاک نے کہا: ہم غلطی پر ہیں تو اس نے قتل عام کا حکم واپس لے لیا، لوگوں نے امام صاحب رحمہ اللہ کی بصیرت کی وجہ سے نجات پائی (اس لیے کہ مرتد اس شخص کو کہا جاتا ہے جو مسلمان ہو پھر اپنا دین چھوڑ کر کوئی نیا دین اختیار کرے، اور یہاں انہوں نے کوئی نیا دین اختیار نہیں کیا تھا)۔ ③

۲۱..... امام اعظم رحمہ اللہ وقت کے بڑے محدث تھے لیکن ان کی تیز مزاجی سے لوگ پریشان رہتے تھے، اسی تیز مزاجی کا نتیجہ تھا کہ ایک دن اپنی بیوی سے کہنے لگے کہ اگر تو نے

① الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۵ ② الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۵ ③ الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۷، ۷۸

مجھے آٹا ختم ہونے کی اطلاع دی تو تجھے طلاق، یا لکھ کر بھیجے تو بھی طلاق اگر کسی کو قاصد بنا کر روانہ کرے تو بھی طلاق یا کسی کے پاس تو اس کا تذکرہ کرے تاکہ وہ بعد میں مجھے بتلائے تو بھی طلاق، اگر اشارہ سے بتائے تو بھی طلاق۔ اس سے ان کی بیوی بڑی پریشان ہوئی (کہ اب کوئی حل نہ تھا، کسی بھی طرح اطلاع کریں تو طلاق ورنہ فاقہ) کسی نے اس سے کہا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پاس جا، اس نے جا کر قصہ بیان کیا، امام صاحب رحمہ اللہ نے اس سے کہا کہ جب آٹے کی تھیلی خالی ہو جائے اور استاد محترم سو جائیں تو ان کے کپڑوں سے تھیلی باندھ دینا جب وہ بیدار ہو کر اس کو دیکھیں گے تو آٹے کا ختم ہونا خود سمجھ جائیں گے۔

امام اعمش رحمہ اللہ کی بیوی نے ایسا ہی کیا جب بیدار ہو کر یہ دیکھا تو بے ساختہ فرمانے لگے: اللہ کی قسم! یہ ابو حنیفہ کی تدبیر ہے۔ ❶

۲۲..... گورزا بن ہبیرہ کی انگوٹھی میں ایک نگینہ تھا جس پر لکھا ہوا تھا ”عطاء من عبد اللہ“ کہنے لگا مجھے یہ ناپسند ہے کہ غیر کے نام سے مہر لگاؤں اور اس کا مٹانا بھی ممکن نہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: نقطہ بدل دو پھر ہو جائے گا ”عطاء من عند اللہ“ اس حاضر جوابی پر ابن ہبیرہ بڑا حیران ہوا، اور کہنے لگا: حضرت آپ ہمارے پاس روزانہ تشریف لایا کریں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: میں تیرے پاس کیا کروں گا؟ اگر تو مجھے اپنے قریب کرے گا تو فتنہ میں ڈال دے گا، اور اگر تو مجھے اپنی مجلس سے دور کرے گا تو مجھے رسوا کرے گا۔ اور میرے پاس کوئی ایسی چیز ہے نہیں کہ میں تجھ سے ڈروں یہی جواب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے خلیفہ منصور اور امیر کوفہ عیسیٰ کو بھی دیا تھا جب انہوں نے کہا تھا کہ آپ ہمارے پاس کثرت سے تشریف لایا کریں۔ ❷

❶ الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۵ ❷ الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة

النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۷

۲۳..... امام صاحب رحمہ اللہ کے پڑوسی کا مور چوری ہو گیا، اس نے امام صاحب سے شکایت کی، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس سے کہا: خاموش رہ کسی کو اس کی خبر نہ دینا۔ جب اگلے روز نماز کے لیے مسجد میں سب لوگ جمع ہو گئے تو امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کو شرم کرنی چاہئے جو اپنے پڑوسی کا مور چوری کرتا ہے اور پھر نماز پڑھنے آتا ہے حالانکہ مور کے پر کے اثرات اس کے سر پر ہیں، یہ سن کر ایک شخص سر پر ہاتھ پھیرنے لگ گیا، امام صاحب رحمہ اللہ نے اس شخص سے کہا: اے فلاں! اس کا مور واپس کرو اس نے مور واپس کر دیا۔ ①

۲۴..... حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ پکتی ہنڈیا میں پرندہ گر کر مر گیا اس کا کیا حکم ہے؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا: بتاؤ۔ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول پیش کیا کہ اس کا شور باگرا دیا جائے اور اس کا گوشت دھو کر استعمال کر لیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ اس صورت میں ہے جب سکون ہو لیکن جب ہنڈیا جوش مار رہی ہو اس وقت گوشت بھی گرا دیا جائے گا، ابن مبارک رحمہ اللہ نے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: ہنڈیا جب ابلتی ہوئی نہ ہو تو اس کی نجاست صرف ظاہر تک اثر کرتی ہے، اور جوش مارنے کے وقت اس کا اثر گوشت کے اندر سرایت کر جاتا ہے۔ ②

۲۵..... حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے پوچھا کہ ایک شخص کے دو درہموں کے ساتھ دوسرے شخص کا ایک درہم مل گیا، پھر ان میں سے دو گم ہو گئے، لیکن یہ معلوم نہیں کہ کون سے ضائع ہوئے، تو امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: جو درہم باقی ہے وہ ان

① الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۴ ② الخیرات الحسان فی مناقب الإمام الأعظم أبي حنیفة النعمان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۱

میں بطریق اثلاث تقسیم ہوگا یعنی جس کے دو تھے اس کو دو حصے اور جس کا ایک تھا اس کو ایک حصہ ملے گا۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کہتے ہیں پھر میں ابن شبرمہ رحمہ اللہ سے ملا ان سے بھی یہی مسئلہ پوچھا، انہوں نے کہا یہ مسئلہ کسی اور سے بھی پوچھا ہے؟ میں نے کہا: ہاں، ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے۔ فرمانے لگے: انہوں نے فرمایا ہوگا باقی درہم بطریق اثلاث تقسیم ہوگا؟ میں نے کہا: ہاں۔ فرمانے لگے: اللہ کے بندے نے غلطی کی پھر فرمایا: جو درہم گم ہو گئے ان میں سے ایک تو یقینی طور پر دو والے کا ہے اور دوسرا دونوں کا اور تیسرا ان کے درمیان نصف ونصف تقسیم ہوگا، ابن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے اس جواب کو پسند کیا۔ پھر میں امام ابو حنیفہ سے ملا، وہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اگر ان کی عقل کو نصف اہل زمین سے تولا جاتا تو ان کی عقل بڑھ جاتی۔ تو امام صاحب رحمہ اللہ نے مجھ سے پوچھا: کیا تو ابن شبرمہ سے ملا تھا اور اس نے تجھے درہم کی تقسیم میں اس طرح کہا ہے؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جب تین درہم آپس میں خلط ملط ہو گئے تو ان میں شرکت لازم ہوگئی، تو ایک درہم والے کے لیے ہر درہم میں ایک تہائی ہو گیا اور دو درہم والے کے لیے ہر درہم میں دو تہائی حصہ ہو گیا، پس جو درہم بھی گم ہو گیا وہ دونوں کا اپنے اپنے حصہ کے بقدر گم ہو گیا اور جو باقی رہا وہ بھی اپنے اپنے حصہ کے بقدر باقی رہا۔ ①

۲۶..... امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے سوال کیا گیا کہ مؤذنین اقامت کے وقت کھانتے ہیں کیا شریعت میں اس کی کوئی اصل ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ بتانا چاہتے ہیں کہ وہ اقامت شروع کرنے لگے ہیں، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کبھی میں رات کو آپ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ نماز میں مشغول ہوتے تو آپ رضی اللہ عنہ کھانس کر مجھے اپنی نماز کی اطلاع کر دیتے۔ ②

① أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر المسائل المستحسنة، ص ۳۲ ② الخيرات الحسان

في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: الفصل الثاني والعشرون، ص ۷۲

۲۷..... امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں نے اپنی بیوی سے قسم کھائی ہے کہ میں تجھ سے اس وقت تک نہ بولوں گا جب تک تو خود نہ بولے گی۔ (اس کے بعد) اس نے بھی قسم کھائی کہ میں تجھ سے اس وقت تک نہ بولوں گی جب تک تو نہ بولے گا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: تم دونوں میں سے کسی پر بھی کفارہ نہیں کیونکہ قسم نہیں ٹوٹی۔

جب حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے یہ فتویٰ سنا تو غصہ کی حالت میں تشریف لائے اور فرمایا: آپ حرام کو حلال کرتے ہیں، اس کی کیا دلیل ہے؟ (یعنی صحبت کو جائز قرار دیتے ہو کیونکہ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فتویٰ دیا تھا کہ ایک فرد پر ضرور کفارہ آئے گا) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: جب اس کی بیوی نے اس کی قسم کے بعد قسم اٹھائی تو اس نے کلام کر لیا جس سے مرد کی قسم پوری ہو گئی۔ اب اگر یہ اس سے بات چیت کرے گا تو اس پر کفارہ نہیں آئے گا، اور نہ ہی اس پر گناہ ہوگا کیونکہ عورت کا کلام کرنا قسم کے بعد تھا جس سے مرد کی قسم پوری ہو گئی، اور پھر مرد کلام کرے تو عورت کی قسم بھی پوری ہو جائے گی۔ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ یہ سن کر فرمانے لگے آپ پر ایسے علوم کھولے جاتے ہیں جس سے ہم غافل ہیں اور بے خبر ہیں۔ ❶

۲۸..... امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میرا بھائی فوت ہو گیا ہے اس نے میراث میں چھ سو دینار (۶۰۰) چھوڑے ہیں لیکن مجھے صرف ایک دینار ملا ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے پوچھا: تمہاری میراث کس نے تقسیم کی؟ اس نے کہا: امام داود طائی رحمہ اللہ نے۔ اس پر آپ نے فرمایا: تیرے لیے صرف اتنا ہی حصہ ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ

❶ اخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر المسائل المستحسنة، ص ۳۷

نے اس سے پوچھا: کیا تیرے بھائی نے دو بیٹیاں، والدہ، اہلیہ، بارہ بھائی، ایک بہن اپنے پیچھے نہیں چھوڑے؟ اس نے کہا: بالکل۔ فرمایا: دوثلث یعنی چار سو (۴۰۰) دینار بیٹیوں کا حصہ، چھٹا حصہ یعنی سو (۱۰۰) ماں کا، ایک ثمن یعنی پچتر (۷۵) بیوی کے، باقی پچیس (۲۵) رہ گئے، چونکہ مرد کو عورت سے ڈبل ملتا ہے اس لیے تیرے بھائیوں کو دو دو دینار ملے، تو بارہ بھائیوں کو چوبیس (۲۴) دینار ملے، باقی ایک بچا تو تجھے صرف ایک دینار ملا۔ ❶

۲۹..... امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ایک دن قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کی مجلس میں حاضر ہوئے تو قاضی صاحب نے فریقین کو بلوایا تا کہ امام صاحب رحمہ اللہ کو اپنا فیصلہ کرنے کا ہنر دکھائیں۔ دو شخص حاضر ہوئے، ایک نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھے زانیہ کا بیٹا کہا ہے، قاضی نے مدعا علیہ سے کہا: تیرے پاس اس کا جواب ہے؟

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے قاضی صاحب سے کہا: آپ مدعی علیہ سے کیسے جواب طلب کرتے ہیں جب کہ پہلا شخص مدعی نہیں ہے، کیونکہ مدعی تو اس کی ماں ہے، کیا یہ اس کی طرف سے وکیل بن سکتا ہے؟ قاضی نے کہا: نہیں۔ پھر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے قاضی صاحب رحمہ اللہ سے کہا: آپ اس سے پوچھیں: کیا اس کی ماں زندہ ہے یا فوت ہو گئیں؟ قاضی صاحب رحمہ اللہ نے اس سے یہی سوال کیا۔ اس نے کہا: میری ماں فوت ہو گئی ہے، امام صاحب رحمہ اللہ نے قاضی صاحب رحمہ اللہ سے کہا: اس کو کہیں کہ گواہوں سے ثابت کرے کہ اس کی ماں فوت ہو گئی، قاضی نے اس سے کہا، اس نے گواہ پیش کیے۔

پھر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے قاضی سے کہا: اس سے پوچھو کیا اس کی ماں کا کوئی وارث ہے یا نہیں، قاضی صاحب نے پوچھا تو اس نے کہا: نہیں میں اکیلا ہی وارث ہوں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے قاضی صاحب رحمہ اللہ سے کہا: اس سے کہو: گواہ لائے، اس نے گواہ پیش کیے۔

❶ أخبار أبي حنيفة وأصحابه: ذكر المسائل المستحسنة، ص ۳۴

پھر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے قاضی صاحب سے کہا: اس سے پوچھو تیری ماں آزاد تھی یا باندی۔ قاضی صاحب نے اس سے پوچھا، اس نے کہا: آزاد۔ اس سے کہا گیا کہ گواہ لاؤ، اس نے گواہ پیش کیے، پھر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے قاضی صاحب سے کہا: اس سے پوچھو کہ اس کی ماں مسلمان تھی یا ذمیہ؟ اس نے کہا: مسلمان۔ اس سے کہا گیا: اس پر گواہ لاؤ، اس نے گواہ پیش کیے۔

تب امام صاحب رحمہ اللہ نے قاضی سے کہا: اب مدعا علیہ سے اس کا جواب طلب کرو۔ یہ دیکھ کر قاضی صاحب حیران رہ گئے کہ لینے کے دینے پڑ گئے، اور آپ کی خداداد فہم و فراست پر حیران ہو گئے۔ ①

۳۰..... ایک شخص کی پاگل باندی نے اس سے کہا: اے زانی ماں باپ کے بیٹے۔ یہ بات جب قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ تک پہنچی تو انہوں نے باندی کو مسجد میں کھڑا کر کے دو حدیں لگوائیں (ایک اس کے باپ پر تہمت کی وجہ سے دوسری اس کی ماں پر تہمت کی وجہ سے) امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: قاضی صاحب نے اس ایک فیصلہ میں چھ غلطیاں کی ہیں: ۱..... پاگل پر حد لگائی۔ ۲..... مسجد میں حد لگائی (جب کہ مسجد میں حد لگانا منع ہے)۔ ۳..... کھڑا کر کے حد لگائی جب کہ عورت کو بٹھا کر حد لگائی جاتی ہے۔ ۴..... دو حدیں لگائیں حالاں کہ اس نے ایک ہی کلمہ سے تہمت لگائی ہے کیونکہ اگر ایک کلمہ سے پوری قوم کو تہمت لگائی جائے تو بھی صرف ایک ہی حد لازم ہے۔ ۵..... دعویٰ کرنا اس کے ماں اور باپ کا حق تھا جب کہ وہ دونوں غائب ہیں۔ ۶..... دوسری حد پہلی حد سے صحت یاب ہونے پر لگائی جاتی ہے لیکن انہوں نے اکھٹی ہی لگا دیں۔ جب یہ خبر قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کے پاس پہنچی تو انہوں نے شکایت کی (کہ یہ شخص فتویٰ دے کہ ہمیں لوگوں کی نظروں میں ذلیل کرتا ہے)

① الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۶۸

اس پر امیر نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو فتویٰ دینے سے منع کر دیا۔ ①

۳۱..... ایک شخص کو شک ہوا کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے یا نہیں۔ اس نے حضرت شریک رحمہ اللہ سے مسئلہ پوچھا، انہوں نے فرمایا: طلاق دے کر پھر رجوع کرے۔ پھر اس شخص نے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے یہی مسئلہ پوچھا تو انہوں نے فرمایا: تو اس طرح کہہ اگر میں نے طلاق دی تھی تو میں رجوع کرتا ہوں۔ پھر اس نے یہ مسئلہ امام زفر رحمہ اللہ سے پوچھا۔ انہوں نے فرمایا: وہ تیری اس وقت تک بیوی ہے جب تک تجھے طلاق کا یقین نہ ہو جائے۔ اس پر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سفیان ثوری رحمہ اللہ کا فتویٰ تقویٰ کے مطابق تھا، اور امام زفر رحمہ اللہ نے خالص فقہ سے مسئلہ بتایا ہے۔ (کیونکہ شک سے یقین زائل نہیں ہوتا) اور شریک کی مثال اس طرح ہے جیسے ایک آدمی کہے کہ مجھے اپنے کپڑے پر پیشاب لگنے کا شک ہے، اس سے کہا جائے کہ تو اپنے کپڑے پر پیشاب کر لے پھر اسے دھو لے۔ ②

۳۲..... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ وہ شخص کیا کرے جس نے یہ قسم کھائی ہو کہ اگر میں آج کے دن غسل جنابت کروں تو میری بیوی کو تین طلاق، پھر یہ قسم کھائی کہ اگر میری آج کوئی نماز قضاء ہو جائے تب بھی تین طلاق، اور اگر میں آج کے دن میں اپنی بیوی سے جماع نہ کروں تو بھی تین طلاق۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ شخص عصر کی نماز پڑھ کر صحبت کرے پھر غروب کے بعد غسل کرے، پھر مغرب و عشاء کی نماز پڑھے کیونکہ آج کے دن سے پانچ نمازیں مراد ہیں۔ (عصر کے بعد صحبت کی تو جماع والی بات پوری ہو گئی، غروب آفتاب کے بعد غسل کیا تو چونکہ شرعاً غروب کے بعد نئے دن کی ابتداء ہو جاتی ہے، لہذا اس نے آج کے دن غسل نہیں کیا، پھر غسل کے بعد مغرب اور عشاء کی نماز بھی اپنے

① الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۶۹، ۷۰

② الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۳، ۷۴

اوقات میں پڑھ لی اس لیے کوئی نماز بھی قضاء نہیں ہوئی۔ (۱)

۳۳..... ایک عورت نے دو جڑواں بچے جنے، ان دونوں کی پیٹھ آپس میں ملی ہوئی تھی، اب ان میں سے ایک فوت ہو گیا اور ایک زندہ رہا، تو علماء کوفہ نے کہا کہ ان دونوں کو دفن کرو۔ لیکن امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: نہیں، مردہ کو دفن کرو اور زندہ کو زمین سے باہر رکھو، اس طرح زمین کی مٹی دونوں کو علیحدہ کر دے گی، تو لوگوں نے ایسا ہی کیا تو وہ جدا ہو گیا اور زندہ رہا، اس کا نام مولیٰ ابی حنیفہ یعنی امام حنیفہ رحمہ اللہ کا غلام پڑ گیا۔ (۲)

۳۴..... ایک مسافر اجنبی شخص اپنی خوب صورت بیوی کے ساتھ کوفہ آیا، ایک کوفی اس کی بیوی پر فریفتہ ہو گیا۔ اس نے دعویٰ کیا کہ یہ میری بیوی ہے اور عورت بھی اس کی طرف مائل ہو گئی۔ (قاضی نے اجنبی سے نکاح کے گواہ طلب کیے) وہ اثبات نکاح سے عاجز آ گیا۔ پھر یہ مسئلہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کیا گیا، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور قاضی ابن ابی لیلیٰ اور وہ شخص اور چند عورتیں اس کے خیمہ کی طرف گئے، وہاں پہنچ کر امام صاحب رحمہ اللہ نے مقامی عورتوں کو حکم دیا کہ اس کے خیمہ میں داخل ہو جاؤ، جب وہ داخل ہونے لگیں تو (اس اجنبی کا) کتا ان کو بھونکنے لگا، اور کاٹنے کے لیے بھاگا۔ پھر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس اجنبی عورت کو خیمہ میں داخل ہونے کو کہا تو کتا اس کے ارد گرد چکر لگانے اور دُم ہلانے لگا۔ (اس پر امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: کتا تو ابھی تک تجھے نہیں بھولا لیکن تو اپنے خاوند کو بھول گئی) اس پر عورت نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا، امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: اب حق واضح ہو گیا۔ (۳)

۳۵..... امام صاحب رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے قسم اٹھائی ہے کہ وہ انڈا نہیں

① الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۵

② الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۶

③ الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۷

کھائے گا، پھر اس نے قسم کھائی کہ فلاں کی جیب میں جو چیز ہے اس کو ضرور کھائے گا، جب اس شخص کی جیب دیکھی گئی تو انڈا نکلا، اب کیا کرے؟

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اس انڈے کو مرغی کے نیچے رکھ دو جب بچہ نکل آئے تو بھون کر کھالے یا اس کو شور بے میں پکائے اور شور بے سمیت کھا جائے (کیونکہ اب وہ انڈا نہیں رہا بلکہ چوزہ یا شور با بن گیا)۔ ①

۳۶..... امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مسئلہ پوچھا گیا کہ ایک شخص کی بیوی سیڑھی پر تھی اس نے کہا: اگر تو اوپر چڑھے تو طلاق اور اگر نیچے اترے تو بھی طلاق، اب کیا کرے؟

امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: چند آدمی سیڑھی اٹھا کر زمین پر رکھ دیں اور وہ عورت سیڑھی پر ہی رہے (چونکہ سیڑھی عارضی لگی ہوئی تھی) دوسری صورت یہ ہے کہ اس عورت کو چند عورتیں اس کے ارادہ کے بغیر زبردستی اٹھا کر نیچے لے آئیں تو طلاق نہیں پڑے گی۔ ②

۳۷..... ایک مرتبہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام باقر محمد بن علی بن حسن بن علی رحمہ اللہ جمع ہوئے تو امام باقر رحمہ اللہ نے فرمایا: کیا آپ ہی ہیں جو اپنے قیاس کی بناء پر میرے جد امجد کی احادیث کی مخالفت کرتے ہیں؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے عرض کیا: تشریف رکھیں۔ آپ کے لیے عظمت اور بڑائی ہے جیسا کہ آپ کے نانا علیہ السلام کے لیے عظمت اور بڑائی تھی۔ حضرت تشریف فرما ہوئے تو امام صاحب رحمہ اللہ گھٹنوں کے بل ان کے سامنے باادب ہو کر بیٹھ گئے اور عرض کیا: حضرت مرد کمزور ہے یا عورت؟

فرمایا: عورت۔

عرض کیا: عورت کا کتنا حصہ ہے؟

① الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۶

② الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۵، ۷۶

فرمایا: مرد سے نصف۔

عرض کیا: اگر میں قیاس سے کہتا تو عورت کے لیے کامل اور مرد کے لیے نصف کا حکم کرتا لیکن ایسا نہیں (چونکہ عورت کمزور ہے اس لیے قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ اسے حصہ زیادہ ملنا چاہئے)۔

پھر عرض کیا: نماز افضل ہے یا روزہ؟

فرمایا: نماز۔

عرض کیا: اگر میں قیاس سے فیصلہ کرتا تو حائضہ کو نماز کی قضاء کا حکم دیتا نہ کہ روزہ کی۔ (اس لیے کہ نماز افضل ہے روزے سے لہذا افضل کی قضاء کا حکم ہونا چاہئے تھا یہی قیاس کا تقاضہ ہے)

پھر عرض کیا: پیشاب زیادہ نجس ہے یا منی؟

فرمایا: پیشاب۔

عرض کیا: اگر میں قیاس سے حکم لگاتا تو پیشاب سے غسل کا حکم دیتا نہ کہ منی سے۔

پھر فرمایا: معاذ اللہ یہ کہ میں کوئی بات خلاف حدیث کہوں بلکہ میں تو حدیث کا خادم

ہوں۔ یہ سن کر امام باقر رحمہ اللہ کھڑے ہوئے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ ①

۳۸..... امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پوتے اسماعیل بن حماد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے محلے

میں ایک چکی پیسنے والا رہتا تھا جو نہایت غالی قسم کا شیعہ تھا۔ اس نے ایک مرتبہ یہ حرکت کی

کہ اپنے دو خچروں میں سے ایک کا نام (معاذ اللہ) ابو بکر رکھا اور دوسرے کا نام عمر۔ خدا کا

کرنا ایسا ہوا کہ کچھ ہی عرصہ بعد ان ہی میں سے ایک نے اسے دو لاتیں مار کر ہلاک کر دیا۔

میرے دادا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے حاضرین مجلس سے

① الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۶، ۷۷

فرمایا کہ ذرا جا کر دیکھو جس خچر نے اسے مارا ہے وہ ہی ہوگا جس کا نام اس نے عمر رکھا تھا، لوگوں نے جا کر تحقیق کر تو معلوم ہوا کہ واقعتاً وہی خچر تھا۔^①

۳۹..... امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ایک دن اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں خارجیوں کا ایک گروہ ننگی تلواریں لیے آ پہنچا۔ انہوں نے کہا: اے ابو حنیفہ! ہم آپ سے دو مسئلوں کے متعلق سوال کرتے ہیں، اگر آپ نے ان کا جواب درست دیا تو آپ ہم سے بچ جائیں گے ورنہ آپ کو قتل کرنا ہمارے نزدیک ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

آپ نے فرمایا: اپنی تلواروں کو نیام میں ڈالو۔ انہوں نے کہا: ہم تلواروں کو نیام میں کیسے ڈالیں ہم تو آپ کی گردن کاٹنے میں بہت بڑے ثواب کی امید رکھتے ہیں۔
آپ نے فرمایا: اب سوال کرو۔

انہوں نے کہا: دروازے پر دو جنازے آئے ہوئے ہیں ایک ان میں سے وہ آدمی ہے جس نے شراب پی ہے اور زیادہ پینے کی وجہ سے بے ہوش ہو کر مر گیا ہے، اور دوسری عورت ہے جو زنا کی وجہ سے حاملہ تھی، بچے کی پیدائش کے دوران وفات پا گئی ہے تو بہ کرنے سے پہلے۔ اب یہ دونوں کافر ہیں یا مؤمن؟ (ان سوال کرنے والے خارجیوں کا مذہب یہ تھا کہ گناہ کبیرہ کی وجہ سے آدمی کافر ہو جاتا ہے، اگر امام صاحب رحمہ اللہ فرماتے کہ وہ مؤمن ہیں تو وہ امام صاحب کو قتل کر دیتے)۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: وہ دونوں کس فرقے سے تعلق رکھتے ہیں؟ کیا وہ یہودی ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: تو کیا وہ نصرانی ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: تو کیا وہ مجوسی ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ امام صاحب نے پوچھا: کیا وہ بت پرست ہیں؟ انہوں نے کہا: ہرگز نہیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: تو پھر وہ کس مذہب سے تعلق رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: وہ

① حیاۃ الحیوان: البغل، فائدة غریبة، ج ۱ ص ۲۰۶

مسلمانوں میں سے ہیں، امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: تم نے اپنے سوال کا جواب خود دیا ہے۔ انہوں نے کہا: وہ کس طرح؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: جب تم نے خود اعتراف کر لیا کہ وہ مسلمان ہیں تو جو آدمی مسلمان ہو تم اسے کیسے کافروں میں سے شمار کرتے ہو۔

انہوں نے کہا: وہ اہل جنت سے ہیں یا اہل دوزخ سے؟ امام صاحب نے فرمایا: اس کے بارے میں وہی کہتا ہوں جو اللہ کے خلیل ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا: فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ (جس نے میری پیروی کی وہ میرا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی پس تو بڑا بخشنے والا مہربان ہے)۔ اور میں وہی کہتا ہوں جو عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نے کہا تھا: إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو غالب حکمت والا ہے)۔

یہ سن کر وہ (خارجی) اپنے غلط عقیدے سے تائب ہو گئے اور امام صاحب رحمہ اللہ سے معذرت کی۔ ❶

۴۰..... امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ ایک دن مسجد میں اپنے شاگردوں کے حلقے میں بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک عورت آئی اور اس نے ایک سیب نکالا جو ایک طرف سے زرد رنگ کا تھا دوسری طرف سے سرخ رنگ کا، اور اس کو امام صاحب رحمہ اللہ کے سامنے رکھ دیا اور زبان سے کچھ بولی نہیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے اسے لیا اور دو ٹکڑے کر دیا، عورت یہ دیکھ کر کھڑی ہوئی اور چلی گئی۔ امام صاحب رحمہ اللہ کے ہم نشین اس راز کو نہ سمجھے تو سوال کیا۔ امام صاحب نے فرمایا کہ اس عورت کے اس رنگ کے سیب لانے کا مطلب یہ تھا کہ اس کو زرد

❶ محاضرات الأدباء ومحاورات الشعراء والبلغاء: الحد الرابع عشر في الشجاعة

وما يتعلق بها، ج ۲ ص ۲۱۳

رنگ کا خون آتا ہے کبھی سرخ رنگ کا ہو جاتا ہے۔ تو ان دونوں میں سے کون سا حیض ہوگا اور کون سا طہر میں شمار ہوگا۔ تو میں نے اس سب کو کاٹ کر اندر سے سفیدی دکھائی جب تک خالص سفیدی نہ دیکھے سارا حیض شمار ہوگا پاک نہ ہوگی۔

۴۱..... امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا: ایک آدمی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ میں نے ایک چیز کہیں دفن کی ہے اب معلوم نہیں گھر میں کہاں دفن کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: اگر میں سوچ و بچار کروں تو بھی نہیں معلوم کر سکتا، راوی کہتا ہے کہ وہ آدمی رو پڑا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے اپنے گھر لے چلو۔ امام صاحب رحمہ اللہ کھڑے ہوئے اور اپنے ساتھ چند تلامذہ کو بھی لیا اور ان کے گھر پہنچے، امام صاحب رحمہ اللہ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا کہ اگر یہ تمہارا گھر ہو اور تمہارے پاس کوئی ایسی چیز ہو جسے تم دفن کرنا چاہو تو کہاں دفن کرو گے؟ ان میں سے ایک نے کہا: میں یہاں دفن کروں گا، دوسرے نے کہا: میں یہاں دفن کروں گا، تیسرے نے تیسری جگہ بتائی، اس طرح پانچ مختلف جگہیں سامنے آئیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: ان جگہوں کو کھودو، جب تیسری جگہ کھودی گئی تو دفیئہ نکل آیا۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: اس ذات کا شکر ادا کرو جس نے تجھے مال واپس لوٹا دیا۔ (امام صاحب رحمہ اللہ کی تواضع کا اندازہ کیجیے کہ اپنی تدبیر کا تذکرہ نہیں کیا اور نہ ہی کمال کی نسبت اپنی طرف کی)۔ ①

۴۲..... ابو بدز سے روایت ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ کوفہ میں ایک بخیل آدمی تھا۔ اس نے ہزار درہم جمع کیے اور ایک تھیلی میں بند کر کے کوفہ کے ایک صحراء میں دفن کر دیئے (کچھ ایام کے بعد) جب تلاش کیا وہاں نہ پایا تو (فرط غم میں) چند دن اس طرح گزر گئے کہ اس نے نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا۔ اس سے اس کے ایک پڑوسی نے کہا: کیا تو پسند کرے گا کہ میں تجھے اس

① مناقب أبي حنيفة للكردي: الفصل الثالث، ص ۲۲۹، ۲۳۰

تھیلی کا پتہ بتاؤں؟ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس جاوہ اپنی فراست سے تجھے اس کا حل بتائیں گے، وہ امام صاحب رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: اللہ سے مدد کا سوال کرتا ہوں پھر تجھ سے، میری مدد کر اور مکمل قصہ بیان کیا۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اس کے ساتھ کھڑے ہوئے اور اس صحراء میں پہنچے، دیکھا کہ ایک قوم کو نلہ نکالنے میں مصروف ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے ان سے فرمایا: کیا تم اس آدمی کو پہچانتے ہو جو تمہارے ساتھ کو نلہ نکالا کرتا تھا پھر چھوڑ گیا؟ انہوں نے ایک گھڑی غور فکر کیا پھر کہا: ہاں، فلاں شخص ہے جسے زوزر کہا جاتا ہے۔ فرمایا: اس کی رہائش کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: فلاں کے حمام کے پاس۔ امام صاحب رحمہ اللہ وہاں تشریف لے گئے اس آدمی کو ساتھ لے کر صاحب حمام سے کہا: یہاں ایک آدمی ہے جس کا لقب زوزر ہے کیا تو اس کو پہچانتا ہے؟ اس نے کہا: وہ اس مکان میں ہے۔ امام صاحب رحمہ اللہ اس کے پاس آئے۔ امام صاحب نے اس کا ہاتھ پکڑا اور اس کو خلوت میں لے گئے اور اس سے فرمایا: وہ جو دینہ فلاں جگہ میں تھا اور تجھے ملا وہ واپس کر دے یہ آدمی اس کا مالک ہے اور تجھے دیکھنے والی وہ ذات ہے جس نے اس کو دینے پر گواہی دی ہے، یعنی رب العالمین، تو اس کا رنگ متغیر ہو گیا اور بات کرنے میں لڑکھڑانے لگا۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: میں اس سے اتنے کے مطالبے کے بارے میں بات کرتا ہوں تو باقی لوٹا دے۔ وہ تنور جیسے گڑھے میں داخل ہوا اور ریت میں چھپی ہوئی درہموں کی تھیلی نکال لایا۔ اس طرح امام صاحب رحمہ اللہ کی فراست سے مستحق کو حق مل گیا۔ ①

۴۳..... سعید بن یحییٰ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں امام اعظم رحمہ اللہ اور ان کی بیوی کے درمیان سخت کلامی ہو گئی۔ ان کی بیوی نے قسم اٹھالی کہ وہ اپنے خاوند سے بات نہیں کرے گی۔ اب امام اعظم رحمہ اللہ بات کریں تو وہ جواب نہ دے، تنگ ہو کر امام اعظم رحمہ اللہ

① مناقب أبي حنيفة للكردي: الفصل الثالث، ص ۲۲۹

نے قسم اٹھائی کہ اگر آج کی رات میں اس نے مجھ سے بات نہ کی تو اسے طلاق ہے۔ اب امام اعظم رحمہ اللہ اس پر نادم ہوئے اور اس قسم سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ پاسکے، تو رات کو ہی امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امام صاحب رحمہ اللہ بڑے اکرام اور اعزاز سے پیش آئے، امام اعظم رحمہ اللہ رات کو تکلیف دینے کا عذر کرنے لگے۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے عرض کیا عذر چھوڑیں حکم کریں۔ جب انہوں نے اپنے آنے کا مقصد بیان کیا تو امام صاحب نے عرض کیا کہ اس طلاق سے بچنے کا راستہ قریب ہے، اللہ تعالیٰ اس کو آسان بنا دیں گے۔ انہوں نے مؤذن کو بلایا جو امام اعظم رحمہ اللہ کی مسجد کا مؤذن تھا، اور فرمایا کہ جب اعمش گھر میں داخل ہو تو صبح ہونے سے پہلے اذان دے دینا۔ (حالانکہ حکم یہ ہے کہ نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے اذان نہ دی جائے کیونکہ اذان نماز کا اعلان ہے۔ لیکن امام صاحب رحمہ اللہ نے امام اعظم رحمہ اللہ کی بیوی کو طلاق سے بچانے کے لیے ایک طریقہ اپنایا)۔ جب امام اعظم رحمہ اللہ گھر میں داخل ہوئے تو مؤذن نے اذان دی، تو ان کی بیوی سمجھی کہ صبح ہوگئی اور طلاق واقع ہوگئی کیونکہ رات ختم ہو چکی ہے۔ اس نے الحمد للہ الذي اراحني منك يا سيي الخلق (تمام تعریفیں مختص ہیں اس ذات کے لیے جس نے مجھے تجھ جیسے سخت مزاج سے راحت بخشی)۔

امام اعظم رحمہ اللہ نے کہا: ابھی تک صبح نہیں ہوئی، اللہ تعالیٰ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ پر رحم فرمائے انہوں نے عمدہ حیلہ کی طرف میری رہنمائی فرمائی۔ ①

۴۴..... عبید بن اسحاق رحمہ اللہ نے روایت بیان کی ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اور ان کی بیوی کے مابین ایک رات جھگڑا ہو گیا جس کے نتیجے میں ان کی بیوی ناراض ہوگئی اور ان

① مناقب أبي حنيفة للكردي: الفصل الثالث، ص ۱۹۲

سے بات کرنا چھوڑ دیا۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ بھی غصے ہوئے اور قسم اٹھالی کہ اگر اس نے میرے ساتھ بات نہ کی تو اسے تین طلاق۔ اب امام ابو یوسف رحمہ اللہ کوشش کرنے لگے کہ آج کی رات وہ ان کے ساتھ بات کرے لیکن وہ بالکل خاموش تھی، اب امام ابو یوسف رحمہ اللہ پریشان ہوئے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے دروازے کی طرف روانہ ہوئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا، امام صاحب نے فرمایا: رات کے ایسے وقت میں کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: ابو یوسف۔ فرمایا: کوئی حرج نہیں اللہ میری اور تمہاری مغفرت کرے، دروازہ کھولا اندر داخل ہوئے اور اپنا قصہ بیان کیا۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اس کا حل آسان ہے۔ چراغ لائے اور ساتھ ہی خوبصورت لباس لائے اور خوشبو لائے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو لباس پہنایا اور خوشبو لگوائی اور فرمایا کہ اب گھر جاؤ اور اپنی بیوی سے کہو کہ اگر تو مجھ سے بات نہیں کرتی تو تیرا کیا گمان ہے کہ تیرے علاوہ مجھے اور کوئی بیوی نہیں ملے گی؟

جب امام ابو یوسف رحمہ اللہ گھر میں داخل ہوئے اور ان کی بیوی نے جب انہیں دیکھا کہ زرق برق لباس زیب تن ہے اور خوشبوئیں مہک رہی ہیں، اور جب انہوں نے اپنی بات دہرائی تو وہ سمجھی کہ شاید دوسرے نکاح کی تیاری کر کے آئے ہیں، تو اب وہ فوراً بول اٹھی اور کہا: اے سرتاج! فلاں بات اس طرح ہے (یعنی بول پڑیں) اس طرح امام ابو یوسف رحمہ اللہ اپنی قسم سے بری ہو گئے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فراست کی برکت سے۔ ①

۴۵..... عبید بن اسحاق حکایت بیان کرتے ہیں کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے زمانے میں ایک شخص مرض الموت میں مبتلا تھا، اس نے وصیت کرنا چاہی، ایک شخص کو بلایا اور ایک تھیلی ہزار دینار کی اس کو دی اور کہا کہ اس کو محفوظ کرنا اور جب یہ میرا بچہ جوان ہو جائے تو جو تو پسند کرے اس کو اس تھیلی میں سے دے دینا۔ جب بچہ جوان ہوا تو وصی نے اس کو خالی تھیلی

① مناقب أبي حنيفة للكردي: الفصل الثالث، ص ۲۲۳

دے دی اور دینار خود لے لیے اور کہا کہ تیرے والد نے ایسے ہی وصیت کی تھی کہ جب میرا بچہ جوان ہو جائے تو تیری مرضی جو تو چاہے اس تھیلی میں سے اس کو دے دینا، لہذا میں تیرے لیے یہ خالی تھیلی پسند کرتا ہوں۔ اب وہ بچہ حیران پریشان علماء کے گرد اس مسئلہ کے متعلق چکر لگانے لگا مگر کوئی اس کا حل تلاش نہ کر سکا۔ تب وہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا قصہ بیان کیا، تو امام صاحب نے فرمایا کہ تیرے باپ نے ایک لطیف طریقے پر وصیت کی ہے اور تیرا باپ حکیم تھا، پھر انہوں نے اس وصی کو بلوایا اور فرمایا: مرنے والے نے یوں کہا تھا کہ جو تجھے اس میں سے پسند ہو میرے بیٹے کو دے دینا؟ اس نے کہا: ہاں اسی طرح مجھے اس نے حکم دیا تھا۔

امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اب تو بتلا تو دینار پسند کرتا ہے یا خالی تھیلی پسند کرتا ہے؟ لہذا جو چیز تجھے پسند ہے با مر وصیت تجھے اس کو دینے ہوں گے۔ اب تو خالی تھیلی کو پسند نہیں کرتا دینار کو پسند کرتا ہے اور وصیت پسندیدہ چیز کے لیے ہے، لہذا دینار اس کو دے دے۔ پھر امام صاحب نے وہ دینار اس سے لے کر میت کے بیٹے کو دے دیئے۔ اس طرح امام صاحب رحمہ اللہ کی فراست سے حق دار کو حق مل گیا۔ ①

۴۶..... امام وکیع بن جراح حکایت بیان فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک پڑوسی تھا اور بہت اچھا پڑوسی تھا اور نبی کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ کا حافظ تھا، ایک دن اس کی بیوی جو اسے انتہائی محبوب تھی اور اس کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ اس محدث نے بیوی سے کہا: اگر تو نے مجھ سے طلاق مانگی اور میں نے تجھے طلاق نہ دی تو تجھے تین طلاقیں ہوں۔ ان کی بیوی نے کہا کہ اگر آج کی رات میں نے تجھ سے طلاق طلب نہ کی تو میرے سارے غلام آزاد ہوں اور سارا مال صدقہ ہے۔ (یہ کہنے کے بعد) دونوں پشیمان ہوئے، اور (امام وکیع

بن الجراح رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (دونوں میرے پاس آئے اور کہا کہ ہم اس میں مبتلی ہو گئے ہیں اس سے نکلنے کا کوئی راستہ بتائیں، میں نے کہا کہ میرے پاس تو اس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں، لیکن تم امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو لازم پکڑو، وہ تمہاری اس مشکل کا حل بتائے گا، اور حال یہ تھا کہ یہ سائل امام صاحب کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتا تھا۔ کہنے لگا: مجھے ان کے پاس جانے سے حیا آتی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں، پھر میں انہیں قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ کے پاس پھر سفیان ثوری رحمہ اللہ کے پاس (جو اپنے وقت کے ائمہ فقہاء اور ائمہ محدثین میں شمار ہوتے ہیں) کے پاس لے گیا۔ مگر انہوں نے فرمایا: ہمارے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔ پھر اس کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس لے گیا ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے انہوں نے سائل سے پوچھا تو نے کیسے قسم اٹھائی تھی؟ اسی طرح عورت سے بھی سوال کیا۔ پھر فرمایا: اب تم دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی قسموں سے بری ہونا چاہتے ہو اور اپنے درمیان جدائی بھی پسند نہیں کرتے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ تب امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا عورت سے کہ تو اپنے خاوند سے طلاق کا سوال کر۔ تو اس نے خاوند سے کہا: مجھے طلاق دے دو۔ اور امام صاحب رحمہ اللہ نے خاوند سے کہا: تو کہہ: أنت طالق إن شئت (تجھے طلاق ہے اگر تو چاہے۔) جب اس نے کہا تو پھر عورت سے فرمایا: تو کہہ میں اب طلاق نہیں چاہتی۔ پھر فرمایا: تم اپنی قسموں سے بری ہو گئے۔ اب امام صاحب رحمہ اللہ سائل محدث سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو اس آدمی پر طعن و تشنیع کرنے سے باز رہو جس سے تم نے علم حاصل کیا ہو۔ امام و کعب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ دونوں میاں بیوی ہر نماز کے بعد امام صاحب رحمہ اللہ کے لیے دعا کیا کرتے تھے۔ ❶

❶ الخیرات الحسان: الفصل الثانی والعشرون، ص ۷۸، ۷۹۔

۴۷..... یوسف بن خالد لسمتی بیان فرماتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ بصرہ تشریف لائے، ہم امام صاحب کے ساتھ شہر کی ایک جانب چلے، جب شام ہو گئی تو ہم واپس لوٹے، اس دوران قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ خچر پر سوار تشریف لائے ہمیں سلام کیا، اس کے بعد ہم ایک باغ میں سے گزرے، قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ بھی ہمارے ساتھ تھے، اس باغ میں ایک قوم کو دیکھا کہ وہ خوشی منارہے ہیں اور ان کے پاس لہو و لعب کے آلات بھی ہیں اور گانے والیاں بھی ہیں جو گارہی ہیں۔ جب ہم ان کے قریب ہوئے تو وہ خاموش ہو گئیں، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے فرمایا: تم نے اچھا کیا۔ جب ہم باغ سے نکل کر راستے سے الگ ہو گئے، قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ نے دل میں یہ بات پوشیدہ رکھی کہ امام صاحب رحمہ اللہ کو گواہی سے نا اہل قرار دینے کا اچھا موقع ہے کہ انہوں نے گانے والیوں سے کہا کہ تم نے اچھا کیا۔ (امام ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ ایک فقیہ اور ۳۳ برس کی عمر میں کوفہ کے منصب قضاء پر مامور ہو گئے تھے، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان میں کسی قدر رنجش رہتی تھی، جس کی وجہ یہ تھی کہ فیصلوں میں وہ غلطی کرتے تھے تو امام صاحب رحمہ اللہ ان کی اصلاح فرماتے تھے، یہ ان کو ناگوار معلوم ہوتا تھا، لیکن امام صاحب رحمہ اللہ اظہار حق پر مجبور تھے، قاضی صاحب نے موقع غنیمت سمجھا بدلہ لینے کے لیے)۔ تو انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو بلایا ایک گواہی کے سلسلے میں، امام صاحب تشریف لائے تو قاضی صاحب نے ایک واقعہ کے متعلق گواہی طلب کی امام صاحب رحمہ اللہ نے گواہی دی تو فوراً قاضی صاحب نے فرمایا: آپ ساقط الشہادت ہیں، اہل الشہادت میں سے نہیں۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: کیوں؟

فرمایا: آپ کے اس قول کی وجہ سے کہ تم نے گانے والیوں سے کہا تھا: تم نے اچھا کام کیا، یعنی تم نے برے فعل کو اچھا کہا تو تمہاری عدالت ساقط ہو گئی اور جس کی عدالت مجروح ہو وہ نا قابل شہادت ہوتا ہے، لہذا آج کے بعد تمہارا نام اہل شہادت کی فہرست سے خارج

ہو کر نا اہلوں کی فہرست میں چلا گیا۔

امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: میں نے ان کی تحسین کس وقت کی تھی جس وقت وہ گارہی تھیں یا جس وقت وہ خاموش ہو گئی تھیں؟ انہوں نے کہا: جب وہ خاموش ہو گئی تھیں، فرمایا: اللہ اکبر! میرا کہنا کہ ”تم نے اچھا کیا“ خاموش ہونے کے لیے تھا، نہ کہ گانے کے فعل کی تحسین تھی۔ قاضی صاحب خاموش ہو گئے اور انہیں اہل شہادت میں باقی رکھا۔ تب امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے آیت تلاوت فرمائی: وَلَا يَحِقُّ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ۔ اس واقعہ کے بعد قاضی ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ امام صاحب رحمہ اللہ سے بہت خوف زدہ ہو گئے اور جب قضاء کے مسائل میں مشکل پیش آتی تو امام صاحب رحمہ اللہ سے حل کراتے، امام صاحب ان کو جواب ارشاد فرماتے اور یہ شعر پڑھتے تھے:

إِذَا تَكُونُ عَظِيمَةً أُدْعَىٰ لَهَا وَإِذَا يُحَاسُّ الْحَيْسُ يُدْعَىٰ جُنْدُبٌ ①

جب بڑی مصیبت پیش آتی ہے تو اس کے لیے میں بلایا جاتا ہوں، اور حلوا تیار کیا جاتا ہے تو پھر جندب کو بلایا جاتا ہے۔

۲۸..... کوفہ میں ایک ملعون غالی شیعہ رہتا تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نسبت کہا کرتا تھا کہ معاذ اللہ وہ یہودی تھے۔ امام صاحب رحمہ اللہ ایک دن اس کے پاس گئے اور کہا کہ تم اپنی بیٹی کے لیے رشتہ تلاش کر رہے تھے؟ ایک شخص موجود ہے جو شریف بھی ہے دولت مند بھی ہے، اس کے ساتھ پرہیزگار، قائم اللیل اور حافظ قرآن ہے۔ شیعہ نے کہا کہ اس سے بڑھ کر کون ملے گا۔ ضرور آپ شادی کروا دیجیے۔ امام صاحب رحمہ اللہ نے کہا: صرف اتنی بات ہے کہ مذہباً یہودی ہے۔ وہ نہایت برہم ہوا اور کہا: سبحان اللہ! کیا آپ مجھے یہودی سے رشتہ داری کرنے کی رائے دیتے ہیں؟ امام صاحب رحمہ اللہ نے فرمایا: کیا ہوا خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

① مناقب أبي حنيفة للكردي: الفصل الثالث، ص ۱۸۸

نے یہودی کو (تمہارے اعتقاد کے مطابق) داماد بنایا تو تم کو کیا عذر ہے۔ امام صاحب کے اس جملے سے فوراً اس کو تنبیہ ہو گئی اور اس نے اپنے غلط عقیدے سے توبہ کی۔ ❶

۴۹..... ایک دفعہ ضحاک خارجی جو خارجیوں کا مشہور سردار تھا اور بنو اسیر کے زمانہ میں کوفہ پر قابض ہو گیا تھا۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور تلوار دکھا کر کہا کہ توبہ کرو۔ انہوں نے پوچھا کہ کس بات سے؟ ضحاک نے کہا: تمہارا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے جھگڑے میں ثالث کو تسلیم کر لیا تھا۔ حالانکہ جب وہ حق پر تھے تو ثالث تسلیم کرنے کے کیا معنی؟ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر میرا قتل مقصود ہے تو اور بات ہے ورنہ اگر تحقیق حق مقصود ہے تو مجھے بات کرنے کی اجازت دو۔ ضحاک نے کہا: میں بھی مناظرہ ہی چاہتا ہوں۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اگر بحث آپس میں طے نہ ہو تو کیا علاج ہے؟

ضحاک نے کہا: ہم دونوں ایک شخص کو منصف قرار دیتے ہیں، چنانچہ ضحاک ہی کے ساتھیوں میں سے ایک شخص انتخاب کیا گیا کہ دونوں فریق کی صحت و غلطی کا تصفیہ کرے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی کیا تھا (یعنی ثالث مقرر کیا تھا) پھر ان پر کیا الزام ہے۔ ضحاک دم بخود ہو گیا اور چپکے سے اٹھ کر چلا گیا۔ ❷

۵۰..... ایک دن امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں تشریف فرما تھے، تلامذہ آپ کے ارد گرد جمع تھے، اچانک خارجیوں کا ایک گروہ مسجد میں گھس گیا، لوگ بھاگنے لگے، امام صاحب نے تسلی دی کہ ڈرو نہیں اطمینان سے بیٹھ جاؤ، ایک خارجی جو سب کا سردار تھا، امام صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ تم لوگ کون ہو؟ امام صاحب نے فرمایا: مستحیر ہیں، فرمان باری تعالیٰ ہے وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ فَأَجِرْهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلِمَ اللَّهِ ثُمَّ ابْلِغْهُ

❶ مناقب أبي حنيفة للكردي: الفصل الثالث، ص ۱۷۹، ۱۸۰

❷ الخيرات الحسان: الفصل الثاني والعشرون، ص ۷۰

مَآئِنَهُ۔ یعنی مشرکین میں سے کوئی شخص اگر پناہ مانگے تو اسے پناہ دوتا کہ وہ اللہ کا کلام سے پھر اس کو امن کی جگہ تک پہنچا دو۔

خارجی فرقہ اپنے علاوہ تمام مسلمانوں کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں اور واجب القتل جانتے ہیں، اس موقع پر وہ اس نیت سے آئے تھے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اپنا عقیدہ بیان کریں تو کفر کا الزام لگا کر ان کو قتل کر دیں، لیکن امام صاحب کے الزامی جواب نے ان کو بالکل مبہوت کر دیا۔ چنانچہ ان کے سردار نے اپنے ساتھیوں سے کہا: اس کو پناہ دو، اور اس کو قرآن پاک پڑھ کر سناؤ، اور پھر اس امن کی جگہ (یعنی ان کے گھر) تک پہنچا دو۔ ❶

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی امام ابو یوسف رحمہ اللہ کو پینتیس (۳۵) عمدہ نصائح وَصِيَّةُ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ لِأَبِي يُوسُفَ رَحِمَهُ اللَّهُ بَعْدَ أَنْ ظَهَرَ لَهُ مِنْهُ الرُّشْدُ وَحُسْنُ السَّيَرَةِ وَالْإِقْبَالُ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ لَهُ: يَا يَعْقُوبُ! امام اعظم رحمہ اللہ کی وصیت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نام جب کہ (امام ابو یوسف) کی ذات سے رشد و ہدایات اور حسن کردار کے آثار ظاہر ہوئے اور انہوں نے لوگوں کی جانب توجہ مبذول کی، امام اعظم رحمہ اللہ نے ان کو وصیت فرمائی کہ اے یعقوب! ۱.... سلطان وقت کی عزت کرو اور اس کے عظمت مقام کا خیال رکھو اور اس کے سامنے دروغ گوئی سے (خاص طور سے) پرہیز کرو۔

وَقَرِ السُّلْطَانَ وَعَظْمُ مَنْزِلَتِهِ وَإِيَّاكَ وَالْكَذِبَ بَيْنَ يَدَيْهِ.

۲.... ہمہ وقت اس کے پاس حاضر باش نہ رہو جب تک تجھے کوئی ضرورت مجبور نہ کرے:

وَالدُّخُولَ عَلَيْهِ فِي كُلِّ وَقْتٍ مَا لَمْ يَدْعُكَ لِحَاجَةٍ عَلَيْهِ.

۳.... جب تم اس سے بکثرت ملاقات کرو گے تو وہ تمہیں حقارت کی نگاہ سے دیکھے

❶ عقود الجمان: الباب السادس عشر، ص ۲۷۴

گا اور تمہارا مقام اس کی نظر سے گر جائیگا پس تم اس کے ساتھ ایسا معاملہ رکھو جیسا کہ آگ کے ساتھ رکھتے ہو کہ تم اس سے نفع بھی اٹھاتے ہو اور اس سے دور بھی رہتے ہو اور اس کے قریب تک نہیں جاتے:

فَإِنَّكَ إِذَا أَكْثَرْتَ إِلَيْهِ الْاِخْتِلَافَ تَهَاوَنَ بِكَ وَصَغُرَتْ مَنْزِلَتُكَ عِنْدَهُ، فَكُنْ مِنْهُ كَمَا أَنْتَ مِنَ النَّارِ تَنْتَفِعُ وَتَتَبَاعَدُ وَلَا تَذُنُ مِنْهَا.

۴..... اسلئے کہ بادشاہ کسی کے لئے وہ مراعات نہیں چاہتا جو اپنی ذات کے لئے چاہتا ہے، اور اس کے قریب کثرت کلام سے بچو کہ وہ گرفت کریگا تا کہ اپنے حاشیہ نشینوں کو یہ دکھلا سکے کہ وہ تم سے زیادہ علم رکھتا ہے۔ اور وہ تمہارا محاسبہ کرے گا تا کہ تم اس کے حواریوں کی نگاہ میں حقیر ہو جاؤ۔ بلکہ ایسا طرز عمل اختیار کرو کہ جب اس کے دربار میں باریابی ہو تو وہ تمہارے اور تمہارے غیر کی قدر و منزلت سے آشعار ہے (یعنی فرق مراتب کا خیال رکھے) اور تم سلطان وقت کے دربار میں ایسے وقت نہ جاؤ جب کہ وہاں دیگر ایسے اہل علم نشست رکھتے ہوں جن سے تم متعارف نہیں، اسلئے کہ تمہارا علمی مرتبہ اگر ان سے کم ہوگا اور ممکن ہے کہ تم ان پر ترفع حاصل کرنے کی کوشش کرو مگر یہ جذبہ تمہارے لیئے ضرر کا باعث ہوگا اور اگر تم ان سے زیادہ صاحب علم ہو تو شاید تم اس کو (کسی مقام پر) جھڑک دو اور اس کی وجہ سے تم سلطان وقت کی نظر سے گر جاؤ، اور جب وہ تم کو کوئی منصب عطاء کرے تو اس کو اس وقت قبول نہ کرو جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ وہ تم سے یا تمہارے مسلک سے علم و قضا میں مطمئن ہے تا کہ فیصلہ جات میں کسی دوسرے مسلک پر عمل کی حاجت نہ ہو، اور سلطان وقت کے مقربین اور اس کے حاشیہ نشینوں سے میل جول مت رکھو صرف سلطان وقت سے رابطہ رکھو اور اس کے حاشیہ برداروں سے الگ رہو تا کہ تمہارا وقار اور عزت برقرار رہے:

فَإِنَّ السُّلْطَانَ لَا يَرَى لِأَحَدٍ مَا يَرَى لِنَفْسِهِ، وَإِيَّاكَ وَكَثْرَةَ الْكَلَامِ بَيْنَ

يَدِيهِ، فَإِنَّهُ يَأْخُذُ عَلَيْكَ مَا قُلْتَهُ لِيُرِيَ مِنْ نَفْسِهِ بَيْنَ يَدَيِ حَاشِيَتِهِ أَنَّهُ أَعْلَمُ مِنْكَ وَأَنَّهُ يُحِطُّكَ فَتَصْغُرَ فِي أَعْيُنِ قَوْمِهِ، وَلَتَكُنْ إِذَا دَخَلْتَ عَلَيْهِ تَعْرِفُ قَدْرَكَ وَقَدْرَ غَيْرِكَ، وَلَا تَدْخُلْ عَلَيْهِ وَعِنْدَهُ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ مَنْ لَا تَعْرِفُهُ فَإِنَّكَ إِنْ كُنْتَ أَذْوَنَ حَالًا مِنْهُ لَعَلَّكَ تَتَرَفَّعُ عَلَيْهِ فَيَضْرُكَ، وَإِنْ كُنْتَ أَعْلَمَ مِنْهُ لَعَلَّكَ تَحُطُّ عَنْهُ فَتَسْقُطُ بِذَلِكَ مِنْ عَيْنِ السُّلْطَانِ. وَإِذَا عَرَضَ عَلَيْكَ شَيْئًا مِنْ أَعْمَالِهِ فَلَا تَقْبَلْ مِنْهُ إِلَّا بَعْدَ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّهُ يَرْضَاكَ وَيَرْضَى مَذْهَبَكَ فِي الْعِلْمِ وَالْقَضَايَا، كَيْ لَا تَحْتَاجَ إِلَى ارْتِكَابِ مَذْهَبٍ غَيْرِكَ فِي الْحُكُومَاتِ وَلَا تُوَاصِلُ أَوْلِيَاءَ السُّلْطَانِ وَحَاشِيَتَهُ بَلْ تَقَرَّبْ إِلَيْهِ فَقَطْ وَتَبَاعَدْ عَنْ حَاشِيَتِهِ لِيَكُونَ مَجْدُكَ وَجَاهُكَ بَاقِيًا.

۵... عوام کے دریافت طلب مسائل کے علاوہ ان سے (بلا ضرورت) بات چیت نہ کیا کرو:

وَلَا تَتَكَلَّمُ بَيْنَ يَدَيِ الْعَامَّةِ إِلَّا بِمَا تُسْأَلُ عَنْهُ.

۶.... عوام الناس اور تاجروں سے علمی بات کے علاوہ دوسری باتیں نہ کیا کرو تا کہ ان

کو تمہاری محبت و رغبت فی المال کا وقوف نہ ہو ورنہ وہ لوگ تم سے بدظن ہوں گے اور یقین کر لیں گے کہ تم ان سے رشوت لینے کا میلان رکھتے ہو:

وَإِيَّاكَ وَالْكَلامَ فِي الْعَامَّةِ وَالتَّجَارَةِ إِلَّا بِمَا يَرْجِعُ إِلَى الْعِلْمِ كَيْ لَا يُوقَفَ عَلَى حُبِّكَ رَغْبَتِكَ فِي الْمَالِ فَإِنَّهُمْ يُسَيِّئُونَ الظَّنَّ بِكَ وَيَعْتَقِدُونَ مِيلَكَ إِلَى اخْتِذِ الرِّشْوَةِ مِنْهُمْ.

۷... اور عام لوگوں کے سامنے ہنسنے اور مسکرانے سے باز رہو اور بازار میں بکثرت نہ جاؤ:

وَلَا تَضْحَكُ وَلَا تَتَبَسَّمُ بَيْنَ يَدَيِ الْعَامَّةِ وَلَا تُكْثِرُ الْخُرُوجَ إِلَى

الْأَسْوَاقِ.

۸..... اور بے ریش لڑکوں سے ہم کلامی اختیار نہ کرو کہ وہ فتنہ ہیں، البتہ بچوں سے بات

کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں بلکہ ان کے سروں پر (شفقت سے) ہاتھ پھیرو:

وَلَا تُكَلِّمُ الْمُرَاهِقِينَ فَإِنَّهُمْ فِتْنَةٌ، وَلَا بَأْسَ أَنْ تُكَلِّمَ الْأَطْفَالَ وَتَمْسَحَ

رُؤُوسَهُمْ.

۹..... عام لوگوں اور سن رسیدہ حضرات کے ساتھ شاہراہ پر نہ چلو اس لئے کہ اگر تم ان کو

اپنے آگے بڑھنے دو گے تو اس سے علم دین کی بے توقیری ہوگی اور اگر اپنے پیچھے رکھو گے تو یہ

بات بھی معیوب ہوگی کہ وہ عمر میں تم سے بڑے ہیں، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو

شخص ہمارے چھوٹے پر شفقت نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہماری

جماعت میں سے نہیں ہے، اور کسی راہ گزر پر نہ بیٹھا کرو، اگر بیٹھنے کو دل چاہے تو مسجد میں بیٹھو:

وَلَا تَمْشِ فِي قَارِعَةِ الطَّرِيقِ مَعَ الْمَشَائِخِ وَالْعَامَّةِ؛ فَإِنَّكَ إِنْ قَدَّمْتَهُمْ

ازْدَرَى ذَلِكَ بِعِلْمِكَ وَإِنْ أَخَّرْتَهُمْ اِزْدَرَى بِكَ مِنْ حَيْثُ إِنَّهُ أَسَنُّ

مِنْكَ، فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيرَنَا وَلَمْ

يُوقِّرْ كَبِيرَنَا فَلَيْسَ مِنَّا وَلَا تَقْعُدْ عَلَى قَوَارِعِ الطَّرِيقِ فَإِذَا دَعَاكَ ذَلِكَ

فَاقْعُدْ فِي الْمَسْجِدِ.

۱۰..... بازار اور مساجد میں کوئی چیز تناول نہ کرو، پانی کی سبیل اور اس پر متعین کارندوں

کے ہاتھ سے پانی نہ پیو اور دونوں پر نہ بیٹھو:

وَلَا تَأْكُلْ فِي الْأَسْوَاقِ وَالْمَسَاجِدِ وَلَا تَشْرَبْ مِنَ السَّقَايَاتِ وَلَا مِنْ

أَيْدِي السَّقَائِينَ وَلَا تَقْعُدْ عَلَى الْحَوَانِيتِ.

۱۱..... مخمل زیور اور انواع و اقسام کے ریشمی ملبوسات نہ پہنو کہ ان سے رعونت پیدا ہوتی ہے:

وَلَا تَلْبَسُ الدِّيَاجَ وَالْحُلِيَّ وَأَنْوَاعَ الْإِبْرِيْسَمِ فَإِنَّ ذَلِكَ يُفْضِي إِلَى

الرُّعُونَةِ.

۱۲..... اپنی فطری حاجت کے وقت بقدر ضرورت گفتگو کے ماسوا گھر میں بچھونے پر اپنی بیوی سے زیادہ بات چیت نہ کرو، اور اس کے ساتھ کثرت سے لمس و مس اختیار نہ کرو، اور اس کے قریب نہ جاؤ مگر اللہ کے ذکر کے ساتھ:

وَلَا تُكْثِرِ الْكَلَامَ فِي بَيْتِكَ مَعَ امْرَأَتِكَ فِي الْفِرَاشِ إِلَّا وَقْتُ حَاجَتِكَ إِلَيْهَا بِقَدْرِ ذَلِكَ، وَلَا تُكْثِرْ لَمْسَهَا وَمَسَّهَا وَلَا تَقْرُبْهَا إِلَّا بِذِكْرِ اللَّهِ تَعَالَى.

۱۳..... اپنی بیوی سے دوسروں کی عورتوں اور باندیوں کا تذکرہ نہ کرو کہ وہ تمہارے ساتھ گفتگو میں بے تکلف ہو جائیں گی اور بہت ممکن ہے کہ جب تم دوسری عورتوں کا تذکرہ کرو گے تو وہ تم سے دوسرے مردوں کے بارے میں گفتگو کرے گی:

وَلَا تَتَكَلَّمْ بِأَمْرِ نِسَاءٍ الْغَيْرِ بَيْنَ يَدَيْهَا وَلَا بِأَمْرِ الْجَوَارِي، فَإِنَّهَا تَنْبَسِطُ إِلَيْكَ فِي كَلَامِكَ وَلَعَلَّكَ إِذَا تَكَلَّمْتَ عَنْ غَيْرِهَا تَكَلَّمْتَ عَنْ الرِّجَالِ الْأَجَانِبِ.

۱۴..... اگر تمہارے لیے ممکن ہو تو کسی ایسی عورت سے نکاح نہ کرو جس کا شوہر (طلاق دہندہ) باپ، ماں یا (سابقہ خاوند سے) لڑکی موجود ہو مگر یہ کہ وہ یہ شرط قبول کرے کہ اس کے پاس (تمہارے گھر میں) اس کا کوئی رشتہ دار نہیں آیا کرے گا، اس لئے کہ جب عورت مالدار ہو جاتی ہے تو اس کا باپ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کی تحویل میں جو مال و منال ہے سب میرا ہے اور اس کے پاس محض عاریتہ ہے، اور دوسری شرط یہ قبول کرے کہ جہاں تک ممکن ہو گا وہ اپنے والد کے گھر میں داخل نہ ہوگی اور نکاح کے بعد تم اس بات پر راضی نہ ہو جانا کہ تم شب زفاف سسرال میں گزارو۔ ورنہ وہ تمہارا مال لے لیں گے، اور اپنی بیٹی کے باب میں انتہائی طمع سے کام لیں گے:

وَلَا تَتَزَوَّجْ امْرَأَةً كَانَ لَهَا بَعْلٌ أَوْ أَبٌ أَوْ أُمٌّ أَوْ بِنْتُ إِنْ قَدَرْتَ إِلَّا بِشَرِطِ

أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلَيْهَا أَحَدٌ مِنْ أَقَارِبِكَ. فَإِنَّ الْمَرْأَةَ إِذَا كَانَتْ ذَاتَ مَالٍ يَدْعِي أَبُوهَا أَنْ جَمَعَ مَالِهَا لَهُ وَأَنَّهُ عَارِيَّةٌ فِي يَدِهَا. وَلَا تَدْخُلُ بَيْتَ أَبِيهَا مَا قَدَرْتَ وَإِيَّاكَ أَنْ تَرْضَى أَنْ تُزِفَ فِي بَيْتِ أَبِيهَا فَإِنَّهُمْ يَأْخُذُونَ أَمْوَالَكَ وَيَطْمَعُونَ فِيهَا غَايَةَ الطَّمَعِ.

۱۵.... اور صاحب اولاد خاتون سے ازدواجی تعلق قائم نہ کرنا کہ وہ تمام مال اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کے لئے جمع کر لے گی اور ان پر خرچ کرے گی اس وجہ سے کہ اس کی اولاد اس کو تم سے زیادہ عزیز ہے، اور تم اپنی دو بیویوں کو ایک مکان میں نہ رکھنا، اور جب تک عیال داری کی تمام ضروریات پورا کرنے کی قدرت نہ ہو نکاح مت کرو:

وَإِيَّاكَ وَأَنْ تَتَزَوَّجَ بِذَاتِ الْبَيْنِ وَالْبَنَاتِ، فَإِنَّهَا تَدَّخِرُ جَمِيعَ الْمَالِ لَهُمْ وَتَسْرِقُ مِنْ مَالِكَ وَتُنْفِقُ عَلَيْهِمْ، فَإِنَّ الْوَلَدَ أَعَزُّ عَلَيْهَا مِنْكَ وَلَا تَجْمَعُ بَيْنَ امْرَأَتَيْنِ فِي دَارٍ وَاحِدَةٍ. وَلَا تَتَزَوَّجَ إِلَّا بَعْدَ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّكَ تَقْدِرُ عَلَى الْقِيَامِ بِجَمِيعِ حَوَائِجِهَا.

۱۶.... پہلے علم حاصل کرو پھر حلال ذرائع سے مال جمع کرو پھر ازدواجی زندگی اختیار کرو، زمانہ طالب علمی میں اگر تم حصول مال کی جدوجہد کرو گے تو حصول علم سے تم قاصر رہو گے، اور (حاصل کردہ) مال تمہیں باندیوں اور غلاموں کی خریداری پر اکسائے گا اور تحصیل علم سے قبل ہی تمہیں لہذا دُنیا اور عورتوں کے ساتھ مشغول کر دے گا، اس طرح تمہارا وقت ضائع ہو جائیگا اور تمہارے اہل و عیال کی کثرت ہو جائے گی ایسی صورت میں تمہیں ان کی ضروریات زندگی پورا کرنے کی احتیاج ہو جائے گی اور تم طلب علم چھوڑ بیٹھو گے:

وَاطْلُبِ الْعِلْمَ أَوَّلًا ثُمَّ اجْمَعْ الْمَالَ مِنَ الْحَلَالِ ثُمَّ تَزَوَّجْ، فَإِنَّكَ إِنْ

طَلَبْتَ الْمَالَ فِي وَقْتِ التَّعْلُمِ عَجَزْتَ عَنْ طَلَبِ الْعِلْمِ وَدَعَاكَ الْمَالُ إِلَى شِرَاءِ الْجَوَارِي وَالْغِلْمَانِ وَتَشْتَغِلُ بِالْدُّنْيَا وَالنِّسَاءِ قَبْلَ تَحْصِيلِ الْعِلْمِ، فَيَضِيعُ وَقْتُكَ وَيَجْتَمِعُ عَلَيْكَ الْوَلَدُ وَيَكْثُرُ عِيَالُكَ فَتَحْتَاجُ إِلَى الْقِيَامِ بِمَصَالِحِهِمْ وَتَتْرُكُ الْعِلْمَ.

۱۷..... علم حاصل کرو آغازِ شباب میں جب کہ تمہارے دل و دماغ دنیا کے بکھیڑوں سے فارغ ہوں، پھر حصولِ مال کا مشغلہ اختیار کرو تا کہ وہ تمہیں دستیاب ہو، کثرتِ اہل و عیال دل کو تشویش میں مبتلا کر دیتے ہیں (بہر کیف) مال جمع کرنے کے بعد از دواجی تعلق قائم کرو:

وَاشْتَغِلْ بِالْعِلْمِ فِي عُنُقِ شَبَابِكَ وَوَقْتُ فَرَاغِ قَلْبِكَ وَخَاطِرِكَ ثُمَّ اشْتَغِلْ بِالْمَالِ لِيَجْتَمِعَ عِنْدَكَ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْوَلَدِ وَالْعِيَالِ يُشَوِّشُ الْبَالُ فَإِذَا جَمَعْتَ الْمَالَ فَتَزَوَّجْ.

۱۸..... خشیتِ الہی، ادائے امانت اور ہر خاص و عام کی خیر خواہی کا خصوصی خیال رکھو، اور لوگوں کا استخفاف نہ کرو بلکہ اپنی اور ان کی عزت کرو ان کے ملنے سے پہلے ان کے ساتھ زیادہ میل جول نہ رکھو، اور ان کے میل ملاپ کا سامنا کرو ذکر مسائل کے ساتھ اگر بالمقابل اس کا اہل ہو گا تو جواب دے گا:

وَعَلَيْكَ بِتَقْوَى اللَّهِ تَعَالَى وَأَدَاءِ الْأَمَانَةِ وَالنَّصِيحَةِ لَجَمِيعِ الْخَاصَّةِ وَالْعَامَّةِ، وَلَا تَسْتَخِفَّ بِالنَّاسِ، وَوَقِّرْ نَفْسَكَ وَوَقِّرْهُمْ وَلَا تُكْثِرْ مُعَاشَرَتَهُمْ إِلَّا بَعْدَ أَنْ يُعَاشِرُوكَ، وَقَابِلْ مُعَاشَرَتَهُمْ بِذِكْرِ الْمَسَائِلِ، فَإِنَّهُ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِهِ اشْتَغَلَ بِالْعِلْمِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِهِ أَحَبَّكَ.

۱۹..... عام لوگوں سے امر دین کے سلسلہ میں علمِ کلام پر گفتگو سے احتراز کرو کہ وہ لوگ

تمہاری تقلید کریں اور علم کلام (عقائد کے عقلی دلائل) میں مشغول ہو جائیں گے:

وَإِيَّاكَ وَأَنْ تُكَلِّمَ الْعَامَّةَ بِأَمْرِ الدِّينِ فِي الْكَلَامِ فَإِنَّهُمْ قَوْمٌ يُقَلِّدُونَكَ
فَيَسْتَغْلُونَ بِذَلِكَ.

۲۰..... جو شخص تمہارے پاس استفتاء کے لئے آئے اس کو صرف اس کے سوال کا جواب
دو اور دوسری کسی بات کا اضافہ نہ کرو، ورنہ اس کے سوال کا (غیر محتاط) جواب اُسے تشویش
میں مبتلا کر سکتا ہے۔

وَمَنْ جَاءَكَ يَسْتَفْتِيكَ فِي الْمَسَائِلِ فَلَا تُجِبْ إِلَّا عَنْ سُؤَالِهِ وَلَا تَضُمَّ
إِلَيْهِ غَيْرَهُ فَإِنَّهُ يُشَوِّشُ عَلَيْكَ جَوَابَ سُؤَالِهِ.

۲۱..... علم (تدریس و اشاعت) سے کسی حالت میں اعراض نہ کرنا اگرچہ تم (لوگوں میں)
دس سال تک اس طرح رہو کہ تمہارا کوئی ذریعہ معاش نہ ہو، اگر علم سے اعراض کرو گے تو
تمہاری زندگی تنگ ہو جائے گی:

وَإِنْ بَقِيتَ عَشْرَ سِنِينَ بِلَا كَسْبٍ وَلَا قُوَّةٍ فَلَا تُعْرِضْ عَنْ الْعِلْمِ فَإِنَّكَ
إِذَا أَعْرَضْتَ عَنْهُ كَانَتْ مَعِيشَتُكَ ضَنْكًا.

۲۲..... تم اپنے ہر فرقہ سیکھنے والے طالب علم پر (شفقت و ادب پر مشتمل) ایسی توجہ رکھو
کہ گویا تم نے ان کو اپنا بیٹا اور اولاد بنا لیا ہے تاکہ تم ان میں رغبت فی العلم کے فروغ کا
باعث بنو:

وَأَقْبِلْ عَلَى مُتَفَقِّهِكَ كَأَنَّكَ اتَّخَذْتَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ ابْنًا وَوَلَدًا
لِتَزِيدَهُمْ رَغْبَةً فِي الْعِلْمِ.

۲۳..... عامی اور بازاری تجھ سے جھگڑے تو اس سے جھگڑانہ کرو ورنہ تمہاری آبرو جاتی
رہے گی، اور انظہار حق کے موقع پر کسی شخص کی جاہ و حشمت کا خیال نہ کرو اگرچہ وہ سلطان
وقت ہو:

وَمَنْ نَاقَشَكَ مِنَ الْعَامَّةِ وَالسُّوقَةِ فَلَا تُنَاقِشْهُ، فَإِنَّهُ يُذْهِبُ مَاءَ وَجْهِكَ،
وَلَا تَحْتَشِمُ مِنْ أَحَدٍ عِنْدَ ذِكْرِ الْحَقِّ وَإِنْ كَانَ سُلْطَانًا.

۲۴..... جتنی عبادت دوسرے لوگ کرتے ہیں اس سے زیادہ عبادت کرو ان سے کم تر عبادت کو اپنے لئے پسند نہ کرو، اور عبادت میں سبقت اختیار کرو اس لئے کہ عوام جب کسی عبادت کو بکثرت کر رہے ہوں گے اور پھر وہ دیکھیں گے کہ تمہاری اس قدر توجہ اس عبادت پر نہیں ہے تو وہ تمہارے اندر قلتِ رغبت کا گمان کریں گے، اور یہ سمجھیں گے کہ تمہارے علم نے تمہیں نفع نہیں پہنچایا مگر وہی نفع جو ان کو جہالت نے بخشا ہے جس میں وہ پڑے ہوتے ہیں:

وَلَا تَرْضَ لِنَفْسِكَ مِنَ الْعِبَادَاتِ إِلَّا بِأَكْثَرِ مِمَّا يَفْعَلُهُ غَيْرُكَ
وَيَتَعَاطَاهَا فَالْعَامَّةُ إِذَا لَمْ يَرَوْا مِنْكَ الْإِقْبَالَ عَلَيْهَا بِأَكْثَرِ مِمَّا يَفْعَلُونَ
اعْتَقَدُوا فِيكَ قِلَّةَ الرَّغْبَةِ، وَاعْتَقَدُوا أَنَّ عِلْمَكَ لَا يَنْفَعُكَ إِلَّا مَا نَفَعَهُمُ
الْجَهْلُ الَّذِي هُمْ فِيهِ.

۲۵..... جب تم کسی ایسے شہر میں قیام کرو جس میں اہل علم بھی ہوں تو اس شہر کو تم اپنی ذات کیلئے (کسی امتیاز کے ساتھ) اختیار نہ کرو بلکہ اس طرح رہو کہ گویا تم بھی انہی میں سے ایک شہری ہوتا کہ ان کو یقین ہو جائے کہ تمہیں ان کی جاہ و منزلت سے کوئی سروکار نہیں ہے۔ ورنہ (اگر انہوں نے اپنی عزت کو خطرہ محسوس کیا تو) وہ سب کے سب تمہارے خلاف خروج کریں گے اور تمہارے مسلک پر کیچڑ اچھالیں گے۔ (اور ان کے اشارے پر) عوام بھی تمہاری طرف نکل کھڑی ہوگی اور تم کو (تیز تیز) نگاہوں سے دیکھیں گے جس کی وجہ سے تم ان کی نظر میں موردِ ملامت بنو گے آخر اس سے فائدہ کیا؟ اور اگر وہ تم سے مسائل دریافت کریں تو ان سے مناظرہ یا جلسہ گاہوں میں بحث و جلال سے باز رہو۔ اور جو بات ان سے کرو واضح دلیل کے ساتھ کرو اور ان کے اساتذہ کے باب میں ان کو طعنہ نہ دو ورنہ

تمہارے اندر بھی کیڑے نکالیں گے، اور تم لوگوں سے چوکنار ہو اور تم اپنے باطنی اور پوشیدہ احوال کو خالص اللہ کیلئے ایسا بنا لو جیسا کہ تمہارا ظاہر ہے اور علم کا معاملہ صلاح پذیر نہیں ہوتا تا وقتیکہ تم اس کے باطن کو اس کے ظاہر کے مطابق نہ بنا لو:

وَإِذَا دَخَلْتَ بَلَدَهُ فِيهَا أَهْلُ الْعِلْمِ فَلَا تَتَّخِذْهَا لِنَفْسِكَ، بَلْ كُنْ كَوَاحِدٍ مِنْ أَهْلِهِمْ لِيَعْلَمُوا أَنَّكَ لَا تَقْصِدُ جَاهَهُمْ، وَإِلَّا يَخْرُجُونَ عَلَيْكَ بِأَجْمَعِهِمْ وَيَطْعَنُونَ فِي مَذْهَبِكَ، وَالْعَامَّةُ يَخْرُجُونَ عَلَيْكَ وَيَنْظُرُونَ إِلَيْكَ بِأَعْيُنِهِمْ فَتَصِيرُ مَطْعُونًا عِنْدَهُمْ بِلَا فَائِدَةٍ وَإِنْ اسْتَفْتَوْكَ الْمَسَائِلَ فَلَا تُنَاقِشُهُمْ فِي الْمُنَازَرَةِ وَالْمُطَارَحَاتِ، وَلَا تَذْكُرْ لَهُمْ شَيْئًا إِلَّا عَنْ دَلِيلٍ وَاضِحٍ، وَلَا تَطْعَنْ فِي أَسَاتِذَتِهِمْ، فَإِنَّهُمْ يَطْعَنُونَ فِيكَ وَكُنْ مِنَ النَّاسِ عَلَى حَذَرٍ، وَكُنْ لِلَّهِ تَعَالَى فِي سِرِّكَ كَمَا أَنْتَ لَهُ فِي عِلَانِيَتِكَ، وَلَا تُصْلِحْ أَمْرَ الْعِلْمِ إِلَّا بَعْدَ أَنْ تَجْعَلَ سِرَّهُ كَعِلَانِيَتِهِ.

۲۶..... جب سلطان وقت تمہیں کوئی ایسا منصب تفویض کرے جو تمہارے لیے مناسب نہیں ہے تو اسے اس وقت تک قبول مت کرو جب تک تمہیں یہ معلوم نہ ہو جائے کہ اس نے جو منصب تمہیں سونپا ہے وہ محض تمہارے علم کی وجہ سے سونپا ہے:

وَإِذَا أُولَاكَ السُّلْطَانُ عَمَلًا لَا يَصْلُحُ لَكَ فَلَا تَقْبَلْ ذَلِكَ مِنْهُ إِلَّا بَعْدَ أَنْ تَعْلَمَ أَنَّهُ إِنَّمَا يُؤَلِّيكَ ذَلِكَ إِلَّا لِعِلْمِكَ.

۲۷..... مجلس فکر و نظر میں ڈرتے ہوئے کلام مت کرو اس لئے کہ یہ خوفزدگی کلام میں خلل انداز ہوگی اور زبان کو ناکارہ بنا دے گی:

وَإِيَّاكَ وَأَنْ تَتَكَلَّمَ فِي مَجْلِسِ النَّظَرِ عَلَى خَوْفٍ، فَإِنَّ ذَلِكَ يُورِثُ الْخَلَلَ فِي الْإِحَاطَةِ وَالْكَلِّ فِي اللِّسَانِ.

۲۸..... زیادہ ہنسنے سے احتراز کرو کہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے اور سکون و اطمینان

کے ساتھ چلو:

وَإِيَّاكَ أَنْ تُكْثِرَ الضَّحِكَ فَإِنَّهُ يُمِيتُ الْقَلْبَ، وَلَا تَمْشِ إِلَّا عَلَى طُمَأْنِينَةٍ.

۲۹..... امور زندگی میں زیادہ عجلت پسند نہ بنو اور جو تمہیں پیچھے سے آواز دے اس کا

جواب مت دو کہ پیچھے سے آواز چوپایوں کو دی جاتی ہے:

وَلَا تَكُنْ عَجُولًا فِي الْأُمُورِ، وَمَنْ دَعَاكَ مِنْ خَلْفِكَ فَلَا تُجِبْهُ، فَإِنَّ الْبَهَائِمَ تَنَادَى مِنْ خَلْفِهَا.

۳۰..... گفتگو کے وقت زیادہ نہ چیخو اور نہ اپنی آواز کو بلند کرو، سکون اور قلت حرکت کو اپنی

عادات میں شامل کرو تا کہ لوگوں کو تمہاری ثبات قدمی کا یقین ہو جائے، اور لوگوں کے

سامنے اللہ کا ذکر کثرت سے کرو تا کہ لوگ تم سے اس خوبی کو حاصل کر لیں، اور اپنے لئے نماز

کے بعد ایک وظیفہ مقرر کرو جس میں تم قرآن کریم کی تلاوت کرو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو:

وَإِذَا تَكَلَّمْتَ فَلَا تُكْثِرْ صِيَاحَكَ وَلَا تَرْفَعْ صَوْتَكَ وَاتَّخِذْ لِنَفْسِكَ

السُّكُونَ وَقِلَّةَ الْحَرَكَةِ عَادَةً كَيُتَحَقَّقَ عِنْدَ النَّاسِ ثَبَاتُكَ. وَأَكْثِرْ ذِكْرَ

اللَّهِ تَعَالَى فِيمَا بَيْنَ النَّاسِ لِيَتَعَلَّمُوا ذَلِكَ مِنْكَ، وَاتَّخِذْ لِنَفْسِكَ وَرَدًّا

خَلْفَ الصَّلَاةِ، تَقْرَأُ فِيهَا الْقُرْآنَ وَتَذْكُرُ اللَّهَ تَعَالَى.

۳۱..... صبر و ثبات کی دولت جو حق تعالیٰ نے تم کو بخشی ہے اور دیگر جو نعمتیں عطا کی ہیں ان

پر اس کا شکر ادا کرو اور اپنے لئے ہر ماہ کے چند یوم روزہ کے لئے مقرر کرو تا کہ دوسرے لوگ

اس میں تمہاری اقتدا کریں:

وَتَشْكُرُهُ عَلَى مَا أَوْدَعَكَ مِنَ الصَّبْرِ وَأَوْلَاكَ مِنَ النِّعَمِ وَاتَّخِذْ

لِنَفْسِكَ أَيَّامًا مَّعْدُودَةً مِنْ كُلِّ شَهْرٍ تَصُومُ فِيهَا لِيَقْتَدِيَ بِهِ غَيْرُكَ بِكَ.

۳۲..... اپنے نفس کی دیکھ بھال رکھو اور دوسرے کے رویہ پر بھی نظر رکھو تا کہ تم اپنے علم کی وجہ سے دنیا اور آخرت دونوں سے نفع اٹھاؤ اور بذات خود خرید و فرخت مت کرو بلکہ (اس کام کے لئے) ایک ایسا خدمت گار رکھو جو تمہاری ایسی حاجتوں کو بحسن و خوبی پورا کرے اور تم اس پر اپنے دنیاوی معاملات میں اعتماد کرو:

وَرَاقِبْ نَفْسَكَ وَحَافِظْ عَلَى الْغَيْرِ تَنْتَفِعُ مِنْ دُنْيَاكَ وَآخِرَتِكَ بِعِلْمِكَ وَلَا تَشْتَرِ بِنَفْسِكَ وَلَا تَبِعْ، بَلْ اتَّخِذْ لَكَ غُلَامًا مُصْلِحًا يَقُومُ بِأَشْغَالِكَ وَتَعْتَمِدُ عَلَيْهِ فِي أُمُورِكَ.

۳۳..... اپنی دنیا اور اس صورت حال کے باب میں جس میں تم ہو بے فکر مت رہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تم سے ان تمام چیزوں کے بارے میں سوال کریں گے، اپنے استاذ کے لئے جن سے تم نے علم حاصل کیا ہے استغفار کرو اور ہمیشہ قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہو، قبرستان، مشائخ اور بابرکت مقامات کی کثرت سے زیارت کرو، اور عامۃ المسلمین کے ان خوابوں کو جو نبی کریم اور صالحین سے متعلق تمہیں سنائی جائیں خواہ مسجد ہو یا قبرستان ہو (یعنی ہر جگہ) توجہ سے سنو اور اہل ہوا (دنیا پرستوں) میں سے کسی کے پاس نہ بیٹھو الا یہ کہ اس کو دین کی طرف بلانا ہو:

وَلَا تَطْمَئِنَّ إِلَى دُنْيَاكَ وَإِلَى مَا أَنْتَ فِيهِ، فَإِنَّ اللَّهَ تَعَالَى سَائِلُكَ عَنْ جَمِيعِ ذَلِكَ. وَاسْتَغْفِرْ لِلْأَسْتَاذِ وَمَنْ أَخَذْتَ عَنْهُمْ الْعِلْمَ وَدَاوِمُ عَلَى التَّلَاوَةِ وَأَكْثَرُ مِنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ وَالْمَشَايِخِ وَالْمَوَاضِعِ الْمُبَارَكَةِ. وَاقْبَلْ مِنَ الْعَامَّةِ مَا يَعْرِضُونَ عَلَيْكَ مِنْ رُؤْيَاهُمْ فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ وَفِي رُؤْيَا الصَّالِحِينَ فِي الْمَسَاجِدِ وَالْمَنَازِلِ وَالْمَقَابِرِ، وَلَا تُجَالِسْ أَحَدًا مِنْ أَهْلِ

الْأَهْوَاءِ إِلَّا عَلَى سَبِيلِ الدَّعْوَةِ إِلَى الدِّينِ.

۳۴..... زیادہ کھیل کود اور گالم گلوچ سے اجتناب کرو اور جب مؤذن اذان دے تو عوام سے قبل مسجد میں داخل ہونے کی تیاری کرو تا کہ عامۃ الناس اس میں تم سے سبقت نہ لے جائے، اور سلطان وقت کے قرب و جوار میں رہائش اختیار نہ کرو، اگر تم اپنے ہمسائے میں کوئی بات (برائی) دیکھو تو (سلطان وقت سے) پوشیدہ رکھو کہ یہ امانت داری ہے، اور لوگوں کے بھید کو ظاہر نہ کرو:

وَلَا تُكْثِرِ اللَّعِبَ وَالشَّمَّ وَإِذَا أَدَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَتَاهَبْ لِدُخُولِ الْمَسْجِدِ كَيْ لَا تَتَقَدَّمَ عَلَيْكَ الْعَامَّةُ، وَلَا تَتَّخِذُ دَارَكَ فِي جَوَارِ السُّلْطَانِ، وَمَا رَأَيْتَ عَلَى جَارِكَ فَاسْتُرَهُ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ أَمَانَةٌ وَلَا تُظْهِرْ أَسْرَارَ النَّاسِ.

۳۵..... جو شخص تم سے کسی معاملہ میں مشورہ لے تو اس کو اپنے علم کے مطابق (صحیح) مشورہ دو کہ یہ بات تم کو اللہ سے قریب کرنے والی ہے اور میری اس وصیت کو توجہ سے یاد رکھنا کہ ان شاء اللہ یہ وصیت تمہیں دنیا و آخرت میں نفع دے گی:

وَمَنْ اسْتَشَارَكَ فِي شَيْءٍ فَأَشِرْ عَلَيْهِ بِمَا تَعْلَمُ أَنَّهُ يُقَرِّبُكَ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى. وَاقْبَلْ وَصِيَّتِي هَذِهِ؛ فَإِنَّكَ تَنْتَفِعُ بِهَا فِي أَوَّلِكَ وَآخِرِكَ، إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى.

مصادر ومراجع

۱... الأباطيل والمناكير والصحاح والمشاهير: إمام أبو عبد الله حسين بن ابراهيم جوزقاني (۵۴۳ھ) ناشر: دار الصميمي للنشر والتوزيع، رياض (۱۴۲۲ھ)

۲... اقتضاء الصراط المستقيم لمخالفة أصحاب الجحيم: إمام أبو العباس تقي الدين أحمد بن عبد الحلیم تیمیه حراني (۲۶۱ھ - ۷۲۸ھ) ناشر: دار عالم الكتب، بيروت (۱۴۱۹ھ - ۱۹۹۹ء)

۳... إعلام الموقعين عن رب العالمين: إمام محمد بن أبي بكر بن أيوب شمس الدين ابن قيم جوزية (۲۹۱ھ - ۷۵۱ھ) ناشر: دار الجيل، بيروت (۱۴۱۹ھ - ۱۹۹۸ء)

۴... الإصابة في تمييز الصحابة: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (۷۷۳ھ - ۸۵۲ھ) ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت (۱۴۱۵ھ) ۵... الإتقان في علوم القرآن: إمام أبو الفضل عبد الرحمن بن أبي بكر المعروف جلال الدين سيوطي (۸۴۹ھ - ۹۱۱ھ) ناشر: الهيئة المصرية، (۱۳۹۴ھ - ۱۹۷۴ء)

۶... أخبار أبي حنيفة وأصحابه: إمام أبو عبد الله حسين بن علي صيمري (۳۵۱ھ - ۴۳۶ھ) ناشر: عالم الكتب بيروت (۱۴۰۵ھ - ۱۹۸۵ء)

۷... الانتقاء في فضائل الثلاثة الأئمة الفقهاء: إمام أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد المعروف ابن عبد البر (۳۶۸ھ - ۴۶۳ھ) ناشر: دار الكتب العلمية.

۸... الاستيعاب في معرفة الأصحاب: إمام أبو عمر يوسف بن عبد الله

بن محمد المعروف ابن عبد البر (۳۶۸ھ - ۴۶۳ھ) ناشر: دار الجيل بيروت. (۱۴۱۲ھ - ۱۹۹۲ء)

۹... إرشاد الساري شرح صحيح البخاري: إمام أبو العباس أحمد

بن محمد بن أبي بكر قسطلاني (۸۵۱ھ - ۹۲۳ھ) ناشر: دار الفكر، بيروت (۱۳۰۴ھ)

۱۰... الأدب المفرد: إمام أبو عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري

(۱۹۴ھ - ۲۵۶ھ) ناشر: دار البشائر الإسلامية (۱۴۰۹ھ - ۱۹۸۹ء)

۱۱... الانتصار والترجيح للمذهب الصحيح: إمام أبو المظفر

جمال الدين يوسف بن فرغل المعروف سبط ابن جوزي (۶۵۴ھ) ناشر: الرحيم الكيوي

۱۲... الأشباه والنظائر: إمام زين الدين بن إبراهيم بن محمد

المعروف ابن نجيم (۹۷۰ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۱۹ھ - ۱۹۹۹ء) قديمي كتب خانہ

۱۳... إكمال تهذيب الكمال: إمام أبو عبد الله علاء الدين مغلطائي

حنفي (۶۸۹ھ - ۷۶۲ھ) ناشر: الفاروق الحديثية، القاهرة (۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۱ء)

۱۴... الأنساب: إمام أبو سعد عبد الكريم بن محمد سمعاني

(۵۰۶ھ - ۵۶۲ھ) ناشر: دائرة المعارف العثمانية، حيدر آباد دکن

(۱۳۸۲ھ - ۱۹۶۲ء)

۱۵... الإكمال في رفع الارتباب عن المؤلف والمختلف في الأسماء

والكنى والأنساب: إمام أبو نصر علي بن هبة الله المعروف ابن ماكولا
(۴۲۱ھ - ۴۷۵ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۱۱ھ - ۱۹۹۰ء)

۱۶... أسد الغابة في معرفة الصحابة: أبو الحسن عز الدين ابن اثير
جزري (۵۵۵ھ - ۶۳۰ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۱۵ھ - ۱۹۹۴ء)
۱۷... الإمتاع بسيرة الإمامين محمد بن زياد وصاحبه محمد بن
شجاع: إمام محمد زاهد بن حسن بن علي كوثري (۱۲۹۶ھ - ۱۳۷۱ھ)
ناشر: دار الكتب العلمية

۱۸... امام ابن ماجه اور علم حديث: محقق العصر علامہ عبدالرشید نعمانی رحمہ اللہ (۱۳۳۳ھ
۱۴۲۰ھ) ناشر: میر محمد کتب خانہ

۱۹... انوار الباری شرح صحیح البخاری: افادات: امام العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ
(۱۲۹۲ھ - ۱۳۵۲ھ) ناشر: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

۲۰... إيضاح المكنون في الذيل على كشف الظنون: إسماعيل بن
محمد أمين بغدادی (۱۳۳۹ھ) ناشر: دار إحياء التراث العربي
۲۱... الأعلام: خير الدين بن محمود زر كلي دمشقي (۱۳۱۰ھ -
۱۳۹۶ھ) ناشر: دار العلم (۲۰۰۲ء)

۲۲... أدلة معتقد أبي حنيفة في أبوى الرسول عليه الصلاة والسلام:
إمام أبو الحسن علي بن سلطان المعروف ملا علي قاري (۱۰۱۴ھ -
ناشر: مكتبة الغرباء الأثرية (۱۴۱۳ھ)

۲۳... الإمام الاعظم أبو حنيفة والثنائيات في مسانيدہ: عبدالعزیز
يحيى سعدی، ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۲۶ھ - ۲۰۰۵ء)

۲۴... الإحكام في أصول الأحكام: إمام أبو محمد علي بن أحمد المعروف ابن حزم ظاهري (۳۸۴ھ - ۴۵۶ھ) ناشر: دار الآفاق الجديدة، بيروت

۲۵... أصول السرخسي: إمام أبو سهل محمد بن أحمد المعروف شمس الأئمة سرخسي (۴۸۳ھ) ناشر: دار المعرفة، بيروت

۲۶... أصول الكرخي: إمام أبو الحسن الكرخي عبيد الله بن الحسن بن دلال، (۲۶۰ھ - ۳۴۰ھ) ناشر: المطبع الجيد الدهلوي

۲۷... إيضاح الدليل في قطع حجج أهل التعطيل: إمام أبو عبد الله محمد بن ابراهيم حموي (۶۳۹ھ - ۷۳۳ھ) ناشر: دار السلام للطباعة والنشر (۱۲۰۱ھ - ۱۹۹۰ء)

۲۸... امام ابو حنیفہ کی تابعیت اور صحابہ سے ان کی روایت: مولانا محمد عبدالشہید نعمانی، ناشر: الرحیم اکیڈمی

۲۹... امام ابو حنیفہ اور معتزضین: حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب رحمہ اللہ، ناشر: الرحیم اکیڈمی

۳۰... امام اعظم اور علم حدیث: حضرت مولانا محمد علی صدیقی کاندھلوی رحمہ اللہ ناشر: مکتبہ الحسن

۳۱... امام ابو حنیفہ کے حیرت انگیز واقعات: حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی، ناشر: القاسم اکیڈمی

۳۲... امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی: حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ، ناشر: نفیس اکیڈمی

۳۳... أبو حنیفۃ حیاتہ، وعصرہ، آراؤہ وفقہہ: الإمام محمد أبو زہرۃ، ناشر: دار الفکر العربی (۱۳۲۹ھ)

۳۴... الإعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ: شمس الدین محمد بن عبد الرحمان السخاوی (۸۳۱ھ - ۹۰۲ھ) ناشر: مطبعة الترمکی لخزانة المرحوم أحمد باشا تیمور (۱۳۲۹ھ)

۳۵... الإرشاد فی معرفة علماء الحدیث: أبو إمام یعلیٰ خلیل بن عبد اللہ بن أحمد قزوینی (۳۲۷ھ - ۴۲۶ھ) ناشر: مكتبة الرشد، ریاض (۱۴۰۹ھ)

۳۶... أقاویل الثقات فی تاویل الأسماء والصفات: إمام مرعی بن یوسف بن أبی بکر حنبلی (۱۰۳۳ھ) ناشر: مؤسسة الرسالة (۱۴۰۶ھ)

۳۷... البداية والنهاية: إمام أبو الفداء اسماعیل بن عمر المعروف ابن کثیر (۷۰۱ھ - ۷۷۴ھ) ناشر: دار إحياء التراث العربی (۱۴۰۸ھ - ۱۹۸۸ء)

۳۸... البناية شرح الهداية: إمام أبو محمد محمود بن أحمد بن موسیٰ المعروف بدر الدین عینی (۷۶۲ھ - ۸۵۵ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۲۰ھ - ۲۰۰۰ء)

۳۹... البحر الرائق شرح كنز الدقائق: إمام زین الدین بن ابراهیم بن محمد المعروف ابن نجیم (۹۷۰ھ) ناشر: دار الكتاب الإسلامي / مكتبہ رشیدیہ کوئٹہ

۴۰... بلوغ الأمانی فی سیرۃ محمد بن الحسن الشیبانی: إمام محمد زاهد بن حسن بن علی کوثری (۱۲۹۶ھ - ۱۳۷۱ھ) ناشر: دار الكتب العلمية

٢١... بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع: إمام علاء الدين أبو بكر بن

مسعود كاساني (٥٨٤هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٢٠٢هـ ١٩٨٢هـ)

٢٢... بغية الطلب في تاريخ حلب: إمام عمر بن أحمد بن هبة الله

المعروف ابن العديم (٥٨٨هـ ٦٦٠هـ) ناشر: دار الفكر، بيروت

٢٣... البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع: إمام محمد بن علي

بن محمد شو كاني (١١٤٣هـ ١٢٥٠هـ) ناشر: دار المعرفة بيروت

٢٤... تذكرة الحفاظ: إمام أبو عبد الله شمس محمد بن أحمد بن

عثمان ذهبي، (٦٤٣هـ ٧٢٨هـ) ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

(١٢١٩هـ ١٩٩٨هـ)

٢٥... تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام: إمام أبو عبد الله

شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (٦٤٣هـ ٧٢٨هـ) ناشر: دار

الكتاب العربي، بيروت (١٢١٣هـ ١٩٩٣هـ)

٢٦... تهذيب تهذيب الكمال في أسماء الرجال: إمام أبو عبد الله

شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي، (٦٤٣هـ ٧٢٨هـ) ناشر:

الفاروق الحديثية للطباعة والنشر (١٢٢٥هـ)

٢٧... التجريد في أسماء الصحابة: إمام أبو عبد الله شمس محمد بن

أحمد بن عثمان ذهبي (٦٤٣هـ ٧٢٨هـ) ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

٢٨... تهذيب الكمال في أسماء الرجال: إمام أبو الحجاج يوسف بن

عبد الرحمن مزي (٦٥٢هـ ٧٢٢هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة

(بيروت، ١٢٠٠هـ ١٩٨٠هـ)

٥٧... التاريخ الكبير: إمام أبو عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري

(١٩٣ هـ ٢٥٦ هـ) ناشر: دائرة المعارف العثمانية، حيدرآباد دكن

٥٨... التاريخ الصغير: إمام أبو عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري

(١٩٣ هـ ٢٥٦ هـ) ناشر: دار الوعى، حلب (١٣٩٦ هـ)

٥٩... التحقيق في أحاديث الخلاف: إمام أبو الفرج عبد الرحمن بن

علي جوزي (٥٠٨ هـ ٥٩٤ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٢١٥ هـ)

٦٠... تاريخ بغداد: إمام أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن

أحمد المعروف خطيب بغدادى (٣٩٢ هـ ٤٢٣ هـ) ناشر: دار الكتب

العلمية (١٢١٤ هـ)

٦١... تحفة الأخوذى بشرح جامع الترمذى: إمام أبو العلاء

محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم (١٢٨٣ هـ ١٣٥٣ هـ) ناشر:

دار الكتب العلمية

٦٢... التبصير في الدين وتمييز الفرقة الناجية عن الفرق الهالكين:

إمام أبو المظفر طاهر بن محمد إسفرائينى (٤٠١ هـ) ناشر: عالم الكتب

(١٢٠٣ هـ ١٩٨٣ ع)

٦٣... تهذيب الأسماء واللغات: إمام أبو زكريا محي الدين يحيى بن

شرف نووي (٦٣١ هـ ٦٤٦ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية

٦٤... التقريب والتيسير: إمام أبو زكريا محي الدين يحيى بن

شرف نووي (٦٣١ هـ ٦٤٦ هـ) ناشر: دار الكتاب العربى، بيروت

(١٢٠٥ هـ ١٩٨٥ ع)

۲۵... تاریخ أسماء الثقات: إمام أبو حفص عمر بن أحمد بن عثمان المعروف ابن شاهين (۲۹۷ھ - ۳۸۵ھ) ناشر: الدار السلفية، كويت (۱۴۰۴ھ - ۱۹۸۴ء)

۲۶... تاریخ مدينة دمشق: إمام أبو قاسم علي بن حسن بن هبة الله (۴۹۹ھ - ۵۷۱ھ) ناشر: دار الفكر، بيروت (۱۴۱۵ھ - ۱۹۹۵ء)

۲۷... التقييد لمعرفة رواة السنن والمسانيد: إمام أبو بكر محمد بن عبد الغني بغدادی حنبلي (۵۷۹ھ - ۶۲۹ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۰۸ھ - ۱۹۸۸ء)

۲۸... التمهيد لمافي الموطا من المعاني والأسانيد: إمام أبو عمر يوسف بن عبد الله بن محمد المعروف ابن عبد البر (۳۶۸ھ - ۴۶۳ھ) ناشر: وزارة عموم الأوقاف والشؤون الإسلامية (۱۳۸۷ھ)

۲۹... التقرير والتحريير: إمام أبو عبد الله شمس الدين محمد بن محمد المعروف ابن أمير الحاج (۸۲۵ھ - ۸۷۹ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۰۳ھ - ۱۹۸۳ء)

۷۰... تاریخ ابن معين (رواية الدوري) إمام أبو زكريا يحيى بن معين بن عون بن زياد (۱۵۸ھ - ۲۳۳ھ) ناشر: مركز البحث العلمي (۱۳۹۹ھ - ۱۹۷۹ء)

۷۱... تاریخ أصبهان: إمام أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد أصبهاني (۳۳۶ھ - ۴۳۰ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۱۰ھ - ۱۹۹۰ء)

۷۲... التدوين في أخبار قزوين: إمام أبو القاسم عبد الكريم

بن محمد قزوینی (۵۵۷ھ - ۶۲۳ھ) ناشر: دار الکتب العلمیۃ
(۱۴۰۸ھ - ۱۹۸۷ء)

۷۳... توجیہ النظر إلى أصول الأثر: إمام طاهر بن صالح بن أحمد
جزائري دمشقي (۱۲۶۸ھ - ۱۳۳۸ھ) ناشر: المطبوعات إسلامیۃ،
حلب (۱۴۱۶ھ - ۱۹۹۵ء)

۷۴... تأسيس النظر: إمام أبو يزيد عبيد الله بن عمر بن عيسى
الدبوسي، (۴۳۰ھ) ناشر: مطبعة الإمام محمد، قاهرة

۷۵... تاريخ اہل حدیث: مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی رحمہ اللہ، ناشر: اسلامی پبلشنگ
کمپنی لاہور

۷۶... توضیح الأفكار لمعانی تنقیح الأنظار: إمام محمد بن إسماعيل
بن صلاح المعروف أمير صنعاني (۱۰۹۹ھ - ۱۱۸۲ھ) ناشر: دارالکتب
العلمیۃ (۱۴۱۷ھ - ۱۹۹۷ء)

۷۷... التعليق الممجد على موطأ محمد: إمام عبدالحی بن محمد
عبدالحلیم لکھنوی (۱۲۶۴ھ - ۱۳۰۴ھ) ناشر: دارالقلم، دمشق
(۱۴۲۶ھ - ۲۰۰۵ء)

۷۸... تجلیات صفدر: حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی، ناشر: مکتبہ امدادیہ ملتان
۷۹... التقييد والإيضاح شرح مقدمة ابن الصلاح: إمام أبو الفضل
زين الدين عبد الرحيم بن حسين عراقي (۷۲۵ھ - ۸۰۶ھ) ناشر: المكتبة
السلفية، مدينه منوره (۱۳۸۹ھ)

۸۰... التفسير الكبير: إمام أبو عبد الله محمد بن عمر بن حسن

المعروف امام رازی (۵۴۴ھ - ۶۰۶ھ) ناشر: دار احیاء التراث العربی /
مکتبہ علوم اسلامیہ لاہور

۸۱... تاج التراجم في طبقات الحنفية: امام أبو العدل زين الدين قاسم
بن قطلوبغا (۸۰۲ھ - ۸۷۹ھ) ناشر: دار القلم، دمشق (۱۴۱۳ھ - ۱۹۹۲ء)
۸۲... تلقیح فہوم اہل الأثر فی عیون التاریخ والسير: امام أبو
الفرج جمال الدين عبدالرحمن ابن الجوزي (۵۰۸ھ - ۵۹۷ھ) ناشر:
دار الأرقم بن أبي الأرقم (۱۹۹۷ء)

۸۳... التعليقات علي ذب ذبابات الدراسات عن المذاهب الأربعة
المتناسبات: الشيخ عبدالرشيد نعماني (۱۳۳۳ھ - ۱۴۲۰ھ) ناشر: إحياء
الأدب السندی حیدرآباد.

۸۴... التاج المکمل من جواهر مآثر الطراز الآخر والأول: الشيخ
نواب صديق حسن خان القنوجي (۱۳۰۷ھ) ناشر: المطبعة الهندية
العربية (۱۳۸۳ھ - ۱۹۶۳ء)

۸۵... الثقات: امام أبو حاتم محمد بن حبان بن أحمد البستي (۳۵۳ھ)
ناشر: دائرة المعارف العثمانية، حیدرآباد دکن (۱۳۹۳ھ - ۱۹۷۳ء)

۸۶... الجرح والتعديل: امام أبو محمد عبدالرحمن بن محمد
المعروف ابن أبي حاتم رازی (۲۴۰ھ - ۳۲۷ھ) ناشر: دائرة المعارف
العثمانية، حیدرآباد دکن (۱۲۷۱ھ)

۸۷... جامع بيان العلم وفضله: امام أبو عمر يوسف بن عبداللہ بن

محمد المعروف ابن عبدالبر (۳۶۸ھ - ۴۶۳ھ) ناشر: دار ابن جوزي
(۱۴۱۴ھ - ۱۹۹۴ء)

۸۸... الجواهر المضیة في طبقات الحنفیة: إمام عبدالقادر بن محمد
بن نصر اللہ قرشي (۶۹۶ھ - ۷۷۵ھ) ناشر: مير محمد كتب خانہ

۸۹... الجوهر النقي في الرد على البيهقي: إمام أبو الحسن علاء
الدين علي بن عثمان المعروف ابن تركماني (۶۸۳ھ - ۷۵۰ھ) الناشر:
دار الفكر / ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

۹۰... الجواهر والدرر في ترجمة شيخ الإسلام ابن حجر: إمام أبو
الخير شمس الدين محمد بن عبد الرحمن السخاوي (۸۳۱ھ - ۹۰۲ھ)
ناشر: دار ابن حزم (۱۴۱۹ھ - ۱۹۹۹ء)

۹۱... جامع الأصول في أحاديث الرسول: إمام أبو السعادات مبارك
بن محمد بن محمد شيباني جزري (۵۴۴ھ - ۶۰۶ھ) ناشر: مكتبة الحلواني.
۹۲... جلاء العينين بمحاكمة الأحمدين: إمام أبو البركات نعمان بن
محمود المعروف ابن الآلوسي بغدادی (۱۲۵۲ھ - ۱۳۱۷ھ) ناشر:
مطبعة المدني (۱۴۰۱ھ - ۱۹۸۱ء)

۹۳... جامع المسانيد: إمام أبو المؤيد محمد بن محمود خوارزمي
(۵۹۳ھ - ۶۶۵ھ) ناشر: مكتبة حنفية كوتہ

۹۴... الجامع لأخلاق الراوي وآداب السامع: إمام أبو بكر أحمد بن
علي بن ثابت المعروف خطيب بغدادی (۳۹۲ھ - ۴۶۳ھ) ناشر: مكتبة
المعارف، رياض

۹۵... حجة الله البالغة: إمام أحمد بن عبد الرحيم المعروف شاه ولي الله دهلوي (۱۱۱۴ھ - ۱۱۷۶ھ) ناشر: دار الجيل، بيروت (۱۴۲۶ھ - ۲۰۰۵ء)

۹۶... الحطة في ذكر الصحاح الستة: إمام أبو الطيب محمد صديق خان بن حسن قنوجي (۱۲۴۸ھ - ۱۳۰۷ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۰۵ھ - ۱۹۸۵ء)

۹۷... حديث اور اہل حدیث: مولانا محمد انوار خورشید، ناشر: جمعیت اہل سنت لاہور

۹۸... حياة الحيوان: محمد بن موسى بن عيسى الدميري (۷۴۲ھ - ۸۰۸ھ) ناشر: دار الكتب العلمية، (۱۴۲۴ھ)

۹۹... حلية الأولياء وطبقات الأصفياء: إمام أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد أصبهاني (۳۳۶ھ - ۴۱۳۰ھ) ناشر: دار الكتاب العربي (۱۳۹۴ھ)

۱۰۰... حسن التقاضي في سيرة أبي يوسف القاضي: إمام محمد زاهد بن حسن بن علي كوثري (۱۲۹۶ھ - ۱۳۷۱ھ) ناشر: دار الكتب العلمية

۱۰۱... خلاصة الأثر في أعيان القرن الحادي عشر: إمام محمد امين بن فضل الله دمشقي (۱۰۶۱ھ - ۱۱۱۱ھ) ناشر: دار صادر، بيروت

۱۰۲... الخيرات الحسان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان: إمام شهاب الدين أحمد بن حجر هيثمي مكي (۹۰۹ھ - ۹۷۳ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۰۳ھ)

۱۰۳... دول الإسلام: إمام أبو عبد الله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (۶۷۳ھ - ۷۴۸ھ) ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

١٠٣... دلائل النبوة: إمام أبو بكر أحمد بن حسين بن علي المعروف

إمام بيهقي (٣٨٢ هـ - ٤٥٨ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٢٠٥ هـ)

١٠٥... ديوان الإسلام: أبو المعالي شمس الدين محمد بن عبد

الرحمن الغزي (١٠٩٦ هـ - ١١٦٤ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية

(١٢١١ هـ - ١٩٩٠ ع)

١٠٦... الدرر الكامنة في أعيان المائة الثامنة: إمام أبو الفضل أحمد

بن علي بن محمد عسقلاني (٤٤٣ هـ - ٨٥٢ هـ) ناشر: دائرة المعارف

العثمانية (١٣٩٢ هـ - ١٩٤٢ ع)

١٠٧... ذكر من يعتمد قوله في الجرح والتعديل: إمام أبو عبد الله

شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي، (٦٤٣ هـ - ٧٤٨ هـ) ناشر:

دار البشائر، بيروت (١٢١٠ هـ - ١٩٩٠ ع)

١٠٨... رد المحتار على الدر المختار: إمام محمد امين بن عمر بن

عبد العزيز المعروف علامة شامي (١١٩٨ هـ - ١٢٥٢ هـ) ناشر: دار الفكر

بيروت (١٢١٢ هـ - ١٩٩٢ ع)

١٠٩... روح المعاني في تفسير القرآن العظيم: إمام شهاب الدين

محمود آلوسي بغدادى (١٢١٤ هـ - ١٢٤٠ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية

(١٢١٥ هـ)

١١٠... الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة: إمام

أبو عبد الله محمد بن أبي الفيض المعروف كتاني (١٢٤٣ هـ - ١٣٢٥ هـ)

ناشر: دار البشائر الإسلامية

- ۱۱۱... الرفع والتكميل في الجرح والتعديل: إمام عبدالحی بن محمد عبد الحلیم لکھنوی (۱۲۶۳ھ - ۱۳۰۴ھ) ناشر: قدیمی کتب خانہ
- ۱۱۲... الروض الباسم في الذب عن سنة أبي القاسم: إمام محمد بن ابراهيم المعروف ابن وزير صنعاني (۸۴۰ھ) ناشر: مکتبہ عباس أحمد باز
- ۱۱۳... زاد المعاد في هدى خير العباد: إمام محمد بن أبي بكر بن أيوب شمس الدين ابن قيم جوزية (۶۹۱ھ - ۷۵۱ھ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت (۱۴۱۵ھ - ۱۹۹۴ء)
- ۱۱۴... سير أعلام النبلاء: إمام أبو عبد الله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي (۶۷۳ھ - ۷۴۸ھ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت (۱۴۰۵ھ - ۱۹۸۵ء)
- ۱۱۵... سيرة النعمان: حضرت مولانا شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ، ناشر: دارالاشاعت کراچی
- ۱۱۶... سنن الترمذي: إمام محمد بن عيسى بن سورة الترمذي (۲۰۹ھ - ۲۷۹ھ) ناشر: مصطفى البابي الحلبي، (۱۲۹۵ھ - ۱۹۷۵ء)
- ۱۱۷... سنن أبي داود: إمام أبو داود سليمان بن أشعث سجستاني (۲۰۲ھ - ۲۷۵ھ) ناشر: المكتبة العصرية، بيروت
- ۱۱۸... سنن نسائي: إمام أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب نسائي (۲۱۵ھ - ۳۰۳ھ) ناشر: المطبوعات الإسلامية، حلب (۱۴۰۴ھ - ۱۹۸۶ء)
- ۱۱۹... سنن ابن ماجه: إمام أبو عبد الله محمد بن يزيد قزويني (۲۰۹ھ - ۲۷۳ھ) ناشر: دار إحياء الكتب العربية
- ۱۲۰... سبل الهدى والرشاد في سيرة خير العباد: إمام أبو عبد الله

محمد بن يوسف صالحى (٩٢٢ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٢١٢ هـ)
(١٩٩٣ ع)

١٢١... السنن الكبرى: إمام أبو بكر أحمد بن حسين بن علي بيهقي
(٣٨٢ هـ - ٤٥٨ هـ) ناشر: دار الكتب العلمية (١٢٢٢ هـ - ٢٠٠٣ ع)

١٢٢... سنن الدارقطني: إمام أبو الحسن علي بن عمر بن أحمد
المعروف دارقطني (٣٠٦ هـ - ٣٨٥ هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت
(١٢٢٢ هـ - ٢٠٠٢ ع)

١٢٣... سؤالات السلمى للدارقطني: إمام محمد بن حسين بن
محمد المعروف أبو عبدالرحمن سلمى (٣٢٥ هـ - ٤١٢ هـ) ناشر:
دار العلم (١٢٢٤ هـ)

١٢٤... سؤالات حمزة بن يوسف السهمي: إمام أبو القاسم حمزة بن
يوسف سهمي جرجاني (٢٢٤ هـ) ناشر: مكتبة المعارف، رياض
(١٢٠٢ هـ - ١٩٨٢ ع)

١٢٥... سلك الدرر في أعيان القرن الثاني عشر: إمام محمد خليل
بن علي بن محمد حسيني (١١٤٣ هـ - ١٢٠٦ هـ) ناشر: دار البشائر
الإسلامية (١٢٠٨ هـ - ١٩٨٨ ع)

١٢٦... السنة ومكانتها في التشريع الإسلامى: الدكتور مصطفى
السباعي الشامي، ناشر: المكتب الإسلامى

١٢٧... شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة: إمام أبو القاسم هبة
الله بن حسن اللالكائى (٢١٨ هـ) ناشر: دار طيبة (١٢٢٣ هـ - ٢٠٠٣ ع)

۱۲۸... شرح مسند أبي حنيفة: إمام أبو الحسن علي بن سلطان المعروف ملا علي قاري (۱۰۱۴ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء)

۱۲۹... شرح الفقه الأكبر: إمام أبو الحسن علي بن سلطان نور الدين المعروف ملا علي قاري (۱۰۱۴ھ) ناشر: قديمي كتب خانہ

۱۳۰... شرح معاني الآثار: إمام أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة الطحاوي (۲۳۸ھ - ۳۲۱ھ) ناشر: عالم الكتب (۱۴۱۳ھ - ۱۹۹۴ء)

۱۳۱... شرح الشرح لنخبة الفكر في مصطلحات الأثر: إمام أبو الحسن علي بن سلطان نور الدين المعروف ملا علي قاري (۱۰۱۴ھ) ناشر: دار أرقم، لبنان / قديمي كتب خانہ

۱۳۲... شذرات الذهب في أخبار من ذهب: إمام عبد الحي بن أحمد بن محمد المعروف ابن العماد حنبلي (۱۰۳۲ھ - ۱۰۸۹ھ) ناشر: دار ابن كثير، دمشق (۱۴۰۶ھ - ۱۹۸۶ء)

۱۳۳... شرح العقيدة الطحاوية: إمام محمد بن علاء الدين المعروف ابن أبي العز (۷۳۱ھ - ۷۹۲ھ) ناشر: مؤسسة الرسالة (۱۴۱۷ھ - ۱۹۹۷ء)

۱۳۴... صحيح البخاري: إمام أبو عبد الله محمد بن اسماعيل البخاري (۱۹۴ھ - ۲۵۶ھ) ناشر: دار طوق النجاة، (۱۴۲۲ھ)

۱۳۵... صفة الصفوة: إمام أبو الفرج عبد الرحمن بن علي جوزي (۵۰۸ھ - ۵۹۷ھ) ناشر: دار الحديث، القاهرة، (۱۴۲۱ھ - ۲۰۰۰ء)

۱۳۶... صحيح مسلم: إمام أبو الحسن مسلم بن حجاج قشيري

(۲۰۴ھ - ۲۶۱ھ) ناشر: دار احیاء التراث العربی

۱۳۷... صحیح ابن حبان: امام ابو حاتم محمد بن حبان بن أحمد

البستی (۳۵۴ھ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بیروت، (۱۴۱۴ھ - ۱۹۹۳ء)

۱۳۸... الصحاح: امام ابو نصر اسماعیل بن حماد جوہری فارابی

(۳۹۳ھ) ناشر: دار العلم، بیروت (۱۴۰۷ھ - ۱۹۸۷ء)

۱۳۹... الضوء اللامع لأهل القرن التاسع: امام ابو الخیر شمس الدین

محمد بن عبد الرحمن بن محمد المعروف امام سخاوی (۸۳۱ھ -

۹۰۲ھ) ناشر: دار مكتبة الحياة، بیروت

۱۴۰... الضعفاء والمتروكون: امام ابو عبد الرحمن أحمد بن شعيب

نسائي (۲۱۵ھ - ۳۰۳ھ) ناشر: دار الوعي، حلب (۱۳۹۶ھ)

۱۴۱... طبقات الحفاظ: امام ابو الفضل عبد الرحمن بن أبي بكر

المعروف جلال الدين سيوطي (۸۴۹ھ - ۹۱۱ھ) ناشر: دار الكتب

العلمية (۱۴۰۳ھ)

۱۴۲... طبقات الشافعية الكبرى: امام تاج الدين عبد الوهاب بن

تقي الدين سبكي (۷۲۷ھ - ۷۷۱ھ) ناشر: هجر للطباعة والنشر والتوزيع

(۱۴۱۳ھ)

۱۴۳... الطبقات الكبرى: امام ابو عبد الله محمد بن سعد بن منيع

(۲۳۰ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۱۰ھ - ۱۹۹۰ء)

۱۴۴... طبقات الفقهاء: امام ابو اسحاق ابراهيم بن علي شيرازي

(۳۹۳ھ - ۴۷۶ھ) ناشر: دار الرائد العربي، بیروت (۱۹۷۰ء)

۱۴۵... طبقات المحدثين بأصبهان والوارد دين عليها: إمام أبو محمد

عبدالله بن محمد المعروف أبو شيخ أصبهاني (۲۷۴هـ - ۳۶۹هـ)

ناشر: مؤسسة الرسالة (۱۴۲۱هـ - ۱۹۹۲ء)

۱۴۶... طبقات الشافعيين: إمام أبو الفداء إسماعيل بن عمر بن كثير

الدمشقي (۷۰۰هـ - ۷۷۴هـ) ناشر: مكتبة الثقافة الدينية (۱۴۱۳هـ - ۱۹۹۳ء)

۱۴۷... العبر في تاريخ من غير: إمام أبو عبد الله شمس محمد بن

أحمد بن عثمان ذهبي (۶۷۳هـ - ۷۴۸هـ) ناشر: دار الكتب العلمية، بيروت

۱۴۸... عقود الجمان في مناقب الإمام الأعظم أبي حنيفة النعمان:

إمام أبو عبد الله محمد بن يوسف صالح (۹۴۲هـ) ناشر: مكتبة

الإيمان/مكتبة الشيخ

۱۴۹... عقود الجواهر المنيفة في أدلة مذهب الإمام أبي حنيفة: إمام

أبو الفيض محمد بن محمد المعروف مرتضى زبيدي (۱۲۰۵هـ) ناشر:

اتج ايم سعيد

۱۵۰... العلل الصغير: محمد بن عيسى بن سورة بن موسى

الترمذي، ناشر: دار إحياء التراث العربي (۲۰۹هـ - ۲۷۹هـ)

۱۵۱... عقليات ابن تيمية: مولانا محمد حنيف ندوي، ناشر: علم و عرفان پبلشرز

۱۵۲... العقيدة وعلم الكلام: إمام محمد زاهد بن حسن بن علي

كوثري (۱۲۹۶هـ - ۱۳۷۱هـ) ناشر: دار الكتب العلمية

۱۵۳... عمدة القاري شرح صحيح البخاري: إمام أبو محمد محمود

بن أحمد بن موسى المعروف بدر الدين عيني (۷۶۲هـ - ۸۵۵هـ) ناشر:

دار احیاء التراث العربی

۱۵۴... فتح الباری بشرح صحیح البخاری: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (۷۷۳ھ - ۸۵۲ھ) ناشر: دارالمعرفة، بيروت (۱۳۷۹ھ)

۱۵۵... الفصل في الملل والأهواء والنحل: إمام أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد المعروف ابن حزم ظاهري (۳۸۴ھ - ۴۵۶ھ) ناشر: مكتبة الخانجي، القاهرة

۱۵۶... فيض البقدير شرح الجامع الصغير: إمام عبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي مناوي (۹۵۲ھ - ۱۰۳۱ھ) ناشر: المكتبة التجارية الكبرى (۱۳۵۶ھ)

۱۵۷... فتح المغيث بشرح ألفية الحديث: إمام أبو الخير شمس الدين محمد بن عبد الرحمن بن محمد المعروف إمام سخاوي (۸۳۱ھ - ۹۰۲ھ) ناشر: مكتبة السنة، مصر (۱۲۲۲ھ - ۲۰۰۳ء)

۱۵۸... الفتاوى الهندية: جماعة من علماء الهند الأعلام، ناشر: دار الفكر، بيروت (۱۴۱۰ھ)

۱۵۹... فتح القدير: إمام كمال الدين محمد بن عبد الواحد المعروف ابن همام (۷۹۰ھ - ۸۶۱ھ) ناشر: دار الفكر، بيروت

۱۶۰... الفهرست: إمام أبو الفرج محمد بن اسحاق بن محمد النديم (۳۳۸ھ) ناشر: دار المعرفة، بيروت (۱۴۱۷ھ - ۱۹۹۷ء)

۱۶۱... فضائل الصحابة: إمام أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل

شیبانی (۱۶۲ھ - ۲۴۱ھ) ناشر: مؤسسة الرسالة (۱۴۰۳ھ - ۱۹۸۳ء)

۱۶۲... الفوائد البہیة فی تراجم الحنفیة: إمام أبو الحسنات محمد

عبد الحي بن محمد عبد الحلیم لکهنوی (۱۲۶۴ھ - ۱۳۰۴ھ) ناشر:

دار ارقم بن أبي ارقم (۱۴۱۸ھ - ۱۹۹۸ء)

۱۶۳... فیض الباری علی صحیح البخاری: إمام العصر انور شاه

کشمیری (۱۲۹۲ھ - ۱۳۵۲ھ) ناشر: مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

۱۶۴... فہرس الفہارس والأثبات ومعجم المعاجم: إمام عبد الحي بن

عبد الكبير المعروف کتانی (۱۳۰۵ھ - ۱۳۸۲ھ) ناشر: دار الغرب

الإسلامی (۱۹۸۲ء)

۱۶۵... الفصول فی الأصول: إمام أبوبکر أحمد بن علي الجصاص

(۳۰۵ھ - ۳۷۰ھ) ناشر: وزارة الأوقاف الكويت (۱۴۱۴ھ - ۱۹۹۴ء)

۱۶۶... فتوح البلدان: إمام أحمد بن يحيى بن جابر بلاذري

(۲۷۹ھ) ناشر: مكتبة الهلال بيروت، (۱۹۸۸ء)

۱۶۷... قاموس الفقہ: حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، ناشر: زمزم پبلشرز

۱۶۸... قواعد فی علوم الحدیث: الشيخ ظفر أحمد ۱۱

(۱۳۰۱ھ - ۱۳۹۴ھ) ناشر: ادارة القرآن والعلوم الإسلامية.

۱۶۹... القاموس المحيط: إمام مجد الدين محمد بن يعقوب فيرر

آبادي (۱۲۹۹ھ - ۸۱۷ھ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت (۲۲۶ھ - ۲۰۰۵ء)

۱۷۰... قاعدة في الجرح والتعديل: إمام تاج الدين عبد الوهاب بن

تقي الدين سبكي (۷۲۷ھ - ۷۷۱ھ) ناشر: دار البشائر، بيروت

(۱۴۱۰ھ - ۱۹۹۰ء)

۱۷۱... كتاب الآثار: إمام أبو عبد الله محمد بن حسن شيباني

(۱۳۱ھ - ۱۸۹ھ) ناشر: دار الكتب العلمية

۱۷۲... كتاب الآثار: إمام أبو يوسف يعقوب بن ابراهيم بن حبيب

(۱۱۳ھ - ۱۸۲ھ) ناشر: دار الكتب العلمية

۱۷۳... الكاشف في معرفة من له رواية في الكتب الستة: إمام

أبو عبد الله شمس محمد بن أحمد بن عثمان ذهبي، (۶۷۳ھ - ۷۴۸ھ)

ناشر: دار القبله للثقافة الإسلامية (۱۴۱۳ھ - ۱۹۹۲ء)

۱۷۴... الكنى والأسماء: إمام أبو الحسن مسلم بن حجاج قشيري

(۲۰۴ھ - ۲۶۱ھ) ناشر: البحث العلمي جامعه إسلاميه (۱۴۰۲ھ - ۱۹۸۴ء)

۱۷۵... الكفاية في علم الرواية: إمام أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن

أحمد المعروف خطيب بغدادى (۳۹۲ھ - ۴۶۳ھ) ناشر: المكتبة

العلمية، مدينة منورة

۱۷۶... كتاب القراءة خلف الإمام: إمام أبو بكر أحمد بن حسين بن

علي بيهقي (۳۸۴ھ - ۴۵۸ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۰۵ھ)

۱۷۷... كتاب الأم: إمام أبو عبد الله محمد بن إدريس شافعي (۱۵۰ھ

۲۰۴ھ) ناشر: دار المعرفة، بيروت (۱۴۱۰ھ - ۱۹۹۰ء)

۱۷۸... الكشف المبدي لتمويه أبي الحسن السبكي: إمام محمد

بن حسين سليمان (۱۳۰۴ھ - ۱۳۵۵ھ) ناشر: دار الفضيلة، رياض

(۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۲ء)

۱۷۹... الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل: إمام أبو القاسم محمود بن عمرو المعروف جار الله زمخشري (۴۶۷ھ - ۵۳۸ھ) ناشر: دار الكتاب العربي (۱۴۰۷ھ)

۱۸۰... كشف الظنون عن أسامي الكتب والفنون: مصطفى بن عبد الله المعروف حاجي خليفه چلبی (۱۰۰۴ھ - ۱۰۶۷ھ) ناشر: دار إحياء التراث العربي (۱۹۴۱ء)

۱۸۱... كشف الأسرار شرح أصول البزدوي: إمام عبد العزيز بن أحمد بخاري (۷۳۰ھ) ناشر: دار الكتاب الإسلامي.

۱۸۲... الكواكب السائرة بأعيان المائة العاشرة: إمام نجم الدين محمد بن محمد الغزي (۹۷۷ھ - ۱۰۶۱ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۱۸ھ - ۱۹۹۷ء)

۱۸۳... كلمات طيبات: إمام أحمد بن عبد الرحيم المعروف شاه ولي الله دهلوي (۱۱۱۴ھ - ۱۱۷۶ھ) ناشر: مجتبائي دهلي

۱۸۴... الكامل في ضعفاء الرجال: إمام أبو أحمد بن عدي جرجاني (۲۷۷ھ - ۳۶۵ھ) ناشر: المكتب العلمية (۱۴۱۸ھ - ۱۹۹۷ء)

۱۸۵... لسان الميزان: إمام أبو الفضل أحمد بن علي بن حجر عسقلاني (۷۷۳ھ - ۸۵۲ھ) ناشر: مؤسسة الاعلمي مطبوعات، بيروت (۱۳۹۰ھ - ۱۹۷۱ء)

۱۸۶... لوامع الأنوار البهية وسواطع الأسرار الأثرية: إمام محمد بن أحمد بن سالم سفاريني (۱۱۱۴ھ - ۱۱۸۸ھ) ناشر: مؤسسة الرسالة (۱۴۰۲ھ - ۱۹۸۲ء)

- ۱۸۷... لامع الدراري: الإمام المحدث الشيخ رشيد أحمد الكنكوهي،
(۱۳۲۳ھ) ناشر: المكتبة الحيوية مظاهر العلوم سهارنפור الهند
- ۱۸۸... اللباب في تهذيب الأنساب: أبو الحسن عز الدين ابن أثير
جزري (۵۵۵ھ - ۶۳۰ھ) ناشر: دار صادر بيروت.
- ۱۸۹... لسان العرب: إمام أبو الفضل محمد بن مكرم جمال الدين ابن
منصور افریقی (۶۳۰ھ - ۷۱۱ھ) ناشر: دار صادر، بيروت (۱۴۱۴ھ)
- ۱۹۰... لمحات النظر في سيرة الإمام زفر: إمام محمد زاهد بن
حسن بن علي كوثري (۱۲۹۶ھ - ۱۳۷۱ھ) ناشر: دار الكتب العلمية.
- ۱۹۱... اللباب في الجمع بين السنة والكتاب: إمام أبو محمد جمال
الدين علي بن أبي يحيى خورجي المنبجي (۲۸۶ھ) ناشر: دار القلم،
دمشق (۱۴۱۴ھ - ۱۹۹۴ء)
- ۱۹۲... المنظومة البيقونية: عمر بن محمد بن فتوح البيقوني
الدمشقي (۱۰۸۰ھ) ناشر: دار المغني للنشر والتوزيع (۱۴۰۲ھ - ۱۹۹۹ء)
- ۱۹۳... المعين في طبقات المحدثين: إمام أبو عبد الله شمس محمد
بن أحمد بن عثمان ذهبي (۶۷۳ھ - ۷۴۸ھ) ناشر: دار الفرقان، عمان
(۱۴۰۴ھ)
- ۱۹۴... ميزان الاعتدال في نقد الرجال: إمام أبو عبد الله شمس محمد
بن أحمد بن عثمان ذهبي (۶۷۳ھ - ۷۴۸ھ) ناشر: دار المعرفة، بيروت
(۱۳۸۲ھ - ۱۹۶۳ء)
- ۱۹۵... المغني في الضعفاء: إمام أبو عبد الله شمس محمد بن أحمد

بن عثمان ذهبي (٢٤٣هـ - ٤٢٨هـ) ناشر: دار إحياء التراث العربي، بيروت

١٩٦... المنتقى من منهاج الاعتدال: إمام أبو عبد الله شمس محمد بن

أحمد بن عثمان ذهبي (٢٤٣هـ - ٤٢٨هـ) ناشر: وزارة الشؤون الإسلامية
المملكة العربية السعودية

١٩٤... منهاج السنة النبوية في نقض كلام الشيعة القدرية: إمام

أبو العباس تقي الدين أحمد بن عبد الحلیم تیمیة حرانی (٢٦١هـ -

٤٢٨هـ) ناشر: جامعة الإمام محمد بن سعود (٢٠٠٦هـ - ١٩٨٦هـ)

١٩٨... مجموع الفتاوى: إمام أبو العباس تقي الدين أحمد بن

عبد الحلیم تیمیة حرانی (٢٦١هـ - ٤٢٨هـ) ناشر: مجمع الملك فهد،

مدينة منوره (١٢١٦هـ - ١٩٩٥هـ)

١٩٩... المبسوط: إمام أبوسهل محمد بن أحمد المعروف شمس

الائمة سرخسي (٢٨٣هـ) ناشر: دار المعرفة، بيروت (١٢١٢هـ - ١٩٩٣هـ)

٢٠٠... مسند أحمد: إمام أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل

(١٢٣هـ - ٢٢١هـ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت، (١٢٢١هـ - ٢٠٠١هـ)

٢٠١... المنتظم في تاريخ الأمم والملوك: إمام أبو الفرج عبد

الرحمن بن علي جوزي (٥٠٨هـ - ٥٩٤هـ) ناشر: دار الكتب العلمية

(١٢١٢هـ - ١٩٩٢هـ)

٢٠٢... المستدرک علی الصحیحین: إمام أبو عبد الله محمد بن

عبد الله بن محمد المعروف إمام حاكم (٣٢١هـ - ٤٠٥هـ) ناشر: دار

الكتب العلمية (١٢١١هـ - ١٩٩٠هـ)

۲۰۳... معرفۃ علوم الحدیث: امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد المعروف امام حاکم (۳۲۱ھ - ۴۰۵ھ) ناشر: دار الکتب العلمیۃ (۱۳۹۷ھ - ۱۹۷۷ء)

۲۰۴... موضح أوهام الجمع والتفريق: امام أبو بكر أحمد بن علي بن ثابت بن أحمد المعروف خطيب بغدادی (۳۹۲ھ - ۴۶۳ھ) ناشر: دار المعرفۃ، بیروت (۱۴۰۷ھ)

۲۰۵... مصنف ابن أبي شيبة: امام أبو بكر عبد الله بن محمد بن ابراهيم المعروف ابن أبي شيبة (۱۵۹ھ - ۲۳۵ھ) ناشر: مكتبة الرشد، رياض (۱۴۰۹ھ)

۲۰۶... المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج: امام أبو زكريا محي الدين يحيى بن شرف نووي، (۶۳۱ھ - ۷۰۷ھ) ناشر: دار إحياء التراث العربی (۱۳۹۲ھ)

۲۰۷... مقدمة ابن الصلاح: امام أبو عمرو عثمان بن عبد الرحمن المعروف ابن صلاح (۵۷۷ھ - ۶۴۳ھ) ناشر: دار الفكر، سوريا (۱۴۰۶ھ - ۱۹۸۶ء)

۲۰۸... المعجم الكبير: امام أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (۲۶۰ھ - ۳۲۰ھ) ناشر: مكتبة ابن تيمية، القاهرة، (۱۴۱۵ھ - ۱۹۹۴ء)

۲۰۹... المعجم الصغير: امام أبو القاسم سليمان بن أحمد الطبراني (۲۶۰ھ - ۳۲۰ھ) ناشر: المكتب الإسلامي، بيروت (۱۴۰۵ھ - ۱۹۸۵ء)

۲۱۰... المعجم المفهرس: امام أبو الفضل أحمد بن علي بن محمد

عسقلانی (۷۷۳ھ - ۸۵۲ھ) ناشر: مؤسسة الرسالة، بیروت (۱۴۱۸ھ - ۱۹۹۸ء)

۲۱۱... مختصر تاریخ دمشق لابن عساکر: امام ابو الفضل محمد بن مکرم المعروف ابن منظور (۶۳۰ھ - ۷۱۱ھ) ناشر: دار الفکر، بیروت (۱۴۰۲ھ - ۱۹۸۴ء)

۲۱۲... مناقب ابي حنيفة: امام محمد بن شهاب ابن بزار الكردي (۸۲۷ھ) ناشر: دار الكتاب العربي، (۱۴۰۱ھ)

۲۱۳... مناقب ابي حنيفة: امام ابن أحمد بن محمد المكي (۳۸۴ھ - ۵۶۸ھ) ناشر: دار الكتاب العربي (۱۴۰۱ھ)

۲۱۴... مشکل الآثار: امام ابو جعفر أحمد بن محمد بن سلامة طحاوي (۲۲۹ھ - ۳۲۱ھ) ناشر: مؤسسة الرسالة (۱۴۱۵ھ)

۲۱۵... الميزان الكبرى: امام عبد الوهاب أحمد بن علي شعرائي (۸۹۸ھ - ۹۷۳ھ) ناشر: مصطفى البابي الحلبي (۱۳۹۵ھ - ۱۹۴۰ء)

۲۱۶... الملل والنحل: امام ابو الفتح محمد بن عبد الكريم شہرستاني (۴۷۹ھ - ۵۴۸ھ) ناشر: مؤسسة الحلبي.

۲۱۷... مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح: امام ابو الحسن علي بن سلطان نور الدين المعروف ملا علي قاري (۱۰۱۴ھ) ناشر: دار الفکر، بیروت (۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۲ء)

۲۱۸... المقصد الارشدي ذكر اصحاب الإمام أحمد: امام برهان الدين ابراهيم بن محمد بن عبد الله (۸۸۴ھ) ناشر: مكتبة الرشد، رياض (۱۴۱۰ھ - ۱۹۹۰ء)

۲۱۹... موطا مالک: امام مالک بن انس بن مالک مدنی (۹۳ھ

۱۷۳ھ) ناشر: دار احیاء التراث العربی، (۱۴۰۶ھ ۱۹۸۵ء)

۲۲۰... موطا امام محمد: امام ابو عبد اللہ محمد بن حسن شیبانی

(۱۳۱ھ ۱۸۹ھ) ناشر: دارالکتب العلمیہ.

۲۲۱... مسند الإمام الأعظم: امام صدرالدين موسى بن زكريا

حصکفی (۶۵۰ھ) ناشر: میزان کتب خانہ لاہور

۲۲۲... مرآة الجنان وعبرة اليقظان: امام أبو محمد عبد الله بن

أسعد بن علي المعروف يافعي (۲۹۸ھ ۷۸ھ) ناشر: دارالکتب العلمیہ

(۱۴۱۷ھ ۱۹۹۷ء)

۲۲۳... معجم البلدان: امام أبو عبد الله ياقوت بن عبد الله

حموي (۵۷۴ھ ۶۲۶ھ) ناشر: دار صادر بیروت (۱۹۹۵ء)

۲۲۴... مغاني الأخيار في شرح أسامي رجال معاني الآثار: امام

أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى المعروف بدر الدين عيني (۷۲۲ھ

۸۵۵ھ) ناشر: دارالکتب العلمیہ (۱۴۲۷ھ ۲۰۰۶ء)

۲۲۵... معرفة الصحابة: امام أبو نعيم أحمد بن عبد الله بن أحمد

أصبهاني (۳۳۶ھ ۴۳۰ھ) ناشر: دار الوطن، ریاض (۱۴۱۹ھ ۱۹۹۸ء)

۲۲۶... مسند الإمام أبي حنيفة: (رواية أبي نعيم) امام أبو نعيم أحمد بن

عبد الله بن أحمد أصبهاني (۳۳۶ھ ۴۳۰ھ) ناشر: مكتبة الكوثر،

ریاض (۱۴۱۵ھ)

۲۲۷... مجموعة رسائل ابن عابدين: امام محمد أمين بن عمر بن

عبد العزيز المعروف علامه شامي (۱۱۹۸ھ - ۱۲۵۲ھ) ناشر: مكتبة عثمانية كوتہ

۲۲۸... مجموعة رسائل الالكهنوي: إمام أبو الحسنات محمد عبد

الحى بن محمد عبد الحليم لكهنوي (۱۲۶۲ھ - ۱۳۰۴ھ) ناشر: ادارة

القرآن والعلوم الإسلامية.

۲۲۹... الموافقات: ابراهيم بن موسى بن محمد غرناطي شاطبي

(۷۹۰ھ) ناشر: دار ابن عفان (۱۴۱۷ھ - ۱۹۹۷ء)

۲۳۰... معجم المؤلفين: عمر بن رضا بن محمد كحاله دمشقي

(۱۴۰۸ھ) ناشر: مكتبة المثنى، بيروت

۲۳۱... مقدمة ابن خلدون: إمام عبد الرحمن بن محمد بن محمد

المعروف ابن خلدون (۷۴۲ھ - ۸۰۸ھ) ناشر: دار الفكر، بيروت

(۱۴۰۸ھ - ۱۹۸۷ء)

۲۳۲... المعجم الوسيط: ابراهيم مصطفى، أحمد زيات، محمد

نجار، حامد عبد القادر، ناشر: دار الدعوة

۲۳۳... مختصر قيام الليل: إمام أبو عبد الله محمد بن نصر مروي

(۲۰۲ھ - ۲۹۴ھ) ناشر: حديث اكيڈمي فيصل آباد

۲۳۴... المجموع شرح المذهب: إمام أبو زكريا يحيى بن شرف

نووي (۶۳۱ھ - ۷۷۶ھ) ناشر: دار الفكر، بيروت

۲۳۵... مكانة الإمام أبي حنيفة في الحديث: العلامة المحقق

عبد الرشيد النعماني (۱۳۳۳ھ - ۱۴۲۰ھ) ناشر: مكتبة الشيخ

۲۳۶... مقدمة كتاب التعليم: العلامة المحقق عبد الرشيد النعماني

(۱۳۳۳ھ - ۱۴۲۰ھ) ناشر: إحياء الأدب السندی حیدرآباد

۲۳۷... ماتمس اليه الحاجة لمن يطالع سنن ابن ماجه: العلامة

المحقق عبدالرشيد النعماني (۱۳۳۳ھ - ۱۴۲۰ھ) ناشر: قدیمی کتب خانہ

۲۳۸... معارف السنن شرح سنن الترمذی: الإفادات: إمام العصر

العلامة المحدث انور شاه کشمیری (۱۲۹۲ھ - ۱۳۵۲ھ) ناشر: مجلس

الدعوة والتحقيق الإسلامي

۲۳۹... مقام ابی حنیفہ: امام اہلسنت محقق العصر مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ، ناشر:

مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ

۲۴۰... مقالات الکوثري: إمام محمد زاهد بن حسن بن علي كوثري

(۱۲۹۶ھ - ۱۳۷۱ھ) ناشر: ایچ ایم سعید کراچی

۲۴۱... مفتاح السعادة ومصباح السيادة: إمام أحمد بن مصطفى المعروف

طاش کبری زاده، ناشر: دار الکتب العلمیة (۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۲ء)

۲۴۲... مکانة الإمام أبي حنيفة بين المحدثين: محمد قاسم حارثي،

ناشر: إدارة القرآن والعلوم الإسلامية

۲۴۳... المحدث الفاصل بين الراوي والواعي: أبو محمد حسن بن

عبد الرحمن رامهرمزي (۳۶۰ھ) ناشر: دار الفکر، بیروت (۱۴۰۴ھ)

۲۴۴... المتكلمون في الرجال: إمام أبو الخير شمس الدين محمد

بن عبد الرحمن سخاوي (۸۳۱ھ - ۹۰۲ھ) ناشر: دار البشائر الإسلامية

(۱۴۱۰ھ - ۱۹۹۰ء)

۲۴۵... المعارف: إمام أبو محمد عبد الله بن مسلم بن قتيبة دينوري

(۲۱۳ھ - ۲۷۶ھ) ناشر: الهيئة المصرية، قاهرہ (۱۹۹۲ء)

۲۴۶... منازل الأئمة الأربعة أبي حنيفة ومالك والشافعي وأحمد:

إمام أبوزكريا يحيى بن ابراهيم أزدي سلماسي (۵۵۰ھ) ناشر: مكتبة

الملك فهد (۱۴۲۲ھ - ۲۰۰۲ء)

۲۴۷... النكت على كتاب ابن الصلاح: إمام أبو الفضل أحمد بن علي

محمد عسقلاني (۷۷۳ھ - ۸۵۲ھ) ناشر: عمادة البحث العلمي، مدينة

منوره (۱۴۰۴ھ - ۱۹۸۴ء)

۲۴۸... نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر: إمام أبو الفضل أحمد بن

علي بن حجر عسقلاني (۷۷۳ھ - ۸۵۲ھ) ناشر: مكتبة رحمانية لاهور

۲۴۹... النشر في القراءات العشر: إمام أبو الخير محمد بن محمد

دمشقي المعروف ابن جزري (۷۵۱ھ - ۸۳۳ھ) ناشر: المطبعة التجارية

الكبرى.

۲۵۰... النكت الطريفة في التحدث عن ردود ابن أبي شيبة على أبي

حنيفة: إمام محمد زاهد بن حسن بن علي كوثرى (۱۲۹۶ھ - ۱۳۷۱ھ)

ناشر: ادارة القرآن والعلوم الإسلامية.

۲۵۱... نفح الطيب من الأنبل الرطيب: إمام شهاب الدين أحمد

بن محمد تلسماني (۹۹۲ھ - ۱۰۴۱ھ) ناشر: دار صادر بيروت

۲۵۲... نصب الراية في تخريج أحاديث الهداية: إمام جمال الدين

عبدالله بن يوسف زيلعي (۷۲۶ھ) ناشر: مؤسسة الريان للطباعة والنشر

(۱۴۸۱ھ - ۱۹۹۷ء)

۲۵۳... النور السافر عن أخبار القرن العاشر: محي الدين عبد القادر

بن شيخ عيروس (۹۷۸ھ - ۱۰۳۸ھ) ناشر: دار الكتب العلمية (۱۴۰۵ھ)

۲۵۴... النجوم الظاهرة في ملوك مصر والقاهرة: إمام أبو المحاسن

يوسف بن تغري بردي (۸۱۳ھ - ۸۷۴ھ) ناشر: وزارة الثقافة

والإرشاد، مصر

۲۵۵... نيل الأوطار: إمام محمد بن علي بن محمد شوكانی

(۱۱۷۳ھ - ۱۲۵۰ھ) ناشر: دار الحديث مصر (۱۴۱۳ھ - ۱۹۹۳ء)

۲۵۵... وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان: إمام أبو العباس شمس

الدين أحمد بن محمد المعروف ابن خلكان (۶۰۸ھ - ۶۸۱ھ) ناشر:

دار صادر، بيروت

۲۵۶... الوافي بالوفيات: إمام صلاح الدين خليل ابن ايبك صفدي

(۷۶۴ھ) ناشر: دار إحياء التراث العربي (۱۴۲۰ھ - ۲۰۰۰ء)

۲۵۷... الوردة الحافرة في أحاديث تلاميذ الإمام الأعظم وأحاديث

العلماء الأحناف الجامع الصحيح للإمام البخاري: محمد مفيض

الرحمان بن أحمد حسين، ناشر: زمزم پبلشرز

امام اعظم ابو حنیفہ کا علمی مقام

امام ابو حنیفہ کی سوانح، آپ کی تابعیت، شہر کوفہ کی قدر و منزلت، دس محدثین اساتذہ و تلامذہ کا تعارف، امام اعظم کی جلالت شان سوا کا براہل علم کی نظر میں، آپ کے اصول حدیث، فن حدیث اور رجال میں مہارت، کتاب الآثار کا تفصیلی تعارف، اسیس مسانید اور ان کے مصنفین کا تعارف صحابہ سے روایت حدیث، محدثین کی نظر میں آپ کی بلند پایہ فقہت کا بیان بتالیفات امام اعظم، فقہ حنفی کے خصائص امتیازات، آپ پر نقد و جرح اور اس کے تفصیلی جوابات، آپ کی ذکاوت کے پچاس دیکھپ واقعات، ۲۰۰۰ سے زائد حوالہ جات سے مزین کتاب

مَوْلَانَا مُحَمَّدُ مَدَنِي

فاضل جامعہ علوم اسلامیہ، علامہ یوسف بنوری ٹاؤن کراچی
استاذ جامعہ انوار العلوم مہراں ٹاؤن کورنگی کراچی